کاندھا دیتے اور کبھی بائیں کو ؟ آپؑ نے فرمایا اس وقت میرا ہاتھ جبرئیلؑ کے ہاتھ میں تھا وہ جدھر لیجاتے تھے میں جاتا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا آپؐ نے خود ان کے غسل کا حکم دیا اور ان کی نماز جنازہ پڑھی، انہیں قبر میں اتارا، اور اس کے باوجود آپؐ نے فرمایا کہ سعد چند باتوں میں ماخوذ ہیں ؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ ان کا برتاؤ اپنی اہل خانہ کے ساتھ اچھا نہ تھا۔

بحمد اللہ "جزاول" کا ترجمہ تمام

الھمہ صل علی محمد وآل محمد

مورخہ ۲ رجب ۱۴۱۲ھ

بمطابق روز چہار شنبہ ۸ جنوری ۱۹۹۲ء

احقر العباد سید حسن امداد ممتاز الافاضل غازی پور

علل الشرائع

حصہ دوم

شیخ صدوق

باب (۲۵۸) وہ سبب جس کی بناء پر کفن کو دھونی دینا اور میت کو عطر لگانا منع ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے جد حسین بن راشد سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے روایت کرتے ہوئے اپنے جد نامدار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے کہ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تم لوگ کفن کو دھونی نہ دو اور سوائے کافور کے میت کے بدن پر کسی قسم کی خوشبو نہ لگاؤ اس لئے کہ میت احرام باندھے شخص کے بمنزلہ ہوتی ہے۔ (اور احرام میں خوشبو منع ہے)

باب (۲۵۹) وہ سبب جس کی بناء پر انسان پیدا کسی اور جگہ ہوتا ہے اور مرتا کہیں اور ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حمدان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابراہیم بن مخلد نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابراہیم سے انہوں نے محمد بن بشیر سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے ابی عبداللہ قزوینی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا اور کہا کہ کیا سبب ہے کہ انسان پیدا یہاں ہوتا ہے اور مرتا کسی اور جگہ ہے؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جب انسانوں کو پیدا کیا تو انہیں سارے روئے زمین کی مٹی سے پیدا کیا۔ پس ہر انسان اپنی مٹی کی طرف پلٹے گا۔

باب (۲۶۰) وہ سبب جس کی بناء پر مومن کی موت کو چھپانا نہ چاہیئے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن الحسین سعدآبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن سیابہ سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کہ مومنین میں سے کسی مرنے والے کی موت کو جو غیبت میں مر گیا ہو نہ چھپاؤ تاکہ اس کی زوجہ عدہ رکھے اور مرنے والے کی میراث تقسیم کر لی جائے۔

باب (۲۶۱) وہ سبب جس کی بناء پر جب جسم سے روح نکلنے لگتی ہے تو اسے مس کر کے محسوس کیا جاتا ہے اور جب جسم کے اندر موجود ہوتی ہے تو اسے مس کر کے محسوس نہیں کیا جاتا

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حمدان بن حسین نے روایت کرتے ہوئے حسین بن ولید سے انہوں نے عمران بن حجاج سے انہوں نے عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابی عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ جب انسان کے جسم سے روح نکلنے لگتی ہے تو وہ اسے مس کر کے محسوس کرتا ہے اور جب اس میں موجود رہتی ہے تو اس کو کوئی علم نہیں ہوتا؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ اسی پر بدن کی نشوونما ہوتی ہے۔

باب (۲۶۲) وہ سبب جس کی بناء پر عذاب قبر ہوتا ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے سندی بن محمد سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے صفوان بن مہران بن حسن سے انہوں نے حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے کہا کہ فرمایا احبار میں سے ایک شخص کو اس کی قبر میں بٹھایا گیا اور اس سے کہا گیا۔ میں تجھ کو عذاب الٰہی کے سو (۱۰۰) کوڑے لگاؤں گا اس نے کہا میں اس کو برداشت نہ کر سکوں گا۔ پھر فرشتے اس کو گھٹاتے گھٹاتے ایک کوڑے تک پہنچے اور کہا اب ایک کوڑا تو ضروری ہے۔ اس نے کہا تم لوگ آخر ہمیں کوڑے کیوں لگاتے ہو؟ لوگوں نے کہا اس لئے کہ ایک دن تم نے بغیر وضو کے نماز پڑھی تھی اور ایک مرتبہ تم ایک ضعیف شخص کی طرف سے ہو کر گزر رہے تھے مگر تم نے اس کی کوئی مدد نہیں کی اس کے بعد ان فرشتوں نے اس کو عذاب الٰہی کا ایک کوڑا لگایا تو اس کی پوری قبر آگ سے بھر گئی۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد ہمدانی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے منذر بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن قاسم نے روایت کرتے ہوئے ابی خالد سے انہوں نے زید بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے ان کے جد سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ عذاب قبر چغل خوری اور اپنے اہل خانہ سے چھپ جانے (لاپتہ ہو جانے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے حسین بن یزید نوفلی سے انہوں نے اسماعیل بن مسلم سکونی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن نے جو نعمتیں ضائع کی ہیں اس کا کفارہ فشار قبر ہے۔

(۴) بیان کیا مجھ سے ابوالحسن علی بن حسین بن سفیان بن یعقوب بن حارث بن ابراہیم ہمدانی نے کوفہ میں اپنے گھر پر کہ بیان کیا مجھ سے ابوعبداللہ جعفر بن احمد بن یوسف ازدی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی ابن نوح حناط نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عمرو بن الیسع نے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق بن امام محمد باقر علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کے پاس آکر کسی نے خبر دی کہ سعد بن معاذ کا انتقال ہو گیا۔ یہ سن کر آپؐ اٹھے اور آپؐ کے ساتھ آپؐ کے اصحاب بھی اٹھے میت کو اٹھایا اور حکم دیا تو دروازے کے ایک پاٹ پر انہیں غسل دیا گیا اور پھر جب حنوط اور کفن ہو چکا اور تابوت میں رکھ کر اٹھایا گیا تو رسول اللہؐ جنازے کے پیچھے پیچھے چلے کبھی تابوت کے داہنی طرف کندھا دیتے اور کبھی بائیں طرف۔ یہاں تک کہ ان کی قبر پر پہنچے اور وہاں پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود قبر میں اترے اور انہیں لحد میں اتارا اور اینٹوں سے اس کو بند کیا اور کہتے رہے کہ پتھر لاؤ، گیلی مٹی لاؤ جس سے اینٹوں کی درازیں بند کر دی جائیں۔ پھر جب آپؐ اس سے فارغ ہوئے اور مٹی ڈال کر قبر برابر کر دی گئی تو رسول اللہؐ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ یہ بلا میں مبتلا ہوں گے مگر اللہ کو یہ پسند ہے کہ بندہ کوئی کام کرلے تو اللہ تعالیٰ خود اس کا فیصلہ کرے الغرض جب قبر برابر کر دی گئی تو سعد کی ماں کی آواز ایک گوشہ سے آئی اے سعد تمہیں جنت مبارک ہو۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سعد کی ماں ٹھہرو ایسا نہ کہو اور اللہ پر اپنا کوئی حتمی حکم نہ چلاؤ سعد بہت سے باتوں میں ماخوذ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ سعد کو دفن کر کے جب رسول اللہؐ اور سب لوگ واپس ہوئے تو لوگوں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں نے دیکھا کہ آپؐ نے سعد کے ساتھ جو برتاؤ کیا وہ کسی کے ساتھ نہیں کیا آپؐ ننگے پاؤں اور پا برہنہ چل رہے تھے؟ آپؐ نے فرمایا میں نے فرشتوں کی تاسی اور پیروی کی۔ لوگوں نے عرض کیا اور آپؐ کبھی تابوت کے داہنے کو

کاندھا دیتے اور کبھی بائیں کو آپؐ نے فرمایا اس وقت میرا ہاتھ جبرئیلؑ کے ہاتھ میں تھا وہ جدھر لیجاتے تھے میں جاتا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا آپؐ نے خود ان کے غسل کا حکم دیا اور ان کی نماز جنازہ پڑھی، انہیں قبر میں اتار، اور اس کے باوجود آپؐ نے فرمایا کہ سعد چند باتوں میں ماخوذ ہیں آپؐ نے فرمایا ہاں۔ ان کا برتاؤ اپنی اہل خانہ کے ساتھ اچھا نہ تھا۔

بحمداللہ "جزاول" کا ترجمہ تمام

الھمہ صل علی محمد وآل محمد

مورخہ ۲ رجب ۱۴۱۲ھ

بمطابق روز چہار شنبہ ۸ جنوری ۱۹۹۲ء

احقر العباد سید حسن امداد ممتاز الافاضل غازی پور

حصہ دوم

حمد اس اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور اللہ اپنی رحمتیں نازل کرے محمدؐ اور ان کی پاک آل پر

الصلوٰۃ

باب (۱) وضو واذان اور نماز کے علل واسباب

(۱) اس کتاب (علل الشرائع) کے مصنف حضرت شیخ فقیہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد اور محمد بن حسن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعید بن عبداللہ نے اور انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عیسیٰ بن عبید نے اور انہوں نے روایت کی محمد بن ابی عمیر و محمد بن سنان سے انہوں نے صباح سدی وسدیر صیرفی و محمد بن نعمان و مومن طاق و عمر بن اذینہ سے اور انہوں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے نیز یہی حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن حسن ابن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار اور سعد بن عبداللہ نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین بن ابی خطاب و یعقوب بن یزید و محمد بن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن جبلہ سے انہوں نے صباح مزنی وسدیر صیرفی و محمد بن نعمان احول و عمر بن اذینہ سے اور ان سب نے روایت کی حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا اے عمر بن اذینہ یہ ناصبی لوگ اپنی اذان و نماز کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں یہ لوگ کہتے ہیں کہ ابی بن کعب انصاری نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ بلند و بالا ہے اس بات سے کہ کوئی شخص اس کو خواب میں دیکھے۔ اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا سنو خدائے عزیز و جبار اپنے نبی کو اپنے سات آسمانوں کی بلندیوں کی طرف لے گیا۔ پہلے آسمان میں ان پر اپنی برکتیں نازل کیں، دوسرے آسمان میں ان کو ان کے فرائض کی تعلیم دی (اور جب انہیں معراج پر بلانے کا ارادہ کیا تو) خدائے عزیز و جبار نے نور کی ایک محمل نازل فرمائی جس میں نور کے اقسام میں سے چالیس قسم کے ایسے نور تھے جو عرش کے اطراف حلقہ کئے ہوئے تھے اور جسے دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں۔ ان میں سے ایک نور زرد تھا اور زرد رنگ میں جو یہ زردی ہے اسی کی وجہ سے ہے۔ ایک سرخ نور تھا اور سرخ رنگ میں یہ سرخی اسی کی وجہ سے ہے۔ ایک نور سفید تھا اور سفید رنگ میں یہ سفیدی اسی کی وجہ سے ہے۔ باقی اور بھی قسم قسم کے انوار تھے جو اللہ نے پیدا کئے ہیں۔ اس محمل میں چاندی کے قلابے اور زنجیریں پڑی ہوئی تھیں چنانچہ آنحضرتؐ اس میں بیٹھے اور آسمان دنیا کی طرف بلند ہوئے۔ ملائکہ نے آتے ہوئے دیکھا تو آسمان کے اطراف بھاگے اور سجدے میں گر پڑے اور بولے **سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح** یہ نور ہمارے رب کے نور سے کس قدر مشابہ ہے تو جبرئیلؑ نے کہا "**اللہ اکبر اللہ اکبر**" یہ سن کر ملائکہ ٹھہر گئے۔ آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ اور تمام ملائکہ جمع ہو گئے اور گروہ در گروہ آکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انہوں نے سلام کیا اور پوچھا کہ اے محمد آپ کے بھائی کیسے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا بخیر ہیں۔ ملائکہ نے کہا اچھا آپؐ واپس جائیں تو انہیں ہمارا سلام کہہ دیں۔ نبیؐ نے فرمایا تم لوگ ان کو جانتے ہو؟ ملائکہ نے کہا ہم لوگ ان کو کیوں نہیں جانیں گے اللہ تعالیٰ نے تو آپؐ کے متعلق اور ان کے متعلق ہم لوگوں سے عہد و پیمان لیا ہے اور ہم لوگ مسلسل آپؐ پر اور ان پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس محمل میں چالیس اقسام کے نور کا مزید اضافہ فرمادیا جو پہلے چالیس قسم کے نوروں میں سے کسی ایک سے بھی مشابہ نہ تھے۔ اور اس محمل میں کچھ قلابوں اور زنجیروں کا بھی اضافہ کر دیا اور آپؐ اس کے ذریعہ دوسرے آسمان کی طرف بلند ہوئے اور جب دوسرے آسمان کے دروازے کے قریب پہنچے تو وہاں کے فرشتے بھاگ کر آسمان کے اطراف میں چلے گئے اور سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے **سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح** یہ نور ہمارے رب کے نور سے کس قدر مشابہ ہے پس جبرئیلؑ نے کہا **اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ** یہ سن کر ملائکہ پھر سے مجتمع ہوگئے اور آسمان کے دروازے کھول دیئے اور بولے۔ اے جبرئیل تمہارے ساتھ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ محمدؐ ہیں۔ ملائکہ نے پوچھا کیا یہ مبعوث ہوگئے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ پھر وہ لوگ میرے پاس آئے مجھے سلام کیا اور کہا اپنے بھائی کو ہم لوگوں کا سلام کہئے گا۔ تو میں نے پوچھا کیا تم لوگ ان کو جانتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا ہاں اور ہم لوگ ان کو کیوں نہ جانیں گے اللہ نے ہم لوگوں سے عہد و پیمان لے لیا ہے آپؐ کے متعلق اور ان کے متعلق اور ان کے ان شیعوں کے متعلق جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور ہم لوگ تو ان کے شیعوں کے چہرے کو دن میں پانچ مرتبہ دیکھتے رہتے ہیں یعنی نماز کے اوقات میں۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے میرے لئے چالیس قسم کے مزید انوار کا اور اضافہ کر دیا جو سابقہ انوار میں سے کسی نور سے مشابہ نہ تھے۔ اور محمل میں کچھ قلابے اور زنجیریں بڑھادیں۔ پھر مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے گیا۔ مجھے آتا دیکھ کر ملائکہ بھاگ کر آسمان کے اطراف میں چلے گئے اور سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے **سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح** یہ کیسا نور ہے جو ہمارے رب کے نور سے بالکل مشابہ ہے یہ سن کر حضرت جبرئیلؑ نے کہا **اشھد ان محمداً رسول اللہ اشھد ان محمداً رسول اللہ**

یہ سن کر تمام ملائکہ مجتمع ہوگئے اور آسمان کے دروازے کھول دیئے اور کہنے لگے اول خوش آمدید آخر خوش آمدید حاشر خوش آمدید ناشر خوش آمدید محمدؐ خاتم النبیین ہیں اور علیؑ تمام اوصیاء میں سب سے بہتر ہیں۔ آنحضرتؐ نے بیان کیا کہ پھر ان سب نے مجھے سلام کیا اور پوچھا کہ علیؑ کہاں ہیں؟ میں نے کہا وہ زمین پر میرے خلیفہ و نائب ہیں کیا تم لوگ ان کو جانتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا ہاں ہم لوگ ان کو کیسے نہ جانیں گے ہم لوگ بیت معمور سال میں ایک مرتبہ حج کے لئے جاتے ہیں اس پر ایک کتبہ سفید قرطاس پر آویزاں ہے جس میں محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور دیگر ائمہ اور ان کے شیعہ جو تاقیامت ہوتے رہیں گے کے نام تحریر ہیں اور ہم لوگ برکت کے لئے ان ناموں پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے میرے لئے چالیس اقسام کے انوار مزید بڑھائے جو سابقہ انوار میں سے کسی نور سے مشابہ نہ تھے۔ اور محمل میں قلابے اور زنجیریں بڑھادیں اور مجھے چوتھے آسمان کی طرف لے گیا۔ وہاں کے ملائکہ کچھ نہ بولے مگر میں نے ایسی آوازیں سنیں جیسے لوگ دل ہی دل میں گنگنارہے ہوں۔ پھر تمام ملائکہ آگئے اور آسمان کے دروازے کھول دیئے میرے پاس آئے۔ اس وقت جبرئیلؑ نے کہا **حی علی الصلوٰۃ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح** تو ملائکہ نے کہا دونوں آوازیں قریب قریب ہیں (اس کا مطلب یہ ہے کہ) محمدؐ کے ذریعہ صلوٰۃ قائم ہوگی اور علیؑ کے ذریعہ دنیا میں فلاح قائم ہوگی۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا **قد قامت الصلاۃ قد قامت الصلاۃ** تو ملائکہ نے کہا کہ یہ نماز ان کے شیعوں کے لئے ہے جو قیامت تک اس کو قائم کرتے رہیں گے اس کے بعد ملائکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور دریافت کیا کہ آپؐ نے اپنے بھائی کو کہاں چھوڑا اور وہ کیسے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کیا تم لوگ انہیں جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ ہم لوگ انہیں بلکہ ان کے شیعوں کو بھی جانتے ہیں اس وقت سے کہ جب وہ عرش کے گرد نور کی شکل میں تھے اور بیت معمور میں نور کا ایک ورق ہے جس میں نور کی ایک تحریر ہے جس میں محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ائمہؑ اور ان کے شیعوں کے نام درج ہیں نہ ان میں ایک زائد ہوگا اور نہ اس میں ایک کم ہوگا۔

ہم ہی لوگوں کا عہد نامہ ہے جو ہم لوگوں سے لیا گیا ہے اور یہ ہر جمعہ ہم لوگوں کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ یہ سن کر میں نے اللہ کے شکر کا سجدہ کیا تو ارشاد باری ہوا۔ اے محمدؐ اپنا سر اٹھاؤ۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو آسمان کی طنابیں کھنچ گئیں اور درمیان سے سارے پردے اٹھ گئے۔ پھر فرمایا اپنا سر جھکا کر دیکھو۔ اب جو میں نے سر جھکا کر دیکھا تو تمہارا یہ خانہ کعبہ اس بیت معمور کے بالکل ایسا سیدھ پر تھا کہ اگر میں اپنے ہاتھ سے کوئی چیز بیت معمور سے گراتا تو وہ سیدھے اس خانہ کعبہ پر آکر گرتی۔ تو ارشاد ہوا اے محمدؐ یہ حرم ہے اور وہ بیت الحرام ہے۔ ہر ایک شے کی ایک مثال ہوتی ہے۔ پھر مجھ سے میرے رب نے کہا اے محمدؐ اپنا ہاتھ بڑھاؤ تمہیں وہ پانی ملے گا جو ساق عرش کے داہنی جانب سے بہہ رہا ہے۔ چنانچہ وہ پانی نازل ہوا تو میں نے اسے اپنے داہنے ہاتھ میں لیا اور اسی بناء پر وضو کی ابتداء داہنے ہاتھ سے ہے۔ پھر فرمایا اے محمدؐ یہ پانی لو اور اس سے اپنا منہ دھو لو۔ اس لئے کہ تم ہماری عظمت کے دیکھنے کے خواہشمند ہو تو تمہیں پاک و باوضو ہونا چاہیئے پھر اپنے دونوں داہنے اور بائیں ہاتھ کہنیوں سے دھولو۔ اس لئے کہ تم اپنے ان ہی دونوں ہاتھوں سے میرے کلام کو لو گے۔ پھر تمہارے ہاتھ میں جو فاضل پانی ہے اس سے اپنے سر اور اپنے دونوں پاؤں پر کعبین تک مسح کرو میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے سر پر مسح کرو اور میں تم پر برکتیں نازل کروں۔ اور پاؤں کا مسح تو میں چاہتا ہوں کہ تم ایسے مقام پر قدم رکھو کہ جہاں تم سے پہلے کوئی قدم نہ رکھ سکا اور نہ تمہارے سوا کوئی قدم رکھ سکے گا۔ تو یہ ہے وضو اور اذان کی علت اور سبب

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ اب حجر اسود کی طرف رخ کرو اور جتنے میرے حجاب ہیں اتنی مرتبہ تکبیر کہو۔ اس لئے تکبیریں سات ہوگئیں کیونکہ حجاب سات ہیں اور ان سات تکبیروں کے بعد قرأت کا افتتاح کرو اس لئے افتتاح بھی سنت قرار پائی۔ اور جب آپؐ تکبیر و افتتاح سے فارغ ہوئے تو ارشاد ہوا اب تم مجھ تک پہنچ گئے ہو۔ اب میرا نام لو تو آنحضرتؐ نے کہا **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** اور اسی بنا پر **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** کو ہر سورے کی ابتداء میں قرار دیا گیا۔ پھر ارشاد ہوا کہ اچھا اب میری حمد کرو۔ آنحضرتؐ نے زبان سے کہا **الحمد للہ رب العالمین** اور دل میں کہا شکراً تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا تم نے میری حمد کا سلسلہ قطع کر دیا اب پھر میرا نام لو۔ اسی لئے سورہ حمد میں دو مرتبہ **الرحمٰن الرحیم** ہے۔ اور جب پوری سورہ پڑھتے ہوئے **ولا الضالین** تک پہنچے تو پھر آنحضرتؐ نے کہا الحمد للہ رب العالمین شکراً اور ادھر خدائے عزیز و جبار نے کہا تم نے میرے ذکر کو قطع کر دیا اب پھر میرا نام لو تو آنحضرتؐ نے کہا **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے سورہ حمد کے بعد دوسرے سورہ کے قبل **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** کو قرار دیا اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اب تم **قل ھو اللہ احد** کے سورے کی قرأت کرو جیسا کہ میں نے تم پر نازل کر دیا ہے اس لئے کہ یہ میری نسبت ہے۔ اس کو مجھ سے نسبت ہے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ جھکاؤ اور اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھو اور میرے عرش کی طرف دیکھو۔ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ میں نے نظر اٹھائی تو وہ عظمت دیکھی کہ میرے ہوش و حواس گم ہوگئے اور غشی طاری ہوگئی مگر مجھ پر الہام ہوا اور میں نے اس عظمت کو دیکھ کر کہا کہ **سبحان ربی العظیم وبحمدہ** جب میں نے یہ کہا تو غشی سے افاقہ ہوا اور میں نے یہ الہام کے بموجب کہا اور اب میرے گئے ہوئے ہوش و حواس واپس آگئے اسی بناء پر رکوع میں سات بار **سبحان ربی العظیم وبحمدہ** کہنا قرار پایا۔ اس کے بعد ارشاد الٰہی ہوا اب اپنا سر اٹھاؤ: میں نے سر اٹھایا تو ایک ایسی شے دیکھی کہ جس سے میری عقل گم ہوگئی اور میں فوراً منہ اور ہاتھ کے بل زمین پر گر گیا اور پھر مجھے الہام کیا گیا تو میں نے وہ علو اور بلندی جو دیکھی تھی اس کی بناء پر کہا **سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ** اسے میں نے سات بار کہا پس جان میں جان آئی۔ اسے جب بھی ایک مرتبہ کہتا تو غشی دور ہوتی اور اب میں اٹھ کر بیٹھ گیا لہٰذا سجدے میں **سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ** کا کہنا قرار پایا اور دو سجدوں کے درمیان قعود غشی سے استراحت بموجب الہام قرار پایا۔ اب میرا جی چاہا کہ میں اپنا سر اٹھاؤں میں نے سر اٹھایا تو وہی علو اور بلندی پھر نظر آئی تو مجھ پر پھر غشی طاری ہوگئی۔ اپنے منہ اور ہاتھ کے بل زمین پر گر پڑا اور میں نے کہا **سبحان ربی الاعلیٰ** یہ میں نے سات مرتبہ کہا پھر سر اٹھایا اور کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ گیا تاکہ اس علو اور بلندی کو دوبارہ دیکھوں اس طرح دو سجدے

اور ایک رکوع ہو گیا اور اسی بنا پر قیام سے پہلے قعود یعنی خفیف سی نشست معین ہو گئی۔ پھر میں کھڑا ہوا تو ارشاد ہوا اے محمدؐ پھر سورہ حمد کی قرات کرو۔ میں نے اس سورہ کی قرأت کی جس طرح پہلی رکعت میں کر چکا تھا اس کے بعد ارشاد ہوا اب سورہ انزلناہ کی قرأت کرو یہ تمہارے اور تمہارے اہلبیت کی طرف تاقیامت نسبت رکھے گی پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ رکوع و سجدہ میں وہی کہا جو پہلی رکعت کے رکوع و سجدہ میں کہا تھا اب میں کھڑے ہونے کے لئے تیار ہوا تو ارشاد ہوا اے محمدؐ بس اب تم ذکر کرو نعمتوں کا جو میں نے تم کو عطا کی ہیں اور میرا نام لو۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھ پر الہام کیا اور میں نے کہا **بسم اللہ وباللہ لاالہ الا اللہ لہ الاسماء الحسنی کلھا للہ** پھر ارشاد ہوا اے محمدؐ آپ اپنے اوپر اور اپنے اہلبیت پر درود بھیجو تو میں نے کہا **صلی اللہ علی و علی اہل بیتی** اور اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا ہے اس کے بعد میں متوجہ ہوا تو دیکھا کہ میں ملائکہ و انبیاء و مرسلین کی صفوں کے ساتھ ہوں تو ارشاد ہوا اے محمدؐ میں سلام ہوں اور تحیہ و رحمت و برکت تم ہو اور تمہاری ذریت ہے پھر مجھے میرے پروردگار عزیز و جبار نے حکم دیا کہ اب بائیں طرف ملتفت نہ ہونا۔ اور پہلا سورہ جو میں نے **قل ھو اللہ احد** کے بعد سنا وہ سورہ انا انزلناہ تھی اور اسی بناء پر سلام ایک مرتبہ ہے روبہ قبلہ رہ کر۔ اور اسی بناء پر سجود میں تسبیح (یعنی سبحان اللہ) سجود و رکوع دونوں میں ہے شکر کے طور پر اور **سمع اللہ لمن حمدہ** اسلئے ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب میں نے ملائکہ کا شور و غوغا سنا تو کہا کہ جس شخص نے بھی اللہ کی حمد اور اس کی تسبیح و تہلیل کی اس کو اللہ نے سنا اور اسی بناء پر ابتدائی دو رکعتوں میں اگر کسی شخص سے کوئی حدث صادر ہو جائے تو اس کا اعادہ واجب ہے اور یہی (دو رکعت) سب سے پہلے فرض ہوئی نیز یہ دو رکعت سب سے پہلے زوال کے وقت یعنی نماز ظہر میں فرض ہوئی۔

باب (۲) وہ سبب جس کی بناء پر نماز کو اللہ نے فرض کیا

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل برقی سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن عباس نے روایت کرتے ہوئے عمر بن عبدالعزیز سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ہشام بن حکم نے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز کا سبب پوچھا۔ اس لئے کہ ان اوقات میں لوگ اپنے کام کاج میں مشغول رہتے ہیں اور پھر لوگ جسمانی طور پر تھک بھی جاتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا اس کے متعدد اسباب ہیں۔ ایک سبب یہ ہے کہ اگر لوگ بغیر انتباہ اور بغیر تذکرہ نبیؐ کے جو اولین کی پیشگوئیوں سے بھی زیادہ ہو چھوڑ دیئے جاتے اور فقط کتاب ان کے ہاتھوں میں دیدی جاتی تو ان کا انجام بھی وہی ہوتا جو اگلی امتوں کا ہوا۔ انہوں نے اپنا ایک مسلک اختیار کر لیا اور کتابیں وضع کرالیں پھر جس مسلک پر وہ چلے اسی پر لوگوں کو دعوت دی اور اس پر لوگوں کو قتل کیا اس طرح ان کا معاملہ ختم ہو گیا اور اس دنیا سے رخصت ہو گئے جب وہ رخصت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو نہ بھولیں انہیں یاد کریں اور روزانہ پانچ وقت ان کے نام کا اعلان کریں اور نماز میں اللہ کی عبادت کریں اللہ کا ذکر کریں تاکہ اللہ سے غافل نہ ہوں اور انھیں نہ بھولیں ورنہ ان کا ذکر بند ہو جائے گا۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن اسماعیل نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن عباس نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے کہ حضرت امام ابوالحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے ان کے مسائل کے جواب جو کچھ لکھا اس میں نماز کا سبب بھی لکھا کہ نماز اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اور اس کے بے مثل اور بے نظیر ہونے کا اقرار ہے اور بندہ ذلیل و مسکین بن کر خشوع و خضوع کے ساتھ اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے پچھلے گناہوں کے لئے عفو کی درخواست نے کر خدائے جبار و جل جلالہ کی بارگاہ میں کھڑا ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کی تعظیم کے لئے دن میں پانچ مرتبہ اپنا چہرہ زمین پر رکھتا ہے اور نماز سے معلوم ہوتا ہے کہ بندہ اپنے

خالق کو یاد کرنے والا ہے، بھولنے والا نہیں ہے اس میں اکڑ اور تکبر نہیں ہے فروتنی اور انکساری ہے دین و دنیا دونوں میں زیادتی کا طالب ہے دن رات ذکر میں مسلسل مشغول ہے۔ نماز اس لئے ہے کہ بندہ اپنے مالک اور مربی و خالق کو نہ بھول جائے، اس میں تکبر و سرکشی نہ آجائے وہ اپنے رب کے ذکر میں رہے اور خود کو اللہ کی بارگاہ میں کھڑا کیے خود کو معاصی اور گناہوں سے روکے اور مختلف قسم کے فسادات میں آلودہ نہ ہونے دے۔

باب (۳) قبلہ اور ذرا بائیں جانب کج ہونے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے حسن بن محمد بن ادریس رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن حسان سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے علی بن حسان واسطی سے انہوں نے اپنے چچا عبدالرحمن بن کثیر سے انہوں نے مفضل بن عمر سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ہمارے اصحاب قبلہ سے ذرا بائیں جانب کج کیوں ہوتے ہیں اس کا کیا سبب ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حجراسود جب جنت سے نازل ہوا اور اپنے مقام پر رکھا گیا تو جہاں تک اس حجراسود کی روشنی پہنچی وہاں تک حرم کی حد مقرر ہوئی اور اس کی روشنی کعبہ کے داہنے جانب چار میل اور بائیں جانب آٹھ میل پہنچی اور یہ کل بارہ میل ہوئے اب اگر انسان داہنے جانب کج ہو گا تو حدود قبلہ سے خارج ہو جائے گا اس لئے کہ حرم کے حدود سے باہر ہو جائے گا اور اگر بائیں جانب کج ہو گا تو حدود قبلہ سے خارج نہیں ہو گا۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے حسن بن سعید سے انہوں نے ابراہیم بن ابی البلاد سے انہوں نے ابی غرہ سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ خانہ کعبہ قبلہ ہے مسجد حرام والوں کے لئے اور مسجد الحرام قبلہ ہے مکہ والوں کے لئے اور مکہ قبلہ ہے حدود حرم میں رہنے والوں کے لئے اور حدود حرم ساری دنیا کا قبلہ ہے۔

باب (۴) وہ سبب جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تعظیم کا حکم دیا اور وہ سبب جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کو بیت المقدس پر مسلط کر دیا

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے روایت کرتے ہوئے موسیٰ بن عمران سے انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید نوفلی سے انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مسجدوں کی تعظیم کا کیوں حکم دیا؟ فرمایا اس لئے کہ یہ روئے زمین پر خدا کے گھر ہیں۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے کلیب صیداوی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا توریت میں تحریر ہے کہ زمین میں میرے گھر مسجدیں ہیں۔ اور اس شخص کا کیا کہنا جو اپنے گھر سے باطہارت ہو کر میرے گھر میں میری ملاقات کو آئے اور میزبان کا فرض ہے کہ وہ مہمان کا اکرام کرے۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے موسیٰ بن بکر سے انہوں نے ابوالحسن اول علیہ السلام سے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت

موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں تمہارے پاس آسمان سے آگ نازل کر رہا ہوں تم اس سے بیت المقدس میں روشنی کیا کرو۔ پھر آپ نے فرمایا مگر جب بخت نصر نے بیت المقدس کو مسمار کر دیا اس کی عبادت گاہوں کو ڈھا دیا اس میں بیت الخلاء بنا دیا تو اس بقعہ نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی کہ پروردگار تو نے مجھے اپنے ملائکہ کے ہاتھوں تعمیر کرایا مجھے اپنا گھر قرار دیا اور اپنے انبیاء اور رسولوں کا جائے قیام بنایا اور پھر تم نے مجھ پر ایک مجوسی آتش پرست کو مسلط کر دیا جس نے میرے ساتھ جو سلوک چاہا وہ کر گزرا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بقعہ کی طرف وحی کی کہ میں نے تیرے ساتھ یہ اس لئے کیا تا کہ اہل قریہ جان لیں کہ اگر انہوں نے میری نافرمانی کی تو میں بھی ان کی کوئی پرواہ نہ کروں گا۔

باب (۵) وہ سبب جس کی بناء پر مسجد پر وقف جائز نہیں

(۱) بیان کیا مجھ سے جعفر بن علی نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے جد حسن بن علی کوفی سے انہوں نے عباس بن عامر سے انہوں نے ابی ضحاک سے اور انہوں نے ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے ایک مسئلہ پوچھا وہ یہ کہ ایک شخص نے ایک گھر خریدا اس کی تعمیر کی اور کچھ عرصہ تک وہ یونہی پڑا رہا۔ پھر اس نے اس کو غلہ کا گودام بنا لیا کیا وہ اب اس گھر کو مسجد پر وقف کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجوسی آتش کدوں پر وقف کیا کرتے تھے۔

باب (۶) وہ سبب جس کی بناء پر مسجد میں آواز بلند کرنا، گمشدہ شے کے لئے اعلان کرنا نیز اس میں تیر وغیرہ بنانا مکروہ ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے اور انہوں نے انہی اسناد کے ساتھ یہ روایت کی ہے کہ ایک شخص مسجد میں اپنی گمشدہ شے کے اعلان کے لئے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے کہا کہ اس سے کہہ دو کہ تیری اس گمشدہ شے کو اللہ واپس نہ دلائے یہ مسجد اس لئے نہیں بنائی گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ مسجد میں آواز بلند کرنا مکروہ ہے اور رسول اللہؐ ایک مرتبہ مسجد کی طرف سے ہو کر گزرے تو دیکھا کہ ایک شخص مسجد میں بیٹھا ہوا اپنے تیر بنا رہا ہے آپؐ نے اس کو منع کیا اور کہا کہ یہ مسجد اس لئے نہیں بنائی گئی ہے

(۲) اور ان ہی اسناد کے ساتھ محمد بن احمد سے روایت ہے اور انہوں نے روایت کی حسن بن موسیٰ خشاب سے انہوں نے علی بن اسباط سے انہوں نے بعض راویوں سے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ اپنی مسجدوں کو بچائے رکھو خرید و فروخت اور مجنونوں اور بچوں سے اور حکیم احکام و سزاؤں اور بلند آوازوں سے۔

باب (۷) وہ سبب جس کی بناء پر امیر المومنین علیہ السلام محرابوں کو توڑ دیا کرتے تھے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے محمد بن یحییٰ غزاز سے انہوں نے طلحہ بن زید سے انہوں نے حضرت جعفر ابن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام جب مسجدوں میں محرابوں کو دیکھتے تو انہیں توڑ دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ تو گویا یہودیوں کے مذبح خانوں کی مانند ہے۔

باب (۸) وہ سبب جس کی بناء پر مسجد کو کنگرہ دار بنانا جائز نہیں

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ غزاز سے انہوں نے طلحہ بن زید سے اور انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ میں ایک مسجد کو دیکھا کہ اس میں کنگرے بنے ہوئے ہیں۔ تو فرمایا یہ تو ایسی نظر آتی ہے جیسے کوئی کلیسا ہو مسجدوں میں کنگرے نہیں بنائے جاتے سیدھی سادی ہوتی ہے۔

باب (۹) وہ سبب جس کی بناء پر واجب ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد سے سنگریزہ نکالے تو اس میں واپس رکھ دے یا کسی دوسری مسجد میں ڈال دے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے اور انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے وھب بن وھب سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے آپ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص مسجد سے کوئی کنکری یا سنگریزہ نکالے تو اس پر واجب ہے کہ اس کو اسی جگہ رکھ دے یا کسی دوسری مسجد میں رکھ دے اس لئے کہ یہ سنگریزے تسبیح پڑھتے ہیں۔

باب (۱۰) حالت رکوع میں گردن بڑھائے رکھنے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابراہیم بن علی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد انصاری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن علی علوی نے روایت کرتے ہوئے ابی حکیم زاہد سے اور انہوں نے احمد بن عبد اللہ سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے عرض کیا کہ اے بہترین مخلوق کے ابن عم یہ بتائیں کہ نماز کے اندر پہلی تکبیر میں دونوں ہاتھ اٹھانے کا کیا مقصد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس اللہ اکبر کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اکیلا ہے اس کا کوئی مثل نہیں کسی شے سے اس کا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی کوئی جنس نہیں حواس خمسہ سے اس کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ اس شخص نے پھر پوچھا حالت رکوع میں آپ کا اپنی گردن بڑھائے رکھنے کا کیا مقصد؟ آپ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ میں تیری وحدانیت پر ایمان لایا۔ چاہے میری یہ گردن ہی کیوں نہ مار دی جائے۔

باب (۱۱) دو نمازوں کو ایک ساتھ ملا کر پڑھنے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے حسین بن احمد بن ادریس رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے علی بن حکم سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر کسی علت و سبب کے مقام واحد پر ظہر و عصر کی نمازیں ایک ساتھ ملا کر ادا کی تو حضرت عمر جو آنحضرت کی خدمت میں سب سے زیادہ بیباک تھے انہوں نے پوچھا کہ کیا نماز کے متعلق کوئی نیا حکم آگیا؟ آپؐ نے فرمایا نہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ

باب (۵۰) وہ سبب جس کی بناء پر دعا کے لئے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے جاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے جد حسن بن راشد سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے اور ان سے ان کے پدر بزرگوار نے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز سے فارغ ہو تو دعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرے۔ تو ملک سبا کے ایک باشندے نے پوچھا یا امیر المومنین کیا اللہ ہر جگہ موجود نہیں ہے؟ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا پھر آسمان کی طرف ہاتھ کیوں اٹھایا جائے؟ آپ نے فرمایا کیا تم نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی **وفی السماء رزقکم وما توعدون** (اور تمہاری روزی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ آسمان میں ہے) سورۃ الذاریات۔ آیت نمبر ۲۲ تو جہاں رزق ہے وہیں سے تو رزق طلب کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ہی دینے کا وعدہ کیا ہے۔

باب (۵۱) وہ سبب جس کی بناء پر آدمی کے لئے وارش کی جلد پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے احمد بن محمد سیاری سے انہوں نے ابی یزید قسمی سے (اور یہ بصرہ میں یمن کا ایک قبیلہ ہے) انہوں نے حضرت امام ابو الحسن رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ اس نے آپ جناب سے وارش کی جلد کے متعلق جس سے موزے بنائے جاتے ہیں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس میں نماز نہ پڑھنا اس لئے کہ اس کی دباغت کتوں کے بچوں سے ہوتی ہے۔

باب (۵۲) وہ سبب جس کی بناء پر شراب خور جب شراب پیتا ہے تو چالیس دن تک اس کی نماز حساب میں نہیں لی جاتی

(۱) بیان کیا مجھ سے حسین بن احمد رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد ابن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے حسین بن خالد سے اس کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے شراب پی اس کی نماز چالیس دن تک حساب میں نہیں لی جاتی۔ آپؑ نے فرمایا اس حدیث کے راویوں نے سچی روایت کی ہے۔ میں نے عرض کیا اس کی نماز کیسے ہو سکتا ہے کہ پورے چالیس دن حساب میں نہ لی جائے نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ؟ آپؑ نے فرمایا اللہ جب انسان کو خلق کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ چالیس دن تک بشکل نطفہ رہتا ہے پھر اسے دوسری حالت میں بدلتا ہے تو چالیس تک دن علقہ بنا رہتا ہے پھر دوسری حالت میں بدلتا ہے تو وہ چالیس دن تک مضغہ بنا رہتا ہے۔ اسی طرح شراب خور جب شراب پیتا ہے تو وہ اس کے مثانہ میں چالیس دن تک رہتی ہے جتنے عرصے میں اس کی خلقت ہوئی تھی اور اسی طرح اس کی غذا اس کا کھانا اور اس کا پینا اس کے مثانہ میں چالیس دن تک باقی رہتا ہے۔

باب (۵۳) وہ سبب جس کی بناء پر جائے سجدہ کو منہ سے پھونکنا مکروہ ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یز
یحییٰ سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے لیث مرادی سے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر
کیا کہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور اپنی پیشانی رکھنے کی جگہ کو منہ سے پھونک لیتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی ہرج
جب اس سے اس شخص کو اذیت ہو جو اس کے پہلو میں کھڑا ہے۔

باب (۵۴) وہ سبب جس کی بناء پر کنیز کے لئے یہ جائز نہیں کہ نماز میں اپنے سر پر دوپٹہ ا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے
روایت کرتے ہوئے علی بن حکم سے انہوں نے حماد خادم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
ہے کہ آپ جناب سے اس کنیز کے متعلق سوال کیا گیا جو نماز میں اپنے سر پر دوپٹہ اوڑھتی ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو منع
پہچان ہو سکے کہ کنیز کون ہے اور آزاد کون ہے۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن سلیمان رازی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے
کرتے ہوئے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے حماد خادم سے اس کا بیان ہے ک
امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس مملوکہ (کنیز) کے متعلق دریافت کیا جو نماز میں اپنے سر پر اوڑھنی اوڑھتی ہے؟ آپ
کرے) میرے والد بزرگوار جب کسی کنیز کو دیکھتے کہ وہ سر پر اوڑھنی اوڑھ کر نماز پڑھتی ہے تو اسے منع کرتے تھے کہ
ہے اور مملوکہ کون ہے۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی ابن الحسین سعد آبادی
احمد بن ابی عبد اللہ سے اور انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے محمد بن مسلم سے
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کہ نہ نماز میں کوئی کنیز سر پر اوڑھنی اوڑھے گی نہ کنیز مد
کے بعد آزاد ہو) نہ کنیز مکاتبہ (جو کما کر رقم معینہ ادا کر دے اور آزاد ہو جائے) جب تک کہ مکاتبہ یہ شرط نہ کرے کہ وہ
وہ معینہ رقم ادا نہ کر دے وہ مملوکہ رہے گی اور اس پر وہی حکم جاری ہوں گے جو مملوکہ کے لئے ہیں تمام حدود شریعت

باب (۵۵) وہ سبب جس کی بناء پر نماز استسقاء میں ردا کو الٹ کر پہنتے ہیں

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے
صلت نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو حمزہ انس بن عیاض اللیثی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حضرت
نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز استسقاء پڑھتے تو آسمان
الٹ دیتے۔ دائیں کندھے کی بائیں کندھے پر اور بائیں کندھے کی دائیں کندھے پر۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے پوچھا
علامت تھی ان کے اصحاب کے درمیان کہ خشک سالی کو ہریالی میں بدل رہے ہیں۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے اور انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے اس سے جس کا ذکر انہوں نے کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ نماز استسقاء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ردا کو الٹ کیوں دیا کرتے تھے یعنی داہنی طرف کی ردا بائیں طرف اور بائیں طرف کی ردا داہنی طرف؟ آپ نے فرمایا اس سے آپ کا مقصد یہ ہوتا کہ ہم خشک سالی کو ہریالی سے تبدیل کر رہے ہیں۔

باب (۵۶) وہ سبب جس کی بناء پر سیاہ لباس میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے سہل بن زیاد سے انہوں نے محمد بن سلیمان سے انہوں نے ایک شخص سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے عرض کیا کہ میں سیاہ ٹوپی میں نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا نہیں اس میں نماز نہ پڑھو یہ اہل جہنم کا لباس ہے۔

(۲) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت ہے محمد بن احمد سے اور انہوں نے روایت محمد بن عیسیٰ یقطینی سے اور انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے جد حسن بن راشد سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے پدر بزرگوار اور ان سے میرے جد نامدار نے انہوں نے روایت کی اپنے پدر بزرگوار اور انہوں نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے آپ نے اپنے اصحاب کو جو تعلیم دی اس میں یہ بھی فرمایا کہ سیاہ لباس نہ پہنو اس لئے کہ یہ فرعون کا لباس ہے۔

(۳) اور ان ہی اسناد کے ساتھ محمد بن احمد سے روایت ہے اور انہوں نے ان ہی اسناد کے ساتھ یہ روایت مرفوع کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ عمامہ و موزہ اور ردا کے علاوہ تمام سیاہ لباسوں کو مکروہ جانتے تھے

(۴) اور ان ہی اسناد کے ساتھ محمد بن احمد سے روایت ہے اور انہوں نے روایت کی حسن بن حسین لولوی سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے حذیفہ بن منصور سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کے پاس ابو العباس کا فرستادہ آپ کو بلانے کے لئے آیا تو آپ نے اپنا بارانی لباس منگوایا جس کا ایک رخ سیاہ تھا اور دوسرا رخ سفید تھا اسے زیب تن کیا اور فرمایا کہ میں جان رہا ہوں کہ یہ لباس اہل جہنم کا ہے مگر پھر بھی اسے پہن رہا ہوں۔

○ اس کتاب کے مولف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آپ جناب نے یہ لباس بربنائے تقیہ زیب تن کیا اور حذیفہ بن منصور کو بتا دیا کہ یہ لباس اہل جہنم ہے تو اس لئے بتا دیا کہ ان پر آپ کو بھروسہ تھا اور شیعوں کا ایک گروہ آپ کے پاس رکا اور آپ بھروسہ نہ کرتے تھے کہ یہ لوگ راز کو چھپائیں گے اس لئے آپ نے ان سے بھی تقیہ کیا۔

(۵) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے علی بن ابراہیم جعفری سے انہوں نے محمد بن فضل سے انہوں نے داؤد رقی سے ان کا بیان ہے کہ عام طور پر شیعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سیاہ لباس کے متعلق پوچھا کرتے تھے تو میں نے دیکھا کہ آپ سیاہ جبہ، سیاہ ٹوپی، سیاہ موزہ جس کا اندرونی رخ سیاہ تھا پہنے ہوئے بیٹھے ہیں پھر آپ نے اس موزے کے ایک حصہ کو پھاڑا اور کہا دیکھو اس کی روئی بھی سیاہ ہے یہ کہہ کر آپ نے اس میں سے سیاہ روئی نکالی پھر فرمایا اپنا دل سفید رکھو اور جو چاہو پہنو۔

.. مولف کتاب ہذا فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ آپ نے تقیہ کی بناء پر کیا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ آپ نے اس سے قبل کی حدیث میں فرمایا

کہ میں اس کو پہن لیتا ہوں مگر مجھے معلوم ہے کہ یہ اہل جہنم کا لباس ہے۔ اور روئی کو بھی سیاہ رنگنے سے آپ کی غرض کیا ہو سکتی تھی سوائے اس کے کہ دشمنوں کی طرف سے آپ پر یہ اتہام تھا کہ آپ سیاہ لباس پہننا جائز نہیں سمجھتے اس لئے آپ نے چاہا کہ پوری پوری کوشش کریں کہ یہ اتہام ان کے دلوں سے نکل جائے اور آپ ان کے شر سے محفوظ رہیں۔

(۶) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے اور انہوں نے حسین بن یزید نوفلی سے انہوں نے سکونی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں میں سے ایک نبی پر وحی کی کہ مومنین سے کہدو میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنیں، میرے دشمنوں کا کھانا نہ کھائیں، ہمارے دشمنوں کے طریقے پر نہ چلیں ورنہ جیسے وہ لوگ ہمارے دشمن ہیں ویسے تم لوگ بھی ہمارے دشمن ہو جاؤ گے۔

(۷) ان ہی اسناد کے ساتھ روایت ہے محمد بن احمد سے اور انہوں نے روایت کی ہے علی بن ابراہیم جعفری سے انہوں نے محمد بن معاویہ سے انہوں نے یہ روایت ان ہی اسناد کے ساتھ اوپر پہنچائی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس شان سے نازل ہوئے کہ سیاہ قبا پہنے ہوئے کمر میں پٹکا اور اس میں خنجر لٹکا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ نے یہ دیکھ کر کہا اے جبرئیل یہ کیا؟ حضرت جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے چچا عباس کی اولاد کی پوشاک ہے اور اے محمد آپ کے چچا کی اولاد آپ کی اولاد پر بڑے مظالم ڈھائے گی۔ یہ سن کر نبی کریمؐ عباس کے پاس گئے اور کہا اے چچا میری اولاد آپ کی اولاد پر بڑے مظالم ڈھائے گی انہوں نے کہا یا رسولؐ تو میں اپنے کو ہلاک کر لوں؟ آپؐ نے فرمایا جو کچھ لکھا گیا ہے وہ ہونا ہے۔

باب (۵۷) وہ سبب جس کی بناء پر کسی مرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ لوہے کی انگوٹھی پہنے اور اس میں نماز پڑھے اور نہ کسی مرد کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ سونے کی انگوٹھی پہنے اور اس میں نماز پڑھے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے اور انہوں نے عمرو بن سعید مدائنی سے انہوں نے مصدق بن صدقہ سے انہوں نے عمار بن موسیٰ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ایک ایسے مرد کے متعلق کہ وہ لوہے کی انگوٹھی پہن کر نماز پڑھ رہا تھا؟ آپ نے فرمایا نہیں کوئی شخص لوہے کی انگوٹھی نہ پہنے یہ اہل جہنم کی پرستش ہے اور فرمایا کہ کوئی مرد سونے کی انگوٹھی نہ پہنے اور نہ اس میں نماز پڑھے اس لئے کہ یہ اہل جہنم کی پرستش ہے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے نوفلی سے انہوں نے سکونی سے انہوں نے حضرت امام جعفرؑ بن محمدؑ سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مرد لوہے کی انگوٹھی پہن کر نماز نہ پڑھے۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے اور انہوں نے محمد بن حسن سے انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے انہوں نے ابن جارود سے انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے کہا اے علی میں تمہارے لئے وہ چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں اور تمہارے لئے وہ چیز ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں۔ دیکھو سونے کی انگوٹھی نہ پہننا اس لئے کہ یہ آخرت میں ہم لوگوں کے لئے زینت ہے۔ قرمزی ردا نہ پہننا کہ یہ ابلیس کی ردا ہے۔ سرخ رنگ کی سواری پر سوار نہ ہونا کہ یہ ابلیس کی سواری ہے اور حریر (ریشم) کا لباس نہ پہننا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہاری جلد جلائے گا۔

باب (۵۸) وہ سبب جس کی بناء پر نماز پڑھنے والے کے سامنے سے اگر کوئی شے گذر جائے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے اور انہوں نے علی بن ابراہیم جعفری سے انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے غلام ابو سلیمان سے ان کا بیان ہے کہ آپ جناب کے پاس موجود تھا کہ آپ کے بعض ملنے والوں میں سے کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ نماز پڑھنے والے کے سامنے سے اگر کوئی شے گذر جائے تو کیا اس سے اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں اس طرح نماز نہیں جاتی بلکہ اس وقت جاتی ہے جب (وہ شے) نماز پڑھنے والے کے منہ کے برابر آجائے۔

باب (۵۹) وہ سبب جس کی بناء پر ایک ہاتھ اور دو ہاتھ کے ناپ وضع کئے گئے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے اور انہوں نے روایت کی اپنے باپ سے انہوں نے اسماعیل بن مرار سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے اسماعیل سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ ایک ہاتھ اور دو ہاتھ کیوں قرار دئے گئے؟ میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تاکہ تم نماز فریضہ کے وقت نماز نافلہ نہ پڑھنے لگو۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے انہوں نے روایت کی حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ سے انہوں نے حسین سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے زرارہ سے راوی کا بیان ہے کہ مجھ سے آپ نے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ ایک ہاتھ اور دو ہاتھ کیوں قرار دئے گئے؟ میں نے عرض کیا کیوں قرار دیئے گئے؟ آپ نے فرمایا نماز فریضہ کے وقت بتانے کے لئے تمہیں چاہیئے کہ زوال آفتاب سے لے کر تمہارا سایہ ایک ہاتھ تک پہنچ جائے تو اس کے اندر نافلہ ادا کرو اور جب سایہ ایک ہاتھ پہنچ جائے تو نماز نافلہ چھوڑ دو نماز فریضہ شروع کردو اور جب تمہارا سایہ دو ہاتھ پہنچ جائے تو نافلہ چھوڑ دو نماز فریضہ ادا کرو۔

باب (۶۰) وہ سبب جس کی بناء پر جب حمرت المشرق (پورب کی سرخی) زائل ہو جائے تو نماز مغرب کا وقت ہوتا ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے انہوں نے روایت کی محمد بن احمد سے انہوں نے احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن احمد سے انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی انہوں نے اس روایت کو اوپر پہنچایا اور کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا جب مشرق کی سرخی چلی جائے تو نماز مغرب کا وقت آتا ہے اور یہ کیسے ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے نہیں معلوم آپ نے فرمایا بات یہ ہے کہ مشرق زیادہ بلند جگہ ہے مغرب سے یہ کہہ کر آپ نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر کر دیا اور فرمایا کہ اس طرح لہذا جب آفتاب کا قرص وہاں غائب ہو جائے گا تو سرخی یہاں تک غائب ہو جائے گی۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے

اور روایت مرفوع کی محمد بن حکیم سے انہوں نے شہاب بن عبداللہ سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے شہاب میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ آسمان پر کوئی ستارہ دیکھ لوں تو نماز مغرب پڑھوں۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے ابراہیم بن عبدالحمید سے انہوں نے ابی اسامہ زید شحام سے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا نماز مغرب میں اتنی تاخیر کروں کہ ستارے ظاہر ہو جائیں؟ راوی کا بیان ہے کہ آپ مخاطب ہوئے اور کہا حضرت جبرئیلؑ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ حکم لے کر نازل ہوئے کہ جب قرص آفتاب ڈوب جائے۔

(۴) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے اور انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے محمد بن سندی سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے دونوں میں سے کسی ایک سے یہ روایت مرفوع کی کہ ان سے مغرب کے وقت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا جب اس کی کرسی غائب ہو جائے پوچھا گیا اس کی کرسی کیا ہے؟ کہا اس کی کرسی قرص آفتاب ہے۔ پوچھا گیا قرص آفتاب کیسے غائب ہوتا ہے؟ فرمایا جب تم دیکھو تو وہ نظر نہ آئے۔

(۵) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے انہوں نے روایت کی معاویہ بن حکیم سے انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے لیث سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز مغرب پر کسی اور کام کو ترجیح نہیں دیتے تھے آفتاب کے غروب ہوتے ہی نماز مغرب پڑھ لیتے تھے۔

(۶) میرے والد رحمہ اللہ اور محمد بن حسن دونوں کا بیان ہے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن احمد سے انہوں نے محمد بن ابی حمزہ سے انہوں نے ایک شخص سے جس نے ان سے ذکر کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا ملعون ہے وہ شخص جو طلب روزی کے لئے نماز مغرب میں تاخیر کرے۔

○ اس کتاب کے مولف محمد بن علی کا ارشاد ہے کہ میں نے یہ روایات اس حدیث کے بعد پیش کر دی ہے جو کہ اس باب کے پہلے نمبر پر تحریر کیا ہے اس لئے کہ وہ پہلی حدیث ہی اصل سبب بتاتی ہے اور دوسری روایتیں جو میں نے اس کے ذیل میں پیش کی ہیں وہ اس ارادہ سے نہیں کہ وہ سبب بتاتی ہیں بلکہ یہ کہ اس پہلی حدیث کے زیر اثر ان کو استعمال کیا جائے اور فتویٰ دیتے وقت یہ علم ہو کہ میرا ارادہ کیا ہے۔

باب (۶۱) وہ سبب جس کی بناء پر امیرالمومنین علیہ السلام سے نماز عصر ترک ہوئی حیات رسولؐ میں اور بعد وفات رسولؐ بھی ایک مرتبہ ترک ہوئی اس طرح آپ کے لئے دو مرتبہ آفتاب پلٹا

(۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن قطان نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عبدالرحمن بن محمد حسینی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے فرات بن ابراہیم کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد فزاری نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن اسماعیل نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے احمد بن نوح اور احمد بن ہلال نے روایت کرتے ہوئے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حنان سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا سبب ہوا جو امیرالمومنینؑ نے نماز عصر ترک فرمایا جب کہ ان پر لازم تھا کہ آپ نماز ظہر و عصر دونوں کو جمع کر کے پڑھ لیتے مگر آپ نے نماز عصر کو مؤخر کر دیا؟

آپ نے فرمایا کہ جب امیرالمومنین علیہ السلام نماز ظہر سے فارغ ہوئے تو سامنے انسان کی پڑی ہوئی کھوپڑی کی طرف متوجہ ہوئے اور

پوچھا تو کون ہے اور کہاں کی رہنے والی ہے؟ تو اس کھوپڑی نے کہا میں فلاں ابن فلاں ہوں اور فلاں ملک کی رہنے والی ہوں اور فلاں کی نسل سے ہوں آپ نے فرمایا تو اپنا پورا قصہ بیان کر تو اس کھوپڑی نے اپنا پورا قصہ اس دور کا بیان کرنا شروع کر دیا اور اس دور کی ساری برائی و بھلائی کو بیان کرنے لگی اور امیر المومنین علیہ السلام اس دور کے واقعات سنتے رہے کہ اتنے میں سورج غائب ہو گیا تو آپ نے اس کھوپڑی سے انجیل کے تین حروف کہے تاکہ اہل عرب اس کھوپڑی کی باتیں نہ سمجھ سکیں۔ جب آپ کھوپڑی سے گفتگو سے فارغ ہوئے تو آپ نے آفتاب سے کہا پلٹ کے آ۔ اس نے کہا میں تو ڈوب گیا ہوں اب کیسے پلٹوں؟ تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار ملک ستر ہزار لوہے کی زنجیروں کے ساتھ بھیجے انہوں نے اس کے منہ میں پھندا ڈالا اور بالکل صاف و شفاف چمکتا ہوا واپس آیا۔ حضرت امیر المومنینؑ نے نماز عصر پڑھی پھر وہ اسی طرح غروب کر گیا۔ جیسے کہ ستارہ غروب کرتا ہے۔ تو امیر المومنین کے نماز عصر میں تاخیر کرنے کا یہ سبب تھا۔

(۲) اور اسی حدیث کو بیان کیا مجھ سے حسن بن محمد بن سعید ہاشمی نے روایت کرتے ہوئے فرات بن ابراہیم بن فرات کوفی سے ان ہی اسناد اور ان ہی الفاظ کے ساتھ۔

(۳) بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن قطان رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو الحسن محمد ابن صالح سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عمر بن خالد مخزومی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابن نباتہ نے انہوں نے روایت کی محمد بن موسیٰ سے انہوں نے عمارہ بن مہاجر سے انہوں نے ام جعفر و ام محمد یعنی محمد بن جعفر کی دونوں دختران سے انہوں نے اسماء بنت عمیس سے اور یہ دونوں کی دادی تھیں۔ ان دونوں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ اپنی دادی اسماء بنت عمیس اور اپنے چچا عبد اللہ بن جعفر کے ساتھ چلے اور جب مقام صہباء پر پہنچے تو اسماء بنت عمیس نے ہم سے بیان کیا کہ اے لڑکیو سنو ایک مرتبہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس مقام پر تھے کہ رسول اللہؐ نے نماز ظہر ادا کی پھر علیؑ کو بلایا اور ان کو کسی کام کے لئے روانہ کر دیا۔ پھر عصر کا وقت آگیا تو آنحضرتؐ اٹھے اور عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد علی علیہ السلام واپس آئے اور آنحضرتؐ کے پاس پہنچے تو آنحضرتؐ پر وحی نازل ہونے لگی تو آنحضرتؐ نے اپنا سر حضرت علیؑ کے زانو پر رکھ دیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور اس کی کرنیں نہ زمین پر نظر آتی تھیں نہ پہاڑوں پر پھر آنحضرتؐ اٹھ بیٹھے اور حضرت علیؑ سے پوچھا تم نے عصر کی نماز پڑھی؟ حضرت علیؑ نے کہا یا رسول اللہ میں نے نماز نہیں پڑھی اور مجھے بتایا گیا تھا کہ ابھی آپؐ نے بھی نماز نہیں پڑھی ہے۔ پھر جب آپؐ نے اپنا سر میرے زانو پر رکھ دیا تو میرے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ میں حرکت کرتا۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا اے پروردگار اس تیرے بندے علیؑ نے اپنی ذات کو تیرے نبی کی خدمت میں مشغول رکھا لہٰذا تو اس کے لئے آفتاب کو پلٹا دے۔ آنحضرت کی دعا کے بعد فوراً آفتاب طالع ہو گیا اور ایسا طالع ہوا کہ کوئی پہاڑ اور کوئی زمین ایسی نہ تھی کہ جس پر سورج کی کرنیں نہ پڑی ہوں۔ یہ دیکھ کر حضرت علیؑ اٹھے وضو کیا نماز پڑھی پھر آفتاب غروب ہو گیا۔

(۴) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے اور انہوں نے روایت کی احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے احمد بن عبد اللہ قزوینی سے انہوں نے حسین بن مختار قلانسی سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے عبد الواحد بن مختار انصاری سے انہوں نے ام مقدام ثقفیہ سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جویریہ بن مسہر نے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں نے جسر فرات پار کیا وہ عصر کا وقت تھا۔ آپ نے فرمایا یہ زمین معذب ہے کسی نبی یا وصی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس میں نماز پڑھے لہٰذا جس کا جی چاہے یہاں نماز پڑھ لے۔ یہ سن کر لوگ دائیں بائیں متفرق ہو گئے اور نماز پڑھنے لگے میں نے اپنے جی میں کہا خدا کی قسم آج میں نماز میں اس مرد کی تقلید کروں گا اور نماز نہ پڑھوں گا جب تک یہ نماز نہ پڑھے۔ یہ طے کر کے ہم لوگ چلے اور آفتاب نیچے کی طرف جانے لگا اور میرے دل میں عجیب عجیب خیال آنے لگے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور ہم لوگ اس معذب زمین سے نکل گئے تو امیر المومنینؑ نے مجھ سے فرمایا اے جویریہ اذان دو۔ میں نے کہا آپ فرماتے ہیں کہ اذان دو اور سورج غروب ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا ارے تو اذان تو دے۔ میں نے اذان دی پھر مجھ سے فرمایا

اقامت کہو۔ میں نے اقامت کہی اور جوں ہی میں نے **قد قامت الصلوٰۃ** کہا۔ میں نے دیکھا کہ آپ جناب کے دونوں لب متحرک ہوئے معلوم ہوا جیسے عبرانی زبان میں کچھ کہہ رہے ہیں۔ اتنے میں آفتاب بلند ہوا اور اس منزل پر آگیا جس منزل پر عصر کے وقت رہتا ہے اور آپ جناب نے نماز پڑھی جب ہم لوگ نماز پڑھ کر پھرے تو فوراً آفتاب اس منزل پر چلا گیا جہاں سے پلٹ کر آیا تھا اور آسمان کے ستارے جگمگانے لگے۔ نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے جویریہ کیا تو نے اللہ تعالیٰ قول نہیں سنا ہے وہ فرماتا ہے۔ **فسبح باسم ربک العظیم** پس میں نے اس کے اسم عظیم کے واسطے سے دعا کی اور اس نے میرے آفتاب کو پلٹایا۔

○ مولف کتاب فرماتے ہیں کہ اس مضمون کی جتنی روایات میں نے نقل کی ہیں وہ کتاب المعرفت فی الفضائل سے نقل کی ہیں۔

باب (۶۲) وہ سبب جس کی بناء پر وہ شخص جو خضاب لگائے ہوئے ہو وہ اس حالت میں نماز نہ پڑھے۔

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے بزنطی و سے انہوں نے ابان سے انہوں نے مسمع بن عبد الملک سے ان کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے جو شخص خضاب لگائے ہوئے ہو وہ اس حال میں نماز نہ پڑھے میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا وہ محصور ہے (گھرا ہوا

باب (۶۳) وہ سبب جس کی بناء پر کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ نماز پڑھے اور اس کے سامنے قبلہ طرف تلوار رکھی ہو

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عیسیٰ یقطینی نے نے روایت کی قاسم بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے جد حسن بن راشد سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آپ نے فرمایا تلوار لے کر حرم کی طرف نہ جاؤ اور تم میں سے کوئی شخص تلوار سامنے رکھ کر نماز نہ پڑھے اس لئے کہ قبلہ جائے امن ہے۔

باب (۶۴) وہ سبب جس کی بناء پر کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس پر نیند کا غلبہ ہو اور وہ نماز پڑھے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے اور انہوں نے روایت کی محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں قاسم بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے جد حسن بن راشد سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد بزرگوار نے اور انہوں نے بیان کیا میرے جد نامدار سے اور ان کے آباء کرام نے بیان کیا کہ امیر المومنین السلام نے ارشاد فرمایا اگر تمہاری آنکھوں پر نیند کا غلبہ ہو اور تم نماز پڑھ رہے ہو تو نماز کو قطع کر دو اور سو رہو اس لئے کہ تمہیں نہیں معلوم تم اپنے خلاف ہی دعا مانگ رہے ہو۔

باب (۶۵) وہ سبب جس کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صبح ہوتی اور شام ہوتی تو تین سو ساٹھ مرتبہ ہر حال میں الحمد للہ رب العالمین کثیراً کہا کرتے تھے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے یعقوب بن یزید سے روایت کرتے ہوئے اور انہوں نے محمد بن حسن میثمی سے انہوں نے یعقوب بن شعیب سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بنی آدم کے جسم میں تین سو ساٹھ رگیں ہیں جن میں سے ایک سو اسی رگیں متحرک ہیں اور ایک سو اسی رگیں ساکن ہیں۔ اگر کوئی متحرک رگ ساکن ہو جائے تو آدمی نہیں سو سکتا اور اگر ساکن رگ متحرک ہو جائے تو بھی آدمی نہیں سو سکتا اسی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صبح ہوتی تو تین سو ساٹھ مرتبہ ہر حال میں فرمایا کرتے تھے **الحمد اللہ رب العالمین کثیراً** اور جب شام ہوتی تو بھی اتنی ہی مرتبہ کہا کرتے تھے۔

باب (۶۶) وہ سبب جس کی بناء پر اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دو آدمی مسجد میں داخل ہوتے ہیں جن میں سے ایک عابد ہوتا ہے اور ایک فاسق مگر جب نکلتے ہیں تو عابد فاسق بن کر نکلتا ہے اور فاسق صدیق بن کر

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے انہوں نے روایت کی محمد بن احمد سے انہوں نے احمد بن محمد سے اور انہوں نے بسلسلہ مرفوع روایت کی کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کبھی کبھی دو آدمی مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور ان میں سے ایک عابد ہوتا ہے اور دوسرا فاسق مگر جب مسجد سے برآمد ہوتے ہیں تو عابد فاسق ہوتا ہے اور فاسق صدیق ہوتا ہے۔ اس لئے کہ عابد مسجد میں داخل ہوتا ہے تو اس کو اپنی عبادت پر ناز ہوتا ہے اور وہ اسی کو سوچتا رہتا ہے اور جب فاسق داخل ہوتا ہے تو وہ اپنے فسق پر نادم اور شرمندہ ہوتا ہے اور اللہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

باب (۶۷) وہ سبب جس کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتوں کا جو اضافہ کیا تھا وہ جمعہ کے دن گھٹا دی گئیں

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے اور انہوں نے روایت کی احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حدید اور عبد الرحمن بن ابی نجران سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز بن عبد اللہ سجستانی سے انہوں نے زرارہ بن اعین سے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے جو نمازیں فرض کی ہیں ان کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ پانچ نمازیں ہیں دن و رات میں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی نشاندہی اور اس کی وضاحت اپنی کتاب میں کی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو خطاب کر کے کہا **اقم الصلاۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل** (اے رسول سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز پڑھا کرو) سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت نمبر ۷۸ دلوک شمس سے مطلب زوال شمس ہے اور دلوک شمس سے غسق لیل کے درمیان چار نمازیں جن کی نشاندہی کی ہے ان کو واضح کیا ہے اور ان کے اوقات بتائے ہیں اور غسق لیل سے مراد نصف شب ہے۔ پھر فرمایا کہ

وقران الفجران قران الفجر کان مشھودا (اور صبح کی نماز بھی کیونکہ اس کی گواہی دن رات دونوں کے فرشتے دیتے ہیں) سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت نمبر ۷۸ تو یہ پانچویں نماز ہے اور اس کے متعلق فرمایا ہے **اقم الصلاۃ طرفی النھار وزلفا من اللیل** (اے رسول دن کے دونوں کنارے اور کچھ رات گئے نماز پڑھا کرو) سورۃ ھود۔ آیت نمبر ۱۱۴ اور دن کے دونوں کنارے مغرب اور صبح ہے اور **زلفا من اللیل** یعنی کچھ رات گئے نماز عشاء ہے۔ پھر فرمایا **حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی** (یعنی اے مسلمانوں تم نمازوں کی اور خصوصاً بیچ والی نماز کی پابندی کرو) سورۃ بقرہ۔ آیت نمبر ۲۳۸ اور صلوات وسطیٰ بیچ والی نماز یہی نماز ظہر ہے اور یہی پہلی وہ نماز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی اور یہ دن کی دو نمازوں یعنی صبح اور عصر کے بیچ میں ہے۔ اور بعض قراتوں میں یوں ہے کہ **حافظوا علی الصلوت والصلوت الوسطی وصلوات العصر وقوموا اللہ قانتین فی صلوت العصر** (یعنی نماز کی پابندی کرو اور نماز وسطیٰ اور نماز عصر کی خصوصیت کے ساتھ اور کھڑے ہو کر اللہ کے لئے قنوت پڑھو نماز عصر میں) اور فرمایا یہ آیت جمعہ کے دن نازل ہوئی رسول اللہؐ اس وقت سفر میں تھے تو آپؐ نے اس میں قنوت پڑھا اس کو اسی حال پر چھوڑ دیا اور غیر مسافر یعنی مقیم کے لئے اس پر دو رکعتوں کا اضافہ کر دیا اور وہ دو رکعتیں جن کا اضافہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا وہ جمعہ کے دن گھٹا دیا گیا۔ اور اس کی جگہ دو خطبوں نے لے لی۔ پس جو (خطبہ میں شریک نہ ہو) صرف یہی نماز پڑھے تو چار رکعت پڑھے جیسے نماز ظہر پڑھتے ہیں اور فرمایا کہ جمعہ کے دن عصر کا وقت وہی ہوگا جو تمام ایام میں ظہر کا وقت ہوتا ہے۔

باب (۶۸) وہ سبب جس کی بناء پر عورت کے لئے اذان واقامت نہیں ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے اور انہوں نے روایت کی محمد بن اسماعیل سے انہوں نے عیسیٰ بن محمد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز بن عبد اللہ سے انہوں نے زرارہ ابن اعین سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ کیا عورت پر اذان واقامت ہے؟ تو آپ نے فرمایا اگر اس نے قبیلہ کی اذان سن لی ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر نہیں سنی ہے تو اس پر شہادتین کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ تبارک تعالیٰ مردوں کے لئے فرماتا ہے **اقیموا الصلوات** اور عورتوں کے لئے کہتا ہے **وقمن الصلوت واتین الزکاۃ واطعن اللہ ورسولہ** یعنی وہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ جب عورت نماز کے لئے کھڑی ہو تو اپنے دونوں پاؤں ملا کر رکھے دونوں کے درمیان کوئی فاصلہ نہ رکھے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے یعنی اپنے پستان پر رکھے اور جب رکوع کرے تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں کے اوپر یعنی زانو پر رکھے تاکہ اتنا نہ جھکنا پڑے کہ اس کا پچھلا اوپر اٹھ جائے اور جب بیٹھے تو اکڑوں چوتڑ کے بل بیٹھے اس طرح نہیں جیسے مرد بیٹھتے ہیں اور جب سجدے میں جائے تو ہاتھ رکھنے سے پہلے گھٹنوں کے بل پر بیٹھے پھر سجدے میں جائے اور اپنے کو زمین سے چپکائے رہے اور جب بیٹھے تو اپنے زانو کو سینے سے لگائے رکھے گھٹنے بلند کرے زمین سے اور جب اٹھے تو بہت چپکے سے اٹھے اور اپنا پچھلا پہلے نہ اٹھائے۔

باب (۶۹) وہ سبب جس کی بناء پر جمعہ کے دن سورہ جمعہ اور سورہ منافقون پڑھنا مناسب ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے انہوں نے روایت کی یعقوب بن یزید سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز سے انہوں نے زرارہ بن اعین سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس

میں آپ نے فرمایا کہ سورہ جمعہ اور سورہ منافقین پڑھو اس لئے کہ ان دونوں کا پڑھنا جمعہ کے دن نماز صبح، نماز ظہر اور نماز عصر میں پڑھنا سنت ہے اور تمہارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ جمعہ کے دن نماز ظہر میں ان دونوں کے علاوہ کوئی اور سورہ پڑھو۔ خواہ تم نماز کی امامت کر رہے ہو یا نہ کر رہے ہو۔

باب (۷۰) نماز اور پیشاب کو حقیر و سبک سمجھنے سے منع کرنے کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے اور انہوں نے روایت کی احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حدید اور عبدالرحمن بن ابی نجران سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ جہنی سے انہوں نے حریز بن عبداللہ سجستانی سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آپ نے فرمایا تم پیشاب کو ہرگز ہلکی اور حقیر شے نہ سمجھو اور نہ اپنی نماز کو ہلکی اور حقیر سمجھو اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت فرمایا جو شخص نماز کو حقیر اور ہلکی چیز سمجھے وہ ہم میں سے نہیں ہے وہ حوض کوثر پر میرے پاس ہرگز نہیں آنے کا نہیں خدا کی قسم اور جو شخص نشہ آور چیز پئے گا وہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد نہیں ہو گا نہیں خدا کی قسم ہرگز نہیں۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے اور انہوں نے یعقوب بن یزید سے اور انہوں نے روایت کی محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حسن بن زیاد عطار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کو سبک اور حقیر سمجھے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور خدا کی قسم وہ میرے پاس حوض کوثر پر نہیں پہنچے گا۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے موسیٰ بن بکر سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ ایک فرشتہ مقرر ہے جو اعلان کرتا ہے کہ جو نماز عشاء کو ترک کر کے نصف شب کو سوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کو سونا نصیب نہ کرے۔

(۴) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے عبیداللہ بن علی حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز عصر کو ضائع کر دے گا وہ اپنے اہل و مال سے موتور (محروم) ہو گا۔ میں نے کہا اہل و عیال سے موتور ہونے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا اس کے لئے جنت میں نہ اس کے اہل ہوں گے اور نہ مال ہو گا۔ نماز عصر کے ضائع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کو عمداً چھوڑے رہے تاکہ سورج زرد ہو جائے اور ڈوبنے کے قریب ہو۔

باب (۷۱) نماز میں خز کا لباس پہننے کی اجازت

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے والد سے اور انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عبدالرحمن بن حجاج سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا اور میں آپ جناب کی خدمت میں حاضر تھا اس نے خز کی جلد کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی ہرج نہیں۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان یہ تو میری دوا ہے مگر یہ سگ دریائی ہے جو پانی سے نکلتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ بتاؤ وہ پانی سے نکل کر زندہ رہ سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر اس کی جلد میں کوئی ہرج نہیں۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ اور احمد بن ادریس نے ان دونوں نے روایت کی احمد بن محمد بن عیسیٰ

اور محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ایوب بن نوح سے اور انہوں نے مرفوع روایت کی اور کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خالص خز کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی ہرج نہیں لیکن جس میں خرگوش یا ایسی ہی کوئی چیز مخلوط ہو اس میں نماز نہ پڑھو۔

باب (۷۲) وہ لباس جو شراب یا سؤر کی چربی سے مس ہو گیا ہو اس میں نماز کی اجازت کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین اور علی بن اسماعیل و یعقوب بن یزید سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز سے انہوں نے کہا کہ بکیر نے روایت کی ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور ابو صباح اور ابو سعید اور حسن نبال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان سب کا بیان ہے کہ ہم نے ان دونوں حضرات سے عرض کیا ہم لوگ وہ لباس خریدتے ہیں جو اس کے بننے والے کے پاس شراب اور سؤر کی چربی سے مس ہو گیا ہے کیا ہم لوگ اس کو پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا کھانا پینا حرام کیا ہے اس کا پہننا، چھونا اور اس میں نماز پڑھنا تو حرام نہیں کیا ہے۔

باب (۷۳) نماز کی طرف سعی کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن مسرور رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن محمد بن عامر نے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن عامر سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد سے انہوں نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ جب تم انشاء اللہ نماز کے لئے آمادہ اور کھڑے ہو تو اسی کا نام سعی ہے مگر تم پر سکون و وقار لازم ہے اب جو رکعت تمہیں مل جائے اسے پڑھ لو اور جو گزر گئی اس کی تمام کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **یاایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ** (اے ایمان لانے والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے ندا دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو) سورۃ جمعہ۔ آیت نمبر ۹ اس آیت میں فاسعوا کا مطلب اس کی طرف جھکنا اور رخ کرنا ہے۔

باب (۷۴) رجوع قلب کے ساتھ نماز پڑھنے کی وجہ اور سر جھکا کر کھڑا ہونے یا بغیر سکون وقار کے نماز میں کھڑے ہونے کے منع ہونے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے انہوں نے روایت کی اپنے باپ سے انہوں نے حماد سے انہوں نے حریز سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آپ نے فرمایا تم پر لازم ہے کہ پورے رجوع قلب کے ساتھ نماز پڑھو اس لئے کہ اس میں جتنے حصے میں رجوع قلب ہو گا اتنا ہی حصہ نماز میں محسوب ہو گا۔ اور اپنے ہاتھ اور اپنے سر اور اپنی ڈاڑھی سے عبث شغل نہ کرو اور نہ دل ہی دل میں کچھ اور باتیں سوچو اور نہ حالت نماز میں جمائی لو نہ انگڑائی لو نہ سر جھکاؤ اس لئے کہ یہ سب مجوسی کرتے ہیں اور جب قرأت سورہ حمد سے فارغ ہو تو آمین نہ کہو ہاں اگر چاہو تو **الحمد للہ رب العالمین** کہہ لو اور حالت نماز میں ڈھاٹا نہ باندھو اور شرمیلا پن نہ دکھاؤ۔ اپنے قدموں کے بل زمین پر نہ گر جاؤ نہ اپنے دونوں ہاتھ بازو تک زمین پر بچھاؤ۔ اپنی انگلیاں نہ چٹخاؤ اس لئے کہ یہ سب باتیں نماز کے لئے باعث نقصان ہیں۔ پھر فرمایا اور نماز کے لئے کسلمندی کے ساتھ اونگھتے ہوئے اور اسے ایک بوجھ سمجھتے ہوئے نہ کھڑے ہو

اس لئے کہ یہ نفاق کی خصلت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اس امر سے منع کیا ہے کہ حالت نشہ میں نماز کے لئے کھڑے ہوں یعنی نیند کے نشہ میں اور منافقین کے لئے ارشاد فرمایا ہے **واذا قاموا الی الصلاۃ قاموا کسالیٰ یراؤن الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا** (اور یہ لوگ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں تو بے دلی اور سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں یہ فقط لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھتے ہیں اور کچھ یوں ہی سا خدا کو یاد کرتے ہیں) سورۃ النساء۔ آیت نمبر ۱۴۲۔

باب (۷۵) وہ سبب جس کی بنا پر قبروں کو قبلہ نہ بنایا جائے۔

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے انہوں نے روایت کی اپنے والد سے انہوں نے حماد سے انہوں حریز سے انہوں زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ قبرستان میں نماز کے متعلق آپ جناب سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ قبروں کے درمیان کی خالی جگہوں میں نماز پڑھ لو مگر ان قبروں میں سے کسی کو قبلہ نہ بناؤ۔ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ تم لوگ میری قبر کو قبلہ یا جائے سجدہ نہ بنانا اس لئے کہ اللہ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو اپنے انبیاء کی قبروں کو جائے سجدہ بنانے ہوتے ہیں۔

باب (۷۶) وہ سبب جس کی بنا پر وہ شخص جو سواری پر ہو اور وہ آیہ سجدہ پڑھے تو جس طرف اس کا رخ ہے اسی طرف سجدہ کرے

(۱) بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن مسرور رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن محمد بن عامر اور انہوں نے روایت کی اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد سے انہوں نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ پوچھا کہ ایک شخص سواری کی پشت پر ہے اور آیت سجدہ پڑھتا ہے آپ نے فرمایا کہ جدھر اس کا رخ ہے اسی طرف سجدہ کرے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ناقہ پر سوار ہوتے ہوئے نماز پڑھتے اور انکا رخ مدینہ کی طرف ہوتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ** (مشرق و مغرب سب اللہ کا ہے جدھر رخ کرو ادھر اللہ کا سامنا ہے) سورۃ البقرہ۔ آیت نمبر ۱۱۵۔

باب (۷۷) نماز میں سلام پڑھنے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ اسدی کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن اسماعیل برمکی نے انہوں نے روایت کی علی بن ابن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے انہوں نے روایت کی محمد بن سنان سے انہوں نے مفضل بن عمر سے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ نماز میں سلام پڑھنا واجب کیوں ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ (اس طرح نمازی) نماز کی پابندیوں سے آزاد ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا پھر کس بنا پر داہنی جانب سلام کیا جائے بائیں جانب نہ کیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے وہ فرشتہ جو نیکیاں لکھنے پر مامور ہے وہ داہنی

جانب ہے اور وہ فرشتہ جو بدیاں لکھنے پر مامور ہے وہ بائیں جانب ہے اور نماز کا شمار نیکی میں ہے بدی میں نہیں ہے اس لئے داہنی جانب سلام جانے کا بائیں جانب نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر السلام علیک کیوں نہیں کہا جاتا اس لئے کہ داہنی جانب کا فرشتہ ہے اس کے بجائے السلام وعلیکم کہا جاتا ہے؟ فرمایا اس لئے کہ داہنے والے فرشتے کو بھی سلام کیا جاتا ہے اور بائیں جانب والے فرشتے کو بھی سلام ہوتا مگر داہنے والے کی طرف اشارہ کے سلام کرنا اس کی فضیلت دینے کے لئے ہے۔ میں نے عرض کیا پھر پورا رخ پھیر کر سلام کے لئے اشارہ کیوں نہیں کرتے یہ کیا کہ اگر کوئی تنہا پڑھ رہا ہے تو ناک سے اگر جماعت سے پڑھ رہا ہے تو آنکھ سے اشارہ کرے؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ دونوں فرشتوں کی نشست انسان کے دونوں جبڑوں کے پاس ہے داہنے جانب والا فرشتہ داہنے جبڑے کے پاس ہے اور نمازی کا اس پر سلام اس لئے کہ وہ اس کی نماز کو اپنے صحیفہ میں لکھے۔ میں نے عرض کیا اور ماموم تین مرتبہ سلام کیوں کرتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ایک سلام امام کے سلام کے جواب میں اس پر اور ان دونوں فرشتوں پر، دوسرا سلام اپنے داہنے جانب کے نمازی پر اور اس کے دونوں فرشتوں پر تیسرا سلام بائیں جانب کے نمازی اور اس کے دونوں فرشتوں پر اور وہ جس کے بائیں جانب کوئی نہیں تو بائیں جانب نہیں کرے گا۔ سوائے اس صورت کہ اس کا دایاں دیوار کی سمت ہو اور اس کے بائیں جانب کوئی نمازی اس کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو ادھر سلام کرے گا۔ میں نے عرض کیا اور امام کس کو سلام کہتا ہے؟ فرمایا امام اپنے دونوں فرشتوں نیز اپنے پیچھے نماز پڑھنے والوں کو اپنے فرشتوں سے یہ کہتے ہوئے کہ تم دونوں میری نماز کو صحیح و سلامت بغیر کسی خرابی کے لکھ لو اور اپنے ماموین سے کہتا ہے خدائے عزوجل کے عذاب سے تم لوگ امن و سلامتی میں رہو۔ میں نے عرض کیا نماز سلام پر کیوں تمام کی جاتی ہے؟ آپؑ فرمایا اس لئے کہ یہ دونوں فرشتوں سلام ہے اور نماز کو اس کے حدود ہی کے ساتھ اس کے رکوع و سجود کے ساتھ ادا کرنے میں بندے کو جہنم سے بچائی ہے اور بندے کی نماز قبول ہونے میں قیامت کے دن سارے اعمال کا قبول ہونا ہے۔ اگر اس کی نماز سلامت ہے تو اس کے تمام اعمال سلامت اور اگر نماز سلامت نہیں تو اس کے تمام اعمال صالحہ بھی رد کر دئے جائیں گے۔

باب (۷۸) وہ سبب جس کی بنا پر نماز گذار سلام پڑھنے کے بعد تین مرتبہ ہاتھ اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہتا ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حمزہ بن قاسم علوی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن مالک فزاری کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین بن زید زیات نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن سنان نے اور انہوں نے روایت کی مفضل بن عمر سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کیا سبب ہے جو نماز گذار سلام کے بعد ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا تو اپنے اصحاب کے ساتھ حجر اسود کے قریب نماز ظہر ادا فرمائی اور جب سلام پڑھا تو اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور تین مرتبہ اللہ اکبر! نیز یہ کہا کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس کے وہ واحد و یکتا ہے اس نے اپنے وعدے کو پورا کیا اپنے بندے کی مدد کی اپنے گروہ کو قوت دی اور تمام گروہوں کو اکیلے مغلوب کر لیا پس اسی کے لئے ملک ہے اسی کے لئے حمد ہے وہی زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے۔ وہ ہر شے پر قادر ہے۔ یہ کہہ کر آنحضرتؐ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم لوگ اس تکبیر کو نہ چھوڑنا اور یہ ہر نماز واجب کے بعد کہنا اس لئے کہ جو شخص سلام کے بعد یہ کرے گا اور یہ کہے گا تو اسلام اور گروہ اسلام کو قوت و طاقت عطا کرنے پر جو اللہ تعالیٰ کا شکر اس پر واجب ہے وہ ادا ہو جائے گا۔

باب (۷۹) سجدہ شکر کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن سعید کوفی نے

انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسن بن علی بن فضال نے اور انہوں نے روایت کی حضرت امام رضا علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ نماز فریضہ کے بعد سجدہ شکر اس بناء پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نماز فریضہ ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائی اور اس سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ یہ کہنا چاہئے شکراً لله شکراً لله میں نے عرض کیا کہ شکراً لله کا کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کہتا ہے۔ کہ میری طرف سے سجدہ اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے ہے اس بات پر کہ اس نے۔ اپنی خدمت اور ادائے فرض کی توفیق عطا فرمائی اور شکر توفیق کی زیادتی کا سبب بنے گا اور اگر نماز میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو یہ سجدہ اس کو پورا کر دے گا۔

باب (۸۰) اگر کپڑے پر منی لگ جائے تو اس کو دھونے کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے اور انہوں نے روایت کی حماد بن حریز اور انہوں نے زرارہ سے زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے کپڑوں میں نکسیر وغیرہ کا خون لگ گیا یا کوئی اور شے جیسے منی وغیرہ میں نے اس کے دھبے دیکھے تو مجھے پانی کی تلاش ہوئی پانی مل گیا اتنے میں نماز کا وقت آگیا میں نے نماز پڑھ لی اور یہ بھول گیا کہ میرے کپڑے میں کچھ لگا ہوا ہے نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا؟ آپ نے فرمایا کپڑے دھوؤ اور پھر سے نماز پڑھو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اور اگر میں اس متاثرہ جگہ کو نہ دیکھ سکا مگر مجھے علم ہے کہ اس میں کہیں نہ کہیں کچھ لگا ہوا ہے میں نے وہ جگہ بہت تلاش کی مگر نہ مل سکی اب جب میں نے اس کپڑے میں نماز پڑھ لی تو وہ جگہ مل گئی؟ آپ نے فرمایا اسے دھو لو اور پھر سے نماز پڑھو۔ میں نے عرض کیا کہ اچھا اگر مجھے شبہ ہو کہ اس میں کچھ لگ گیا ہے یقین نہیں ہے میں نے بہت تلاش کیا اور وہ جگہ نہیں ملی اور اسی کپڑے میں نماز پڑھ لی نماز کے بعد پھر تلاش کیا تو وہ جگہ مل گئی؟ آپ نے فرمایا کپڑا دھو لو اور نماز کا اعادہ نہ کرو میں نے عرض کیا یہ کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ تمہیں کپڑے کی طہارت کا یقین تھا نماز کے بعد شک ہوا تمہیں نہیں چاہئے کہ کسی وقت بھی اپنے یقین کو شک سے توڑو۔ میں نے عرض کیا اچھا مجھے اس کا تو علم ہے کہ اس کپڑے میں نجاست لگی ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ کہاں لگی ہے تاکہ اس کو دھو لوں۔ فرمایا کپڑے کے اس حصے کو دھو لو جس حصے کے متعلق تمہارا خیال ہے کہ وہاں نجاست لگی ہے تاکہ تم کو کپڑے کی طہارت کا یقین ہو جائے۔ میں نے عرض کیا اچھا اگر مجھے شک ہے کہ اس کپڑے میں کوئی نجاست لگ گئی ہوگی تو کیا میں اسے الٹ پلٹ کر دیکھوں؟ آپ نے فرمایا نہیں اس لئے کہ تمہارا اس سے مقصد صرف یہ ہے کہ تم اس شک کو دور کر لو جو تمہارے دل میں واقع ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا اچھا اگر یہ صورت ہو کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میری نگاہ اس نجاست پر پڑ گئی فرمایا نماز توڑ دو اور دوبارہ پڑھو اگر تمہیں کپڑے کے کسی حصے پر شک تھا پھر تم نے اس کو دیکھ بھی لیا اگر تمہیں کوئی شک نہ تھا اتفاق سے تم نے دیکھ لیا اور نماز کو قطع کر کے اسے دھویا اس کے بعد پھر سے نماز پڑھی اس کے بعد پھر تمہارے لئے ہرگز مناسب نہیں کہ اپنے یقین کو اس شک سے توڑو۔

باب (۸۱) کسی شخص کا نماز کی صف میں اکیلا کھڑے ہونے کے جواز کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ایوب بن نوح سے انہوں نے محمد بن مفضل سے انہوں نے ابو الصباح کنانی سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز کی صف میں بالکل اکیلا کھڑا ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں اس لئے کہ صفیں ایک کے بعد ایک سے شروع ہوتی ہیں۔

باب (۸۲) وہ سبب جس کی بناء پر اگر کوئی شخص مرض کی بنا پر نوافل ترک کر دے تو نوافل کی قضا اس پر فرض نہیں ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حدید و عبدالرحمن بن ابی نجران سے انہوں نے حماد بن حریز سے انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان کہ میں نے ایک مرتبہ آپ جناب سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے کسی مرض کی وجہ سے نافلہ ترک کر دیا؟ آپ نے فرمایا اے محمد یہ نماز فریضہ نہیں ہاں اگر وہ اس کی قضا پڑھے تو اس کے لئے بہتر ہے اور اگر نہ پڑھے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے مرازم سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ اسماعیل بن جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا اور عرض کیا کہ خدا آپ کا بھلا کرے مجھ پر بہت سی نمازیں نافلہ باقی ہیں میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اس کی قضا پڑھو۔ اس نے کہا ارے وہ بہت زیادہ ہیں؟ آپ نے فرمایا اس کی قضا پڑھو۔ اس نے کہا اتنی زیادہ ہیں کہ میں اس کو شمار نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا اس کا ایک اندازہ لگا لو۔ مرازم کا بیان ہے کہ میں نے کہا کہ چار ماہ بیمار رہا اور میں نے نماز نافلہ نہیں پڑھی؟ آپ نے فرمایا تم پر اس کی قضا واجب نہیں۔ اس لئے کہ مریض صحتمند کے مانند نہیں جب کہ اس پر مرض کا غلبہ رہا تو اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ عذر کو سننے والا ہے۔

باب (۸۳) وہ سبب جس کی بناء پر نماز شب سے انسان محروم ہوتا ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے عمران بن موسیٰ سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن علی بن نعمان نے اور انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے بعض اشخاص سے روایت کی ہے کہ ایک شخص امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا امیرالمومنینؑ میں تو نماز شب سے بالکل محروم رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا پھر تم کو تمہارے گناہوں نے قید کر رکھا ہے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ہارون بن مسلم سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے حسین بن حسن کندی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپ نے فرمایا انسان جھوٹ بولتا ہے تو نماز شب سے محروم ہو جاتا ہے اور جب نماز سے محروم ہوتا ہے تو رزق سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

باب (۸۴) نماز شب کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے ابی زہیر ہندی سے انہوں نے آدم بن اسحاق سے انہوں نے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں پر لازم ہے کہ نماز شب پڑھو اس لئے کہ یہ تمہارے نبی کی سنت ہے اور تمہارے صالحین کا دستور ہے اور تمہارے اجساد سے امراض کو دور رکھنے والا ہے نیز امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز شب چہرہ کو نورانی بنا دیتی ہے نماز شب خوشبودار بنا دیتی ہے نماز شب رزق کو کھینچ لاتی ہے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے ابراہیم بن اسحاق سے انہوں نے محمد بن سلیمان دیلمی سے انہوں نے اپنے باپ سے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے سلیمان تم نماز شب کو کبھی نہ چھوڑنا اس لئے کہ جو نماز شب سے محروم ہے وہ گھاٹے میں ہے۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے انہوں نے علی بن اسباط سے انہوں نے محمد بن علی بن ابی عبداللہ سے انہوں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں **ورہبانیتہ ابتدعوہا ما کتبنا ہا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ** (اور ترک دنیا کو خود انہوں نے اپنی طرف سے نکالا (اگرچہ) ہم نے اسے ان پر واجب نہیں کیا مگر ان لوگوں نے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خود ہی ایسا کر لیا) سورۃ حدید۔ آیت نمبر ۲۷ آپ نے فرمایا اس سے مراد نماز شب ہے۔

(۴) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسان رازی سے انہوں نے محمد بن علی سے انہوں نے اس روایت کو اوپر تک پہنچایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص نماز شب پڑھے گا اس کا چہرہ دن میں حسین نظر آئے گا۔

(۵) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق **ان ناشئۃ اللیل ہی اشد وطا واقوم قیلا** (اس میں شک نہیں کہ رات کا اٹھنا بہت پامال کن ہے مگر بہت ٹھکانے کا ذکر ہے) سورۃ مزمل۔ آیت نمبر ۶ فرمایا کہ اقوم قیلاً سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے بستر خواب سے اٹھ کر اللہ کے سامنے جائے اور اس سے اس کا اور کوئی مقصد نہ ہو۔

(۶) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حریش بن محمد بن حریش نے انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے جد کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے انس بن مالک کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ رات کے درمیانی حصہ میں دو رکعت نماز مجھے دنیا ومافیہا سے زیادہ پسند ہے۔

(۷) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے اور انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابراہیم بن عمر سے اور انہوں نے ایک شخص سے جس نے ان سے یہ حدیث بیان کی اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا **ان الحسنات یذہبن السیات** (بیشک نیکیاں یقیناً گناہوں کو دور کر دیتی ہیں) سورہ ہود۔ آیت نمبر ۱۱۴ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ مومن کی نماز شب ان گناہوں کو دور کر دیتی ہے جو اس سے دن میں سرزد ہوتے ہیں۔

(۸) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت ہے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے روایت کی حریز سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا آیت **اناء اللیل ساجدا وقائما یحذر الاخرۃ ویرجوا رحمتہ ربہ قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون** (جو شخص رات کے اوقات میں سجدہ کرے یا کھڑے کھڑے اللہ کی عبادت کرتا ہو اور آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہو اے رسولؐ ان سے پوچھو کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں) سورہ الزمر۔ آیت نمبر ۹ کے متعلق تو آپ نے فرمایا اس سے مراد نماز شب ہے۔

(۹) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے موسیٰ بن جعفر بغدادی سے انہوں نے محمد بن حسن بن شمعون سے انہوں نے علی بن نوفلی سے انہوں نے کہا کہ میں نے آپ جناب کو

فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی بندہ نماز شب کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور شدید غنودگی کی وجہ سے دائیں بائیں زائل ہوتا ہے اور اس کی ٹھوڑی اس کے سینے پر گرنے لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے اور آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں پھر ملائیکہ سے کہتا ہے ذرا میرے اس بندے کو دیکھو کہ وہ اس تقرب کی منزل پر پہنچا کہ جو نماز میں نے اس پر فرض بھی نہیں کی وہ اس نماز میں مشغول ہے اور مجھ سے تین چیزوں میں سے کسی ایک کا امیدوار ہے یعنی یہ کہ اس کے گناہ معاف کر دوں یا اس کی توبہ کو قبول کر لوں یا اس کے رزق میں زیادتی کر دوں مگر اے میرے ملائیکہ میں تم لوگوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اس کے لئے یہ تینوں باتیں کر دیں۔

باب (۸۵) وہ سبب جس کی بناء پر آدمی کے لئے لازمی ہے کہ جب نماز شب پڑھے تو بلند آواز سے پڑھے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے علی بن اسباط سے انہوں نے اپنے چچا یعقوب بن سالم سے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے آدمی کے لئے سوال کیا کہ جب وہ رات کے آخری حصہ میں نماز شب کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو بلند آواز سے قرأت کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ آدمی کے لئے بہتر ہے کہ جب نماز شب پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ اس کے گھر والے سنیں تاکہ سونے والا بیدار ہو جائے اور اس میں بھی حرکت پیدا ہو۔

باب (۸۶) وہ سبب جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اوقات سحر میں استغفار کرنے والوں کی مدح فرمائی ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن محبوب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے معاویہ بن عمار نے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے قول خدا **وبالاسحار ہم یستغفرون** (اور وہ صبح کے اول وقتوں میں بخشش طلب کیا کرتے تھے) سورۃ الذاریات۔ آیت نمبر ۱۸ کی تفسیر فرماتے ہوئے کہا کہ وہ لوگ استغفار آخر شب میں ستر (۷۰) مرتبہ استغفار پڑھا کرتے ہیں۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے انہوں نے ابی اسماعیل سراج سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے عبداللہ ابن ابی یعفور سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وتر میں ستر (۷۰) مرتبہ "**استغفر اللہ**" کہو داہنے ہاتھ سے شمار کرو اور بائیں ہاتھ کو درست رکھو۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے آپ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو سعید آدمی نے انہوں نے روایت کی احمد بن عبدالعزیز رازی سے اور انہوں نے ایک شخص سے اور اس نے حضرت ابوالحسن اول علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے جب آپ نماز وتر کی آخری رکعت کے رکوع سے سیدھے کھڑے ہوتے تو یہ فرماتے کہ پروردگار تو نے اپنی نازل کی ہوئی کتاب میں فرمایا ہے کہ **کانوا قلیلا من اللیل ما یہجعون وبالاسحار ہم یستغفرون** (وہ لوگ عبادت کی وجہ سے رات کو بہت کم سوتے ہیں اور پچھلے پہر کو اپنی مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں) سورۃ الذاریات۔ آیت نمبر ۱۸-۱۷ تو بخدا میری کم خوابی طویل ہے اور میرا قیام نماز کم ہے اور یہ وقت سحر ہے میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں ایسے شخص کی مانند جس کو نہ اپنے نفع ونقصان پر اختیار ہے اور نہ اپنی موت وحیات اور نہ اپنے حشر ونشر پر اور سجدے میں چلے جاتے۔

بیان کیا مجھ سے جعفر بن علی بن حسن بن علی بن عبداللہ بن مغیرہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے جد حسن بن علی سے انہوں نے

عباس بن عامر سے انہوں نے جابر سے انہوں نے ابی عبیدہ حذاء سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا (قول خدا) **تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا وطمعا** (رات کے وقت ان کے پہلو اپنے بستروں سے آشنا نہیں ہوتے اور عذاب کے خوف اور رحمت کی امید پر اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں) سورۃ السجدہ۔ آیت نمبر ۱۹ تو شاید تمہارا خیال ہو کہ قوم کبھی سوتی ہی نہ تھی؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ اور فرزند رسول اس کا مطلب بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس بدن کے لئے راحت بہت ضروری ہے جب نفس بدن سے نکل جاتا ہے تو بدن کو آرام اور راحت ملتی ہے اور روح واپس ہوتی ہے تو بدن میں قوت عمل موجود ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ **تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا وطمعا** (رات کے وقت ان کے پہلو اپنے بستروں سے آشنا نہیں ہوتے اور عذاب کے خوف اور رحمت کی امید پر اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں) سورۃ سجدہ۔ آیت نمبر ۱۹ تو (یہ ساری قوم کے لئے نہیں بلکہ) امیر المومنین علیہ السلام کے لئے اور ہمارے شیعوں میں سے ان کا اتباع کرنے والوں کے لئے یہ آیت نازل ہوئی ہے یہ لوگ رات کے ابتدائی حصہ میں سو لیتے اور جب رات کا دو تہائی حصہ گزر جاتا تو اپنے پروردگار کی طرف رغبت کے ساتھ، عذاب سے خوفزدہ ہو کر اور جو کچھ اللہ کے پاس نعمتیں ہیں ان کی طمع رکھتے ہوئے رجوع کرتے اور اللہ نے اس کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے اور تمہیں بتایا ہے کہ اللہ نے انہیں کیا کیا عطا کیا ہے اپنے جوار میں جگہ دی ہے انہیں جنت میں داخل کیا ہے انہیں خوف سے بچایا ہے ان کے دل سے ڈر کو دور کر دیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان جب میں نماز شب کے لئے کھڑا ہوں تو کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا یہ کہو۔ ° حمد اس اللہ کے لئے جو عالمین کا رب ہے اور مرسلین کا اللہ ہے حمد اس اللہ کی جو حیات دیتا ہے اور موت دیتا ہے اور جو لوگ قبر میں ہیں ان کو دوبارہ اٹھائے گا° جب تم یہ کہو گے تو انشاء اللہ تم سے شیطانی وسوسہ اور پلیدگی دور ہو جائے گی۔

باب (۸۷) وہ سبب جس کی بناء پر شب کو نماز تہجد پڑھنے والوں کا چہرہ تمام لوگوں سے زیادہ بارونق ہوتا ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر سے انہوں نے اپنے بھائی حضرت علی ابن موسیٰ سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد نامدار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امام علی ابن الحسین زین العابدین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ شب کو نماز تہجد پڑھنے والوں کا چہرہ اور تمام لوگوں سے بارونق و پرنور کیوں ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا چونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے تخلیہ میں باتیں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے نور کا لباس پہنا دیتا ہے۔

باب (۸۸) تسبیح فاطمہ علیہا السلام کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو سعید حسن بن علی بن حسین سکری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حکم بن اسلم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابن علیہ نے روایت کرتے ہوئے حریری سے انہوں نے ابی ورد بن تمامہ سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی آپ نے بنی سعد کے ایک شخص سے فرمایا۔ سنو میں تمہیں اپنا اور فاطمہ زہراؑ کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ میرے گھر میں آچکی تھیں اور وہ رسولؐ کے نزدیک تمام خاندان میں سب سے زیادہ پیاری تھیں وہ پانی کی اتنی مشکیں بھر کر لائیں کہ ان کے سینے پر داغ پڑ گئے اور اتنی چکیاں چلائیں کہ ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ گھر میں اتنی جھاڑو دی کہ کپڑے غبار سے بھر گئے۔ ہانڈی کے نیچے اتنی آگ پھونک کر روشن کی کہ دھوئیں سے کپڑے کالے ہو گئے۔ ان سب باتوں کی وجہ سے ان کی صحت کو شدید ضرر پہنچا تو میں نے کہا آپ اپنے پدر بزرگوار کے پاس جائیں اور ایک خادمہ کے لئے درخواست کریں تاکہ ان کاموں کی تکلیف سے نجات مل جائے۔

چنانچہ میرے کہنے پر وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئیں تو دیکھا کہ آپؐ سے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔ فاطمہ کو ان لوگوں کے سامنے کچھ کہتے ہوئے شرم آئی اور واپس آگئیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ گئے کہ یہ ضرور کسی کام سے آئیں تھیں۔ دوسرے دن آپؐ ہمارے گھر تشریف لائے اور فرمایا اے فاطمہؑ تم کل محمدؐ کے پاس کس کام سے آئیں تھیں؟ میں نے عرض کیا میں بتاؤں یہ کیوں گئیں تھیں۔ مشکیں بھرتے بھرتے ان کے سینے پر نشان پڑ گئے۔ اتنی چکیاں چلائیں ہیں کہ ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ گھر میں اتنی جھاڑو دی کہ کپڑے غبار آلود ہو گئے اور ہانڈی کے نیچے اتنی مرتبہ پھونک پھونک کر آگ روشن کی کہ دھوئیں کی وجہ سے کپڑے کالے ہو گئے تو میں نے کہا تھا کہ آپ اپنے پدر بزرگوار کے پاس جائیں اور ان سے ایک خادمہ کے لئے درخواست کریں تاکہ تمہیں ان زحمتوں سے نجات مل جائے۔ آپؐ نے فرمایا پھر میں تم لوگوں کو ایسی چیز کیوں نہ بتا دوں جو تمہارے لئے خادمہ سے بھی بہتر ہو۔ ایسا کرو کہ جب تم لوگ سونے لگو تو تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمد اللہ اور چونتیس مرتبہ (۳۴) اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ زہراؑ نے عرض کیا میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمان پر راضی و خوش ہوں، میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمان پر راضی و خوش ہوں، میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمان پر راضی و خوش ہوں۔

باب (۸۹) نماز کے چند اور مسائل اور ان کے اسباب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے محمد بن اسلم جبلی سے انہوں نے صباح حذاء سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ابو الحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے ایک مسئلہ دریافت کیا اور وہ یہ کہ کچھ لوگ اپنے سفر پر روانہ ہوئے جب اس منزل پر پہنچے جہاں سے قصر واجب ہے قصر کر لیا مگر جب دو فرسخ یا تین فرسخ تک پہنچے تو ان میں سے ایک ایسے شخص نے ساتھ چھوڑ دیا کہ جس کے بغیر سفر کا آگے بڑھانا ممکن نہ تھا اس لئے وہ لوگ وہیں ٹھہر گئے۔ اب انہیں معلوم نہیں کہ سفر آگے بڑھے گا یا انہیں واپس ہونا پڑے گا۔ اب وہ کیا کریں نماز پوری پڑھیں یا جیسے اب تک قصر کیا ہے قصر کرتے رہیں؟ آپ نے فرمایا اگر یہ لوگ چار فرسخ تک پہنچ چکے ہیں تو اپنے قصر پر قائم رہیں گے۔ خواہ وہ وہاں قیام کریں یا واپس ہو جائیں اور اگر انہوں نے چار فرسخ سے کم کی مسافت طے کی ہے تو پھر نماز پوری پڑھیں اور جب سفر آگے بڑھائیں تو قصر کریں۔ پھر فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ میں نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ فرمایا اس لئے کہ قاصد کی وہ مسافت یعنی بارہ بارہ چوبیس میل کی مسافت پر ہے اس سے کم پر قصر نہیں ہے۔ لہٰذا اگر یہ لوگ قاصد کی ایک مسافت یعنی بارہ میل اور آگے گئے اور تقصیر کی حد مسافت (چوبیس میل) پورے ہو گئے اور اگر یہ لوگ اس سے کم گئے ہیں تو ان کے لئے صرف یہ ہے کہ پوری نماز پڑھیں۔ میں نے عرض کیا وہ اس جگہ نہیں پہنچے تھے جہاں ان کے شہر کی اذان ان کے کانوں تک پہنچتی جہاں سے وہ چلے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ان لوگوں نے اس جگہ قصر کیا جب تک کہ اپنی مسافت میں ان کو کوئی شک نہ تھا مگر جب کہ قیام کا سبب پیدا ہو گیا آگے بڑھنے کا یقین نہیں تو اس کے لئے یہ صورت ہو گی۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے اور انہوں نے علی بن فضال سے انہوں نے ابی معزا، حمید بن مثنیٰ عجلی سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر بچوں کی نیند اور بوڑھوں کی کمزوری نہ ہوتی تو میں عشاء کا وقت ایک تہائی رات گزر جانے کے بعد مقرر کرتا۔

(۳) بیان کیا مجھ سے علی بن عبد اللہ وراق اور علی بن محمد بن حسن المعروف بہ ابن مقبرہ قزوینی نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ بن ابی خلف نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عباس بن سعید ازرق نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سوید بن سعید انباری

نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عثمان جمحی نے اور انہوں نے حکم بن ابان سے انہوں نے عکرمہ سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے ابن عباس سے کہا یہ بتائیں کہ اذان میں سے "حي علی خير العمل" کا فقرہ کیوں حذف ہو گیا؟ تو انہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے اس کو اذان سے اس لئے حذف کر دیا کہ لوگ صرف نماز پر بھروسہ کرنے لگیں گے اور جہاد کو چھوڑ دیں گے۔

(۴) بیان کیا مجھ سے عبد الواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن محمد بن قتیبہ نے روایت کرتے ہوئے فضل بن شاذان سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عمیر نے ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے "حي علی خير العمل" کے متعلق دریافت کیا کہ یہ اذان میں سے کیوں الگ کر دیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا تم ظاہری سبب پوچھنا چاہتے ہو یا باطنی سبب پوچھنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا دونوں۔ آپ نے فرمایا ظاہری سبب تو یہ ہے کہ لوگ نماز پر بھروسہ کر کے جہاد نہ ترک کر دیں اور باطنی سبب یہ ہے کہ خیر العمل سے مراد ولایت ہے۔ خیر العمل کے ترک کرنے کا حکم دینے کا مقصد یہ تھا کہ اس پر لوگ کہیں نہ ابھریں اور اس کی دعوت نہ دینے لگیں۔

(۵) بیان کیا مجھ سے علی بن عبد اللہ وراق اور علی بن محمد بن حسن المعروف بہ ابن مقبرہ قزوینی نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عباس بن سعید ازرق نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو بصیر عیسیٰ بن مہران نے روایت کرتے ہوئے حسن بن عبد الوہاب سے انہوں نے محمد بن مروان سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ان جناب نے مجھ سے پوچھا تم جانتے ہو "حي علی خير العمل" کی تفسیر کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں فرمایا اس میں تمہیں بر اور خیر کی طرف دعوت ہے اور تمہیں معلوم ہے بر و خیر کون ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا تمہیں بر سے فاطمہؑ اور اولاد فاطمہ کی طرف دعوت ہے۔

الزکاۃ

باب (۹۰) وجوب زکاۃ کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین ابن ابی الخطاب نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے انہوں نے مبارک عقرقوفی سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ زکوٰۃ فقراء کی خوراک اور دولتمندوں کے مال میں زیادتی کے لئے رکھی گئی ہے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے عبد اللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح نماز فرض کی اسی طرح زکوٰۃ بھی فرض کی۔ اگر کوئی شخص زکوٰۃ کو بلا اعلان دے تو اس میں اس پر کوئی الزام نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے دولتمندوں کے مال میں سے زکوٰۃ اتنی ہی فرض کی جتنی فقراء کے لئے کافی ہے اور اگر اللہ یہ جانتا کہ فقراء کے لئے اتنی کافی نہ ہو گی تو اس سے زیادہ فرض کرتا۔

(۳) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام ابو الحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو خطوط لکھے اس کے اندر ایک خط میں یہ بھی لکھا کہ زکوٰۃ کا حکم اس لئے ہے کہ فقراء کو ازوقہ ملے اور دولتمندوں کے اموال محفوظ رہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خوش حال لوگوں پر ان کے زمانے کے مصیبت زدہ لوگوں کی خبر گیری فرض کی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ہم تمہارے اموال اور تمہارے انفس سے تمہاری آزمائش کریں گے تو مال میں آزمائش سے مراد زکوٰۃ نکالنا ہے اور انفس میں آزمائش یعنی نفس کو صبر پر قائم رکھنا اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنا اور مزید نعمتوں کی خواہش رکھنا۔ ضعیفوں پر زیادہ سے زیادہ شفقت و مہربانی کرنا مسکینوں کے حال پر توجہ دینا اور انہیں اپنے برابر ہونے پر ابھارنا فقراء کی تقویت اور دینی امور میں ان کی اعانت ہے۔ اور یہ دولتمندوں کے لئے ایک نصیحت ہے تاکہ وہ اس سے آخرت کے فقر کو سمجھیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیا ہے اس کا شکر ادا کرنے کی ان کے دل میں امنگ پیدا ہو۔ اور دعا میں تضرع ہو اور یہ خوف ہو کہ کہیں ہم بھی فقراء کے مانند نہ ہو جائیں چنانچہ ادائے زکوٰۃ و صدقات اور اپنے اعزاء و اقربا کے ساتھ حسن سلوک و نیکی سب اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

باب (۹۱) وہ سبب جس کی بناء پر زکوٰۃ ایک ہزار درہم پر پچیس (۲۵) درہم مقرر ہوئی

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے ابراہیم بن محمد سے انہوں نے محمد بن حفص سے انہوں نے صباح حذاء سے انہوں نے قثم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آپ جناب سے عرض کیا میں آپ پر قربان مجھے بتائیں کہ زکوٰۃ ایک ہزار درہم پر پچیس (۲۵) درہم کیوں ہو گئی نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ ہوئی اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور ان میں سے ہر چھوٹے بڑے کو جانتا ہے اور ہر مالدار اور فقیر کا علم بھی رکھتا ہے چنانچہ اس نے ہر ایک ہزار انسانوں میں سے پچیس کو مسکین بنایا اور اگر وہ جانتا کہ زکوٰۃ کی یہ مقدار ان کے لئے کافی نہیں ہے تو وہ اس سے زیادہ مقرر کرتا اس لئے کہ وہ ان سب کا خالق ہے اور ان کے حالات کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

باب (۹۲) وہ سبب جس کی بناء پر زکوٰۃ لینا اس شخص کے لئے حلال ہے جس کے پاس پانچ سو درہم ہیں اور اس کے لئے حلال نہیں ہے جس کے پاس پچاس درہم ہیں

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے معاویہ بن حکیم سے اور انہوں نے علی ابن الحسن بن رباط سے انہوں نے علا بن رزین سے انہوں نے محمد بن مسلم وغیرہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ اس شخص کے لئے زکوٰۃ لینا حلال ہے جس کے پاس پانچ سو (۵۰۰) درہم موجود ہیں مگر اس کے پاس کوئی پیشہ نہیں ہے روزگار ہے وہ اس سے زکوٰۃ نکالے گا۔ کچھ سے اپنے اہل و عیال کے لئے ازوقہ خریدے گا اور بقیہ اپنے اصحاب کو دے دے گا۔ اور اس شخص کے لئے زکوٰۃ لینا حلال نہیں جس کے پاس پچاس درہم ہیں لیکن وہ با روزگار ہے کوئی پیشہ رکھتا ہے وہ اس سے اپنے اہل و عیال کا خرچہ چلائے گا۔

باب (۹۳) وہ سبب جس کی بناء پر سونے چاندی کے زیورات یا اس کے ڈلوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اسماعیل بن مرار سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو الحسن نے روایت کرتے ہوئے ابو ابراہیم علیہ السلام سے انہوں نے فرمایا کہ سونے چاندی کے ڈلوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔ میں نے کہا خواہ وہ زکوۃ سے بچنے کے لئے اس کو ڈلوں میں کیوں نہ ڈھال لے؟ آپ نے فرمایا تمہیں نہیں معلوم کہ سکوں کو ڈلے میں ڈھال لینے سے وہ جو منفعت حاصل کرتا وہ منفعت بھی جاتی رہی اس لئے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن مہزیار سے انہوں نے اپنے بھائی علی سے انہوں نے اسماعیل بن سہل سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز سے انہوں نے ہارون بن خارجہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ان جناب سے عرض کیا کہ میرا بھائی یوسف اہواز میں مختلف کاموں پر مقرر ہوا جس کی وجہ سے اس کو بہت دولت و مال حاصل ہوا اور زکوۃ سے بچنے کے لئے اس نے ان سب کے زیورات بنوا لئے۔ کیا اس پر زکوۃ عائد ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا زیورات پر زکوۃ نہیں ہے اور نہ اس پر جو اس نے اپنا خود نقصان کیا اس کے بنوانے میں۔ اور زکوۃ دینے سے جتنا نقصان ہوتا اس سے زیادہ نقصان خود اس نے اپنا کر لیا۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اسماعیل بن مرار سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے ابی الحسن علی بن یقطین سے انہوں نے حضرت ابو الحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ جناب نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص سونے چاندی کے سکوں کو ایک ڈلے کی شکل میں ڈھال لے صرف زکوۃ سے بچنے کے لئے تو اس پر زکوۃ نہیں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ ان سکوں کی منفعت بھی جاتی رہی اس لئے اس پر زکوۃ نہیں ہے۔

باب (۹۴) وہ سبب جس کی بناء پر اپنی اولاد اپنے والدین اپنی زوجہ اور اپنے مملوک کو زکوۃ دینا جائز نہیں

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے ابی طالب سے اور انہوں نے ہمارے متعدد اصحاب سے اور ان لوگوں نے اس روایت کو اوپر لیجا کر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک پہنچایا کہ آپ نے فرمایا کہ پانچ اشخاص کو مال زکوۃ میں سے نہیں دیا جائے گا اپنے فرزند، اپنے والدین، اپنی زوجہ اور اپنے مملوک اس لئے کہ وہ خود ان کے نان و نفقہ کا ذمہ دار ہے۔

باب (۹۵) وہ سبب جس کی بناء پر مال زکوۃ غیر فقراء کو دینا جائز نہیں

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے اور انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے ابی المغرا سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے دولتمندوں اور فقیروں کو اموال میں شریک کیا ہے لہذا کسی کو حق نہیں ان دونوں شرکاء کے علاوہ کسی اور پر اس کو صرف کرے۔

باب (۹۶) وہ سبب جس کی بناء پر زکوۃ کے اونٹ اور گھوڑے صاحبان تجمل و وقار کو دیئے جائیں گے اور سونے چاندی گیہوں اور جو کی زکوۃ فقراء کو دی جائے گی

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے اور انہوں نے ابراہیم بن اسحاق سے انہوں نے محمد بن سلیمان دیلمی سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ پھٹے ہوئے کھر اور بے پھٹے ہوئے کھر (جیسے اونٹ اور گھوڑے) کے جانور جو زکوۃ میں وصول ہوں وہ صاحبان تجمل و وقار اور اونچ طبقے کے مسلمان فقراء کو دیئے جائیں گے اور سونا چاندی اور گیہوں جو اور زمین کی وہ پیداوار جو ناپی تولی جاتی ہیں وہ پست طبقے کے مسلمان فقراء کو دی جائیں گی۔ ابن سنان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا یہ لوگ پر وقار ہیں لہذا انہیں وہ چیزیں دی جائیں گی جو لوگوں کی نگاہ میں پر وقار ہیں۔

باب (۹۷) وہ سبب جس کی بناء پر وہ شخص جس کے پاس ایک ماہ یا ایک سال کا خرچ موجود ہے اس کے لئے بھی زکوۃ لینا جائز ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے اور انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے علی بن اسماعیل دغشی سے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے ایک ایسے مسئلے کے متعلق دریافت کیا جس کے پاس ایک دن کا خرچ ہے کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ سوال کرے؟ اور کیا یہ جائز ہے کہ اس کے سوال سے پہلے اس کو دیدیا جائے؟ اور کیا اس کے لئے یہ لینا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا اگر اس کے پاس ایک ماہ کا بھی خرچ ہے بلکہ اتنا ہے کہ اس کے ایک سال کے لئے کافی ہو تو بھی وہ زکوۃ لے سکتا ہے اس لئے کہ زکوۃ سالانہ نکلتی ہے۔

باب (۹۸) وہ سبب جس کی بناء پر ایک مومن کو مال زکوۃ تین ہزار بلکہ دس ہزار بھی دیا جا سکتا ہے اور فاسق، فاجر کو بہت تھوڑا سا

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس اور محمد بن یحییٰ عطار نے ان دونوں نے روایت کی محمد بن احمد بن یحییٰ سے انہوں نے علی بن محمد سے اور انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے انہوں نے بشر بن بشار سے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص یعنی حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے کہا یہ بتائیں کہ مومن کو زکوۃ کا مال دینے کی حد کیا ہے؟ فرمایا مومن کو تین ہزار دیا جا سکتا ہے پھر فرمایا بلکہ دس ہزار بھی دیا جا سکتا ہے اور فاسق و فاجر کو تھوڑا سا۔ کیونکہ مومن اس کو اطاعت الٰہی میں صرف کرے گا اور فاسق و فاجر اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ کرے گا۔

باب (۹۹) وہ سبب جس کی بناء پر زکوۃ کی رقم سے خریدے ہوئے غلام کی میراث مستحقین زکوۃ کے لئے ہوگی

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ہارون بن مسلم سے انہوں نے ایوب

حر کے بھائی ادیم بن حر سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک غلام ہے جس کو یہ معلوم ہے کہ میں اس کو رقم زکوۃ سے خرید کر آزاد کر دوں گا؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کو خرید و اور آزاد کر دو۔ میں نے عرض کیا اچھا اگر (کچھ دنوں میں) وہ مر جائے اور ترکہ میں کچھ مال چھوڑ دے تو وہ مال کس کا ہو گا؟ تو آپ نے فرمایا اس کی میراث مستحقین زکوۃ کو ملے گی اس لئے کہ یہ ان ہی کے سہم سے خریدا گیا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا یہ ان ہی کے مال سے خریدا گیا ہے۔

باب (۱۰۰) وہ سبب جس کی بناء پر غلام و مملوک کے مال پر زکوۃ واجب نہیں ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے حسن بن موسیٰ خشاب سے انہوں نے علی بن حسین سے انہوں نے محمد بن حمزہ سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مملوک (غلام) ہے جس کے قبضہ میں کچھ مال ہے۔ کیا اس پر زکوۃ عائد ہو گی؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا اور اس کے مالک پر؟ آپ نے فرمایا نہیں جب تک کہ وہ مال اس کے مالک کے پاس نہ پہنچ جائے اس لئے کہ یہ مال اس مملوک کا نہیں ہے۔

باب (۱۰۱) وہ سبب جس کی بناء پر دو سو (۲۰۰) پر زکوۃ پانچ ہے مگر وزن میں سات ہو گئی

(۱) میرے والد رحمہ اللہ اور محمد بن حسن رحمۃ اللہ دونوں نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے سلمہ بن خطاب سے انہوں نے حسین بن راشد سے انہوں نے علی بن اسماعیل میثمی سے انہوں نے حبیب خثعمی سے ان کا بیان ہے کہ ابو جعفر خلیفہ نے اپنے عامل مدینہ محمد بن خالد بن عبداللہ قسری کو خط لکھا کہ ذرا اہل مدینہ سے دریافت کرو کہ دو سو (۲۰۰) پر زکوۃ پانچ بنتی ہے یہ وزن میں سات کیسے ہو گئی عہد رسول میں تو ایسا نہیں تھا۔ اور اپنے عامل کو یہ بھی حکم دیا کہ یہ مسئلہ عبداللہ بن حسن اور جعفر بن محمد علیہ السلام سے بھی ضرور پوچھنا۔ چنانچہ اس نے اہل مدینہ سے پوچھا تو لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگوں نے اپنے بزرگوں کو اسی پر عمل کرتے ہوئے پایا آگے ہم کچھ نہیں جانتے۔ یہ جواب پا کر اس نے عبداللہ بن حسنؑ اور حضرت جعفرؑ بن محمد کو بلا بھیجا اور پہلے عبداللہ بن حسن سے پوچھا اور انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو دیگر مفتیوں نے دیا تھا۔ پھر وہ حضرت جعفرا بن محمد کی طرف مخاطب ہوا اور کہا اے ابا عبداللہ آپ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوۃ چالیس اوقیہ پر ایک اوقیہ قرار دیا تھا (ایک اوقیہ تقریباً ایک اونس کے برابر) جب تم حساب کرو گے تو پانچ وزن میں سات کے برابر ہو گا۔ حبیب خثعمی کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے حساب کیا تو جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی پایا۔ پھر عبداللہؓ بن حسن نے حضرت جعفرؑ بن محمد کی طرف رخ کیا اور پوچھا کہ یہ جواب آپ نے کہاں سے اخذ کیا؟ تو آپ نے فرمایا یہ میں نے تمہاری جد ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا کی کتاب میں پڑھا ہے۔ اس کے بعد آپ واپس ہوئے تو محمد بن خالد نے آپ کے پاس آدمی بھیجا کہ آپ کتاب فاطمہؑ میرے پاس بھیجیں۔ آپ نے جواب میں کہلایا کہ میں نے یہ بتایا تھا کہ میں نے اس میں پڑھا ہے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ کتاب میرے پاس ہے۔ حبیب خثعمی کا بیان ہے کہ یہ جواب سن کر محمد بن خالد کہنے لگا کہ میں نے ان جیسا کوئی آدمی ہی نہیں دیکھا۔

باب (۱۰۲) وہ سبب جس کی بناء پر اگر کوئی شخص غیر مسلک پر ہے اس کو مسلک حقہ کی معرفت ہوتی ہے اور وہ تائب ہوتا ہے تو اس پر سوائے زکوۃ کے نماز، روزہ، حج کسی کی قضا واجب نہیں ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس ابن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے حسن بن سعید سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے عمر بن اذنیہ سے انہوں نے زرارہ اور بکیر و فضیل اور محمد بن مسلم اور برید بن معاویہ سے اور ان لوگوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان دونوں حضرات نے ارشاد فرمایا ایک ایسے شخص کے بارے میں جو حروریہ و مرجیہ و عثمانیہ و قدریہ میں سے کسی فرقہ سے منسلک تھا۔ پھر اس نے توبہ کر لی حق کو پہچان لیا اپنا اعتقاد درست کر لیا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس نے اس وقت تک جتنی نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں، زکوۃ دی ہے اور حج کئے ہیں کیا وہ ان سب کا اعادہ کرے گا؟ ان دونوں نے فرمایا کہ وہ سوائے زکوۃ کے اور کسی چیز کا اعادہ نہیں کرے گا اس لئے کہ اس نے زکوۃ غیر مستحق کو دیا ہے اس کے مستحق تو ولائے اہلبیت رکھنے والے ہیں۔

باب (۱۰۳) زکوۃ کے نادر مسائل اور ان کے اسباب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے محمد بن معروف سے انہوں نے ابی الفضل سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے اسماعیل بن سہل سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز سے اور انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ہے جس کے پاس چند درہم کئی مہینے سے پڑے ہوئے تھے اب اس نے ان کو دینار سے بدل لیا مگر جس دن سے وہ درہموں کا مالک بنا تھا اسے ایک سال پورے ہو گئے کیا وہ اس پر زکوۃ ادا کرے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اچھا یہ بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے فرض کرو ایک شخص نے تم کو ایک سو اونٹ دیئے اور تم سے دو سو گائیں لے لیں اور وہ چند مہینے اس کے پاس رہیں اور وہ اونٹ چند مہینے تمہارے پاس رہے۔ پھر اس کے اونٹ تمہارے پاس مر گئے اور تمہاری گائیں اس کے پاس مر گئیں کیا تم دونوں ان کی زکوۃ نکالو گے؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر ایسے ہی سونے اور چاندی کا معاملہ ہے۔ پھر فرمایا اور اگر تم نے کسی کو گیہوں دے کر جو لے لیا تو پھر کوئی زکوۃ نہ ہو گی لیکن اس صورت میں کہ بقیہ وہی سونا یا بقیہ وہی چاندی تمہارے پاس آجائے تو پھر اس پر زکوۃ عائد ہو گی اس لئے کہ وہ ایک سال تک تمہاری ملکیت میں رہا۔ میں نے عرض کیا اور اگر وہ سونا میرے ہاتھ سے ایک دن کے لئے بھی نہ نکلا ہو؟ آپ نے فرمایا اگر اس میں اس کے علاوہ کچھ مخلوط ہو گیا ہو تو اس میں سے جو کچھ تیرے پاس آیا ہو اس میں تجھ پر کوئی زکوۃ عائد نہ ہو گی۔ اس کے بعد فرمایا اگر پورا کا پورا سونا تیرے پاس پلٹ آیا جب کہ اس کے پلٹنے سے تو مایوس تھا تو جب تک کہ اس پر ایک سال نہ گزر جائے اس پر زکوۃ نہیں ہے راوی کا بیان ہے کہ زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اور اگر نصاب سے کچھ اگر بڑھ جائے تو اس بڑھ جانے پر زکوۃ نہ ہو گی جب تک کہ اس حد تک نہ پہنچ جائے کہ ایک پورا نہ لیا جاسکے یاد رہے کہ صدقہ اور زکوۃ میں کسر نہیں لی جاتی ایسا نہیں ہو گا کہ زکوۃ میں ایک بکری ایک اونٹ اور آدھی بکری اور آدھا اونٹ ہو اور نہ پانچ درہم اور آدھا درہم نہ ایک دینار اور آدھا دینار۔ پس ایک مسلم لیا جائے گا اور بقیہ کسر کو چھوڑ دیا جائے گا جب تک کہ وہ پورا ایک نہ ہو جائے تو یہ تمام مال سے لیا جائے گا۔ زرارہ ابو مسلم کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس مال اندوختہ ہے اور اس پر ایک سال گزر گیا تو وہ اس کی زکوۃ ادا کرے گا۔ میں نے عرض کیا اور اگر وہ کسی کو ایک ماہ یا ایک دن پہلے مہیا کر دے؟ آپ نے فرمایا پھر اس پر کوئی زکوۃ نہیں

ہے۔ زرارہ نے کہا کہ آپ نے فرمایا یہ اس شخص کی مانند ہے کہ جس نے ماہِ رمضان میں ایک دن اپنے وطن میں مقیم رہتے ہوئے روزہ توڑ لیا ہو اور پھر دن کے آخری حصہ میں سفر پر نکل جائے تاکہ وہ کفارہ جو اس پر عائد ہوتا ہے اس سے بچ جائے۔ آپ نے فرمایا جس وقت اس نے بارہویں مہینے کا چاند دیکھ لیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے لیکن اگر اس نے اپنا مال کسی کو بارہویں مہینے کا چاند دیکھنے سے پہلے ہبہ کر دیا ہے تو یہ اس کے لئے جائز ہے۔ اور اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ یہ اس شخص کے مانند ہے کہ جو سفر پر نکلنے کے بعد افطار صوم کرتا ہے۔ اور دوسرے مال جس پر سال گزر چکا اس پر زکوٰۃ کو منع نہیں کر سکتا۔

زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یہ بتائیں کہ دو سو درہم، پانچ یا دس تو میوں کی شرکت کے ہیں اور اس پر سال گزر چکا ہے اور وہ ان ہی لوگوں کے پاس ہے کیا ان لوگوں پر اس کی زکوٰۃ واجب ہے؟ فرمایا نہیں وہ بھی زراعت مشترکہ کی مانند ہے جب تک کہ ان میں سے ہر شخص کے حصہ میں دو سو درہم نہ ہوں کسی پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کیا یہی صورت بکری، اونٹ، گائے، سونا، چاندی وغیرہ تمام اموال پر ہے؟ فرمایا ہاں۔ زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یہ فرمائیں کہ ایک شخص کے پاس دو سو درہم تھے اس نے زکوٰۃ سے بچنے کے لئے اسے اپنے کسی بھائی یا اپنے لڑکے یا اپنی بیوی کو سال پورے ہونے سے ایک ماہ پہلے ہبہ کر دیا؟ آپ نے فرمایا اگر بارہواں مہینہ داخل ہو گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر سال ہو گیا اور اس پر اس سال میں زکوٰۃ واجب ہے۔ میں نے کہا اور اگر سال سے پہلے کچھ ہیر پھیر کر دے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے جائز ہے۔ میں نے عرض کیا مگر اس نے یہ ہیر پھیر محض زکوٰۃ سے بچنے کے لئے کیا ہے؟ فرمایا زکوٰۃ کی ادائیگی میں اس کو جو نقصان ہوتا ہے اس سے زیادہ نقصان خود اس نے اپنا کر لیا۔ میں نے عرض کیا مگر اب بھی تو وہ مال اس کے زیرِ اقتدار ہے؟ فرمایا یہ کیسے معلوم کہ وہ مال اس کے زیرِ اقتدار ہے جب کہ وہ اس کی ملکیت سے خارج ہو گیا۔ میں نے عرض کیا ہبہ کرتے وقت اس نے اس کی شرط لگا دی تھی؟ آپ نے فرمایا مگر جب اس نے اس کے نام ہبہ رکھ دیا تو پھر ہبہ نافذ ہو گیا اور شرط باطل ہو گئی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی ضامن ہے۔ میں نے عرض کیا یہ کیسے کہ شرط ساقط ہو گئی اور ہبہ نافذ ہے اور وہ زکوٰۃ کا ضامن ہے جو اس پر واجب ہے؟ آپ نے فرمایا یہ شرط فاسد تھی ہبہ نافذ العمل ہو گا اور زکوٰۃ بطور سزا اس پر واجب ہے۔ پھر فرمایا ہاں وہ (زکوٰۃ سے بچنے کے لئے) یہ کر سکتا تھا کہ وہ (ہبہ کے بدلے) اس رقم سے کوئی مکان خرید لیتا یا کوئی زمین یا کوئی اور چیز خرید لیتا۔ زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا آپ کے پدر بزرگوار کا تو ارشاد ہے کہ جو شخص زکوٰۃ سے فرار اختیار کر رہا ہے اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہے؟ فرمایا میرے والد بزرگوار نے بالکل درست فرمایا کہ جو زکوٰۃ اس پر واجب ہے اس کی ادائیگی اس پر فرض ہے اور جو اس پر واجب نہیں ہوئی اس کی ادائیگی اس پر کیسے فرض ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اچھا تم یہ بتاؤ کہ اگر کوئی شخص (جس دن اس پر زکوٰۃ واجب ہونے والی تھی) پورا دن بیہوش رہے

اور ادائیگی زکوٰۃ سے پہلے مر جائے تو کیا اس کے ذمہ زکوٰۃ ہو گی؟ میں نے عرض کیا نہیں بلکہ اس کی زکوٰۃ اس وقت ہوئی جب اس دن بیہوشی سے افاقہ پالیتا۔ پھر آپ نے فرمایا اچھا یہ بتاؤ ایک شخص ماہِ رمضان میں بیمار ہوا اور اسی میں مر گیا تو کیا اس کی طرف سے روزہ رکھا جائے گا؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا بس اسی طرح وہ شخص ہے کہ جب تک اس کے مال پر زکوٰۃ واجب نہ ہو گی وہ اس کی ادائیگی کا ذمہ دار نہ ہو گا۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کہ میرے والد نے اپنی فلاں زمین کا ایک ہزار دینار پر ہشام بن عبدالملک سے سودا کیا اور اس سے یہ شرط رکھی کہ وہ اس رقم کی زکوٰۃ دس سال تک ادا کرتا رہے گا اس لئے کہ ہشام اس وقت والی ملک تھا۔

باب (۱۰۴) وہ سبب جس کی بناء پر عورتوں سے جزیہ ساقط ہے اور چلنے سے معذور، اندھے انتہائی بوڑھے اور بچوں کے لئے جزیہ معاف کر دیا گیا ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے قاسم بن محمد اصبہانی سے انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے انہوں نے عیسیٰ بن یونس سے انہوں نے اوزاعی سے انہوں نے زہری سے اور انہوں نے حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ عورتوں سے جزیہ کیوں ساقط ہو گیا اور انہیں کیوں چھوڑ دیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل کو دار الحرب میں بھی منع فرمایا ہے مگر مقابلہ کے وقت اگر وہ بھی مقابلہ کر رہی ہیں تو جہاں تک تم سے ممکن ہو ان کے قتل سے ہاتھ روکو اور خلل کا خوف نہ کرو۔ لہٰذا جب آنحضرتؐ نے دار الحرب میں ان کے قتل کو منع فرمایا ہے تو دار السلام میں ان کا قتل نہ کرنا تو اور اولیٰ و بہتر ہے اس لئے کہ یہ گروہ جزیہ دینے سے منع کر دیں تو ان کا قتل ممکن نہیں اور جب قتل ممکن نہیں تو جزیہ کا حکم ان پر سے اٹھ گیا۔ اور اگر مرد منع کریں اور جزیہ دینے سے انکار کریں تو وہ عہد شکن شمار ہوں گے اور انہیں قتل کرنا اور ان کا خون بہا دینا حلال ہو گا اس لئے کہ دار شرک میں مردوں کا قتل مباح ہے اور اسی طرح وہ مشرک جو چلنے پھرنے سے معذور ہو چکا اور نابینا اور انتہائی بوڑھا اور عورت اور بچے دار الحرب میں ہوں ان کے لئے بھی یہی حکم ہے لہٰذا ان سے جزیہ ساقط ہے۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے سہل بن زیاد سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے فضیل بن عثمان اعور سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ مولود فطرت پر پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عہد پر انہیں ذمی رہنے دیا اور ان سے جزیہ قبول کیا کہ وہ آئندہ کسی کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی نہ بنائیں گے۔ اور اب رہا آج کل اہل ذمہ اور ان کی اولاد تو یہ اہل ذمہ نہیں ہیں۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل ذمہ سے جزیہ لینا اس شرط پر قبول کیا کہ وہ نہ سود کھائیں گے، نہ سؤر کا گوشت کھائیں گے اور اپنی بہنوں یا بھائی کی لڑکیوں یا بہن کی لڑکیوں سے نکاح نہیں کریں گے اور جو ایسا کرے گا اللہ اور اس کا رسول ان سے بری الذمہ ہو جائے گا۔ اور آج کل ان لوگوں کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

باب (۱۰۵) وہ سبب جس کی بنا پر رات کو پھل توڑنے، کھیتیاں کاٹنے اور بوائی کرنے کو منع کیا گیا ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے ابی بصیر سے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ رات کے وقت نہ باغوں کے پھل توڑو اور نہ رات کے وقت اپنی کھیتیاں کاٹو اور جب کھیتیاں کاٹو تو ایک لپ کے بعد دوسرا لپ اور ایک مٹھی کے بعد دوسری مٹھی (بطور خیرات مساکین کو) دو اور اسی طرح کھجوروں کے گچھے اتارتے وقت اور بوائی کے وقت اور رات کے وقت بوائی نہ کرو اس لئے کہ جیسے کٹائی کے وقت لوگوں کو دیتے ہو بوائی کے وقت بھی دو۔

الخمس

باب (۱۰۶) وہ سبب جس کی بناء پر شیعوں کے لئے خمس کو حلال قرار دیدیا گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز سے انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ان لوگوں کے لئے (یعنی شیعوں کے لئے) خمس کو حلال کردیا ہے تاکہ ان کی ولادت پاک رہے۔

(۲) اور انہی اسناد کے ساتھ زرارہ اور محمد بن مسلم اور ابوبصیر سے اور ان لوگوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اپنے پیٹ اور اپنی شرمگاہوں میں مبتلائے ہلاکت و عذاب ہیں اس لئے کہ یہ لوگ ہمارے حق کو ادا نہیں کرتے مگر آگاہ رہو ہمارے شیعہ اور ان کی اولاد کے لئے اس کی اجازت ہے۔

(۳) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے والد سے اور انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے جیثم نہدی سے انہوں نے سندی بن محمد سے انہوں نے یحییٰ بن عمران زیات سے انہوں نے داؤد رقی سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ تمام کے تمام لوگ ہماری ظلم سے چھینی ہوئی چیز سے زندگی بسر کررہے ہیں لیکن ہم لوگوں نے اپنے شیعوں پر اسے حلال کردیا ہے۔

باب (۱۰۷) خمس لینے کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے انہوں نے عبداللہ بن بکیر سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ میں تم لوگوں سے درہم قبول کرتا ہوں حالانکہ میں اکثر اہل مدینہ سے زیادہ دولتمند ہوں تو اس کا سبب صرف یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ پاک رہو۔

باب (۱۰۸) وہ سبب جس کی بناء پر لوگوں پر روزہ واجب قرار دیا گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن اسماعیل نے روایت کرتے ہوئے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام ابوالحسن علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو کچھ لکھا اس میں روزے کا سبب یہ بھی تحریر فرمایا کہ انسان کو بھوک و پیاس کا عرفان ہو اور بندہ خود کو ذلیل و عاجز سمجھے اپنے اعمال کا حساب رکھے اور اس بھوک و پیاس کو برداشت کرکے اجر و ثواب کا مستحق بنے اور اسی سے آخرت کے شدائد اور سختیوں کی نشاندہی ہو۔ اس کے علاوہ خواہشات وقتی سے پرہیز اور آئندہ ایک معینہ مدت کے انتظار کا عادی بنے اسے معلوم ہو جائے کہ بیچارے فقیر اور مساکین خواہ دنیا کے ہوں یا آخرت کے وہ کن شدائد میں بسر کررہے ہوں گے۔

(۲) اور ان ہی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے روایت کرتے ہوئے برکی سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ہشام بن حکم نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روزے کی علت دریافت کی تو آپ نے فرمایا روزے کے حکم کا سبب یہ ہے کہ فقیر اور دولتمند کم از کم اس وقت تو برابر ہو جائیں یا اس لئے کہ دولتمند تو کبھی یہ جان ہی نہیں سکتا کہ بھوک کیا چیز ہے تاکہ وہ فقیروں پر ترس کھائے کیونکہ دولتمند جب جس چیز کو چاہے گا اس کا مہیا ہونا اس کے بس میں ہے۔ تو اللہ نے چاہا کہ روزے کے دوران اپنی مخلوق کو برابر کردے اور دولتمند بھی بھوک کا مزہ چکھے تاکہ وہ ضعیفوں پر مہربانی کرنے اور بھوکوں پر ترس کھائے الغرض جو آپ کے پدر بزرگوار نے جواب دیا تھا وہی جواب آپ نے بھی دیا۔

باب (۱۰۹) وہ سبب جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے امت محمدی پر تیس دن کے روزے فرض کئے جب کہ گذشتہ امتوں پر اس سے زیادہ فرض کئے گئے تھے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے ابی الحسن علی بن حسین برقی سے انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حسن بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے آباء سے اور انہوں نے اپنے جد حضرت امام حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ چند یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور ان میں سے جو سب سے زیادہ صاحب علم تھا اس نے آنحضرتؐ سے چند مسائل دریافت کئے منجملہ ان کے ایک مسئلہ یہ بھی پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر دن کے وقت تیس روزے فرض کئے حالانکہ سابقہ امتوں پر اس سے زیادہ روزے فرض کئے تھے؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بات یہ ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے درخت کے پھل کھائے تو وہ ان کے پیٹ میں تیس دن تک رہا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ذریت پر تیس دن تک بھوک و پیاس فرض کردیا اور یہ بات کہ یہ لوگ شب میں کھا پی لیتے ہیں یہ ان پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے اور اسی طرح حضرت آدمؑ پر بھی یہ روزہ فرض تھا اور میری امت پر بھی یہی روزہ فرض کیا اس کے بعد آنحضرتؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات (تم لوگوں پر روزہ اسی طرح فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم لوگ تقویٰ اختیار کرو یہ چند دنوں کے روزے ہیں) سورۃ بقرہ۔ آیت نمبر ۱۸۴ / ۱۸۳ یہودی نے کہا اے محمد آپ نے سچ فرمایا۔ اب بتائیں کہ جو شخص روزہ رکھے گا اس کو اس کی جزا کیا ملے گی؟ آپؐ نے فرمایا کہ جو مومن بھی حساب کرکے ماہ رمضان میں روزے رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے سات باتیں لازمی قرار دے دے گا۔ سب سے پہلے یہ کہ اس کے جسم سے حرام پگھل کر نکل جائے گا۔ دوسرے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قریب ہو جائے گا۔ تیسرے یہ کہ ان کے باپ حضرت آدمؑ کی خطا کا کفارہ بن جائے گا۔ چوتھے اللہ تعالیٰ اس پر سکرات موت آسان کردے گا۔ پانچویں اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن بھوک و پیاس سے امان دے گا۔ چھٹے اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے برات عطا فرمائے گا۔ ساتویں اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی طیب غذائیں کھلائے گا۔ اس یہودی نے کہا اے محمد آپ نے سچ فرمایا۔

باب (۱۱۰) وہ سبب جس کی بناء پر احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا مباشرت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

(۱) خبر دی مجھ کو علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ خبر دی مجھ کو قاسم بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حمدان بن حسین نے

روایت کرتے ہوئے حسین بن ولید سے انہوں نے عمر بن یزید سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ احتلام سے روزہ دار کا روزہ نہیں ٹوٹتا اور مباشرت و ہمبستری سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ مباشرت و ہمبستری خود اس کا فعل ہے اور احتلام اس کا فعل نہیں بلکہ خود سے ہو گیا ہے۔

باب (۱۱۱) وہ سبب جس کی بناء پر مہینے کی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں تاریخ کو ایام بیض کہتے ہیں اور مردوں کی داڑھی کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے ابوالحسن علی بن عبداللہ بن احمد اسواری فقیہ نے انہوں نے کہ کہ بیان کیا مجھ سے مکی بن احمد بن سعدویہ برذعی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو محمد نوح بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو سعید جمیل بن سعد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن عبدالواحد بن سلیمان عسقلانی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن حمید نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حماد بن سلمہ نے روایت کرتے ہوئے عاصم بن ابی نجود سے انہوں نے زر بن حبش سے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ابن مسعود سے ایام بیض کا سبب دریافت کیا اور یہ کہ اس کا یہ نام کیوں رکھا گیا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرمار ہے تھے کہ جب حضرت آدمؑ سے پروردگار کی نافرمانی سرزد ہوئی تو ایک منادی نے عرش سے ان کو آواز دی اے آدم میرے جوار سے نکل جاؤ اس لئے کہ جو میری نافرمانی کرے گا وہ میرے جوار میں نہیں رہ سکتا۔ یہ سن کر حضرت آدمؑ رونے لگے اور ملائیکہ بھی رونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس حضرت جبرئیل کو بھیجا اور انہوں نے ان کو زمین پر اتار دیا اور ان کا جسم سیاہ پڑ گیا۔ جب ملائیکہ نے ان کا یہ حال دیکھا تو رونے دھونے لگے اور فریاد کرنے لگے کہ پروردگار تو نے ایک مخلوق کو پیدا کیا اس میں اپنی روح پھونکی اور اپنے ملائیکہ سے اس کو سجدہ کرایا اور صرف ایک گناہ پر اس کے گورے اور سفید رنگ کو سیاہی میں تبدیل کر دیا۔۔ تو آسمان سے ایک منادی نے ندا دی (اے آدم) آج تم اپنے پروردگار کی رضا کے لئے روزہ رکھو حضرت آدمؑ نے اس دن روزہ رکھا اور اتفاق سے وہ دن مہینے کی تیرہویں تھی اور اس سے ان کی ایک تہائی سیاہی زائل ہو گئی۔ پھر چودھویں کو ندا آئی کہ آج اپنے رب کی خوشنودی کے لئے پھر روزہ رکھو۔۔ حضرت آدمؑ نے روزہ رکھا تو ان کی دو تہائی سیاہی زائل ہو گئی۔ پھر پندرھویں تاریخ کو ندا آئی انہوں نے روزہ رکھا ان کی ساری سیاہی زائل ہو گئی۔ اسی لئے ان تاریخوں کا نام ایام بیض ہو گیا کہ ان ہی تاریخوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے جسم کی سفیدی کو پلٹا دیا۔ پھر آسمان سے ایک منادی نے حضرت آدم کو ندا دی اے آدمؑ یہ تین دن میں نے تمہارے لئے اور تمہاری اولاد کے لئے قرار دئے ہیں جو شخص ان تین دنوں میں روزہ رکھے گا گویا اس نے سارے مہینے میں روزہ رکھا۔ حمید کا بیان ہے کہ احمد بن عبدالواحد نے بیان کیا اور میں نے احمد بن شیبان برکی کو کہتے ہوئے سنا اور حمیدی نے اس میں اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ پھر حضرت آدمؑ اکڑوں ہو کر بیٹھ گئے اور ان کا سر ان کے دونوں زانوں کے درمیان تھا وہ بہت محزون و مغموم تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس حضرت جبرئیل کو بھیجا اور انہوں نے آکر کہا اے آدمؑ کیا بات ہے میں آپ کو محزون و مغموم کیوں دیکھ رہا ہوں؟ حضرت آدمؑ نے کہا اب تو میں مرتے دم تک محزون و مغموم ہی رہوں گا۔ انہوں نے کہا مجھے اللہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے اس نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ اے آدم **حیاک اللہ و بیاک** (اللہ تمہاری عمر دراز کرے اور تمہیں ہنسائے) حضرت آدمؑ نے کہا حیاک کا مطلب تو میں سمجھ گیا مگر بیاک کا کیا مطلب؟ حضرت جبرئیلؑ نے کہا یعنی اللہ تم کو ہنسائے یہ سن کر حضرت آدمؑ نے سجدہ شکر کیا۔ پھر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کیا پروردگار میری خوبصورتی میں اضافہ فرما۔ پھر جب صبح کے وقت اٹھے تو ان کے کوئلے کی طرح سیاہ رنگ کی داڑھی روئیدہ ہو گئی تھی حضرت آدمؑ نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو عرض کیا پروردگار یہ کیا؟ اللہ کا ارشاد ہوا کہ یہ داڑھی ہے میں نے تم کو اور تمہاری اولاد کو تاقیامت اس سے زینت دی۔

ن اس کتاب کے مولف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا حدیث صحیح ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے احکام اپنے نبی کے سپرد کر دئے ہیں اور فرمایا کہ **ما اتاکم الرسول فخذوہ و ما نھاکم عنہ فانتھوہ** (رسول جو کچھ تم لوگوں کو دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز آجاؤ) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایام بیض کی جگہ مہینے کی پہلی جمعرات، مہینے کی آخری جمعرات اور مہینے کے درمیان کے چہار شنبہ کو (روزہ رکھنا) سنت قرار دے دیا۔ ان تین دنوں کا روزہ سال بھر کے روزے کے مثل ہو گا اور جو شخص ان دنوں میں روزہ رکھے گا تو یا وہ صائم الدھر (ہمیشہ روزہ رکھنے والا) شمار ہو گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا** (جس نے ایک نیکی کی اسکو دس گنا ثواب ملے گا) سورۃ انعام۔ آیت نمبر ۱۶۰ میں نے اس حدیث کو اس لئے پیش کیا اس میں اصل سبب بتایا گیا ہے چونکہ لوگ کہتے ہیں کہ ایام بیض کو ایام بیض اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی راتوں میں ساری رات چاند رہتا ہے۔ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

باب (۱۱۲) وہ سبب جس کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ماہ کے اول و آخر دو پنجشنبوں اور درمیان ماہ کے چہار شنبہ کو روزہ رکھنے کو سنت قرار دیا

(۱) بیان کیا مجھ سے حسین بن احمد رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے ہشام بن حکم سے انہوں نے احول سے انہوں نے ابن سنان سے انہوں نے ایک شخص سے جس نے ان سے ذکر کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو پنجشنبوں اور ان دونوں کے درمیان چہار شنبہ کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ پنجشنبہ کے دن اعمال پیش کئے جائیں گے اور چہار شنبہ وہ دن ہے کہ جس دن جہنم کی آگ پیدا کی گئی اور اس دن کا روزہ جہنم سے چھٹکارہ ہے۔

(۲) نیز ان ہی اسناد سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی اور انہوں نے احمد بن محمد سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے اور انہوں نے اس روایت کو اوپر پہنچایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک آپ نے فرمایا کہ چہار شنبہ دائما نحس ہے اس لئے کہ یہ پہلا دن اور آخری دن ہے دنوں میں سے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ **سخرھا علیھم سبع لیال و ثمانیۃ ایام حسوما** (جسے اس نے ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلط رکھا یہ سخت منحوس دن تھے) سورۃ الحاقہ۔ آیت نمبر ۷

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے انہوں نے علی بن اسباط سے انہوں نے عبدالصمد سے انہوں نے عبدالملک سے انہوں نے عنبسہ سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کہ مہینے کے آخری پنجشنبہ کو اعمال اوپر بھیج دئے جاتے ہیں۔

(۴) نیز ان ہی سے روایت ہے اور انہوں نے روایت کی محمد بن حسن صفار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اسماعیل بن مرار سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا چہار شنبہ کو روزہ اس لئے رکھا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ امتوں میں سے جس کو بھی معذب کیا وہ مہینے کا درمیانی چہار شنبہ تھا اسی لئے اس میں روزہ رکھنا مستحب ہے۔

باب (۱۱۳) وہ سبب جس کی بناء پر مریض و مسافر پر افطار (روزہ توڑ لینا) واجب ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے نوفلی سے

انہوں نے سکونی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کو ایک ایسا ہدیہ و تحفہ دیا ہے کہ اس سے قبل کسی امت کو یہ تحفہ نہیں دیا۔ یہ ہم لوگوں پر اللہ کا کرم ہے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول کیا تحفہ؟ آپؐ نے فرمایا سفر میں افطار اور نماز میں قصر۔ اب جو شخص ایسا نہیں کرے گا اس نے گویا اللہ تعالیٰ کے ہدیہ اور تحفہ کو واپس کر دیا۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے سلیمان بن عمرو سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ام المومنین ام سلمہ کی آنکھیں آشوب کر آئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم افطار کر لو (روزہ توڑ لو) نیز فرمایا کہ رات کا کھانا تمہاری آنکھوں کے لئے مضر ہو گا۔

(۳) بیان کیا مجھ سے حسین بن احمد نے روایت کرتے ہوئے اپنے والد سے اور انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے عبدالملک بن عتبہ سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے یحییٰ بن ابی العلاء سے انہوں نے حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں ماہ رمضان کا روزہ سفر میں بھی رکھوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں اس نے کہا کہ یا رسول اللہؐ سفر میں روزہ رکھنا میرے لئے آسان ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بیماروں کو مسافروں کو ماہ رمضان میں افطار (روزے کی چھوٹ) بطور صدقہ و خیرات دیا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی کسی شخص کو بطور صدقہ و خیرات کچھ دے اور وہ اسے واپس کر دے تو کیا حیرت و تعجب کی بات نہیں ہے۔

(۴) اور ان ہی اسناد کے ساتھ علی بن حکم سے روایت ہے اور انہوں نے روایت کی محمد بن یحییٰ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جو ماہ رمضان میں بیمار پڑی اور ماہ شوال میں انتقال کر گئی اور اس نے مجھ سے وصیت کی کہ میرے روزوں کی قضا رکھی جائے؟ آپ نے فرمایا کیا وہ مرض سے صحتیاب ہو گئی تھی؟ میں نے عرض کیا نہیں بلکہ وہ اسی مرض میں انتقال کر گئی۔ آپ نے فرمایا پھر اس کے روزوں کی قضا نہیں ہو گی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذمہ کچھ نہیں رکھا میں نے عرض کیا مگر میں چاہتا ہوں کہ اس کے روزوں کی قضا رکھوں؟ آپ نے فرمایا اگر تم روزہ ہی رکھنا چاہتے ہو تو اپنے لئے روزہ رکھ لو۔

(۵) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین سعد آبادی نے انہوں نے روایت کی احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے محمد بن اسلم جبلی سے انہوں نے صباح حذاء سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک قافلہ سفر کے لئے نکلا اور جب اس مقام پر پہنچ گیا کہ جہاں سے قصر واجب ہے تو ان لوگوں نے قصر کر لیا۔ چلتے رہے ابھی دو یا تین یا چار فرسخ چلے تھے کہ ان میں سے ایک ایسے شخص نے ساتھ چھوڑ دیا کہ جب تک وہ واپس نہ آئے وہ سفر نہیں کر سکتے لہٰذا اسی جگہ پر ٹھہر گئے اور ان کو وہاں ٹھہرے ہوئے کئی دن گزر گئے مگر ان کو یہ نہیں معلوم کہ آگے سفر کرنا ہے یا یہیں سے واپس ہونا پڑے گا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی پوری نماز پڑھیں یا جس طرح قصر پڑھتے چلے آئے ہیں اسی طرح قصر کرتے رہیں آپ نے فرمایا اگر یہ لوگ چار فرسخ کی مسافت طے کر چکے ہیں تو اپنے قصر پر قائم رہیں خواہ انہیں وہیں قیام کرنا پڑے یا واپس ہونا پڑے اور اگر انہوں نے چار فرسخ سے کم کی مسافت طے کی ہے تو اب وہ لوگ پوری نماز ادا کریں جب تک وہ لوگ وہاں ٹھہرے ہیں اور جب وہاں سے آگے سفر کریں تو قصر کریں اور تمہیں معلوم ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے نہیں معلوم۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ قصر اس سفر میں ہوتا ہے کہ جس میں دو قاصد کی مسافت یعنی بارہ بارہ کل چوبیس میل کا سفر ہو اس سے کم پر قصر نہ ہو گا اب اگر اس نے ایک قاصد کی

مسافت طے کی ہے اور اب واپسی کا ارادہ ہے تو اس کو ایک قاصد کی مسافت اور طے کرنی ہو گی اور یہ قصر کا سفر ہو جائے گا اور اگر اس نے کم کا سفر کیا اب واپس آئے تو آمد و رفت دونوں مل کر بھی اس سفر کی حد پوری نہیں ہوتی جس میں قصر ہے اس لئے ان کو پوری نماز پڑھنے کے سوا کوئی اور صورت نہیں۔ میں نے عرض کیا مگر کیا وہ اتنی دور نہیں پہنچ چکے ہیں کہ جہاں ان کو اپنے شہر کے اذان کی آواز سنائی نہیں دے گی جس سے وہ نکلے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس دن انہوں نے قصر کیا تھا اس لئے کہ ان کو اپنی مسافت سفر میں کوئی شک نہ تھا اور اب چونکہ اپنے قیام کا سبب آگیا سفر کا نہیں اس لئے وہ ایسا کریں گے۔

باب (۱۱۴) روزہ دار کے لئے خوشبو سونگھنے سے منع کرنے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی ابن الحسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے داؤد بن اسحاق حذاء نے روایت کرتے ہوئے محمد بن فیض تیمی سے انہوں نے ابن رئاب سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا انہوں نے روزہ دار کو نرجس کا پھول سونگھنے سے منع فرمایا تو میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان یہ کیوں؟ تو آپ نے فرمایا اس لئے کہ یہ عجمی پھول ہیں۔ اور ذکر کیا محمد بن یعقوب نے روایت کرتے ہوئے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ عجمی لوگ جب روزہ رکھتے ہیں تو یہ پھول سونگھا کرتے ہیں اور کہا کرتے کہ یہ (خوشبو) بھوک کو روک دیتی ہے۔

(۲) ان ہی اسناد کے ساتھ احمد بن ابی عبداللہ سے روایت ہے اور انہوں نے روایت کی عبداللہ بن فضل نوفلی اور حسن بن راشد سے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب روزہ رکھتے تو پھول نہیں سونگھتے تھے۔ میں نے سبب پوچھا تو فرمایا میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ اپنے روزے کو اس لذت سے مخلوط کر لوں۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی ابن الحسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن عبداللہ سے اور انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی جو حریز تک پہنچی اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا محرم (عمرہ حج کے لئے احرام باندھے ہوئے) پھول سونگھ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا اور روزہ دار؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا روزہ دار غالیہ (مشک و عنبر و کافور کا مرکب) اور صندل و لوبان وغیرہ کے دھوئیں کی خوشبو تو سونگھ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا جب اس کو خوشبو سونگھنا حاصل ہے تو پھر پھول کیوں نہیں سونگھ سکتا؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ خوشبو سونگھنا سنت ہے اور پھول سونگھنا روزہ دار کے لئے بدعت ہے۔

باب (۱۱۵) وہ سبب جس کی بناء پر مہمان کو اپنے میزبان کی اجازت کے بغیر مستحب روزے رکھنا مناسب نہیں اور میزبان کے لئے بھی بغیر مہمان کی اجازت کے مستحب روزے رکھنا مناسب نہیں ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن الحسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے احمد بن محمد سیاری سے انہوں نے محمد بن عبداللہ کوفی سے انہوں نے ایک شخص سے جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو سنا وہ فرما رہے تھے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی شہر میں داخل ہوتا ہے تو وہ جب تک اس شہر میں ہے تمام اہل

مذہب کا مہمان ہوتا ہے اور مہمان کے لئے مناسب نہیں کہ اپنے میزبان کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے تاکہ میزبانوں نے اگر اس کے لئے کچھ پکایا ہے وہ خراب نہ ہو جائے ۔ اور میزبان کے لئے بھی یہ مناسب نہیں کہ بغیر مہمان کی اجازت کے روزہ رکھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ مہمان کو خواہش طعام ہے اور شرم کی وجہ سے کچھ نہ کہہ سکے اور چھوڑ کر چلا جائے ۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن بندار نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن اسحاق سے اور انہوں نے ان ہی اسناد کے ساتھ ایک شخص سے روایت کی جس کا ذکر انہوں نے کیا ہے اور اس نے فضیل بن یسار اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب کوئی شخص کسی شہر میں داخل ہوتا ہے تو اس شہر میں اہل مذہب کا مہمان ہوتا ہے جب تک وہاں اس کا قیام ہے مہمان کے لئے مناسب نہیں کہ میزبان کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے تاکہ وہ چیز جو اس نے مہمان کے لئے تیار کرائی ہے خراب نہ ہو جائے اور میزبان کے لئے بھی مناسب نہیں کہ وہ مہمان کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے تاکہ اگر اس کو کھانے کی خواہش ہو تو وہ کہنے میں نہ شرمائے اور اسے چھوڑ کر کہیں چلا جائے ۔

(۳) بیان کیا مجھ سے حسین بن محمد نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے محمد بن عبداللہ کوفی سے اور انہوں نے ایک شخص سے جس کا انہوں نے ذکر کیا وہ شخص کہتا ہے کہ مجھے اطلاع ملی کہ مدینہ میں ایک شخص جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے حدیث کرتا ہے میں اس کے پاس گیا اور اس سے درخواست کی تو اس نے مجھے جھڑک دیا اور سخت قسم کی قسم کھائی کہ وہ کسی سے حدیث بیان نہیں کرے گا۔ تو میں نے کہا خیر اللہ آپ کا بھلا کرے یہ بتلایئے کہ آپ کے ساتھ کوئی اور بھی تھا جس نے یہ حدیث آپ جناب سے سنی ہو ؟ انہوں نے کہا ہاں ایک اور شخص تھا جس کو فضل کہہ کر پکارا جاتا تھا ۔ یہ سن کر میں نے اس سے ملنے کا ارادہ کیا جب اس کے گھر پہنچا اور اس سے حدیث بیان کرنے کی درخواست کی تو اس نے بھی جھڑک دیا اور وہی سلوک کیا جو اس مدینی نے کیا تھا۔ تو میں نے اپنے سفر کا مقصد بیان کیا اور مدینی نے جو سلوک کیا تھا وہ بیان کیا یہ سن کر وہ مجھ پر مہربان ہو گیا اور بولا ہاں میں نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی علیہم السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ روایت کر رہے تھے اپنے والد بزرگوار سے اور انہوں نے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی شہر میں جاتا ہے تو جب تک وہ وہاں سے رخصت نہیں ہوتا اپنے اہل مذہب کا مہمان ہوتا ہے اور مہمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے میزبان کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے تاکہ میزبان نے جو کھانے وغیرہ اس کے لئے تیار کئے ہیں وہ خراب نہ ہو جائیں ۔ اور میزبان کے لئے بھی یہ مناسب نہیں کہ مہمان کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے تاکہ وہ شرم کے مارے اس کے مکان کو چھوڑ نہ دے بعد اس کے انہوں نے پوچھا کہ تمہارا اس وقت قیام کہاں ہے ؟ میں نے اپنی قیام گاہ کا پتہ بتایا ۔ اب جب دوسرا دن ہوا تو ناگاہ دیکھا کہ بہت علی الصبح وہ تشریف لائے اور ان کے ساتھ خادم تھا اس کے سر پر کھانے کا خوان تھا جس میں قسم قسم کے کھانے تھے ۔ میں نے عرض کیا یہ کیا اللہ آپ پر رحم کرے ؟ تو فرمایا سبحان اللہ کل میں نے تم سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وہ حدیث نہیں کہی تھی اس کے بعد وہ واپس چلے گئے ۔

(۴) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے احمد بن ہلال سے انہوں نے مترو ک بن جبید سے انہوں نے نشیط بن صالح سے انہوں نے ہشام بن حکم کرابیس فروش سے اور اس نے ابی عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مہمان کے لئے فقہ یہ کہتی ہے کہ وہ بغیر اپنے میزبان کی اجازت کے مستحب روزے نہ رکھے ۔ اور غلام صالح اور اپنے مالک کا بہی خواہ وہ ہے کہ وہ اپنے مالک کے بغیر اجازت مستحبی روزہ نہ رکھے ۔ اور لڑکے کی اچھائی اور نیک بختی یہ ہے کہ وہ اپنے والدین کی اجازت اور حکم کے بغیر نہ مستحبی روزہ رکھے نہ مستحبی حج کرے اور نہ مستحبی نماز پڑھے ۔ ورنہ وہ مہمان جاہل ہے وہ عورت گنہگار ہے وہ غلام برا اور نافرمان ہے اور وہ لڑکا نافرمان ، قطع رحم کرنے والا شمار ہو گا۔

اس کتاب کے مولف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تو اسی طرح آئی ہے مگر لڑکے پر ترک حج کے لئے اپنے والدین کا حکم ماننا فرض

نہیں ہے خواہ وہ حج مستحبی ہو یا حج واجبی اور اسی طرح نماز کے اور روزہ کے ترک کے لئے ان کے حکم کی اطاعت فرض نہیں خواہ وہ روزہ اور نماز مستحبی ہوں خواہ واجبی نیز اطاعت الٰہی ترک کرنے کے متعلق ان کا کوئی حکم ماننا فرض نہیں ہے ۔

باب (۱۱۶) وہ سبب جس کی بناء پر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یوم عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کو روزہ رکھنا مکروہ جانتے تھے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین سے اور انہوں نے اس شخص سے جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے حنان بن سدیر سے انہوں نے اپنے باپ سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرفہ کے دن روزہ کے متعلق دریافت کیا اور کہا میں آپ پر قربان وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس دن کا روزہ سال بھر کے روزے کے برابر ہے ؟ آپ نے فرمایا میرے پدر بزرگوار یوم عرفہ روزہ نہیں رکھتے ۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان یہ کیوں ؟ آپ نے فرمایا یوم عرفہ یوم دعا اور یوم التجا ہے میں ڈرتا ہوں کہ میں اس دن روزہ رکھوں اور ناطاقتی آجائے اور میں جی بھر کر دعا نہ مانگ سکوں نیز مجھے اس کا بھی خوف ہوتا ہے کہ کہیں یہ روز عرفہ روز قربان نہ ہو جو روزہ کا دن نہیں ہے ۔

باب (۱۱۷) وہ سبب جس کی بناء پر عرفہ کے دن حضرت امام حسن علیہ السلام روزہ نہیں رکھتے تھے، امام حسین علیہ السلام روزہ رکھتے تھے

(۱) بیان کیا مجھ سے جعفر بن علی نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے ان کے جد حسن بن علی کوفی سے انہوں نے اپنے جد عبداللہ بن مغیرہ سے انہوں نے سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو تنہا وصیت فرمائی اور امام حسنؑ و امام حسینؑ دونوں کو ایک ساتھ وصیت فرمائی تھی ۔ اب جس وقت حضرت امام حسن کی امامت کا دور آیا تو ایک شخص روز عرفہ حضرت امام حسنؑ کے پاس آیا دیکھا کہ آپ کھانا نوش فرما رہے ہیں اور امام حسینؑ روزے سے ہیں ۔ پھر جب امام حسن کی وفات کے بعد وہی شخص روزہ عرفہ آیا تو دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام غذا نوش فرما رہے ہیں اور حضرت علی ابن الحسین روزے سے ہیں ۔ تو اس شخص نے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ ایک مرتبہ میں روز عرفہ امام حسنؑ کے پاس پہنچا تو وہ غذا نوش فرما رہے تھے اور آپ روزے سے تھے اور اب آیا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ آپ روزے سے نہیں ہیں اور آپ کے فرزند علی ابن الحسین روزے سے ہیں ؟ آپ نے فرمایا اس وقت میرے بھائی حسن امام وقت تھے اور روزے سے نہیں تھے تاکہ ان کا روزہ سنت نہ بن جائے اور لوگ ان کی پیروی کرنے لگیں ۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو میں امام وقت ہوں تو میں نے بھی چاہا کہ روزہ نہ رکھوں اگر روزہ رکھوں گا تو میرا روزہ لوگ سنت سمجھ کر میری پیروی میں روزہ رکھنے لگیں گے ۔

باب (۱۱۸) وہ سبب جس کی بناء پر روزہ دار کے لئے بوسہ لینا مکروہ ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین سے اس روایت کو مرفوع کیا اور کہا کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ روزہ کی حالت میں

بوسہ لے سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا اے شخص اپنے روزے پر رحم کر (اسے کیوں خراب کرتا ہے) اس لئے کہ تو پھر اسی پر اکتفا نہیں کرے گا۔

باب (۱۱۹) وہ سبب جس کی بناء پر وہ مسافر جس پر قصر واجب ہے اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ ماہ رمضان میں دن کے وقت عورت سے مجامعت کرے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے اور انہوں نے محمد بن عبداللہ بن ہلال سے انہوں نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں سفر کرے تو دن کے وقت اپنی عورت سے ہمبستری نہ کرے یہ اس کے لئے حرام ہے۔

باب (۱۲۰) وہ سبب جس کی بناء پر اگر کوئی شخص اپنے برادر مومن کے پاس جائے اور وہ مستحبی روزہ رکھے ہوئے ہو تو اس کی خاطر روزہ توڑ دے تو اس کے لئے دو ثواب ہیں

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے محمد بن حسن بن علان سے انہوں نے محمد بن عبداللہ سے انہوں نے عبداللہ بن جندب سے اور انہوں نے بعض صادقین علیہم السلام سے انہوں نے فرمایا کہ جو شخص اپنے کسی برادر مومن کے پاس جائے اور وہ مستحبی روزے سے ہو مگر اس کی خاطر افطار کرے تو اس کو دو ثواب ملیں گے ایک روزے کی نیت کا اور دوسرے اس کو مسرور اور خوش کرنے پر۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسن بن ابراہیم سے انہوں نے سفیان سے انہوں نے داؤد رقی سے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ کسی برادر مسلم کے گھر پر تیرا افطار تیرے روزے سے ستر گنا افضل ہے یا یہ فرمایا کہ نوے گنا افضل ہے۔

(۳) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین سے انہوں نے صالح بن عقبہ سے انہوں نے جمیل بن دراج سے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص روزہ سے ہے اور اپنے بھائی کے گھر جائے اور وہاں افطار کرے اور اسے نہ بتائے کہ میں روزے سے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک روزے کا ثواب لکھ دے گا۔

باب (۱۲۱) وہ سبب جس کی بناء پر وہ شخص جو نذر کرے کہ میں ایک مدت تک روزہ رکھوں گا تو وہ چھ ماہ کے روزے رکھے گا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے نوفلی سے انہوں نے سکونی سے انہوں نے حضرت جعفرؑ بن محمدؑ سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے یہ نذر کیا کہ وہ ایک زمانہ تک روزہ رکھے گا۔ آپ نے فرمایا کہ زمانہ سے مراد پانچ مہینے ہے اور حین (ایک مدت

سے مراد چھ ماہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **توتی اکلھا کل حین** (ہر وقت پھل دیتا ہے) سورۂ ابراہیم۔ آیت نمبر ۲۵۔

باب (۱۲۲) وہ سبب جس کی بناء پر مرد روزہ دار کے لئے گہرے پانی میں اترنا جائز ہے مگر عورت روزہ دار کے لئے جائز نہیں ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے احمد بن محمد سیاری سے انہوں نے محمد بن علی ہمدانی سے انہوں نے حنان بن سدیر سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے اس مرد روزہ دار کے متعلق دریافت کیا جو پانی میں اترے؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں لیکن وہ پانی میں غوطہ نہ لگائے لیکن عورت گہرے پانی میں نہ اترے اس لئے کہ وہ اپنی شرم گاہ سے پانی اٹھالے گی۔

باب (۱۲۳) وہ سبب جس کی بناء پر شب قدر ہر سال آتی ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے احمد بن سیاری سے انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے انہوں نے داؤد بن فرقد سے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شب قدر کے متعلق دریافت کرتے ہوئے سنا اس نے کہا یہ بتائیں کہ شب قدر بس ایک مرتبہ آچکی یا ہر سال آتی رہتی ہے؟ آپ نے فرمایا اگر شب قدر اٹھ جائے تو سمجھ لو کہ قرآن اٹھ گیا۔

باب (۱۲۴) وہ سبب جس کی بناء پر وہ شخص جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اس پر شب عید الفطر مغفرت نازل ہوتی ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے احمد بن سیاری سے انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے جد حسن بن راشد سے انہوں نے کہا کہ میں نے امام کی خدمت میں عرض کیا میں آپ پر قربان لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ جو شخص ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہے اس پر مغفرت شب قدر میں نازل ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا اے حسن؟ مزدور کو مزدوری پر لگایا جاتا ہے اس کو اس کی مزدوری کام سے فراغت کے بعد ہی دی جاتی ہے اور وہ عید الفطر کی شب ہے۔ میں نے عرض کیا آپ پر قربان ہم لوگ عید الفطر کی شب کیا عمل کریں؟ فرمایا جب آفتاب غروب ہو جائے تو غسل کرو اور جب تین رکعت مغرب کی نماز پڑھ لو۔ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرو اور کہو **یاذاالطول یاذاالحول یاذاالجود یا مصطفیٰ محمد و ناصرہ صل علی محمد و علی اہل بیتہ واغفرلی کل ذنب احصیتہ علی ونسیتہ وھو عندک فی کتاب مبین** (اے صاحب بخشش و فیض، اے صاحب قوت و طاقت، اے صاحب جود و کرم، اے محمدؐ کو منتخب کرنے والے اور ان کی مدد فرمانے والے تو اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ اور ان کے اہل بیت پر تو بخش دے میرے وہ گناہ جو تجھے یاد ہیں یا جو میں بھول گیا ہوں مگر وہ سب کے سب تیرے پاس کتاب مبین میں مرقوم ہیں) یہ کہہ کر فوراً سجدہ میں چلے جاؤ اور سجدے کی حالت میں سو (۱۰۰) مرتبہ کہو کہ **اتوب الی اللہ** پھر جو حاجت ہو اس کے لئے دعا کرو۔

عیدالفطر و عیدالاضحیٰ

باب (۱۲۵) وہ سبب جس کی بناء پر عامہ امت کو اللہ نے عیدالفطر اور عیدالضحیٰ کی توفیق نہیں دی

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے سیاری سے انہوں نے محمد بن اسماعیل رازی سے اور انہوں نے حضرت ابو جعفر ثانی علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے عرض کیا میں آپ پر قربان آپ عامہ امت کے متعلق کیا فرماتے ہیں اس لئے کہ یہ روایت کی گئی ہے کہ انہیں روزہ کی توفیق نہ ہوگی؟ آپ نے فرمایا ان لوگوں کے متعلق ملک کی بددعا قبول ہوئی ہے۔ میں نے عرض کیا وہ کیسے؟ میں آپ پر قربان۔ آپ نے فرمایا لوگوں نے جب حضرت حسین بن علی صلوات اللہ علیہ کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک ملک کو حکم دیا کہ وہ بآواز بلند منادی کر دے کہ اے ظالم اور اپنے نبی کی عترت کو قتل کرنے والی امت تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ روزے اور عیدالفطر کی توفیق نہ دے اور دوسری حدیث میں ہے کہ نہ عیدالفطر کی توفیق دے نہ عیدالضحیٰ کی۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یعقوب نے روایت کرتے ہوئے علی بن محمد سے انہوں نے ایک شخص سے جس کا انہوں نے ذکر کیا اور اس نے محمد بن سلیمان سے انہوں نے عبداللہ بن جنید تفلیسی سے انہوں نے رزین سے انہوں نے کہا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ جب حضرت امام حسین ابن علی علیہما السلام پر تلوار کا وار کیا گیا اور وہ زمین پر گر پڑے تو وہ لوگ ان کا سر کاٹنے کے لئے دوڑے تو بطن عرش سے ایک منادی نے ندا دی کہ اے ظالم و جابر اور اپنے نبیؐ کے بعد گمراہ ہو جانے والی امت اللہ تعالیٰ تجھے نہ عیدالضحیٰ کی توفیق دے اور نہ عیدالفطر کی۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پس اسی بناء پر خدا کی قسم ان لوگوں کو کبھی نہ توفیق ہوگی اور نہ انہیں توفیق دی جائے گی جب تک خون حسینؑ کا انتقام نہ لے لیا جائے۔

باب (۱۲۶) وہ سبب جس کی بناء پر ہر عید کے موقع پر آل محمد صلوات اللہ علیہم کا حزن و غم تازہ ہو جاتا ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حسن سے انہوں نے عمرو بن عثمان سے انہوں نے حنان بن سدیر سے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ جناب نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے عبداللہ مسلمانوں کی عیدالضحیٰ یا عیدالفطر جو بھی آتی ہے وہ آل محمدؐ کے غم کو تازہ کر دیتی ہے۔ میں نے عرض کیا یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ یہ لوگ اپنے حق کو اغیار کے قبضے میں دیکھتے ہیں۔

فطرہ

باب (۱۲۷) فطرہ نکالنے کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن

عبدالجبار سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے معتب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آپ جناب نے مجھ سے فرمایا جاؤ اور میرے تمام عیال کی طرف سے فطرہ ادا کر دو اور میرے تمام غلاموں کی طرف سے بھی ادا کر دینا۔ ان میں سے کوئی ایک بھی چھوٹنے نہ پائے اگر تم نے ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑا تو مجھے خوف ہے کہ وہ فوت نہ ہو جائے۔

باب (۱۲۸) وہ سبب جس کی بناء پر فطرہ میں کھجور دینا تمام دوسری اجناس سے بہتر ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ابن ایوب بن نوح اور محمد بن عبدالجبار اور یعقوب بن یزید سے اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے ہشام بن حکم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا فطرہ میں کھجور دینا تمام دوسری اجناس سے افضل و بہتر ہے اسی لئے کہ سب سے زیادہ سرعت کے ساتھ مستحق کو پہنچ جاتی ہے۔ وہ اس طرح کہ جس کے ہاتھ میں کھجور پہنچے گی وہ اس کو فوراً کھائے گا۔ نیز آپ نے فرمایا حکم زکوۃ نازل ہوا تو لوگوں کے پاس کوئی مال نہ تھا۔ جس کی زکوۃ ادا کریں بس فطرہ تھا۔

باب (۱۲۹) وہ سبب جس کی بناء پر لوگوں نے فطرہ میں ایک صاع کو بدل کر نصف صاع کر لیا

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ سے انہوں نے ابی معزا سے انہوں نے حسن حذاء سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے صدقہ فطرہ کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ ہر چھوٹے بڑے، آزاد و غلام، مرد و عورت پر ایک صاع (دو سیر چودہ چھٹانک چار تولہ) کشمش ایک صاع جو یا ایک صاع مکئی مقرر ہے اس کے بعد فرمایا مگر جب معاویہ کا دور آیا اور لوگوں میں خوشحالی آئی تو لوگوں نے اس کو ایک صاع بدل کر نصف صاع گیہوں کر دیا۔

(۲) اور ان ہی نے روایت کی ہے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے معاویہ بن وہب سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ فطرے میں یہ ایک سنت جاریہ کہ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو یا ایک صاع کشمش دی جاتی تھی جب حضرت عثمان کا زمانہ آیا اور گیہوں کثرت سے ہونے لگا اور لوگوں نے اس کی قیمت لگائی تو ایک صاع جو کے بدلے نصف صاع گیہوں دیا جانے لگا۔

(۳) اور ان ہی نے علی بن حسن بن فضال سے روایت کی ہے اور انہوں نے عباد بن یعقوب سے انہوں نے ابراہیم بن ابی یحییٰ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے سب سے پہلے جس نے ایک کھجور کو دو مد گیہوں سے بدلا وہ حضرت عثمان تھے (ایک مد اہل عراق کے نزدیک دو رطل (پونڈ) اور اہل حجاز کے نزدیک پونے چار رطل ہے

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے یاسر قمی سے انہوں نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ فطرہ ایک صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا ایک صاع کشمش ہے مگر معاویہ نے گیہوں میں کمی کر دی۔

باب (۱۳۰) وہ سبب جس کی بناء پر روایت کی گئی ہے کہ پڑوسی دوسروں سے زیادہ فطرہ کا حقدار ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے ابی ابراہیم علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے ان جناب سے دریافت کیا کہ ہمارے پڑوس جو غیر اہل تشیع فقراء میں کیا ان کو صدقہ فطرہ دیا جائے؟ آپ نے فرمایا ہاں پڑوسی اس کا زیادہ مستحق ہے اپنی شہرت کی وجہ سے

باب (۱۳۱) وہ سبب جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے گناہان کبیرہ کو حرام کیا ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین سعد آبادی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنی سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی الرضا علیہ السلام نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابی الرضا علی بن موسیٰ نے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو بیان کرتے ہوئے سنا آپ بیان کر رہے تھے ایک مرتبہ عمر بن عبید بصری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا اور آپ کے سامنے اس آیت کی تلاوت کی **والذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش** (وہ لوگ جو گناہان کبیرہ اور فواحش سے بچتے ہیں) سورۃ شوریٰ۔ آیت نمبر ۳۷ اس کے بعد خاموش ہو گیا آپ نے کہا کیوں؟ خاموش کیوں ہو گیا؟ اس نے کہا چاہتا ہوں کہ گناہان کبیرہ کی نشاندہی قرآن سے کر دیں۔ آپ نے کہا اچھا اے عمرو سنو

۱ سب سے بڑا گناہ کبیرہ شرک باللہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ **من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیه الجنة وماواہ النار** جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرے تو اللہ اس پر جنت حرام کر دیتا ہے اور اس کی بازگشت جہنم ہے سورۃ مائدہ۔ آیت نمبر ۷۲

۲ اس کے بعد اللہ کی رحمت سے مایوسی کیوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **ولاتایئسوا من روح اللہ انه لایایئس من روح اللہ الا القوم الکافرون** خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو اس لئے کہ اللہ کی رحمت سے صرف کافر ہی ناامید ہوتے ہیں سورۃ یوسف آیت نمبر ۸۷

۳ پھر اللہ کے حیلوں سے خود کو محفوظ سمجھنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون** اللہ کے حیلوں سے خود کو محفوظ سمجھنے والے وہی لوگ ہیں جو گھاٹا اٹھانے والے ہیں سورۃ اعراف آیت نمبر ۹۹

۴ والدین کی نافرمانی کیوں کہ اللہ تعالیٰ عاق شدہ اولاد کو جبار و شقی کہتا ہے چنانچہ ارشاد ہے **وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا** اللہ نے مجھے اپنی والدہ کا فرمانبردار بنایا مجھے سرکش و نافرمان نہیں بنایا۔ سورۃ مریم۔ آیت نمبر ۳۲

۵ کسی انسان کو ناحق قتل کر دینا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے فرماتا ہے **فجزاؤہ جهنم خالدا فیها** اس کی جزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا سورۃ النساء۔ آیت نمبر ۹۳۔

۶ پاک دامن عورت پر زنا کا الزام لگانا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ان الذین یرمون المحصنات الغفلت المومنات لعنوا فی الدنیا والاخرة ولهم عذاب عظیم** جو لوگ پاکدامن بے خبر اور ایماندار عورتوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت اور ان پر بڑا سخت عذاب ہوگا سورہ نور۔ آیت نمبر ۲۳۔

۷ یتیموں کا مال کھانا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **انما یاکلون فی بطونهم نارا وسیصلون سعیرا** وہ لوگ جو یتیموں کے مال ناحق چٹ کر جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب جہنم واصل ہوں گے سورۃ النساء۔ آیت نمبر ۱۰۔

۸ جہاد سے فرار۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ومن یولهم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئة فقد باء بغضب من اللہ وماواہ جهنم وبئس المصیر**۔ اور جو اس دن پیٹھ دکھائے گا سوائے اس کے کہ وہ جنگ کے لئے پہلو بدلتا یا کسی اور دستے کی طرف جگہ پکڑتا ہو تو وہ یقیناً اللہ کے غضب میں آگیا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے سورۃ الانفال۔ آیت نمبر ۱۶

۹ سود کھانا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **الذین یاکلون الربا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس** جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت میں کھڑے نہ ہوں سکیں گے مگر اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس بنا دیا ہے سورۃ البقرہ۔ آیت نمبر ۲۷۵۔

۱۰ اور سحر و جادو کرنا۔ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق فرماتا ہے **ولقد علموا لمن اشترٰہ ماله فی الاخرة من خلاق** وہ یقیناً جان چکے ہیں کہ جو شخص ان برائیوں کا خریدار ہوا وہ آخرت میں بے نصیب ہے۔ سورۃ البقرہ۔ آیت نمبر ۱۰۲۔

۱۱ زنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ومن یفعل ذلک یلق اثاما یضعف له العذاب یوم القیمة ویخلد فیه مهانا** اور جو کوئی یہ کام (زنا) کرے گا وہ گناہ (کی سزا) پائے گا۔ قیامت کے دن اس کے لئے عذاب دوگنا کر دیا جائے گا اور وہ ذلیل ہو کر اس میں ہمیشہ رہے گا۔ سورہ فرقان۔ آیت نمبر ۶۹ / ۶۸

۱۲ بلا ارادہ جھوٹی قسم کھانا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ان الذین یشترون بعهد اللہ وایمانهم ثمنا قلیلا اولئک لا خلاق لهم فی الاخرة** بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں پر تھوڑی قیمت لیتے ہیں ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ سورۃ آل عمران۔ آیت نمبر ۷۷

۱۳ خیانت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ومن یغلل یات بما غل یوم القیامة** اور جو خیانت کرے وہ قیامت کے دن اس چیز کو لائے گا جو اس نے خیانت کی ہوگی۔ سورۃ آل عمران۔ آیت نمبر ۱۶۱۔

۱۴ زکوۃ دینے سے انکار۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **فتکوی بها جباههم وجنوبهم** پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی۔ سورۃ توبہ۔ آیت نمبر ۳۵۔

۱۵ جھوٹی گواہی اور شہادت چھپانا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ومن یکتمها فانه اثم قلبه** شہادت نہ چھپاؤ اور جس نے اسے چھپایا پس اپنے دل کو گناہ گار کرنے والا ہے سورۃ البقرہ۔ آیت نمبر ۲۸۳۔

۱۶ شراب خوری۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بت پرستی کے برابر فرمایا۔

۱۷ عمداً ترک نماز یا کوئی اور شے جو اللہ نے فرض کیا ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے **من ترک الصلوة متعمدا فقد بریء من ذمة اللہ وذمة رسول اللہ** وہ شخص عمداً نماز قضا کرے گا تو سمجھ لو کہ نہ اللہ اس کا ذمہ دار ہے اور نہ اللہ کا رسول اس کا ذمہ دار ہے۔

۱۸ عہد شکنی

۱۹ قطع رحم۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **اولئک لهم اللعنة ولهم سوء الدار** یہی ہیں جن کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے (آخرت میں) خرابی ہے سورۃ رعد۔ آیت نمبر ۲۵۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ تفصیل سن کر عمرو بن عبید بصیر روتا اور چیختا ہوا وہاں سے نکلا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ جو شخص اپنی رائے سے فتویٰ دے وہ اور جو شخص آپ لوگوں کے فضل و علم میں مقابلہ کرے وہ ہلاک ہوا۔

(۲) بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن یحییٰ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے بکر بن عبداللہ بن حبیب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عبداللہ نے انہوں نے علی بن حسان سے روایت کرتے ہوئے عبدالرحمن بن بکیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ گناہان کبیرہ سات ہیں۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے ہارون بن مسلم سے انہوں نے مسعدہ بن صدقہ سے انہوں حضرت جعفر بن محمدؑ سے انہوں نے اپنے آباء کرام علیہم السلام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اہل ترک کو تم لوگ جس قدر چھوڑ سکتے ہو چھوڑ دو ان کے کتے تک بڑے سخت اور بڑے خسیس ہیں۔

(۴) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عبداللہ بن حماد سے انہوں نے شریک سے انہوں نے جابر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ قریش پر سب شتم نہ کرو اور عرب سے بغض اور دشمنی نہ رکھو نیز غلاموں کو ذلیل نہ سمجھو اور خوزستانیوں کے ساتھ سکونت نہ رکھو ان سے شادی نہ کرو اس لئے کہ وہ عرف عام میں بیوفا کہے جاتے ہیں۔

(۵) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے طلحہ بن زید سے انہوں نے عبدوس بن ابی عبیدہ سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس نے گھوڑے پر سواری کی وہ حضرت اسماعیلؑ تھے اس سے پہلے وہ وحشی تھے ان پر سواری نہیں کی جاتی تھی اللہ تعالیٰ نے منیٰ کی پہاڑیوں میں حضرت اسماعیلؑ کے لئے ان کو مسخر کیا اور عرب گھوڑے اسی لئے کہے جاتے ہیں کہ ان پر سب سے پہلے حضرت اسماعیلؑ نے سواری کی۔

(۶) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے عاصم سے اور انہوں نے ابی بکر حضرمی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے پوچھا کہ ایک شخص دوسرے شخص کو جاہلیت عرب کا طعنہ دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس پر افترا کی حد جاری کرو میں نے عرض کیا اس پر حد جاری کی جائے؟ آپ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ رسول اللہؐ پر بھی طعن کرتا ہے۔

(۷) بیان کیا مجھ سے حسین بن احمد رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن احمد بن محمد سے انہوں نے اصبغ سے انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے جنہوں نے روایت کی ہے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ سنا کہ ایک مرد قریشی ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا اور وہ اپنے قریشی ہونے پر اکڑ رہا تھا اور وہ بیچارہ اس کے قریشی ہونے پر اس سے دب رہا تھا۔ تو آپ نے کہا اس کو جواب کیوں نہیں دیتے جواب دو اس لئے کہ تم ولایت پر اعتقاد رکھنے کی وجہ سے اس کے نسب کے مقابلہ میں اشرف ہو۔

(۸) ان ہی اسناد کے ساتھ محمد بن احمد سے روایت ہے انہوں نے روایت کی ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے جعفر بن محمد بن ابراہیم مدائنی سے انہوں نے عباس بن عاص سے انہوں نے اسماعیل بن دینار سے انہوں نے مرفوع روایت کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنینؑ کے سامنے دو شخصوں نے فخر کی بات کی تو آپ نے فرمایا تم دونوں اپنے بوسیدہ جسم اور اس روح پر فخر کر رہے ہو جو

جہنم میں جائے گی اگر تم میں عقل ہوگی تو تم میں خلق ہوگا اگر تم میں تقویٰ ہوگا تو تم میں کرم ہوگا ورنہ گدھا بھی تم سے بہتر ہے تم تو کسی سے بھی بہتر نہیں ہو۔

(۹) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اسماعیل بن مرار سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے اس روایت کو او پر پہنچایا اور کہا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ اے فرزند تم مجلسوں کا انتخاب اپنی آنکھوں سے دیکھ کر کرو۔ اگر یہ دیکھو کہ اس مجلس میں لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں تو ان کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ اگر تم صاحب علم ہو تو تمہارے علم سے تم کو نفع ہوگا اور وہ لوگ تمہارے علم میں اضافہ کریں گے۔ اور اگر تم جاہل ہو تو وہ لوگ تمہیں تعلیم دیں گے اور ہو سکتا ہے کہ ان پر اللہ کی رحمت نازل ہو تو تم بھی ان لوگوں کے ساتھ اس وصیت میں شامل ہو جاؤ گے اور اگر یہ دیکھو کہ اس مجلس میں لوگ اللہ کا ذکر نہیں کر رہے ہوں تو ان کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھو اس لئے کہ اگر تم صاحب علم ہو تو وہاں بیٹھنے سے تمہارے علم کا کوئی فائدہ نہ پہنچے گا اور اگر تم جاہل ہو تو وہ لوگ تمہاری جہالت میں اور اضافہ کر دیں گے اور ہو سکتا ہے کہ ان پر اللہ کا عذاب نازل ہو اور تم بھی ان کے ساتھ اس عذاب کی زد میں آجاؤ گے۔

(۱۰) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز بن عبداللہ سے انہوں نے زرارہ اور محمد بن مسلم اور برید عجلی سے ان سب نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرا ایک اور فرزند ہے جو آپ سے صرف حرام و حلال دریافت کرنا چاہتا ہے وہ آپ سے بے معنی و بے مقصد باتیں نہیں پوچھے گا۔ آپ نے فرمایا کیا حلال و حرام سے بھی افضل و بہتر کوئی شے ہے جس کے متعلق لوگ سوال کریں۔

(۱۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے اس شخص سے جس نے ان سے ذکر کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ عالم و عابد دونوں کو قبروں سے اٹھائے گا۔ اور جب یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے تو عابد سے کہا جائے کہ تم جنت کی طرف جاؤ اور عالم سے کہا جائے گا ٹھہرو تم نے جن لوگوں کی بہترین تادیب کی ہے (تربیت کی ہے، تعلیم دی ہے، نیکی کی راستہ دکھایا) ان کی شفاعت کرو۔

(۱۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے علی بن محمد قاسانی سے انہوں نے قاسم بن محمد اصفہانی سے انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے انہوں نے حفص بن غیاث سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی عالم کو دیکھو کہ اس کو دنیا سے محبت ہے تو اس سے اپنے دین کو بچاؤ۔ اس لئے کہ ہر محبت کرنے والا اسی کے گرد چکر لگائے گا جس سے اس کو محبت ہے۔ نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی تم میرے اور اپنے درمیان ایسے عالم کو نہ رکھو جو دنیا پر عاشق و مفتون ہے۔ ورنہ وہ تم کو میری محبت کی راہ سے روک دے گا۔ اس لئے کہ یہ میرے ارادت مند بندوں کو راستے میں لوٹ لیتے ہیں۔ اور میرا ادنیٰ سلوک ان سے یہ ہوگا کہ میں ان کے دلوں سے مناجات کی لذت و حلاوت کو نکال لوں گا۔

(۱۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے ابن اسماعیل بن بزیع سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے ابی حصین سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے دونوں ائمہ (امام محمد باقر و جعفر صادق علیہم السلام) میں سے کسی ایک سے انہوں نے فرمایا کہ تم لوگ کسی مرجی، قدری اور خارجی کی اس حدیث کی تکذیب نہ کرو جو وہ لوگوں کی طرف سے منسوب کر کے تم سے بیان کرے۔ اس لئے کہ تمہیں کیا پتہ شاید اس میں کچھ حق ہو۔ اور تم اللہ تعالیٰ کی تکذیب کر بیٹھو۔

(۱۴) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن ولید اور سندی ابن محمد سے انہوں نے ابان بن عثمان احمد سے انہوں نے محمد بن بشیر اور حریز سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا

بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے عرض کیا کہ ہمارے اپنے اصحاب کے اختلاف سے زیادہ شدید اور کوئی شے نہیں ہے ۔ تو آپ نے فرمایا یہ اختلاف (ان کی طرف سے نہیں) میری طرف سے ہے ۔

(۱۵) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن سنان سے انہوں نے ابی ایوب خزاز سے انہوں نے اس سے جس نے ان سے یہ حدیث بیان کیا اور اس نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب کا اختلاف تم لوگوں کے لئے رحمت ہے اور جب وہ وقت آئے گا تو تم لوگوں کو ایک قول پر جمع کر لوں گا ۔ اور آپؑ سے اپنے اصحاب کے اختلاف کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا یہ میں نے تم لوگوں کے مفاد میں کیا ہے اگر تم لوگ قول واحد پر جمع ہوتے تو تم لوگ گردن سے پکڑ لئے جاتے ۔

(۱۶) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عبدالجبار سے انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے انہوں نے ثعلبہ بن میمون سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ان جناب سے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے اس کو جواب دیا اور ابھی میں بیٹھا ہوا ہی تھا کہ ایک اور شخص آیا اور اس نے آپ جناب سے وہی مسئلہ پوچھا جو میں نے پوچھا مگر آپ نے اس کو میرے جواب کے خلاف جواب دیا پھر ایک دوسرا شخص آیا اور اتفاق سے اس نے بھی وہی مسئلہ پوچھا آپ نے ہم دونوں کے جواب کے خلاف ایک تیسرا جواب دیا ۔ جب وہ دونوں چلے گئے تو میں نے عرض کیا فرزند رسول یہ دونوں شخص عراق کے رہنے والے تھے اور آپ کے شیعوں میں سے تھے ۔ ان دونوں نے ایک ہی مسئلہ پوچھا مگر آپ نے ان دونوں کو دو مختلف جواب دیئے آپ نے فرمایا اے زرارہ یہی تم لوگوں کے لئے بہتر ہے اور اسی میں ہم لوگوں کی اور تم لوگوں کی بقا ہے اگر تم لوگ ایک قول پر مجتمع ہو جاؤ گے تو پھر لوگوں کا رخ تمہاری طرف ہو گا ۔ یہ جو کچھ ہم نے کیا ہے اپنی اور تم لوگوں کی بقا کے لئے کیا ہے ۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے یہ روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو سنائی اور کہا یہ آپ کے شیعہ ہیں انہیں اگر آپ نیزے کی انیوں پر یا اگر آگ پر چلائیں تو چلیں گے مگر جب یہ آپ لوگوں کی بارگاہ سے نکلیں گے تو آپس میں اختلاف کریں گے ۔ راوی کا کہنا ہے کہ یہ سن کر آپ خاموش رہے ۔ میں نے یہ بات تین مرتبہ کہی مگر آپ نے وہی جواب دیا جو آپ کے پدر بزرگوار نے دیا تھا ۔

حج

باب (۱۳۲) وہ سبب جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے کعبہ بیت الحرام کو لوگوں کے قیام کے لئے بنایا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے حسن بن حسین لولوئی سے انہوں نے حسین بن علی بن فضال سے انہوں نے ابی معزاء سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب تک خانہ کعبہ قائم رہے گا اس وقت تک دین قائم رہے گا

باب (۱۳۳) وہ سبب جس کی بناء پر بیت اللہ بنایا گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ جناب نے فرمایا اگر لوگ حج کو معطل کر دیں اور حج کرنا چھوڑ دیں تو امام پر واجب ہے کہ لوگوں کو حج کرنے پر جبر کرے خواہ لوگ حج کرنا چاہیں خواہ حج کرنے سے انکار کریں ۔ اس لئے کہ یہ گھر (بیت اللہ) حج ہی کے لئے بنایا گیا ہے ۔

باب (۱۳۴) وہ سبب جس کی بناء پر بیت اللہ زمین کے وسط میں بنایا گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن موسیٰ رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے انہوں نے روایت کی محمد بن سنان سے کہ حضرت ابوالحسن الرضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا ان میں خانہ کعبہ کو زمین کے وسط میں بنانے کا سبب یہ بھی تحریر کیا کہ یہ وہ جگہ ہے جس کے نیچے سے زمین بچھائی گئی اور دنیا میں جو ہوا بھی چلتی ہے وہ رکن شامی کے نیچے سے نکلتی ہے اور یہی وہ بقعہ ہے جو زمین میں پہلے وضع کیا گیا اس لئے کہ یہ وسط میں ہے تاکہ اہل مشرق اور اہل مغرب دونوں کے لئے اس کا فاصلہ برابر رہے ۔

باب (۱۳۵) وہ سبب جس کی بناء پر شہر مکہ کے مکانات میں دروازہ نصب کرنا مناسب نہیں تھا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ کے دونوں فرزند محمد اور عبداللہ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد بن عثمان ناب سے انہوں نے عبیداللہ بن علی حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے قول خدا **سواء العاكف فيه والباد** (اور مسجد حرام جسے ہم نے سب لوگوں کے لئے جائے نماز بنایا ہے اس میں مقامی و بیرونی سب کا حق برابر ہے) سورۃ الحج ۔ آیت نمبر ۲۵ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ کبھی مناسب نہیں تھا کہ مکہ کے مکانوں میں دروازے لگائے جائیں تاکہ حجاج اگر باہر سے آئیں تو ان کے مکان کے صحنوں میں قیام کریں اور اپنے مناسک حج بجا لائیں ۔ پھر سب سے پہلے جس نے مکہ کے مکانوں میں دروازے نصب کروائے وہ معاویہ تھا ۔

باب (۱۳۶) وہ سبب جس کی بناء پر مکہ کا نام مکہ رکھا گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل برمکی سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوالحسن رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں تحریر فرمایا کہ مکہ کا نام مکہ اس لئے پڑ گیا کہ لوگ اس میں [illegible] سیٹیاں بجایا کرتے تھے اور جو وہاں جاتا تھا اس سے یہ کہا جاتا کہ اس نے سیٹی بجائی ہے اور اسی بناء پر اللہ تعالیٰ کا قول ہے **وما كان صلاتهم عند البيت الا مكاء وتصدية** (ان لوگوں کی عبادت خانہ کعبہ کے نزدیک صرف سیٹیاں اور تالیاں بجانا ہے) [illegible] آیت نمبر ۳۵ مکاء کے معنی سیٹی بجانا اور تصدیہ کے معنی تالیاں بجانا ہے

باب (۱۳۷) وہ سبب جس کی بناء پر مکہ کو بکہ کہا جاتا ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسن سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے عرزمی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ مکہ کو بکہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں لوگ اژدحام کرتے ہیں۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے آپ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کعبہ کو بکہ کیوں کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ اسکے گرد اور اس کے اندر لوگوں کی بھیڑ ہوتی ہے

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے علی بن نعمان سے انہوں نے سعید بن عبداللہ اعرج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا بیت اللہ کی جگہ بکہ ہے اور اس کے علاوہ پوری آبادی مکہ ہے۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے فضالہ سے انہوں نے ابان سے انہوں نے فضیل سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا مکہ کو بکہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہاں مردوں اور عورتوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ تمہارے آگے تمہارے دائیں تمہارے بائیں بلکہ تمہارے ساتھ نماز پڑھتی ہیں اور یہ مکہ کے سوا دوسرے تمام شہروں میں مکروہ ہے۔

(۵) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ کے دونوں فرزند احمد اور عبداللہ سے اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے عبیداللہ بن علی حلبی سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مکہ کو بکہ کیوں کہا جاتا ہے تو آپ نے فرمایا اس لئے کہ لوگ اس میں اپنے ہاتھوں سے ایک دوسرے کو دھکا دیتے ہیں۔

باب (۱۳۸) وہ سبب جس کی بناء پر کعبہ کو کعبہ کہا جاتا ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے ابی الحسین برقی سے انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے انہوں نے معاویہ ابن عمار سے انہوں نے حسن بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے آباء سے انہوں نے ان کے جد حضرت امام حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ چند یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے مختلف باتیں پوچھیں ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ کعبہ کا نام کعبہ کیوں رکھا گیا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اس لئے کہ یہ دنیا کا وسط ہے۔

(۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا کہ کعبہ کو کعبہ کیوں کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا اس لئے کہ یہ بیت المعمور کے بالمقابل ہے اور وہ چوکور ہے۔ میں نے عرض کیا بیت المعمور چوکور کیوں ہوتا ہے۔ فرمایا اسلئے کہ وہ عرش کے بالکل

محاذات پر (اوپر۔ مقابل) ہے اور وہ چوکور اور مربع ہے۔ عرض کیا گیا کہ عرش چوکور اور مربع کیوں ہے؟ فرمایا اس لئے کہ وہ کلمات جن پر اسلام کی بنیاد ہے وہ چار ہیں اور وہ ہیں۔ **سبحان الله والحمدالله ولا اله الا الله والله اکبر.**

باب (۱۳۹) وہ سبب جس کی بناء پر کعبہ کا نام بیت اللہ الحرام رکھا گیا

(۱) خبر دی مجھ کو علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ خبر دی مجھ کو قاسم بن محمد نے روایت کرتے ہوئے حمدان بن حسین سے انہوں نے حسین بن ولید سے انہوں نے حنان سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کعبہ کا نام بیت اللہ الحرام کیوں رکھا گیا؟ تو آپ نے فرمایا اس لئے کہ اس کے اندر مشرکین کا داخلہ ممنوع و حرام ہے۔

باب (۱۴۰) وہ سبب جس کی بناء پر کعبہ کا نام بیت العتیق رکھا گیا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے حسن ابن علی وشاء سے انہوں نے احمد بن عائذ سے انہوں نے ابی خدیجہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے عرض کیا کہ کعبہ کا نام بیت العتیق کیوں ہو گیا؟ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حجر اسود کو جنت سے حضرت آدم کے لئے نازل کیا اور بیت العتیق ایک چمکدار موتی تھا اللہ نے اس کو اٹھالیا صرف اس کی اساس باقی رہ گئی وہ اس کے عین سامنے محاذات پر ہے اس میں ہر روز ستر ہزار ملک داخل ہوتے ہیں جو تا ابد واپس نہیں جاتے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیل کو حکم دیا کہ وہ اسی اساس پر اس کی تعمیر کریں اور اس کو بیت العتیق اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ (طوفان نوح میں) غرق ہونے سے آزاد رہا۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار اور احمد بن ادریس دونوں نے روایت کی محمد بن احمد سے انہوں نے یحییٰ بن عمران واشعری سے انہوں نے حسن بن علی سے انہوں نے مروان بن مسلم سے انہوں نے ابی حمزہ ثمالی سے ان کا بیان ہے کہ میں نے مسجد حرام کے متعلق حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام کس بنا پر عتیق رکھا؟ آپ نے فرمایا روئے زمین پر کوئی ایسا گھر نہیں جس کا کوئی مالک نہ ہو اور اس کے ساکنین نہ ہوں جو اس میں سکونت رکھتے ہوں سوائے اس گھر کے اس لئے کہ سوائے اللہ کے اس گھر کا کوئی مالک نہیں ہے یہ بیت الحرام ہے نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات سے پہلے اس کو خلق کیا اس کے بعد زمین کو خلق کیا اور اسی کے نیچے سے زمین بچھائی۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن مہزیار سے انہوں نے اپنے بھائی حماد سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے اس شخص سے جس نے ان کو یہ بتایا اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان جناب سے عرض کیا خانہ کعبہ کا بیت العتیق نام کیوں رکھا گیا؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ یہ گھر آزاد ہے لوگوں میں سے اس کا کوئی مالک نہیں ہے۔

(۴) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے علی بن نعمان سے انہوں نے سعید اعرج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بیت اللہ کو عتیق اس لئے کہتے ہیں کہ وہ غرق ہونے سے بچا ہوا اور آزاد تھا اور اس کے ساتھ حرم بھی آزاد ہے اس نے پانی کو روکے رکھا۔

(۵) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن

حویل سے انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے انہوں نے ذریح بن یزید محاربی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ طوفان نوح میں اللہ تعالیٰ نے سوائے بیت اللہ کے ساری زمین کو غرق کر دیا تھا اسی دن سے اس کا نام عتیق رکھا گیا اس لئے کہ وہ اس دن غرق ہونے سے بچا اور آزاد رہا میں نے پوچھا کہ کیا بیت اللہ اس وقت آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا؟ فرمایا نہیں وہاں تک پانی نہیں پہنچا اس سے دور رہا۔

باب (۱۴۱) وہ سبب جس کی بناء پر حطیم کو حطیم کہا جاتا ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے انہوں نے ثعلبہ بن میمون سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حطیم کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ حجراسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کے درمیان کا حصہ ہے۔ میں نے عرض کیا اس کو حطیم کیوں کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ وہاں لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے ہیں۔

باب (۱۴۲) حج اور خانہ کعبہ کا طواف اور تمام مناسک حج کے وجوب کا سبب

(۱) میرے والد رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن سلیمان رازی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین بن ابی خطاب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن سنان نے روایت کرتے ہوئے اسماعیل بن جابر اور عبدالکریم بن عمر سے انہوں نے عبدالحمید بن ابی دیلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ حضرت آدم کی توبہ قبول کرے تو ان کے پاس حضرت جبرئیل کو بھیجا۔ اور انہوں نے آکر کہا السلام علیک یا آدم۔ اے اپنی مصیبتوں پر صبر کرنے والے، اے اپنی خطا پر توبہ کرنے والے مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ کو وہ مناسک بتادوں جس کے ذریعہ وہ آپ کی توبہ قبول کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ یہ کہہ کر حضرت جبرئیلؑ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ خانہ کعبہ کے پاس پہنچے وہاں آسمان سے ایک ابر نازل ہوا۔ جبرئیلؑ نے فرمایا جس حد تک اس کا سایہ ہے آپ اپنے پاؤں سے اس حد کا نشان کھینچ لیں۔۔ پھر وہاں سے چلے اور منیٰ میں پہنچے اور انہیں مسجد منیٰ کی جگہ دکھائی آپ نے اس پر خط کھینچ لیا اور خانہ کعبہ کا نشان کھینچنے کے بعد مسجد حرام کا خط بھی کھینچا۔ اس کے بعد عرفات کی طرف روانہ ہوئے اور انہیں میدان عرفات میں کھڑا کر دیا اور کہا جب آفتاب غروب ہو تو آپ سات مرتبہ اپنے گناہ کا اعتراف کریں۔ حضرت آدمؑ نے ایسا ہی کیا اسی لئے اس کو عرفہ کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ نے وہاں پر اپنے گناہ کا اعتراف کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو ان کی اولاد کے لئے سنت بنادیا کہ وہ لوگ بھی یہاں آکر اپنے گناہوں کا اعتراف کریں۔ جس طرح ان کے باپ آدمؑ نے اعتراف کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ قبول کرنے کی التجا کریں جس طرح ان کے باپ نے قبولیت توبہ کی التجا کی تھی۔ پھر حضرت جبرئیلؑ نے ان سے کہا اب یہاں سے چلیں چنانچہ وہ سات پہاڑوں سے ہو کر گزرے۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا آپ ہر پہاڑ پر چار تکبیریں کہیں۔ حضرت آدمؑ نے ایسا ہی کیا اور ایک تہائی رات تک وہ جمع (مشعر) تک پہنچے اور وہاں نماز مغرب و نماز عشاء دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔ پھر کہا بطحاء کے میدان سے کنکریاں چن لو اور یہی کرتے کرتے صبح طلوع ہو گئی۔ تو کہا کہ اس جبل جمع پر چڑھو اور جب سورج نکل آئے تو سات مرتبہ اپنے گناہ کا اعتراف کرو اور سات مرتبہ اللہ تعالیٰ سے توبہ اور مغفرت کی التجا کرو۔ چنانچہ حضرت جبرئیلؑ نے جو جو کہا حضرت آدمؑ وہ کرتے گئے۔ دونوں جگہ اعتراف گناہ اس لئے رکھا کہ یہ ان کی اولاد میں سنت قرار پائے۔ پس جو شخص وقت میں نہ پہنچ سکا جمع (مشعر) میں پہنچ گیا تو گویا اس نے پورا حج کر لیا۔ اب حضرت آدمؑ مقام جمع سے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور دن چڑھے منیٰ

میں پہنچے تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ اب مسجد منیٰ میں دو رکعت نماز ادا کریں اس کے بعد کہا اب آپ اللہ کی بارگاہ میں قربانی دیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس قربانی کو قبول کرے اور یہ معلوم ہو جائے کہ آپ کی توبہ قبول ہو گئی اور یہ قربانی ان کی اولاد میں سنت بن جائے۔ چنانچہ حضرت آدمؑ نے قربانی کے لئے جانور پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانی قبول کر لی۔ آسمان سے ایک آگ بھیجی اس نے حضرت آدم کی قربانی کو لے لیا۔ اس کے بعد حضرت جبرئیلؑ نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ پر احسان کیا کہ آپ کو مناسک بتادیئے جس سے آپ کی توبہ قبول ہو گئی۔ لہٰذا اب اپنے سر کے بال منڈوائیں، انکسار فروتنی کے لئے کہ اس نے آپ کی قربانی قبول کر لی۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنا سر منڈوایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انکسار فروتنی کے لئے۔ پھر حضرت جبرئیلؑ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور خانہ کعبہ کی طرف چلے پس درمیان میں جمرہ عقبہ کے پاس ابلیس سامنے آیا اور بولا اے آدم کہاں کا ارادہ ہے۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا اے آدم اس کو سات کنکریاں مارو اور ہر کنکر پر ایک تکبیر کہو۔ حضرت آدمؑ نے ایسا ہی کیا اور ابلیس چلا گیا۔ پھر دوسرے دن حضرت جبرئیلؑ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور جمرہ اولیٰ کی طرف چلے وہاں ابلیس پھر سامنے آیا تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا اس کو سات کنکریاں مارو اور ہر کنکری کے ساتھ ایک تکبیر کہو۔ حضرت آدمؑ نے ایسا ہی کیا اور ابلیس چلا گیا پھر جمرہ ثانیہ کے پاس ابلیس سامنے آیا اور کہا اے آدم کہاں کا قصد ہے؟ حضرت جبرئیلؑ نے کہا اس کو پھر سات کنکریاں مارو اور ہر کنکری پر ایک تکبیر کہو۔ حضرت آدمؑ نے ایسا ہی کیا اور ابلیس چلا گیا۔ اب جمرہ ثالثہ پر پھر ظاہر ہوا اور بولا اے آدم کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت جبرئیلؑ نے کہا اے آدمؑ اس کو سات کنکریاں مارو اور ہر کنکری کے ساتھ ایک بار تکبیر کہو۔ حضرت آدمؑ نے ایسا ہی کیا اور ابلیس چلا گیا۔ پھر حضرت آدمؑ نے ابلیس کے ساتھ تیسرے اور چوتھے دن بھی ایسا ہی کیا اور ابلیس چلا گیا تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا آپ اپنے اس مقام پر تاابد اس کو نہ دیکھیں گے۔ اس کے بعد خانہ کعبہ کی طرف چلے جبرئیلؑ نے کہا اب آپ سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کریں۔ اور حضرت آدمؑ نے ایسا ہی کیا تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا لیجئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی خطا معاف کر دی آپ کی توبہ قبول کی اور اب آپ کی زوجہ آپ پر حلال ہے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن حبشی بن قونی رحمہ اللہ نے اپنے اس خط میں جو انہوں نے میرے پاس بھیجا تھا انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جمیل بن زیاد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن اسماعیل نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن سلمہ نے روایت کرتے ہوئے یحییٰ بن ابی العلاء رازی سے کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا میں آپ پر قربان مجھے قول خدا ن والقلم ومایسطرون (ن قلم اور اس چیز کی جو لکھتے ہیں اس کی قسم) سورۃ القلم۔ آیت نمبر۱ کی تفسیر بتائیں نیز اللہ تعالیٰ نے جو ابلیس سے کہا فانک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم (وقت مقررہ کے دن تک کی تجھے مہلت دی گئی) سورۃ الحجر۔ آیت نمبر ۳۸/۳۷ اس کے متعلق بھی ارشاد فرمائیں۔ اور اس بیت اللہ (خانہ کعبہ) کے متعلق بتائیں کہ یہاں آنا مخلوق پر کیسے فرض ہو گیا۔ یہ سن کر آپ جناب اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم سے پہلے یہ مسائل مجھ سے کسی نے نہیں پوچھے تھے سنو۔ جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں تو ملائکہ میں شور و غل برپا ہو گیا اور وہ کہنے لگے پروردگار اگر زمین پر خلیفہ بنانا ضروری ہے تو ہم میں سے کسی کو خلیفہ بنادے جو تیری مخلوق میں تیرے حکم پر عمل کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ استدعا رد کر دی۔ اور کہا میں وہ سب جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اب ملائکہ نے خیال کیا کہ ہماری یہ استدعا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی سبب بن گئی تو انہوں نے عرش میں پناہ لی اور اس کے گرد طواف کرنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا ایک گھر جو سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اس کی چھت یاقوت سرخ کی اور اس کے ستون زبرجد کے ہے اس میں ہر روز ستر ہزار ملک ہر روز وقت معلوم کے دن تک داخل ہوتے رہیں گے اور وقت معلوم کا دن وہ دن ہے جس میں ایک مرتبہ صور پھونکا جائے گا اور پہلی مرتبہ صور پھونکنے اور دوسری مرتبہ صور پھونکنے کے درمیان ابلیس مر جائے گا۔

اب نون (جس کے متعلق سوال کیا ہے) تو وہ جنت کی ایک نہر تھی جو برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا کہ روشنائی بن جا وہ روشنائی بن گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک درخت لیا اور اس کو اپنے ہاتھ سے نصب کیا اور ہاتھ سے مراد قوت ہے۔

نہیں ہے جو مشبہ فرقہ مراد لیتا ہے اور اس سے کہا تو قلم بن جا وہ قلم بن گیا تو اس کو حکم دیا کہ لکھ اس نے عرض کیا پروردگار کیا لکھوں؟ حکم ہوا وہ سب کچھ لکھ جو قیامت تک ہونے والا ہے اور اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر اس کی زبان پر مہر لگادی اور کہا اب وقت معلوم کے دن تک بالکل نہ بولنا۔

(۳) بیان کیا مجھ سے میرے والد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حدید سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے اور انہوں نے امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہم السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے خلق کرنے کا ارادہ کیا تو ملائکہ سے کہا کہ میں زمین پر ایک خلیفہ و نائب بنانا چاہتا ہوں تو ملائکہ میں سے صرف دو (۲) ملائکہ نے کہا کہ کیا تو اس کو خلیفہ بنائے گا جو زمین پر فساد پھیلائے اور خونریزی کرے گا۔ تو ان دونوں ملائکہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک پردہ کھنچ گیا۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نور ملائکہ پر ظاہر تھا اب جب کہ پردہ کھنچ گیا تو ان دونوں کو معلوم ہو گیا کہ ہم لوگوں کی اس بات سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا۔ پھر ان دونوں نے دوسرے ملائکہ سے مشورہ کیا کہ اب کیا کریں اور ہماری توبہ کیسے قبول ہو گی؟ ان لوگوں نے کہا کہ تم دونوں کے لئے تو ہم اور کچھ نہیں جانتے صرف یہ جانتے ہیں کہ تم دونوں عرش سے پناہ چاہو۔ چنانچہ ان دونوں نے عرش سے پناہ چاہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توبہ کی قبولیت کا فرمان جاری ہو گیا اور اللہ تعالیٰ اور ان دونوں کے درمیان جو پردہ کھنچا ہوا تھا وہ اٹھ گیا اور اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اسی طرح اس کی عبادت کی جائے اس لئے زمین پر ایک بیت خلق کیا اور بندوں پر اس بیت کے گرد طواف واجب قرار دیا اور آسمان پر بیت المعمور خلق کیا جس میں ہر روز ستر ہزار ملک داخل ہوتے رہتے ہیں اور واپس نہیں ہوتے اور تاقیامت یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

(۴) بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مووب رازی اور علی بن عبداللہ وراق رضی اللہ عنہم نے ان سب نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے اور انہوں نے فضل بن یونس سے ان کا بیان ہے کہ ابن ابی العوجاء حسن بصری کے شاگردوں میں سے تھا مگر وہ توحید سے منحرف و منکر ہو گیا تو اس سے کہا گیا کہ تم نے اپنے استاد کے مذہب کو چھوڑ کر ایسا مذہب اختیار کر لیا جس کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ حقیقت تو اس نے جواب دیا کہ میرے استاد تو خود خلط ملط میں پڑے ہوئے ہیں کبھی وہ قدریہ جیسی باتیں کرتے ہیں اور کبھی جبریہ کے جیسی۔ میں نہیں جانتا کہ وہ ایک مذہب پر کبھی قائم رہے ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ ایک مرتبہ ازروئے تمرد و سرکشی حاجیوں کو تنگ کرنے کے لئے مکہ آیا اور علماء اسلام نہیں پسند کرتے تھے کہ وہ ان سے اگر کوئی مسئلہ پوچھے یا ان کے ساتھ آکر ان کی مجلس میں بیٹھے کیونکہ وہ بڑا بدزبان تھا۔ ایک مرتبہ وہ حضرت جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اپنے اصحاب کے حلقے میں بیٹھا اور بولا کہ اے ابو عبداللہ یہ مجلسیں امانتیں ہیں اور ضروری ہے اس میں اگر کسی کو کھانسی آئے تو وہ کھانس لے لہٰذا کیا اجازت ہے کہ میں کچھ کہوں؟ آپ نے فرمایا جو چاہو کہو۔ اس نے کہا آپ لوگ کب تک اس کھلیان کی دونری (چکر لگانا) کرتے رہیں گے، اس پتھر کی پناہ لیتے رہیں گے اور یہ گھر جو اینٹ اور گارے سے تیار کیا گیا ہے اس کی عبادت کرتے رہیں گے اور اونٹ کی دوڑ کی طرح ہرولہ کرتے رہیں گے اگر دو آدمی بھی ان چیزوں پر غور کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ان (مناسک) کی بنیاد ایسے نے رکھی ہے جو صاحب حکمت نہ تھا نہ صاحب نظر تھا۔ اب آپ کہیں گے اس لئے کہ آپ ہی لوگ اس کی اصل ہیں، ان میں نمایاں ہیں آپ ہی کے جد نے اس کی تاسیس کی ہے اور یہ نظام دیا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا سنو۔ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو گمراہی میں چھوڑ دیا اور جس کے قلب کو اندھا کر دیا وہ حق کو بھی معتبر صحت سمجھتا ہے اور اس کی مٹھاس سے لذت اندوز نہیں ہو گا اور شیطان اس کا ولی بن کر اسے ایسے ہلاکت کے گڑھے میں گرا دیتا ہے کہ پھر وہ اس سے نکل ہی نہیں پاتا اور رہا یہ بیت تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس بیت کے ذریعہ اس کی مخلوق اس کی عبادت کرے اور اس گھر پر حاضری دینے سے ان کی اطاعت کی آزمائش ہو جائے اس بناء پر اس بیت کی تعظیم اور اس کی زیارت کا حکم دیا اس کو انبیاء کے مقام اور نماز گزاروں کے لئے قبلہ قرار دیا۔ پس یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کا شعبہ ہے اور مغفرت کے حصول کا ایک طریقہ ہے۔ یہ درجہ کمال پر رکھا گیا ہے اور عظمت و

جلال کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین کا فرش بچھانے سے دو ہزار سال پہلے خلق فرمایا وہ زیادہ حق رکھتا ہے اس بات کا کہ جس کام کا اس نے حکم دیا اس کی تعمیل کی جائے اور جس کام سے اس نے منع کیا ہے اس سے باز رہا جائے۔ اللہ ہی نے تمام ارواح اور صورتوں کو خلق فرمایا ہے۔

یہ سن کر ابو العوجاء نے کہا اے ابو عبداللہ آپ نے جس کا ذکر کیا وہ تو غائب ہے؟ آپ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر وہ ذات غائب کیسے ہے جب کہ اس کی مخلوقات یعنی انس کی گواہی دینے والے موجود ہیں۔ اور وہ خود ان لوگوں کی شہ رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہ ان کے کلام کو سنتا اور ان اشخاص کو دیکھتا ہے اور ان کے دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے۔ مخلوق وہ ہے کہ جب وہ ایک جگہ سے منتقل ہو کر جاتا ہے تو پہلی جگہ اس سے خالی ہو جاتی اور اس جگہ آنے کے بعد اسے نہیں معلوم کہ جس جگہ کو وہ چھوڑ کر آیا ہے اس میں کیا ہو رہا ہے لیکن اللہ عظیم شان والا ہے حاکم اور مالک ہے کوئی جگہ اس سے خالی نہیں، کسی ایک جگہ وہ محصور نہیں، ایسا نہیں کہ ایک جگہ اس سے قریب ہو اور دوسری جگہ اس سے دور ہو اور جس کو اس نے محکم نشانیوں اور واضح دلیلوں کے ساتھ بھیجا اپنی نصرت سے اس کی تائید کی اپنے پیغام کی تبلیغ کے لئے اس کو منتخب کیا ہم اس کے قول کی تصدیق کرتے ہیں کہ واقعتاً ان کے رب نے ان کو مبعوث کیا اور ان سے کلام کیا ہے۔ یہ سن کر ابو العوجاء اٹھا اور اپنے اصحاب سے بولا مجھے اس سمندر میں کس نے ڈال دیا۔ میں نے تو تم لوگوں سے کہا تھا کسی ایسے کے پاس لے چلو جہاں کچھ گفتگو میں لطف آئے مگر تم لوگوں نے مجھے آگ کے انگارے پر ڈال دیا۔ اصحاب نے کہا ان کی مجلس میں تو تم بالکل حقیر دکھائی دے رہے تھے۔ اس نے کہا تمہیں معلوم ہے یہ کس کی اولاد ہیں سنو یہ سارا مجمع جس کو تم دیکھ رہے ہو ان کے سرداروں کی اولاد ہیں۔

(۵) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف سے انہوں نے محمد بن سنان سے کہ حضرت امام ابو الحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو خطوط تحریر فرمائے اس کے ساتھ حج کے حکم کا سبب بھی تحریر کیا کہ۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جانا اور توفیقات میں زیادتی طلب کرنا اور جو گناہ اب تک سرزد ہوئے ہیں اس سے نکلنے کی کوشش ہے تاکہ وہاں پہنچ کر گذشتہ گناہوں سے تائب ہو اور آئندہ از سر نو زندگی شروع کرنا ہے اس کے علاوہ حج کے لئے مال خرچ کرنا۔ جسمانی اذیت برداشت کرنا، خواہشات و لذات سے پرہیز کرنا، عبادت کر کے اللہ سے تقرب حاصل کرنا، خضوع و خشوع اور اپنی عاجزی و مسکنت و ذلت کا اظہار کرنا ہے۔ پھر گرمی ہو یا سردی امن کا زمانہ ہو یا خوف کا اس کے لئے سفر کرنا ہے۔ علاوہ بریں تمام مخلوقات کا اس میں نفع ہے۔ اسی سے اللہ سے محبت اور خوف کا پتہ چلتا ہے۔ اس سے قساوت قلبی، خست نفس اور یاد خدا سے غفلت دور ہوتی ہے آرزوں اور امیدوں سے انقطاع ہوتا ہے۔ تجدید حقوق ہوتا اور نفس انسانی فساد فتنہ سے دور رہتا ہے اس میں وہ لوگ جو مشرق و مغرب میں ہیں، خشکی میں بسنے والے ہیں یا بحری کے حج کر رہے ہوں یا حج نہیں کر رہے ہوں، تاجر ہوں یا ملازمت پیشہ، فروخت کنندہ ہے یا خریدار، ہنرمند ہے یا مسکین (یہ حج) سب کے لئے منفعت بخش ہے۔ اس سے اطراف کے بسنے والوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ اور ان سب لوگوں کو ایک جگہ جمع ہونے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔ اس طرح اور منافع ہیں جیسے لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

اور عمر بھر صرف ایک مرتبہ حج کیوں فرض ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام فرائض کو نچلے طبقہ کی قوت کو مدنظر رکھتے ہوئے عائد کیا ہے ان ہی میں سے ایک فریضہ حج بھی ہے جو زندگی میں ایک مرتبہ واجب ہے اس کے بعد جو صاحب قوت و استطاعت ہیں ان کی اطاعت کی طرف رغبت پر منحصر ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں اس طرح آیا ہے مگر جس روایت پر اعتماد ہے اور اس پر فتویٰ ہے وہ یہ ہے [illegible] پر ہر سال حج فرض ہے۔

بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن

یزید سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ابی جریر قمی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اہل جدہ پر حج ہر سال فرض ہے۔

اور بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے سندی بن ربیع سے انہوں نے محمد بن قاسم سے انہوں نے اسد بن یحییٰ سے انہوں نے ہمارے اصحاب میں سے ایک بزرگ سے انہوں نے کہا کہ حج ہر سال واجب ہے اس شخص پر جو استطاعت سفر رکھتا ہو۔

اور بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے عبداللہ بن حسین میثمی سے یہ اس روایت کو اوپر لے گئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک آپ نے فرمایا کہ کتاب خدا میں جو حکم نازل ہوا ہے وہ یہ ہے **وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا** "(اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ (کی خوشنودی) کے لئے اس گھر کا حج واجب ہے جس کو بھی اس (بیت اللہ) تک (پہنچنے کی) راہ میسر ہو جائے) سورۂ آل عمران۔ آیت نمبر ۹۷

(۶) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد رحمہ اللہ اور محمد بن احمد سنانی اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مودب نے ان سب نے بیان کیا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن عباس نے روایت کرتے ہوئے عمر بن عبدالعزیز سے انہوں نے ایک شخص سے اس نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ہشام بن حکم نے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا اور عرض کیا کہ کیا سبب ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر خانہ کعبہ کا حج و طواف فرض کیا؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو مخلوقات کو پیدا کیا تو وہ کسی سبب یا ضرورت سے نہیں پیدا کیا بلکہ اس نے خلق کرنا چاہا اور خلق کر دیا مگر انہیں ایک وقت معینہ کے لئے پیدا کیا اور انہیں چند باتوں کے کرنے کا حکم دیا اور چند باتوں کے کرنے سے منع کیا اب ان میں سے کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جن میں دینی اطاعت بھی ہے اور دنیاوی مصلحت بھی۔ چنانچہ اس حج میں یہ مصلحت ہے کہ لوگ مشرق و مغرب سے ایک جگہ جمع ہوں آپس میں ایک دوسرے کا تعارف ہو اور ہر قوم ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا کر اپنی تجارتوں سے نفع حاصل کریں، سواریوں کو کرایہ پر چلانے والے شتربانوں کو فائدہ پہنچے۔ رسول مقبولؐ کے آثار کو دیکھیں ان کے حالات معلوم کریں اس کو یاد کریں بھول نہ جائیں اور اگر ہر قوم اپنے اپنے ملک یا شہر میں ہی رہتی اور وہاں کی پیداوار پر ہی اکتفا کرتی تو وہ ملک برباد ہو جاتا، دولت منفعت اور حصول نفع کچھ نہ رہ جاتا، تاریخ اندھی رہ جاتی، اس سے لوگ واقف ہی نہ ہوتے۔ تو حج کے فرض ہونے کا سبب یہ بھی ہے۔

(۷) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو خطوط تحریر فرمائے ان میں سے ایک خط میں خانہ کعبہ کے طواف کا سبب بھی تحریر فرمایا اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے یہ عرض کر کے کہ کیا تو اس میں ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو اس میں فساد برپا کرے اور خونریزی کرے اللہ تعالیٰ کی بات رد کر دی مگر پھر خیال کیا یہ ہم سے گناہ سرزد ہوا اور اس پر وہ پشیمان ہوئے تو عرش میں پناہ لی اور وہاں استغفار کرتے رہے اسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس کی اسی طرح عبادت کی جائے، تو اس نے فلک چہارم پر ایک گھر بالکل عرش کے بالمقابل بنایا جس کا نام صراح رکھا پھر آسمان دنیا پر صراح کے بالکل بالمقابل ایک گھر بنایا جس کا نام بیت المعمور رکھا پھر اس خانہ کعبہ کو بیت المعمور کے بالکل محاذات پر بنایا اور حضرت آدم کو حکم دیا اور انہوں نے اس کا طواف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ

قبول کر لی اور وہی طواف ان کی اولاد میں بھی تاقیامت جاری رہے گا۔

(۸) خبر دی مجھ کو علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حمید بن زیاد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن محمد بن سماعہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن ہاشم نے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے ابی حمزہ ثمالی سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے جو مسجد حرام کی طرف جاتا ہے اور لوگوں کو طواف کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ میں پہنچا تو فرمایا اے ابی حمزہ ان لوگوں کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میری سمجھ میں نہ آیا کہ میں آپ جناب کو کیا جواب دوں۔ پھر آپ جناب نے خود ہی فرمایا ان لوگوں کو حکم دیا گیا ہے وہ ان پتھروں کے گرد طواف کریں پھر ہم لوگوں کے پاس آئیں اور ہم لوگوں کو بتائیں کہ ان کے دلوں میں ہم لوگوں کی کتنی محبت ہے۔

باب (۱۴۳) وہ سبب جس کی بناء پر طواف سات چکر مقرر کیا گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حمدان بن حسین نے روایت کرتے ہوئے حسین بن ولید سے انہوں نے ابی بکر سے انہوں نے حنان بن سدیر سے اور انہوں نے ابی حمزہ ثمالی سے انہوں نے حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آپ جناب سے دریافت کیا کہ طواف سات چکر کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں تو ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو جواب دیا کہ کیا تو اس زمین میں ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو اس میں فتنہ و فساد پیدا کرے اور خون بہائے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں وہ سب کچھ جانتا ہوں جو تم لوگ نہیں جانتے اور اب تک ان لوگوں کے اور اللہ کے نور کے درمیان کوئی حجاب نہ تھا مگر اس کے بعد اپنے نور اور ان لوگوں کے درمیان سات ہزار سال تک حجاب ڈال دیا۔ یہ دیکھ کر ملائکہ نے عرش کے پاس سات ہزار سال تک پناہ لی اللہ نے ان پر رحم فرمایا ان کی توبہ قبول کی اور ان کے لئے ایک بیت المعمور بنا دیا جو چوتھے آسمان پر ہے اور ان کے لئے جائے پناہ و ثواب بنا دیا اور اس بیت المعمور کے بالکل نیچے بیت الحرام (خانہ کعبہ) بنایا تاکہ انسانوں کے لئے جائے ثواب و پناہ اور جائے امن ہو جائے اور بندوں پر سات چکر یعنی ہر ایک ہزار سال کے بدلے ایک چکر واجب ہو گیا۔

(۲) اور انہی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو القاسم حمید بن زیاد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن احمد نے روایت کرتے ہوئے علی بن حسین طاطری سے انہوں نے محمد بن زیاد سے انہوں نے ابی خدیجہ سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میرے پدر بزرگوار طواف میں مشغول تھے کہ آپ کے قریب ایک شخص آیا اور اس نے آپ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا میں آپ سے تین باتیں پوچھوں گا جو آپ کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا۔ اس کے کہنے پر آپ خاموش رہے جب طواف سے فارغ ہوئے تو حجر اسود کے پاس پہنچ دو رکعت نماز پڑھی۔ میں ان جناب کے ساتھ ساتھ تھا۔ جب آپ ان سب سے فارغ ہو چکے تو بآواز بلند فرمایا وہ سائل کہاں ہے؟ یہ سن کر وہ سائل قریب آیا اور آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا آپ نے فرمایا پوچھو کیا پوچھنا ہے۔ اس نے آیت **ن والقلم ومایسطرون** سورۃ القلم۔ آیت نمبر ا کی تفسیر پوچھی آپ نے اس کی تفسیر بتائی۔ پھر سائل نے کہا کہ یہ بتلایئے کہ جب ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کی بات رد کر دی اور اللہ ان سے ناراض ہو گیا تو پھر ان سے راضی کیسے ہوا؟ آپ نے فرمایا ملائکہ عرش کا سات ہزار سال تک طواف کرتے رہے اللہ سے دعا اور استغفار کرتے رہے اور وہ درخواست کرتے رہے کہ وہ ان سب سے راضی ہو جائے تو اللہ ان سے راضی ہو گیا سات ہزار سال بعد۔ سائل نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ اچھا اب یہ بتائیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے اللہ کیسے راضی ہوا؟ آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو زمین پر اتارا تو وہ ہند میں اترے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بیت الحرام تک پہنچنے کی اجازت چاہی اللہ تعالیٰ نے کہا اچھا جاؤ وہاں

پہنچ کر ایک ہفتہ طواف کرو، پھر منیٰ میں جاؤ، عرفات پہنچو اور تمام مناسک بجالاؤ۔ چنانچہ حضرت آدمؑ ہند سے چلے اور درمیان میں جہاں جہاں آپ کے پاؤں پڑے وہ آباد ہوا اور دونوں قدموں کے درمیان کا حصہ غیر آباد اور صحرا ہے اس میں کوئی چیز نہیں ہے اور بیت الحرام پہنچ ایک ہفتہ تک طواف کیا۔ پھر حکم خدا کے مطابق تمام مناسک حج بجالائے اور اللہ نے ان کی توبہ قبول کرلی انہیں معاف کردیا تو چونکہ ملائکہ نے عرش کا طواف سات ہزار سال کیا تھا اسی کے مطابق آدم کا طواف ایک ہفتہ قرار پایا۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا اے آدم مبارک ہو اللہ نے تمہیں معاف کردیا تم سے پہلے میں نے اس گھر کا طواف تین ہزار سال تک کیا ہے۔ حضرت آدمؑ نے کہا پروردگار تو میری اور میرے بعد میری ذریت کی مغفرت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایاہاں تمہاری ذریت میں سے ان ہی کی مغفرت کروں گا جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان رکھتے ہوں گے۔ یہ سن کر سائل نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور کہہ کر وہ چلا گیا تو میرے والد نے کہا یہ حضرت جبرئیلؑ تھے۔ تم لوگوں کے پاس تمہارا دین سکھانے کے لئے آئے تھے۔

باب (۱۴۴) وہ سبب جس کی بناء پر حج کی طرح لوگوں پر عمرہ بھی واجب ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے ابن ابی عمیر اور حماد اور صفوان بن یحییٰ اور فضالہ بن ایوب سے ان لوگوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ خلق پر بمنزلہ حج کے عمرہ بھی واجب ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ اسی لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **واتموا الحج والعمرۃ للہ** (اور صرف اللہ کے لئے حج اور عمرہ بجالاؤ) سورۃ البقرہ۔ آیت نمبر ۱۹۶ عمرہ کا حکم مدینہ میں نازل ہوا اور افضل ترین عمرہ ماہ رجب کا عمرہ ہے۔

باب (۱۴۵) وہ سبب جس کی بناء پر حالت احرام میں مسواک کرنا جائز ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے معاویہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آپ جناب سے پوچھا کہ کیا محرم (حالت احرام میں) مسواک کرسکتا ہے؟ آپ نے فرمایاہاں۔ میں نے عرض کیا خواہ مسواک کرنے سے خون نکل آئے؟ آپ نے فرمایاہاں یہ سنت نبوی ہے۔

باب (۱۴۶) وہ سبب جس کی بناء پر محرم (جو احرام باندھے ہوئے ہے) کے لئے وہ چادر جس میں گھنڈی لگی ہو پہننا مکروہ ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ کے دونوں فرزند احمد اور عبداللہ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے عبیداللہ بن علی حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے جد کی کتاب میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ شخص محرم (یعنی جو احرام باندھے ہوئے ہے) وہ چادر نہیں پہنے گا جس میں گھنڈی لگی ہوئی ہو۔ تو یہ بات میں نے اپنے پدر بزرگوار سے بیان کی آپ نے فرمایا کہ کراہت اس لئے کہا کہ جاہل اس میں گھنڈی نہ لگائے مگر جو مسئلہ فقہ سے واقف ہے اس کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔

باب (۱۴۷) وہ سبب جس کی بناء پر خانہ کعبہ کو ہدیہ پیش کرنا مستحب نہیں ہے اور اگر کوئی شخص یہ کرے تو کیا کیا جائے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے انہوں نے سکونی سے انہوں نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس دو وادیاں ہوں اور ان میں سے سونا اور چاندی بہہ رہے ہوں تو میں ان میں سے ذرہ برابر بھی خانہ کعبہ کو ہدیہ نہ چڑھاؤں۔ اس لئے کہ وہ دربانوں کا ہو جاتا ہے فقراء و مساکین کو نہیں ملتا۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے بنان بن محمد سے انہوں نے موسیٰ بن قاسم سے انہوں نے علی بن جعفر سے انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک کنیز خانہ کعبہ کو ہدیہ کی اب اس کو کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا اس کنیز کو فروخت کردو۔ اس کے بعد کسی منادی سے کہو وہ حجر اسود کے پاس کھڑے ہو کر اعلان کرے کہ اگر کسی کا خرچ گھٹ گیا ہے یا وہ راستہ میں لٹ گیا ہے یا اس کی خوراک کم ہو گئی ہو وہ فلاں شخص کے پاس آجائے اور اس شخص سے کہدو کہ جو پہلے آئے اس کو پہلے دو پھر جو دوسرا آئے اس کو دوسرے نمبر پر اور اسی طرح نمبر وار دیتے رہو یہاں تک کہ اس کنیز کی قیمت ختم ہو جائے۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز سے انہوں نے کہا کہ خبر دی مجھ کو یاسین نے انہوں نے کہا کہ میں نے ابوجعفر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرمارہے تھے کہ مصر سے ایک گروہ آیا ان میں سے ایک شخص راستہ میں مرگیا مرتے وقت اس نے وصیت کی کہ ایک ہزار درہم کعبہ کے لئے ہے جب وہ لوگ مکہ پہنچے تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ رقم کو کس کے حوالہ کیا جائے۔ لوگوں نے کہا بنی شیبہ کو دیدو۔ وہ بنی شیبہ کے پاس گئے اور انہیں بتایا بنی شیبہ نے کہاہاں ہمارے حوالہ کرو اب تمہاری ذمہ داری ختم۔ یہ سن کر وہ شخص جس کے پاس یہ امانت تھی ادھر ادھر لوگوں سے پوچھا تو لوگوں نے مشورہ دیا کہ حضرت ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے معلوم کرلو میں آیا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر وہ شخص میرے پاس آیا مجھ سے پوچھا میں نے کہا کہ خانہ کعبہ کو تمہاری اس رقم کی ضرورت نہیں تم یہ دیکھو کہ جو لوگ خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے ہیں ان میں اگر کوئی راستہ میں لٹ گیا ہے یا کسی کا نفقہ ختم ہو گیا ہے یا کسی کی سواری گم ہو گئی ہے یا وہ اپنے گھر واپس جانے سے معذور ہے تو ان لوگوں کو دیدو جنہیں ہم نے بتایا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر وہ شخص بنی شیبہ کے پاس گیا اور کہا کہ حضرت ابوجعفرؑ تو یہ کہتے ہیں ان لوگوں نے کہا کہ وہ تو گمراہ اور بدعتی ہیں ان سے کوئی فتویٰ نہیں لینا وہ صاحب علم نہیں ہیں اور ہم لوگ تمہیں اس خانہ کعبہ کا واسطہ دیتے ہیں اور فلاں فلاں کا واسطہ دیتے ہیں کہ جو کچھ ہم لوگوں نے کہا ہے وہ ان سے جاکر ضرور کہہ دینا۔ وہ شخص کہتا ہے کہ پھر میں حضرت ابوجعفر کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں بنی شیبہ کے پاس گیا تھا اور انہیں آپ کا یہ فتویٰ بتایا تو ان لوگوں نے آپ کے متعلق ایسا ایسا کہا اور کہا کہ آپ کوئی صاحب ہی نہیں ہیں اور مجھے قسم دی ہے کہ میں آپ کے پاس جاکر یہ سب کچھ کہہ دوں۔ حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں نے جو قسم دے کر درخواست کی تھی وہی درخواست کرتا ہوں تم جاکر ان لوگوں کو میرا یہ پیغام سنادو کہ میرا علم تو یہ ہے کہ اگر مجھے امور مسلمین پر ذرا بھی اختیار ہوتا تو ان لوگوں کے ہاتھ کاٹ کر خانہ کعبہ کے پردہ پر لٹکا دیتا اور کسی منادی کو حکم دیتا کہ وہ اعلان کرے کہ لوگو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ لوگ اللہ کے چور ہیں انہیں پہچان لو۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن متیل نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین ابی الخطاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے ابان سے انہوں نے ابن حر سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام

سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے ایک کنیز خانہ کعبہ کو ہدیہ کیا اور اس کو پانچ سو دینار عطا کئے اس کا کیا کروں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا اس کنیز کو فروخت کرکے اس کی قیمت لو اور حجر اسود کے پاس کھڑے ہو کر اعلان کرو تاکہ حاجیوں میں سے جو راستے میں لٹے ہیں جو محتاج و ضرورتمند ہیں ان پر یہ رقم تقسیم کی جائے۔

(۵) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن حسین بیثمی سے انہوں نے اپنے دونوں بھائیوں محمد و احمد سے انہوں نے علی بن یعقوب ہاشمی سے انہوں نے مروان بن مسلم سے انہوں نے سعید بن عمر جعفی سے انہوں نے اہل مصر کے ایک شخص سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میرے بھائی کی ایک کنیز تھی بہترین گانے والی اور بہت چست و چالاک و خوبصورت۔ اس نے مرتے وقت مجھ سے یہ وصیت کی کہ یہ کنیز خانہ کعبہ کو ہدیہ کر دینا۔ چنانچہ میں اسے لے کر مکہ آیا اور لوگوں سے پوچھا یہ کس کے حوالے کروں کچھ لوگوں نے کہا اسے بنی شیبہ کے حوالے کرو اور کچھ لوگوں نے اس کی مخالفت کی۔ میں تذبذب میں پڑ گیا تو اہل مسجد میں سے ایک شخص نے کہا اگر تم کہو تو میں ایسے شخص کو بتادوں جو اس معاملہ میں تمہاری صحیح رہنمائی کرے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے مسجد میں بیٹھے ہوئے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام ہیں ان سے دریافت کر لو۔ میں ان کی خدمت میں آیا سارا قصہ بیان کیا اور ان سے رائے پوچھی تو آپ نے فرمایا خانہ کعبہ نہ تو کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے لہٰذا اس کے لئے جو ہدیہ کیا جائے وہ خانہ کعبہ کے زائرین کے لئے ہے لہٰذا تم اس کنیز کو فروخت کرو اور حجر اسود کے پاس کھڑے ہو کر اعلان کرو کہ کیا زائرین خانہ کعبہ میں سے کوئی ایسا ہے جو راہ میں لٹ گیا ہے یا اس میں کوئی حاجت مند ہے؟ پھر جب ایسے لوگ آئیں تو ان سے صحیح حال دریافت کرو اور اس کنیز کی قیمت ان میں تقسیم کر دو۔ اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے ان سے عرض کیا مگر لوگوں کی رائے تو یہ ہے کہ میں اسے بنی شیبہ کے حوالے کر دوں؟ آپ نے فرمایا کہ جب ہمارا قائم قیام کرے گا تو ان (بنی شیبہ) کے ہاتھ کاٹے گا انہیں گلی کوچوں میں پھرائے گا اور کہے گا کہ دیکھو یہ سب اللہ کے چور ہیں۔

(۶) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے انہی اسناد کے ساتھ ہمارے بعض اصحاب سے ان کا بیان ہے کہ ایک عورت نے مجھے کچھ کاتے ہوئے سوت دیئے اور کہا کہ اسے مکہ پہنچا دو تاکہ خانہ کعبہ کی پوشاک سل جائے میں چونکہ خانہ کعبہ کے حاجیوں کو خوب جانتا تھا اس لئے میں نے یہ سوت ان کے حوالے کرنا پسند نہ کیا اور مدینہ آیا تو حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ایک عورت نے مجھے کچھ دھاگے دیئے ہیں اور کہا ہے کہ اسے مکہ پہنچا دو تاکہ اس سے خانہ کعبہ کی پوشاک سل جائے۔ مگر میں نے پسند نہ کیا کہ اسے خانہ کعبہ کے حاجیوں کے حوالے کروں؟ آپ نے فرمایا کہ تم اس دھاگے سے شہد اور زعفران خرید و اور تھوڑی قبر حسین بن علی علیہما السلام کی خاک لو اور آسمان سے برسا ہوا پانی لو اور اس میں یہ زعفران اور شہد اور خاک ملا لو اور اسے شیعوں پر تقسیم کرو تاکہ وہ اس سے اپنے بیماروں کا علاج کریں اور شفا حاصل کریں۔

باب (۱۴۸) وہ سبب جس کی بناء پر حج کو حج کہا جاتا ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے اس شخص سے جس نے ان سے یہ حدیث بیان کی اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ حج کو حج کیوں کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا سنو کہا جاتا ہے کہ فلاں نے حج کر لیا یعنی فلاں کامیاب ہوا اور فلاح پا گیا۔

باب (۱۴۹) وہ سبب جس کی بناء پر اگر کوئی حج کو جائے تو عمرہ تمتع کرنا واجب ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے میرے والد رحمہ اللہ نے کہ مجھ سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے عبیداللہ بن علی حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ حج عمرہ سے متصل ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فاذا امنتم فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدیٰ** (پھر جب تم کو امن حاصل ہو جائے پس جو شخص عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر فائدہ اٹھانا چاہے تو قربانی سے جو بھی میسر آجائے کر دے) سورۃ البقرہ۔ آیت نمبر ۱۹۶ لہٰذا کسی کو عمرہ تمتع کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں اس لئے کہ اللہ نے اس کا حکم اپنی کتاب میں نازل فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اپنی سنت قرار دیا ہے۔

باب (۱۵۰) وہ سبب جس کی بناء پر عمرہ کو عمرہ کہتے ہیں

اس کتاب میں یہ باب سادہ ہے۔

باب (۱۵۱) خانہ کعبہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ کے دونوں فرزند احمد اور عبداللہ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے عبیداللہ بن علی حلبی سے اس کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر عورتیں خانہ کعبہ آئیں تو وہ غسل کرکے آئیں؟ آپ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود** (میرے گھر کو طواف اور اعتکاف و رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک و صاف کرو) سورۃ البقرہ۔ آیت نمبر ۱۲۵ بندوں کو چاہیئے کہ بغیر اپنے کو پاک کئے ہوئے داخل نہ ہوں اور اپنے پسینے وغیرہ کو دھولیں اور پاک ہولیں۔

باب (۱۵۲) طواف کعبہ میں تیز چلنے کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے ابن فضال سے انہوں نے ثعلبہ سے انہوں نے زرارہ یا محمد بن مسلم سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے طواف خانہ کعبہ کے متعلق دریافت کیا کہ اس میں آدمی تیز چلے؟ آپ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ تشریف لائے اور جیسا کہ تمہیں علم ہے کہ آنحضرتؐ کے اور مشرکین کے درمیان تحریری معاہدہ تھا۔ تو آپؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اپنی مضبوطی دکھاؤ (چست و چاق ہو جاؤ) اور اپنے بازوؤں کو باہر نکال لو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے دونوں بازو نکال لئے اس کے بعد تیز قدمی کے ساتھ طواف کرنے لگے تاکہ مشرکین دیکھ لیں کہ ہم لوگ لاغر و کمزور نہیں ہوئے ہیں یہ دکھانے کے لئے لوگوں نے تیز قدمی کے ساتھ طواف کیا اور میں تو طواف میں درمیانی چال سے چلتا ہوں اور حضرت علی بن الحسین علیہ السلام بھی طواف میں درمیانی چال سے چلتے تھے۔

(۲) اور ان ہی اسناد کے ساتھ ثعلبہ سے روایت ہے اور انہوں نے روایت کی یعقوب احمر سے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ

علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ غزوہ حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ سے تین سال (قصد مکہ نہ کرنے) کا وعدہ فرمایا تھا۔ اس کے بعد آپ مکہ میں داخل ہوئے اور ارکان حج بجالائے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپؐ اُدھر سے گزرے تو دیکھا کہ آپؐ کے چند اصحاب صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے ہیں تو آپؐ نے فرمایا دیکھو وہ تمہاری قوم پہاڑ کی بلندی سے تمہیں دیکھ رہی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں بیٹھا دیکھکر یہ سمجھے کہ تم لوگ کمزور ہوگئے ہو یہ سن کر آپؐ کے اصحاب اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی ازار مضبوطی سے کس لی ہاتھوں سے کر تھامی اور تیز تیز طواف کرنے لگے۔

باب (۱۵۳) وہ سبب جس کی بناء پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج میں عمرہ سے تمتع نہیں کیا مگر لوگوں کو تمتع کا حکم دیا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن عمیر سے انہوں نے حماد سے انہوں حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کے موسم میں ۲۶ ذی القعدہ کو حجۃ الوداع کے ارادہ سے نکلے اور حج کے لئے تلبیہ (لبیک اللھم لبیک) شروع کردیا۔ آپؐ اپنے ساتھ ایک سو جانور قربانی کے لئے لائے تھے اور تمام لوگوں نے حج کے لئے احرام باندھا تھا ان کا ارادہ عمرہ کا نہیں تھا نہ وہ جانتے تھے کہ متعہ لج کیا ہے یہاں تک کہ آنحضرتؐ مکہ پہنچ کر خانہ کعبہ کا طواف بجالائے لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ طواف کیا۔ پھر آپ نے مقام ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز ادا کی اور حجر اسود کو بوسہ دیا پھر چاہ زمزم پر تشریف لائے وہاں آپؐ نے زم زم نوش فرمایا اور ارشاد کیا کہ اگر میں یہ نہ جانتا کہ یہ بات میری امت کے لئے تکلیف دہ ہوگی تو میں اس میں سے ایک ڈول یا دو ڈول پانی پیتا۔ پھر فرمایا اچھا اس سے شروع کرو جس سے اللہ نے شروع کیا اور آپؐ نے صفاء و مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کی جب آپؐ نے مروہ پر پہنچ کر سعی تمام کی تو کھڑے ہوئے اور اپنے اصحاب کو خطاب کیا اور کہا کہ تم لوگ احرام کھول دو محل (لباس احرام اتار دو اور اس کی پابندیاں ختم کردو) ہو جاؤ اور اس کو عمرہ قرار دیدو اور یہ وہ شے ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور جو چیزیں میں نے بعد میں طے کی وہ اگر میں نے پہلے طے کرلی ہوتی تو جو حکم میں تم لوگوں کو دے رہا ہوں اس پر میں بھی عمل کرتا مگر میرے لئے محل ہونا ممکن نہیں اس لئے کہ قربانی کے جانور ساتھ لایا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ولا تحلقوا رء وسکم حتی یبلغ الھدیٰ محلہ** (تم لوگ اپنے سر نہ منڈواؤ جب تک قربانی کے جانور مذبح خانہ تک نہ پہنچ جائیں) سورۃ بقرہ۔ آیت نمبر ۱۹۶۔ یہ سن کر سراقہ بن مالک بن جشعم کنانی کھڑا ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ آپ نے ہم لوگوں کو ہمارے دین کی تعلیم دے دی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم لوگ آج ہی پیدا ہوئے ہیں اچھا یہ بتائیں کہ یہ حکم جو آپ نے دیا ہے یہ صرف اسی سال کے لئے ہے یا ہر سال کے لئے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا نہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا یارسول اللہؐ ہم لوگ حج بیت اللہ کے لئے نکلے ہیں پھر بھی (آپ چاہتے ہیں کہ) عورتوں سے مباشرت کریں اور پانی ہمارے سروں سے ٹپکتا رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو تا ابد ایمان نہیں لائے گا۔ اسی اثناء میں حضرت علی یمن سے حج کے لئے آگئے اور دیکھا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ نے اپنا احرام اتار دیا ہے اور محل ہو گئی ہیں اور خوشبو لگائے ہوئے ہیں تو فوراً رسول اللہؐ کے پاس حضرت فاطمہؑ کے لئے حکم شرعی معلوم کرنے گئے اور آپؐ سے دریافت کرکے مطمئن ہوگئے۔ پھر آنحضرتؐ نے ان سے پوچھا کہ اے علیؑ تم نے احرام باندھتے وقت کیا نیت کی تھی؟ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا میں نے یہ نیت کی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نیت سے احرام باندھا اسی نیت کے ساتھ میں بھی احرام باندھتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پھر تم بھی میری طرح احرام کھولو اور اپنے قربانی کے جانوروں میں ان کو شریک کرلیا اور 37 عدد جانور ان کے قربانی کے لئے قرار دیئے اور ۶۳ عدد جانور رسول اللہؐ نے خود اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے پھر ہر قربانی کے جانور کا تھوڑا تھوڑا گوشت لیا اس کو ایک دیگچہ میں رکھ کر حکم دیا کہ اس کو پکاؤ اس میں سے ان دونوں نے کھایا اور اس کا ذرا ذرا شوربہ پی لیا اور فرمایا اسی طرح ہم نے ہر جانور سے کچھ نہ کچھ کھالیا۔ پس حج تمتع افضل ہے حج قرآن سے جو قربانی کے جانور اپنے ساتھ لے کر آتا ہے اور حج افراد سے۔ نیز آپ نے فرمایا جو شخص عمرہ تمتع کرلیتا ہے تو وہ فریضہ متعہ کو بھی پورا کرلیتا ہے۔ اور ابن عباسؓ نے کہا کہ حج عمرہ کے اندر قیامت تک کے لئے داخل ہوگیا۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر اور صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حجۃ الوداع میں صفاء و مروہ کے درمیان سعی سے فارغ ہوئے تو مروہ کے پاس کھڑے ہوئے لوگوں کو خطبہ دیا پہلے حمد و ثنائے الٰہی بجالائے اس کے بعد فرمایا ایھا الناس یہ جبرئیل ہیں (یہ کہہ کر آپؐ نے اپنی پشت کی طرف اشارہ کیا) انہوں نے مجھے خدا کا حکم پہنچایا ہے کہ جو شخص قربانی کے جانور اپنے ساتھ نہ لایا ہو محل ہو جائے (لباس احرام اتارے اور اس کی پابندیاں ختم کردے) اور اگر میں نے اس وقت جو طے کیا ہے اس سے پہلے طے کیا ہوتا تو جو حکم میں تم کو محل ہونے کا حکم دے رہا ہوں اسی پر میں بھی عمل کرتا مگر میں قربانی کے جانور اپنے ساتھ لایا ہوں اور جو قربانی کا جانور اپنے ساتھ لائے اس کے لئے محل ہونا جائز نہیں جب تک کہ قربانی کا جانور اپنے محل پر نہ پہنچ جائے یہ سن کر سراقہ بن مالک بن جشعم کنانی کھڑا ہوا اس نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے ہم لوگوں کو ہمارے دین کی تعلیم دی اور معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم لوگ آج ہی خلق ہوئے ہیں۔ اچھا یہ بتلایئے کہ یہ حکم جو آپؐ دے رہے ہیں یہ صرف اسی سال کے لئے ہے یا ہر سال کے لئے ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ یہ ابد تک کے لئے ہے۔ پھر ایک شخص اور کھڑا ہوا اور اس نے کہا یارسول اللہؐ ہم لوگ حج کرنے نکلے ہیں (اس میں بھی آپؐ چاہتے ہیں کہ ہم لوگ عورتوں سے مباشرت کریں اور غسل کریں تو ہمارے سروں سے پانی ٹپکتا رہے؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو تو کبھی ایمان ہی نہ لائے گا۔

(۳) بیان کیا مجھ سے میرے والد رحمہ اللہ نے اور محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے قاسم بن محمد اصفہانی سے انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے انہوں نے فضیل بن عیاض سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حج کے مسئلہ میں مسلمانوں کے اندر اتنا اختلاف کیوں ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف حج کے لئے احرام باندھا تھا کچھ کہتے ہیں کہ مکہ کی طرف نکلے مگر کوئی خاص ارادہ نہ تھا بلکہ حکم خدا کے منتظر تھے کہ جو حکم ملے گا وہ کریں گے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم تھا کہ یہ وہ حج ہے جس کے بعد تاابد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی حج نہ کرسکیں گے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس ایک سفر میں سب کچھ جمع کردیا تھا تاکہ وہ آپؐ کی امت کے لئے سنت بن جائے چنانچہ جب آپؐ نے خانہ کعبہ کا طواف اور صفاء و مروہ کے درمیان سعی کرلی تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا اس کو عمرہ قرار دے لیں سوائے ان لوگوں کے جن کے ساتھ قربانی کے جانور ہیں اس لئے کہ وہ اپنے قربانی کے جانوروں کی وجہ سے پابند ہیں۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **حتیٰ یبلغ الھدی محلہ** (جب تک قربانی کا جانور اپنے محل پر نہ پہنچ جائے) سورۃ بقرہ۔ آیت نمبر ۱۹۶ اور آنحضرتؐ اگلے عرب والوں کے دستور پر نکلے تھے کیونکہ عرب والے حج کے سوا کچھ اور نہیں جانتے تھے۔ اسی بناء پر حکم خدا کے منتظر تھے۔ اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس وقت تک لوگ اپنے ایام جاہلیت کے دستور پر چل رہے تھے اتنا ہوا کہ اسلام نے اس حج میں کچھ تبدیلی کردی۔ وہ لوگ حج کے موسم میں عمرہ سے ناواقف تھے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے جس وقت لوگوں کو حج کے فسخ کرنے کا حکم دیا تو یہ فرمایا کہ میں نے حج میں عمرہ کو قیامت تک کے لئے داخل کردیا اور اس کے بعد آپؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر بتایا کہ اس طرح یعنی حج کے مہینوں میں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا ایام جاہلیت کے مراسم میں سے بھی کچھ لیا گیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تمام تعلیمات ایام جاہلیت میں لوگوں نے ضائع کردیں سوائے ختنہ اور تزویج اور حج کے وہ اس کے پابند رہے اسے ضائع نہیں کیا۔

باب (۱۵۴) وہ سبب جس کی بناء پر آب زمزم پہلے سطح زمین پر بہتا تھا پھر زمین کے اندر دھنس گیا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے انہوں نے عقبہ سے انہوں نے اس سے جس سے انہوں نے یہ روایت کی ہے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ آب زمزم پہلے دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا اور سطح زمین پر بہتا تھا مگر جب یہ دوسرے پانیوں پر زیادتی کرنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین کے گڑھے میں ڈال دیا اور اس کی طرف ایک کھارے پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔

باب (۱۵۵) وہ سبب جس کی بناء پر آب زمزم کبھی کبھی شیریں ہو جایا کرتا ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن فضال سے انہوں نے عقبہ سے اور انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آپؑ کے سامنے آب زمزم کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ حجراسود کے نیچے سے ایک چشمہ اس کی طرف جاری ہوتا ہے اور جب اس چشمہ کا پانی آب زمزم پر غالب آجاتا ہے تو آب زمزم شیریں ہو جاتا ہے۔

باب (۱۵۶) تحریم مسجد و حرم اور احرام کے واجب ہونے کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے عباس بن معروف سے انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا مسجد حرام کی حرمت کعبہ کی وجہ سے ہے اور حدود حرم کی حرمت مسجد حرام کی وجہ سے ہے اور حرم میں داخل ہونے کے لئے احرام واجب ہے۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد ابن یحییٰ بن عمران اشعری سے انہوں نے حسن بن حسین لولوئی سے انہوں نے عبد اللہ بن محمد حجال سے انہوں نے اپنے بعض رجال سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو اہل مسجد حرام کے لئے قبلہ بنایا اور مسجد حرام کو حدود حرم کے رہنے والوں کے لئے قبلہ بنایا اور حدود حرم کو سارے اہل دنیا کے لئے قبلہ بنایا۔

(۳) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے ابی المعزا حمید بن مثنیٰ عجلی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ بنی اسرائیل جب اپنی قربانیوں کو قربان گاہ پر لاتے تو ان کے سامنے ایک آگ نکلتی اور ان کی قربانیوں کو کھا جاتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قربانی کی جگہ احرام کو قرار دے دیا۔

باب (۱۵۷) تلبیہ لبیک کہنے کا سبب

(۱) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن محمد بن عامر نے اپنے چچا عبد اللہ بن عامر سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے عبد اللہ بن علی حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ ایک

مرتبہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ حج میں تلبیہ کیوں قرار دیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی طرف وحی نازل کی کہ **واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا** (تم حج کے لئے لوگوں میں اعلان کرو لوگ حج کے لئے آئیں گے) سورۃ حج۔ آیت نمبر ۲۷ اور حضرت ابراہیمؑ نے اعلان فرمایا تو لوگ دروں اور گہرے پہاڑی راستوں سے لبیک لبیک کہتے ہوئے پہنچے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالحسین محمد ابن جعفر اسدی نے روایت کرتے ہوئے سہل بن زیاد آدمی سے انہوں نے جعفر بن عثمان دارمی سے انہوں نے سلیمان بن جعفر سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے تلبیہ اور اس کے سبب کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب لوگ احرام باندھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو پکار کر کہتا ہے اے میرے بندو اور اے میری کنیزو میں نے جہنم کو تم لوگوں پر اسی طرح حرام کیا ہے جس طرح تم لوگوں نے میرے لئے اپنی بہت سی چیزوں کو خود پر حرام کر لیا ہے تو بندے اللہ تعالیٰ کی اس ندا کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں **لبیک اللھم لبیک**.

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن قاسم استرآبادی مفسر رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن یسار نے اور ان دونوں نے روایت کی اپنے باپ سے اور انہوں نے حسن بن علی ابن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا فرزند رسول مجھے قول خدا **الحمد للہ رب العالمین** کی تفسیر بتا دیں۔ آپ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے روایت کرتے ہوئے میرے جد نامدار سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے انہوں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار (امام حسینؑ) سے کہ ایک شخص امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا مجھے **الحمد للہ رب العالمین** کی تفسیر بتائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے بندوں کو جو نعمتیں عطا کی ہیں ان میں سے بعض کو وہ جانتے ہیں ان سب پر منجملہ اللہ کا شکر اس لئے کہ تمام نعمتوں کو بالتفصیل جاننے کی تو ان میں قدرت ہی نہیں ہے کیونکہ وہ بےشمار ہیں کہ ان کو پہچانا نہیں جا سکتا اس بناء پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم لوگ کہو کہ تمام عالمین کے پروردگار نے جو جو نعمتیں ہم لوگوں کو عطا کی ہیں ان سب پر اللہ کی حمد۔ اور اس میں ہر قسم کی مخلوق شامل ہے خواہ جمادات ہوں یا حیوانات۔ حیوانات کو وہ اپنی قدرت سے حرکت دیتا ہے اپنی پیدا کی ہوئی روزی سے انہیں غذا دیتا ہے ان کو اپنے حفظ و نگہبانی کے احاطہ میں رکھتا ہے اور اپنی حسب مصلحت ان کی دیکھ بھال کرتا ہے اور جمادات تو انہیں اپنی قدرت سے ان کے اجزا کو ایک دوسرے سے متصل رکھتا ہے پاش پاش نہیں ہونے دیتا اور جو جدا جدا ہیں ان کو باہم چپکنے سے بچاتا ہے۔ آسمان کو روکے ہوئے ہے کہ وہ بغیر اس کے اذن اور مشیت کے زمین پر نہ گر پڑے اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ وہ بغیر اس کے حکم و مشیت کے دھنس نہ جائے بیشک وہ اپنے بندوں پر بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے اور **رب العالمین** اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان سب کا مالک و رازق ہے ان سب کا رزق کھینچ کر ان تک پہنچاتا ہے جہاں سے وہ سب جانتے ہیں اور جہاں سے وہ سب نہیں جانتے۔ اور رزق تو تقسیم شدہ ہے وہ دنیا میں سے جہاں اور جس طرح سے بھی ہو گا وہ بنی آدم تک پہنچے گا کسی متقی کے تقویٰ کی وجہ سے اس میں اضافہ نہ ہو گا اور کسی فاسق و فاجر کے فسق و فجور کی وجہ سے اس میں کمی نہیں ہو گی۔ ہمارے اور ہمارے رزق کے درمیان ایک پردہ ہے اس لئے ہم اس کو تلاش کرتے ہیں اور اگر تم میں سے کوئی اپنے رزق سے بھاگے تو رزق خود تلاش کر کے اس تک پہنچے گا جس طرح اس کو تلاش کر کے آئے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اے میرے بندو کہو اللہ کا شکر ان نعمتوں پر جو اس نے ہم لوگوں کو عطا کی ہیں" ایک حدیث میں ہے کہ سابقہ کتابوں میں اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے اس لئے محمدؐ و آل محمدؐ ان کے شیعوں پر تو خصوصی واجب ہے کہ وہ اللہ کے اس فضل و کرم پر اللہ کا شکر ادا کریں اور وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو مبعوث کیا اور اپنی رسالت کے لئے منتخب فرمایا انہیں فرعون سے نجات دی ان کے لئے دریا کو شگافتہ کیا اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو دریا پار کرایا انہیں توریت اور الواح عطا کی اور انہوں نے یہ دیکھا کہ اللہ کے نزدیک ان

کی کیا منزلت ہے تو عرض کیا کہ پروردگار تو نے مجھے اتنا مکرم کیا کہ اتنا مکرم اس سے پہلے کسی کو نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ تمہیں معلوم ہے کہ محمدؐ میرے نزدیک میرے تمام ملائیکہ بلکہ میری تمام مخلوق میں سب سے زیادہ افضل ہیں۔ موسیٰ نے عرض کیا پرودگار اچھا اگر محمدؐ تیری مخلوق میں تیرے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہیں تو کیا انبیاء میں سے کسی کی آل بھی میری آل سے زیادہ مکرم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ محمدؐ کی آل تمام انبیاء کی آل سے افضل ہے جس طرح محمدؐ تمام رسولوں میں سب سے زیادہ افضل ہیں۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا پروردگار اچھا اگر محمدؐ کی آل ایسی ہے تو کیا تمام انبیاء کی امتوں میں سے کوئی امت بھی تیرے نزدیک میری امت سے زیادہ افضل ہے؟ میری امت پر تو نے ابر کا سایہ کیا، ان پر من و سلویٰ نازل فرمایا، ان کے لئے دریا شگافتہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ کیا تم نہیں جانتے کہ محمدؐ کی امت تمام امتوں سے افضل ہے جس طرح وہ تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ حضرت موسیٰ نے کہا پروردگار کاش میں ان لوگوں کو دیکھ لیتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اے موسیٰ تم ان لوگوں کو نہیں دیکھ سکو گے۔ اس لئے کہ ان کے ظہور کا وقت ابھی نہیں آیا ہے ہاں تم انہیں جنان و جنات عدن و فردوس میں محمدؐ کے پاس دیکھ سکو گے کہ وہ جنت کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو رہے ہیں اور وہاں کی آسائشیں پا کر خوش ہو رہے ہیں۔ اچھا تم چاہتے ہو کہ ان کی گفتگو سنو؟ موسیٰ نے کہا ہاں اے پروردگار۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا تو پھر اب میرے سامنے کھڑے ہو جاؤ اور اپنے ازار کو چست باندھ لو اور اس طرح کھڑے رہو جس طرح ایک عبد ذلیل اپنے صاحب جلال مالک کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ موسیٰ نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے آواز دی اے امت محمدؐ تو امت محمدؐ جو ابھی اپنے آباء کے صلبوں اور اپنی امہات کے رحموں میں تھے انہوں نے وہیں سے جواب دیا **لبیک الھمہ لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک** تو اسی کو اللہ تعالیٰ نے حج کا شعار اور دستور بنا دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آواز دی کہ اے امت محمدؐ میرے فیصلہ تم لوگوں کے لئے یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب سے سابق ہوگی اور میرا عفو میرے عتاب سے قبل ہوگا۔ اور تم لوگوں کے لئے میری طرف سے قبولیت تم لوگوں کے دعا کرنے سے پہلے ہوگی اور تم لوگوں کو سوال کرنے سے پہلے تم لوگوں کو عطا کروں گا۔ یہ صرف تم میں سے ان لوگوں کے لئے ہوگا جو میرے پاس اس امر کی گواہی دیتے ہوئے آئیں گے کہ نہیں ہے کوئی اللہ کے سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسولؐ ہیں۔ انہوں نے جو کچھ کہا سچ کہا اور جو کچھ کیا وہ حق کیا اور علی ابن ابی طالب ان کے بھائی ہیں اور ان کے بعد ان کے وصی ہیں اور ان کے ولی ہیں ان کی اطاعت بھی اسی طرح واجب ہے جس طرح محمدؐ کی اطاعت واجب ہے اور ان دونوں کے بعد اس کے منتخب و پاک و طاہر اولیاءؑ جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی عجیب عجیب نشانیاں اور اللہ کی طرف سے دلیل و حجت ہیں ان لوگوں کو جو اپنا ولی سمجھتا ہوگا اس کو اپنی جنت میں داخل کروں گا خواہ اس کے گناہ سمندر کے جھاگ کی مانند کیوں نہ ہوں۔ امام نے فرمایا کہ پھر جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں نبی بنا کر بھیجا تو کہا **ماکنت بجانب الطور اذنادینا امتک بھذہ الکرامة** (اے محمدؐ تم اس وقت طور میں نہ تھے جب ہم نے تمہاری امت کو فضیلت کے ساتھ آواز دی تھی) سورۃ قصص۔ آیت نمبر ۴۶ پھر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہو **الحمد للہ رب العالمین** اس اللہ کا شکر جو سارے عالمین کا رب ہے اور جس نے مجھے اس فضیلت کے ساتھ مخصوص کیا اور محمدؐ کی امت سے کہا کہ تم لوگ بھی کہو اس خدا کی حمد جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے اور جس نے ہم لوگوں کو اس فضیلت کے ساتھ مخصوص کیا۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے اس سے جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ تلبیہ کیوں کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ حضرت موسیٰ کا اپنے رب کی پکار کو قبول کرنا ہے۔

(۵) بیان کیا مجھ سے میرے والد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے انہوں

نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن اسحاق تاجر نے روایت کرتے ہوئے علی بن مہزیار سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ اور علی بن حکیم سے انہوں نے فضل بن صالح سے انہوں نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رملہ مصر سے احرام باندھا اور احرام باندھے ہوئے صفائح روحا سے اپنے ناقہ کی لیف خرمہ کی مہار تھامے ہوئے لبیک لبیک کہتے ہوئے چلے تو تمام پہاڑ سے بھی لبیک لبیک کی آواز آنے لگی۔

(۶) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن مختار سے انہوں نے ابی بصیر سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قطوانی عبا دوش پر ڈالے ہوئے اور سرخ اونٹ کی لیف خرمہ کی مہار تھامے ہوئے ستر نبیوں کے ساتھ روحاء کے پہاڑی راستوں سے گذرتے ہوئے اور **لبیک عبدک وابن عبدک لبیک** کہتے ہوئے چلے۔

(۷) مجھ سے میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن مہزیار سے انہوں نے اپنے بھائی علی بن مہزیار سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ہشام بن حکم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ پیغمبر سرخ اونٹ پر سوار لیف خرما کی مہار پکڑے ہوئے دوش پر دو عدد قطوانی عبا ڈالے ہوئے روحاء کے کشادہ میدان سے گزرتے ہوئے اور **لبیک یا کریم لبیک** کہتے ہوئے گزرے۔ اور حضرت یونس علیہ السلام روحاء کے کشادہ میدان سے گزرے اور وہ یہ کہتے جاتے تھے کہ لبیک اے بڑی بڑی مصیبتوں کو دور کرنے والے لبیک۔ اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام روحاء کے میدان سے گزرتے تو یہ کہتے جاتے تھے لبیک (حاضر ہے) تیرا بندہ اور تیرا کنیز زادہ (حاضر ہے) لبیک۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ روحاء کے میدان سے گزرے تو یہ کہتے ہوئے گزرے کہ لبیک اے بلندیوں والے لبیک۔

باب (۱۵۸) وہ سبب جس کی بناء پر لوگوں میں کوئی شخص ایک حج کرتا ہے کوئی دو یا دو سے زائد حج کرتا ہے اور کوئی تا ابد حج نہیں کرے گا

(۱) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسماعیل کو خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا اور تعمیر مکمل ہو گئی تو پھر حکم دیا تم اس کے ایک رکن پر چڑھ جاؤ اور لوگوں کو باآواز بلند پکارو کہ آگاہ ہو آؤ حج آگیا آؤ حج آگیا اور اگر وہ اس طرح آواز دیتے تم لوگ حج کے لئے آجاؤ تو اس دن جتنے انسان تھے صرف وہی حج کرتے دوسرا کوئی نہ کرتا لیکن انہوں نے اعلان کیا اور حج آگیا تو جتنے لوگ ابھی صلبوں میں تھے انہوں نے لبیک کہا **لبیک داعی اللہ لبیک داعی اللہ** اے اللہ کی طرف دعوت دینے والے، ہم حاضر ہیں اے اللہ کی طرف حاضری دینے والے، ہم حاضر ہیں پس جس نے اس وقت دس مرتبہ لبیک کہا وہ دس حج کرے گا اور جس نے پانچ مرتبہ لبیک کہا وہ پانچ مرتبہ حج کرے گا جس نے اس سے زیادہ مرتبہ لبیک کہا وہ اسی تعداد کے مطابق حج کرے گا اور جس نے اس وقت ایک مرتبہ بھی لبیک نہیں کہا وہ کوئی حج نہیں کرے گا۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن علی بن فضال کے دونوں فرزندوں علی و احمد سے ان دونوں نے روایت کی اپنے باپ سے انہوں نے غالب بن عثمان سے انہوں نے ہمارے اصحاب میں سے

شخص سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم کو حکم ملا کہ وہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں تو آپ ایک بلند مقام پر کھڑے ہوئے اور وہ مقام آپ کے کھڑے ہوتے ہی اتنا بلند ہوا کہ کوہ ابو قبیس کی چوٹی کے برابر پہنچ گیا اور آپ نے وہاں سے لوگوں کو حج کے لئے پکارا تو آپ کی یہ آواز ان سب نے سنی جو تاقیامت باپ کی صلبوں اور ماں کے رحموں میں ہوں گے۔

(۳) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے روایت کرتے ہوئے موسیٰ بن عمران نخعی سے انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید نوفلی سے انہوں نے علی بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ جس شخص کا نام حاجیوں کی فہرست میں اس شب میں نہیں لکھا جائے گا جس شب میں **فیها یفرق کل امر حکیم** (اس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے) سورۃ دخان۔ آیت نمبر ۴ تمام دنیا کے حکمت و مصلحت کے سال بھر کے کام فیصل کئے جاتے ہیں تو وہ اس سال حج نہ کر سکے گا۔ اور وہ رمضان کی تیسویں (۲۳) کی شب ہے اس لئے کہ اسی شب میں حاجیوں کے وفد کی فہرست لکھدی جاتی ہے۔ اسی میں لوگوں کا رزق اور لوگوں کی موت بلکہ وہ سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے جو اگلے سال تک ہونے والا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اچھا تو اس شب جس کا نام نہیں لکھا جائے گا وہ حج نہیں کر سکے گا؟ آپ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا میں تم لوگوں سے اس مسئلہ میں کوئی بحث نہیں کروں گا مگر واقعی امر یہی ہے۔

باب (۱۵۹) وہ سبب جس کی بناء پر حرم کے حدود کی مقدار اتنی کیسے ہو گئی جتنی ہے

(۱) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن رضا علیہ السلام سے حرم اور اس کے حدود و نشانات کے متعلق دریافت کیا یہ نشانات بعض قریب اور بعض دور کیسے ہو گئے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم کو جنت سے اتارا تو کوہ ابو قبیس پر اتارا اور حضرت آدمؑ نے اللہ تعالیٰ سے وحشت و تنہائی سے گھبراہٹ کی شکایت کی اس لئے کہ وہ جنت میں جو آوازیں سنتے تھے وہ یہاں ان کو سننے کو نہیں ملتی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے ایک سرخ یاقوت ان پر نازل کیا انہوں نے اس کو خانہ کعبہ کی جگہ رکھدیا۔ پھر حضرت آدمؑ اس کے گرد طواف کیا کرتے تھے اور اس یاقوت کی روشنی ان نشانات تک پہنچتی تھی اور اس کی روشنی سے وہ نشانات پہچانے جاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حدود قرار دے دیا۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابی ہمام اسماعیل بن ہمام سے انہوں نے ابوالحسن رضاؑ سے اسی کی مانند روایت کی ہے۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے حسن بن محبوب سے انہوں نے محمد بن اسحاق سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کی طرف وحی فرمائی کہ میں اللہ رحمن و رحیم ہوں۔ آدم و حوا نے اپنی تکلیفیں مجھ سے بیان کی ہیں۔ مجھے ان پر ترس آگیا ہے لہذا جنت کے خیموں میں سے ایک خیمہ ان دونوں کے پاس لے جاؤ وہ بیچارے اپنی وحشت تنہائی کی وجہ سے رو رہے ہیں مجھے ان پر رحم آگیا ہے اور اس خیمہ کو مکہ کے ان پہاڑوں کے درمیان جو نشیب ہے اس میں نصب کر دو۔ وہی نشیب خانہ کعبہ کی جگہ ہے اور آدمؑ سے پہلے ملائکہ نے اس کی بنیادیں رکھی تھیں۔ اس حکم کو پاکر حضرت جبرئیلؑ فوراً خیمہ لئے ہوئے حضرت آدمؑ کے پاس آئے جو خانہ کعبہ کی بنیادوں کے برابر طویل و عریض تھا اور اسے خانہ کعبہ کی جگہ نصب کر دیا۔ پھر حضرت آدم کو صفا پر اتارا اور حوا کو کوہ مروہ سے اتارا اور دونوں خیمہ میں جمع ہو گئے اس خیمہ کے چوبے یاقوت سرخ کے تھے جس کی ضوء اور روشنی سے مکہ کے

سارے پہاڑ اور اس کے اطراف چمک اٹھے اور جہاں تک اس کی روشنی پھیلی وہی آجکل حدود حرم ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خیمہ اور اس کے عمود (چوبے) کی حرمت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اس کو حرم قرار دیدیا اس لئے کہ وہ جنت سے آیا تھا اور اسی بناء پر حدود حرم میں جو نیکیاں کی جائیں گی اللہ اس کو کئی گنا کر دے گا اور جو گناہ کئے جائیں گے اس کو بھی کئی گنا کر دے گا۔ آپ نے فرمایا خیمہ کے اطراف میں اس کی طنابیں کھینچ دی گئیں اور اس کی میخیں مسجد حرام کی انتہا پر تھیں۔ پھر فرمایا کہ اس کی میخیں جنت کے خالص سونے کی چٹانیں تھی اور اس کی طنابیں ارغوان کے ریشوں سے تیار ہو گئی تھیں۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پھر جبرئیل علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اس خیمہ کی عظمت کے پیش نظر اس کے گرد طواف کرتے رہو۔ آپ نے فرمایا کہ پھر حضرت جبرئیلؑ فرشتوں کو لے کر آئے اور یہ سب خیمہ کے سامنے رہ کر سرکش شیاطین سے اس کی حفاظت کرنے لگے اور جس طرح آسمان پر بیت المعمور کا طواف کرتے تھے اب اس بیت اور اس خیمے کے گرد دن رات طواف کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ارکان بیت الحرام زمین پر آسمان کے بیت المعمور کے ٹھیک نیچے ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کی طرف وحی کی کہ جاؤ اور آدم و حواء کو میرے گھر کے حدود سے ہٹاؤ اور اس کی بنیادیں میرے ملائکہ اور اولاد آدمؑ کے لئے جو میری مخلوق میں اونچی کر دو۔ چنانچہ حضرت جبرئیلؑ نے حضرت آدمؑ اور حضرت حواء کو وہاں سے ہٹایا اور اس خیمہ کو بھی وہاں سے ہٹایا آدم کو کوہ صفا پر بٹھایا اور حضرت حوا کو کوہ مروہ پر بٹھایا۔ حضرت آدمؑ نے کہا اے جبرئیل کیا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے سبب تم نے ہمیں یہاں سے ہٹایا ہے اور ہم دونوں کو الگ کر دیا ہے یا اللہ کی مرضی یہی ہے اور اس کا ہم لوگوں کے لئے فیصلہ یہی ہے؟ حضرت جبرئیلؑ نے کہا نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے نہیں کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جو کرتا ہے اس سے پوچھا نہیں جاتا کہ تو نے یہ کیوں کیا۔ اے آدمؑ بات یہ ہے کہ یہ ستر ہزار ملک جو تمہارا جی بہلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اتارے ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ اس خیمہ کی جگہ ایک گھر تعمیر کرا دے جو بیت المعمور کے ٹھیک ٹھیک نیچے زمین پر ہو تاکہ جس طرح آسمان پر بیت المعمور کا طواف کیا کرتے تھے۔ اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم کو اور اس خیمہ کو یہاں سے ہٹا دیں۔ آدمؑ نے کہا ہم اللہ کی تقدیر اور اس کی رضا پر راضی ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے متعلق حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرو۔ پھر حضرت جبرئیلؑ نے ایک پتھر صفاء سے ایک پتھر مروہ سے ایک پتھر طور سینا سے اور جبل سلام سے جو پشت کوفہ پر ہے لے کر بیت اللہ الحرام کی بنیادیں رکھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کی طرف وحی کی اس کی تعمیر مکمل کرو پھر حضرت جبرئیلؑ اپنے بازوؤں سے بحکم خدا چار پتھر ان کے مقامات سے اکھیڑ لائے اور انہیں جہاں اللہ کا حکم ہوا وہاں چاروں گوشوں (ارکان) پر رکھدیا۔ پھر وحی ہوئی کہ اب اس کی تعمیر کو ابو قبیس کے پتھروں سے مکمل کرو اور ایک دروازہ اس کا شرق اور ایک دروازہ اس کی غرب میں رکھو۔ امامؑ نے فرمایا پھر حضرت جبرئیلؑ نے حسب ہدایت تعمیل کی اور جب اس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو ملائکہ اس کے گرد طواف کرنے لگے۔ حضرت آدمؑ اور حضرت حواءؑ نے جب یہ دیکھا کہ ملائکہ اس کا طواف کر رہے ہیں تو دونوں نے آکر اس کا طواف کیا اور سات چکر لگائے اس کے بعد کھانے کی فکر میں چلے گئے۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے انہوں نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے حرم اور اس کے حدود نشانات کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت آدمؑ جب جنت سے اتارے گئے تو کوہ ابی قبیس پر اتارے گئے اور انہوں نے وہاں پر تنہائی اور وحشت کی شکایت کی کہ یہاں تو کوئی آواز بھی سنائی نہیں دیتی جیسے جنت میں سنتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک یاقوت سرخ نازل کیا اور وہ خانہ کعبہ کے مقام پر رکھ دیا گیا اب حضرت آدمؑ اس کا طواف کرنے لگے اور اس یاقوت کی ضوء حدود حرم تک پہنچنے لگی اور اس کے حدود معلوم ہوئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جہاں تک اس کی روشنی پہنچی حرم قرار دے دیا۔

باب (۱۶۰) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات کا سبب اور مقام ابراہیمؑ کو اصلی جگہ سے موجودہ جگہ پر منتقل کرنے کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن علی بن فضال کے دونوں فرزندوں احمد اور علی نے روایت کرتے ہوئے عمرو بن سعید مدائنی سے انہوں نے عمار بن موسیٰ ساباطی کے بھائی کے فرزند موسیٰ بن قیس سے انہوں نے مصدق بن صدقہ سے انہوں نے عمار بن موسیٰ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ تم لوگوں کو حج کے لئے پکارو تو آپ نے وہی پتھر لیا جس پر آپ کے قدموں کے نشانات ہیں اور جس کو مقام ابراہیم کہا جاتا ہے اور اس کو موجودہ جگہ کے سامنے خانہ کعبہ سے بالکل متصل رکھا اور اس پر کھڑے ہوگئے اور اللہ کے حکم کے مطابق باآواز بلند لوگوں کو حج کے لئے پکارا اور آپ کے اس پر کھڑے ہو کر پکارنے کو پتھر برداشت نہ کرسکا حضرت ابراہیمؑ کے پاؤں پتھر میں دھنس گئے اور آپ کو اپنے پاؤں پتھر سے اکھاڑنے پڑے۔ پھر جب لوگوں کی کثرت ہوگئی اور اژدحام ہونے لگا تو لوگوں کی رائے ہوئی کہ مقام ابراہیمؑ خانہ کعبہ کے نزدیک سے ہٹا کر وہاں رکھ دیا جائے جہاں آج کل موجود ہے تاکہ خانہ کعبہ کے طواف کرنے والوں کے لئے طواف کی جگہ خالی ہو جائے مگر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا تو آپ نے اس کو وہیں واپس رکھ دیا جہاں حضرت ابراہیمؑ نے رکھا تھا (یعنی کعبہ کی دیوار سے متصل) چنانچہ وہ اس وقت سے لے کر آنحضرتؐ کی وفات تک بلکہ حضرت ابوبکرؓ کے پورے دور خلافت اور حضرت عمرؓ کے ابتدائے دور تک وہیں رہا۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا اس مقام ابراہیم کی وجہ سے طواف کرنے والے ٹکراتے ہیں تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کو معلوم ہو کہ ایام جاہلیت میں یہ کہاں تھا؟ ایک شخص نے کہا ہاں مجھے تھوڑا تھوڑا اس کا اندازہ ہے اور کچھ آپ اندازہ کرلیں گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا ہاں۔ لہٰذا اس شخص کو بلایا گیا اور حضرت عمرؓ کے حکم پر وہ مقام ابراہیم کعبہ کے نزدیک سے اٹھا کر وہاں رکھ دیا گیا جہاں وہ آج کل ہے۔

باب (۱۶۱) حجر اسود اور رکن یمانی اور مستجار کو مس کرنے کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھ سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے عبیداللہ بن علی حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ حجر اسود کا استلام (مس کرنا اور بوسہ لینا) کیوں کیا جاتا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ اس میں تمام خلائق کے عہد و میثاق ودیعت ہیں اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا اسلئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے عہد و میثاق لیا تو حجر اسود کو حکم دیا کہ اس عہد و میثاق کو نگل لے اور اس نے نگل لیا پھر جس نے اپنے عہد و میثاق کو پورا کیا ہو اس کی گواہی دے گا۔

(۲) مجھ سے بیان کیا علی بن احمد بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل برمکی سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے قاسم بن ربیع صحاف سے انہوں نے محمد بن سنان سے کہ حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا اس میں، حجر اسود کو بوسہ اور مس کرنے کا یہ سبب بھی تحریر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جب بنی آدم سے عہد و میثاق لیا تو حجر سود نے اس کو نگل لیا۔ اسی بناء پر لوگوں پر تجدید عہد و پیمان فرض کیا گیا اور اسی بناء پر لوگ حجر اسود کے پاس جا کر کہتے ہیں کہ میں نے اپنی امانت تیرے حوالے کی ہے اور عہد و پیمان تجھے یاد دلاتا ہوں تاکہ تو اس کی گواہی دینا اور اسی بناء پر حضرت سلیمانؑ کا قول ہے کہ قیامت کے دن حجر اسود لایا جائے گا تو وہ کوہ ابو قبیس کی مانند بڑا ہوگا اس کے زبان اور ہونٹ ہوں گے تاکہ وہ لوگوں کے عہد و پیمان کی گواہی دے۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسان سے انہوں نے ولید بن ابان سے انہوں نے علی بن جعفر سے انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ خانہ کعبہ کا طواف کرو اور رکن کو مس کرو اس لئے کہ وہ اللہ کی زمین میں اللہ کا یمین ہے۔ اللہ کی مخلوق اس سے اس طرح مصافحہ کرتی ہے جیسے کوئی بندہ یا کوئی مہمان مصافحہ کرتا ہے تاکہ وہ وفائے عہد کی گواہی دے۔

○ اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یمین اللہ کے معنی راہ خدا کے ہیں جس کے ذریعہ مومن جنت کی طرف جائیں اسی بناء پر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حجر اسود ہم لوگوں کا وہ دروازہ ہے جس سے ہو کر ہم لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا اس کے اندر جنت کا ایک دروازہ ہے جب سے یہ کھلا ہے کبھی بند نہیں ہوا اور اس میں ایک جنت کی نہر ہے جس میں بندوں کے اعمال ڈالے جاتے ہیں اور یہ رکن رکن یمانی ہے رکن حجر اسود نہیں ہے۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے ابن فضال سے انہوں نے یونس سے انہوں نے اس شخص سے جس نے ان سے اس کا ذکر کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ جناب سے ملتزم (رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان کی دیوار) کے متعلق دریافت کیا کہ اس کا التزام کیوں کیا جائے اور وہاں کیوں ذکر کیا جائے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہاں جنت کی نہر ہے جہاں ہر پنجشنبہ کو بندوں کے اعمال ڈالے جاتے ہیں۔

(۵) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے عباس بن معروف سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز سے انہوں نے ابی بصیر و زرارہ و محمد بن مسلم سے ان سب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حجر اسود کو خلق کیا پھر بندوں سے عہد و پیمان لیا اور حجر اسود کو حکم ہوا اس کو نگل جا اور اسی میثاق کی تجدید کرتے ہیں۔

(۶) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے زیاد قندی سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے کہا کہ جس اثنا میں ہم لوگ طواف کر رہے تھے کہ آل عمر میں سے ایک شخص ادھر سے گزرا تو دیکھا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ سے پکڑے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دے رہا ہے تو اس عمری نے اس کو سخت سست سنایا اور کہا کہ تیرا حج باطل ہو گیا تو جس کو بوسہ دے رہا ہے وہ ایک پتھر ہے جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ پر قربان کیا آپ نے سنا نہیں وہ عمری اس حجر اسود کو بوسہ دینے والے سے کیا کہہ رہا تھا؟ آپ نے فرمایا کیا کہہ رہا تھا؟ میں نے عرض کیا وہ عمری کہہ رہا تھا کہ بندہ خدا تیرا حج تو باطل ہو گیا حجر اسود ایک پتھر ہے جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ آپ نے فرمایا وہ جھوٹا ہے، وہ جھوٹا ہے، وہ جھوٹا ہے۔ قیامت کے دن حجر اسود کی نہایت تیز و فصیح زبان ہوگی اور وہ لوگوں کے وفائے عہد کی گواہی دے گا۔ پھر فرمایا جس وقت اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تو دریا بھی پیدا کئے ایک میٹھے پانی کا اور دوسرے کھارے پانی کا پھر آدم کی مٹی کو میٹھے دریا سے پیدا کیا اور اس پر کھارے دریا کے پانی کا چھینٹا دیا پھر اسی مٹی سے حضرت آدم کو پیدا کیا اور اس کی اس طرح مالش کی جس طرح چمڑے کی مالش کی جاتی ہے پھر اسے کچھ عرصہ کے لئے یونہی چھوڑ دیا اب جب چاہا کہ اس میں روح پھونکے تو پھر اسے چمڑے کی طرح کھڑا کر دیا اس کے داہنے بازو سے ایک مٹھی ذرات کے مانند لی اور کہا یہ سب جنت کی طرف جائیں گے پھر ایک مٹھی بائیں بازو سے لی اور کہا یہ سب

طرف جائیں گے۔ پھر داہنے اور بائیں والوں میں قوت گویائی پیدا کر دی تو بائیں طرف والوں یعنی اصحاب یسار نے کہا پروردگار تو نے ہم لوگوں کے لئے جہنم کیوں پیدا کیا؟ ابھی تو تو نے نہ کوئی اپنی مرضی ہم لوگوں پر ظاہر کی اور نہ ہم لوگوں کے پاس کوئی رسول بھیجا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میں نے اپنے اس علم کی بناء پر کیا ہے مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ کیا ہونے والے ہو اور ابھی میں تم لوگوں کا امتحان لئے لیتا ہوں۔ یہ کہہ کر جہنم کو حکم دیا وہ بھڑک اٹھی تو اصحاب یسار سے کہا اچھا تم سب اس میں کود پڑو میں تم لوگوں کے لئے اس کو سلامتی کے ساتھ ٹھنڈا کر دوں گا۔ ان لوگوں نے کہا ہم نے تو اس کا سبب پوچھا تھا مگر تو نے ہمیں بھگانے کی بات کر دی اگر تو اصحاب یمین کو بھی یہی حکم دے تو وہ بھی اس میں داخل نہ ہوں گے ان کا یہ جواب سن کر اللہ تعالیٰ نے جہنم کو حکم دیا وہ پھر بھڑک اٹھی تو اصحاب یمین سے کہا تم سب کے سب اس میں کود پڑو ہم اس آگ کو سلامتی کے ساتھ تم لوگوں پر ٹھنڈا کر دیں گے یہ حکم سن کر سارے اصحاب یمین جہنم کی آگ میں کود پڑے اور وہ آگ سلامتی کے ساتھ ان پر ٹھنڈی ہو گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سب سے پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو اصحاب یمین نے خوشی سے کہا ہاں اور اصحاب یسار نے کراہت سے کہا ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان سب سے عہد و پیمان لیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت حجراسود جنت میں تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو وہاں سے نکالا اور مخلوق سے جو عہد و پیمان لیا تھا وہ اس کے اندر ودیعت کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے **وله اسلم من فی السموات والارض طوعا و کرها والیه یرجعون** (حالانکہ آسمانوں اور زمین میں خوشی سے اور بے اختیاری سے اس کے فرمانبردار ہیں اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے) سورۃ آل عمران۔ آیت نمبر ۸۳۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جنت میں ساکن کیا اور ان سے خطا سرزد ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حجراسود کو نیچے اتارا اور اس کو خانہ کعبہ کے ایک گوشہ میں رکھا پھر حضرت آدمؑ کو کوہ صفا پر اتارا اور اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا وہ وہاں رہے پھر انہوں نے اس حجراسود کو خانہ کعبہ میں دیکھا اور پہچان لیا اور میثاق یاد آیا تو فوراً منہ کے بل اس پر گر گئے اور چالیس دن تک روتے رہے اپنی خطا سے توبہ کرتے اور عہد و پیمان توڑنے پر ندامت کا اظہار کرتے رہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ اسی بناء پر تم لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ جب حجراسود کا بوسہ لو تو یہ کہو کہ میں نے اپنی امانت ادا کر دی ہے، اپنا عہد و پیمان پورا کر دیا ہے تاکہ تو قیامت کے دن اس کی گواہی دے۔

(۷) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انہوں نے عبدالکریم بن عمرو خثعمی سے انہوں نے عبداللہ بن ابی یعفور سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ ساری روحیں ایک ساتھ فوج در فوج تھیں اور جن جن کا آپس میں میثاق کے دن باہم تعارف اور میل ملاپ تھا ان کا یہاں بھی میل ملاپ ہے اور جن جن کی اس وقت آپس میں نفرت تھی یہاں بھی نفرت ہے اور وہ سب حجراسود کے اندر محفوظ ہے خدا کی قسم اس کی دو آنکھیں، دو کان اور ایک منہ اور ایک فصیح زبان بھی ہے اور وہ پہلے دودھ سے زیادہ سفید تھا مگر مجرمین و منافقین اس کو بوسہ دیتے رہے اس لئے یہ ایسا ہو گیا جیسا کہ تم لوگ دیکھ رہے ہو۔

(۸) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے علی بن حسان واسطی سے انہوں نے اپنے چچا عبدالرحمن بن کثیر ہاشمی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ حجراسود کے پاس ہو کر گزرے تو بولے کہ اے حجراسود خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے تو نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع مگر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے محبت کیا کرتے تھے اس لئے میں بھی تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ یہ سن کر امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا اے ابن خطاب تم نے یہ کیسے کہہ دیا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن مبعوث کرے گا تو اس کی زبان ہو گی اور ہونٹ بھی ہوں گے اور وہ لوگوں کے وفاء عہد کی گواہی دے گا۔ یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا یمین (داہنا ہاتھ) ہے اللہ کی مخلوق اسی پر اس کی بیعت کرے گی۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر کہا اللہ تعالیٰ ہمیں اس شہر میں باقی نہ رکھے جس میں علی ابن ابی طالب نہ ہوں۔

(۹) علی بن حاتم نے مجھے اپنے ایک خط کے ذریعے بتایا کہ بیان کیا مجھ سے جمیل بن زیاد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن حسین

نخاس نے روایت کرتے ہوئے ذکریا ابی محمد مومن سے انہوں نے عامر بن معقل سے انہوں نے ابان بن تغلب سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ لوگ حجراسود کو بوسہ کیوں دیتے ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ حضرت آدمؑ (جب زمین پر اتارے گئے تو آپ) نے زمین پر اپنی تنہائی و وحشت کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے جنت سے ایک ایسا یاقوت نازل کر دیا کہ جب حضرت آدمؑ جنت میں اس کی طرف سے گزرتے تو اس کو اپنے پاؤں سے ٹھوکر مارتے اور زمین پر جب اس یاقوت کو دیکھا تو پہچان گئے اور دوڑ کر اس کو بوسہ دینے لگے اسی بناء پر لوگ بھی اس کو بوسہ دیتے ہیں۔

(۱۰) بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن شاذان بن احمد بن عثمان بروازی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو علی محمد بن حارث بن سفیان حافظ سمرقندی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے صالح بن سعید ترمذی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبدالمنعم بن ادریس نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے وہب یمانی سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت عائشہ طواف کر رہی تھیں جب یہ دونوں رکن یمانی کو بوسہ دے کر حجراسود پر پہنچے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس حجراسود پر ایام جاہلیت کی رجس و نجاست کی گرد نہ چھینٹے دیتا تو اس سے ہر دکھ درد سے شفا حاصل کی جا سکتی تھی مگر آئندہ وہ جس ہیئت و شکل میں اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل کیا تھا اسی شکل و ہیئت میں واپس کر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے اول اول جیسا پیدا کیا تھا اس کو اسی حالت میں مبعوث کرے گا۔ یہ جنت کے یاقوتوں میں سے ایک سفید یاقوت ہے مگر اللہ تعالیٰ نے گنہگاروں کے گناہوں کی وجہ سے اس کے حسن کو تبدیل کر دیا اور اس کی اصل حقیقت کو ظالم سرداروں سے پوشیدہ کر دیا اس لئے کہ جنت میں جو اس کی ابتدائی شکل تھی اس کو کسی کے لئے دیکھنا جائز و مناسب نہیں کیونکہ اگر کسی بھی صورت اس کی اصل حقیقت کو کوئی دیکھ لے تو اس پر جنت واجب ہو جائے گی۔ اور یہ رکن یمین اللہ ہے اس کی زمین پر اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اسی طرح مبعوث کرے گا کہ اس کی زبان ہو گی، ہونٹ ہوں گے اور آنکھیں ہوں گی۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہایت صاف و شستہ زبان کے ساتھ اس کو گویا کرے گا اور جو اس کو بوسہ دے گا اس کی گواہی دے گا اور جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت نصیب نہ ہو گی وہ اگر آج اس حجراسود کو بوسہ دے لے گا یہ بمنزلہ بیعت کے ہو گا۔ وہب نے بیان کیا کہ حجراسود اور مقام ابراہیمؑ یہ دونوں جنت کے دو یاقوت ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا اور اپنی اپنی جگہ پر رکھ دیئے گئے تو ان کے نور نے تمام روئے زمین کو مشرق سے مغرب تک چمکا دیا جس طرح اندھیری رات میں کوئی چراغ چمکتا ہے۔ سمجھدار اس پر ایمان رکھیں گے اور ان دونوں سے مانوس ہوں گے اور حجراسود اور مقام ابراہیمؑ جب مبعوث ہوں گے تو وہ کوہ ابو قبیس جیسے بڑے ہوں گے اور جو ان سے ملے گا وہ اس کی گواہی دیں گے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے نور کو ان سے اٹھا لیا ہے اور ان کے حسن کو بدل دیا ہے اور اس وقت جیسے ہیں ویسا انہیں رکھ دیا ہے۔

باب (۱۶۲) وہ سبب جس کی بناء پر حجراسود پہلے سفید تھا بعد میں سیاہ کیسے ہو گیا نیز اس کا سبب کہ اب کوئی بیمار اس کو مس کرتا ہے تو اچھا نہیں ہوتا

(۱) بیان کیا مجھ سے میرے والد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی نجران اور حسین بن سعید دونوں سے اور ان دونوں نے حماد بن عیسیٰ بن حریز بن عبداللہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ حجراسود پہلے دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا اگر یہ جاہلیت کی رجس اور پلیدگی سے مس نہ ہوا ہوتا تو جو بیمار بھی اس کو مس کرتا وہ شفایاب ہوتا۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے

ہوئے اسماعیل بن محمد تغلبی سے انہوں نے ابی طاہر وراق سے انہوں نے حسن بن ایوب سے انہوں نے عبدالکریم بن عمرو سے انہوں نے عبداللہ بن ابی یعفور سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ جناب نے ایک مرتبہ حجر اسود کا ذکر فرمایا تو ارشاد کیا گیا کہ اس کی دو آنکھیں اور ایک زبان ہے۔ وہ پہلے دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا اور مقام ابراہیمؑ بھی اسی منزلت پر تھا۔

باب (۱۶۳) وہ سبب جس کی بناء پر لوگ حجر اسود اور رکن یمانی کو بوسہ دیتے ہیں اور دوسرے رکنوں کو بوسہ نہیں دیتے نیز اس کا سبب کہ مقام ابراہیمؑ عرش کے بائیں جانب ہوگا

(۱) خبر دی مجھ کو علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین نحوی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن فضال سے انہوں نے ثعلبہ بن میمون وغیرہ سے انہوں نے برید بن معاویہ عجلی سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ آخر لوگ حجر اسود اور رکن یمانی کا بوسہ کیسے دینے لگے اور دوسرے دونوں رکنوں کو بوسہ نہیں دیتے ؟ تو آپ نے فرمایا یہی سوال مجھ سے عباد بن صہیب بصری نے بھی کیا تھا تو میں نے اس کو جواب دیا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے ان دونوں کو بوسہ دیا اور ان دونوں کو بوسہ نہیں اور لوگوں پر فرض ہے کہ وہی کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کر گئے ہیں مگر اب میں تم سے ایک بات کہتا ہوں جو عباد سے نہیں کہی اور وہ یہ کہ حجر اسود اور رکن یمانی دونوں عرش کے داہنے جانب تھے اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ عرش کے داہنے جانب کو بوسہ دیا جائے۔ میں نے عرض کیا پھر مقام ابراہیم بائیں جانب کیسے ہو گیا؟ تو فرمایا اس لئے کہ حضرت ابراہیمؑ کا عرصہ قیامت میں ایک مقام ہوگا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرصہ قیامت میں ایک مقام ہوگا لیکن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام ہمارے رب کے عرش کے داہنے جانب ہوگا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام اس عرش کے بائیں جانب ہوگا پس مقام ابراہیم بھی قیامت کے دن اپنے مقام پر ہوگا اور ہمارے پروردگار کا عرش آگے ہوگا پیچھے نہ ہوگا۔

(۲) بیان کیا مجھ سے میرے والد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ایوب بن نوح سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں طواف کعبہ میں مشغول تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ ان دونوں رکنوں کو بوسے دیتے ہیں اور ان دونوں رکنوں کو بوسہ نہیں دیتے ہیں؟ تو میں نے جواب دیا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں کو بوسہ دیا کرتے تھے اور ان دونوں کو بوسہ نہیں دیتے تھے لہٰذا ہم لوگ بھی وہ کام نہیں کرتے جو آنحضرتؐ نے نہیں کیا تھا۔

(۳) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عبدالجبار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد کوفی نے روایت کرتے ہوئے ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص سے اس نے مرفوع روایت کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف کرتے ہوئے رکن غربی پر پہنچے تو اسی رکن غربی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں آپؐ کے رب کے گھر کے گوشوں میں سے ایک گوشہ نہیں ہوں مجھے آپؐ بوسہ کیوں نہیں دیتے؟ یہ سن کر آپؐ اس کے قریب گئے اور فرمایا تجھ پر سلام تو ساکن رہ تو چھوٹا ہوا نہیں ہے۔

باب (۱۶۴) وہ سبب جس کی بناء پر حجر اسود اسی رکن میں نصب ہوا جہاں آج ہے کسی دوسرے رکن میں نہیں رکھا گیا نیز وہ سبب جس کی بناء پر اسے بوسہ دیا جاتا ہے اور وہ سبب جس کی بنا پر جنت سے نکالا گیا اور وہ سبب جس کی بناء پر اس میں عہد و میثاق ودیعت کیا گیا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے موسیٰ نے روایت کرتے ہوئے عمر سے انہوں نے ابن سنان سے انہوں نے ابی سعید قماط سے انہوں نے بکیر بن اعین سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حجر اسود کو اس رکن میں رکھا ہوا ہے جہاں وہ اس وقت ہے اور کسی دوسرے رکن میں نہیں رکھا؟ اور کیا سبب ہے کہ اس کو بوسہ دیا جاتا ہے؟ اور کیا سبب ہے کہ وہ جنت سے نکالا گیا؟ اور کیا سبب ہے کہ جو اس میں بندوں کا عہد و میثاق رکھا گیا اور کہیں دوسری جگہ نہیں رکھا گیا؟ میں آپ پر قربان ان سب کا سبب بتائیں اس لئے کہ اس مسئلہ کے سبب میرے دل میں عجیب عجیب الجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے فرمایا تم نے اس مسئلہ میں خود سوچ کر اپنے کو مشکل میں ڈال لیا ہے۔ اچھا اب ذرا سنو اور سمجھو اور دل سے ساری الجھنیں نکال دو میں انشاء اللہ تعالیٰ تم کو بتاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہی اس حجر اسود کو اس جگہ رکھا ہے یہ ایک جوہر تھا جو حضرت آدمؑ کے لئے جنت سے نکال کر بھیجا گیا اور اس رکن پر میثاق کی وجہ سے رکھ دیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ سے جبکہ ان کی ذریت اپنے آباؤ اجداد کے اصلاب میں تھی عہد و میثاق لیا تو اسی مقام پر لیا اور اسی مقام پر ان لوگوں کو ان کے رب کا جلوہ دکھایا جائے گا اور اسی رکن سے امام قائم علیہ السلام پر ایک طائر اترے گا اور سب سے پہلے وہی ان کی بیعت کرے گا اور وہ خدا کی قسم جبرئیلؑ السلام ہوں گے اور اسی مقام پر حضرت امام قائمؑ اپنی پشت سے ٹیک لگائے کھڑے ہوں گے اور یہی ان کے قائم ہونے کی دلیل اور حجت ہوگی اور یہی حجر اسود گواہ ہوگا اس شخص کا جو یہاں آئے گا اور گواہ ہوگا اس عہد و میثاق کی ادائیگی کا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے لیا ہے۔ اب رہ گیا حجر اسود کا بوسہ لینا اور اس کو مس کرنا تو وہ اس عہد و میثاق کی تجدید کے لئے ہے اور بیعت کے لئے تاکہ بندے اس کے سامنے عہد و پیمان کو ادا کرتے رہیں چنانچہ لوگ ہر سال اس عہد و پیمان کی ادائیگی کے لئے آتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب لوگ اس کے سامنے آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ میں نے اپنی امانت تمہارے حوالے کر دی ہے اور وہ عہد و پیمان تیرے سامنے آکر استوار کیا ہے تاکہ تو گواہی دے کہ میں نے اس عہد و پیمان کو ادا کر دیا۔ مگر قسم خدا کی وہ پیمان میرے شیعوں کے علاوہ کوئی دوسرا ادا نہیں کرتا۔ اور اس عہد و پیمان کا تحفظ ہمارے شیعہ کے سوا کوئی دوسرا نہیں کرتا۔ ہمارے شیعہ جب اس کے پاس آتے تو وہ ان لوگوں کو پہچان لیتا اور ان کی تصدیق کرتا ہے اور جب اغیار آتے ہیں تو ان کو پہچاننے سے انکار کر دیتا ہے اور ان کی تکذیب کرتا ہے اور یہ اس لئے کہ تم لوگوں کے سوا کسی نے بھی اس کا تحفظ نہیں کیا۔ پس خدا کی قسم وہ تم لوگوں کے موافق اور ان لوگوں کے مخالف ان کی بیوفائی و انکار و کفر کی گواہی دے گا اور وہی اللہ کی طرف سے قیامت کے دن ان لوگوں کے خلاف حجت بنے گا جب وہ اپنی پہلی شکل میں آئے گا تو اس کی بولنے والی زبان بھی ہوگی آنکھیں بھی ہوں گی اور سب لوگ اس کو پہچانیں گے کوئی انکار نہیں کر سکے گا اور جس نے اس کے پاس آکر اپنے عہد و میثاق کی تجدید کی اور اس کی حفاظت کی اس پر قائم رہا وہ اس کی گواہی دے گا اور جس نے اس عہد و میثاق سے انکار کیا اور اسے بھلا دیا اور کفر اختیار کیا اس کی بھی گواہی دے گا۔ اب رہ گئی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت سے کیوں نکالا تو کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ حجر اسود کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ تھا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا شمار عظیم فرشتوں میں تھا جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے عہد و میثاق لیا تو سب سے پہلے وہی اللہ پر ایمان لایا اور اسی نے سب سے پہلے اس کی ربوبیت کا اقرار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی مخلوقات کا امین بنایا اور ان کے عہد و میثاق اس فرشتے کے اندر ودیعت کر دیئے اور سب لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ہر سال اس کے پاس آکر اپنے

عہد و میثاق کی تجدید کیا کریں جس کا اللہ تعالیٰ نے ان سے اقرار لیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو حضرت آدمؑ کے ساتھ جنت میں رکھا تاکہ وہ انہیں ان کا عہد و میثاق یاد دلاتا رہے اور حضرت آدمؑ ہر سال اس کے سامنے اپنے عہد و میثاق کی تجدید کرتے رہیں مگر جب حضرت آدمؑ سے عصیان سرزد ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے جو عہد و میثاق ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے وصی کے متعلق لیا تھا ان کے حافظہ سے محو کر دیا اور ان کو مبہوت اور حیران بنا دیا اور جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول کی تو اس فرشتے کو ایک سفید موتی کی شکل میں تبدیل کر دیا اور اسے جنت سے نکال کر حضرت آدمؑ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت آدمؑ اس وقت سرزمین ہند میں تھے جب حضرت آدمؑ نے اس کو دیکھا تو اس سے ان کو انس پیدا ہو گیا مگر وہ اسے پہچانتے نہ تھے بس اتنا ہی جانتے تھے کہ وہ ایک جوہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو قوت گویائی عطا کی اور اس نے کہا اے آدمؑ تم مجھے پہچانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ تم پر شیطان غالب آگیا اور اس نے تم سے ذکر رب کو بھلا دیا پھر اس نے اپنی صورت بدلی اور اس شکل میں آگیا جس شکل میں وہ جنت کے اندر آدم کے ساتھ تھا اور آدمؑ سے بولا تمہارا وہ عہد و میثاق کہاں ہے؟ یہ سن کر حضرت آدمؑ اس پر جھپٹے اور انہیں اپنا میثاق یاد آگیا اور رونے لگے جھک پڑے اور بوسہ دیا اور عہد و میثاق کی تجدید کی اور اقرار کیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو پتھر کے جوہر میں سفید اور چمکدار موتی کی شکل میں بدل دیا۔ اور حضرت آدمؑ نے اس کی عظمت و جلالت کو دیکھتے ہوئے اس کو اپنے کاندھے پر اٹھایا اور جب وہ تھک جاتے تو اسے حضرت جبرئیلؑ اٹھاتے یہاں تک کہ اس کو لے کر مکہ پہنچے اور مکہ میں مسلسل اس سے موافقت رکھتے دن رات اپنے اقرار و میثاق کی اس کے سامنے تجدید کرتے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو زمین پر اتارا اور خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی تو انہیں رکن اور باب کے درمیان اتارا جس کو میثاق لیتے وقت آدم کو دکھایا تھا اور جہاں اس میثاق کو اس ملک کے منھ میں ڈال دیا تھا۔ اور اسی بناء پر حجر اسود وہیں رکھا گیا۔ اور خانہ کعبہ سے حضرت آدم کو ہٹا کر کوہ صفا پر رکھا اور حضرت حوا کو کوہ مروہ پر رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے اٹھا کر حجر اسود کو اس رکن (گوشہ) میں رکھ دیا اب جب حضرت آدمؑ نے کوہ صفا سے اس طرف نظر کی اور حجر اسود کو وہاں دیکھا تو وہیں سے تکبیر و تہلیل اور تمجید کرنے لگے اور اسی بناء پر یہ سنت جاری ہو گئی کہ جب کوہ صفا سے اس رکن کا سامنا ہوتا ہے جس میں حجر اسود ہے تو لوگ تکبیر کہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے عہد و میثاق کسی دوسرے ملک کے منھ میں نہیں ڈالا بلکہ اس کے منھ میں ڈالا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت اور محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت کا اقرار اور عہد و میثاق لیا تو ملائکہ کانپنے لگے اور سب سے پہلے جس ملک نے اس کا اقرار کیا وہ یہی ملک تھا اور ملائکہ میں سے کوئی ملک بھی اس سے زیادہ محمدؐ وآل محمدؐ کا محب و مقدار نہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام ملائکہ میں سے منتخب فرمایا اور عہد و میثاق اس کے منہ میں رکھ دیا اور وہ قیامت کے دن زندہ ہو گا اس کے بولتی ہوئی زبان اور دیکھتی ہوئی آنکھ ہو گی تاکہ شہادت دے ہر اس شخص کی جو یہاں آکر اس سے ملے اور اس میثاق کی حفاظت کرے۔

باب (۱۶۵) وہ سبب جس کی بناء پر صفا کا صفا اور مروہ کا مروہ نام رکھا گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے میرے والد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے اسماعیل بن جابر عبد الکریم بن عمرو سے انہوں نے عبد الحمید بن ابی ویلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ صفا کا نام صفا اس لئے رکھا گیا کہ حضرت آدمؑ مصطفیٰ تھے اور اسی پہاڑ پر اتارے گئے اس لئے اس پہاڑ کا نام مصطفیٰ سے مشتق کرکے صفا رکھ دیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **ان اللہ اصطفیٰ ادم ونوحا وال ابراہیم وال عمران علی العالمین** (بیشک اللہ تعالیٰ نے آدمؑ اور نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمران کو جہانوں پر مصطفےٰ کیا ہے) سورہ آل عمران۔ آیت نمبر ۳۳ اور حضرت حوا کوہ مروہ پر اتریں (عورت کو مرأۃ کہتے ہیں) چونکہ ایک مرأۃ اس پہاڑ پر اتری اسی لئے مرأۃ سے مشتق کرکے اس پہاڑ کا نام مروہ رکھ دیا گیا۔

باب (۱۶۶) وہ سبب جس کی بناء پر صفا و مروہ کے درمیان سعی قرار دی گئی

(۱) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے کہا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل کو مکہ میں چھوڑا تو بچہ کو پیاس لگی اور صفا و مروہ کے درمیان ایک درخت تھا حضرت اسماعیل کی والدہ (تلاش آب میں) نکلیں اور کوہ صفا پر کھڑی ہو کر بولیں اس وادی میں کوئی مونس و مددگار ہے؟ مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں ملا تو وہاں سے چل کر مروہ پہنچیں تو آواز دی کیا اس وادی میں کوئی مونس و مددگار ہے؟ مگر یہاں بھی کوئی جواب نہ پایا تو پھر کوہ صفا کی طرف واپس ہوئیں اور وہاں بھی یہی آواز دی اور اس طرح آپ نے سات مرتبہ چکر لگائے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو سنت قرار دے دیا۔ پھر حضرت جبرئیل آئے اور پوچھا تم کون ہو؟ ان معظمہ نے کہا میں حضرت ابراہیمؑ کے فرزند کی ماں ہوں۔ حضرت جبرئیلؑ نے پوچھا انہوں نے تم لوگوں کو کس کے بھروسہ پر چھوڑا ہے ان معظمہ نے کہا جب وہ واپس جانے لگے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ ہمیں کس کے حوالے کئے جا رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اللہ کے حوالے کر رہا ہوں۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا اچھا تو پھر وہ جس کے حوالے کر گئے وہ کافی ہے۔ اور اس وقت لوگ مکہ کی طرف سے ہو کر گزرنے سے اجتناب کرتے تھے اس لئے کہ پانی نہ تھا چنانچہ بچے (حضرت اسماعیلؑ) نے جو ایڑیاں رگڑیں تو چشمہ زمزم پھوٹ پڑا (اور مادر اسماعیلؑ نے جب یہ دیکھا تو) وہ کوہ مروہ سے اپنے بچے کی طرف واپس آئیں پانی ابل رہا تھا تو اس کے گرد مٹی جمع کرنے لگیں تاکہ پانی بہہ نہ جائے اور واقعی اگر اسے چھوڑ دیتیں تو وہ بہنے لگتا۔ آپ نے فرمایا جب چڑیوں نے وہاں پانی دیکھا تو اس کے گرد منڈلانے لگیں اور یمن کا ایک قافلہ ادھر سے گزر رہا تھا انہوں نے چڑیوں کو دور سے منڈلاتے دیکھا تو سوچا چڑیاں پانی کے سوا کس چیز پر منڈلاتی ہوں گی وہاں ضرور پانی ہو گا۔ تو پانی پینے کے لئے ادھر آئے اور انہوں نے انہیں پانی پلایا اور قافلہ کے پاس کھانے کے لئے جو چیز تھی اس میں ان لوگوں کو کھلایا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے رزق مہیا کر دیا چنانچہ اب سارے قافلے ادھر سے گزرنے لگے اہل قافلہ ان کو کھانا دیتے اور یہ لوگ اہل قافلہ کو پانی پلاتے۔

باب (۱۶۷) صفا و مروہ کے درمیان ہرولہ (دوڑ کر چلنے) کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے ایوب بن نوح سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان تیز چلنے کا حکم اس لئے ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے ابلیس آگیا تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ اس کو مارو۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کو دوڑایا تو بھاگ گیا اور اسی بناء پر ہرولہ (دوڑ کر چلنا) سنت قرار پایا۔

(۲) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ کے دونوں فرزندوں احمد اور عبد اللہ سے اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد سے انہوں نے حلبی سے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ صفا اور مروہ کے درمیان تیز رفتاری سے چلنا کیوں قرار پایا؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ حضرت ابراہیمؑ کو اس وادی میں شیطان نظر آیا اور انہوں نے اس کو دوڑایا اور وہ شیطان کی منزلیں ہیں۔

باب (۱۶۸) وہ سبب جس کی بناء پر سعی کرنے کی جگہ اللہ کی نظر میں زمین کے سارے قطعات میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہے

(۱) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ سعی کرنے کی جگہ سے زیادہ کوئی جگہ عبادت کی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور یہ اس لئے یہاں پر آکر ہر ظالم و جابر ذلیل کر دیا جاتا ہے۔

(۲) محمد بن حسن بن احمد بن ولید نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار اور احمد بن ادریس دونوں نے اور ان دونوں نے روایت کی محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے انہوں نے محمد بن اسلم سے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سعی کی جگہ سے زیادہ کوئی بقعۂ زمین اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اس لئے کہ یہاں آکر ہر ظالم و جابر ذلیل کر دیا جاتا ہے۔

باب (۱۶۹) وہ سبب جس کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد شجرہ سے احرام باندھا کسی دوسری جگہ سے نہیں

(۱) بتایا مجھے علی بن حاتم نے کہ خبر دی مجھ کو قاسم بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حمدان بن حسین نے روایت کرتے ہوئے حسین بن ولید سے انہوں نے اس شخص سے جس نے ان سے اس کا ذکر کیا راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کس سبب کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد شجرہ سے احرام باندھا کسی اور جگہ سے نہیں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ جب آنحضرت کو آسمان پر لے جایا گیا اور آپ شجر کے عین مقابل پہنچے اور سارے ملائکہ بیت المعمور کی طرف آتے تھے تو آسمان کے ان مقامات سے آیا کرتے جو میقات کی جگہوں کے عین مقابل ہے سوائے مسجد شجرہ کے چنانچہ جب آپ مسجد شجرہ کے عین مقابل و محاذات پر پہنچے تو ندا آئی کہ اے محمدؐ۔ تو آپؐ نے کہا لبیک۔ ندا آئی **الم یجدک یتیما فاوی ووجدک ضالاً فھدے** (کیا اس نے تم کو یتیم نہ پایا پھر پناہ دے دی اور تمہیں ناواقف پایا پس منزل مقصود تک پہنچا دیا) سورۃ الضحیٰ۔ آیات نمبر ۷-۶ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **ان الحمد والنعمة لک والملک لک لا شریک لک لبیک** (بیشک حمد اور نعمت اور ملک تیرا ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں) اسی بناء پر جب آنحضرتؐ نے حج کا ارادہ کیا تو مسجد شجرہ سے احرام باندھا۔

(۲) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ایوب بن نوح سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ عمرہ اور حج اسی وقت مکمل اور پورا ہو گا جب تم اسی میقات سے احرام باندھو جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام باندھا تھا اس لئے بغیر احرام باندھے ہرگز آگے نہ بڑھو اس لئے کہ وہاں عراق کے لئے میقات ہے اور اس وقت عراق کی طرف آنے والوں کے لئے بطن عقیق میقات نہ تھا اور اہل طائف کے لئے قرن المنازل ہے اور اہل مغرب کے لئے میقات جحفہ اور اس کا نام ہم لوگوں کے پاس مہیعہ لکھا ہوا ہے اور اہل مدینہ کے لئے میقات ذوالحلیفہ ہے اور اہل یمن کے لئے میقات یلملم ہے اور جس شخص کا مکان ان میقاتوں کے پیچھے مکہ سے ملا ہوا ہے تو اس کا میقات خود اس کا گھر ہے۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے ابی ایوب خزاز سے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بطن عقیق کے متعلق دریافت کیا اس کو میقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنایا ہے یا اس کو لوگوں نے میقات بنالیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ کو میقات بنایا۔ اور اہل مغرب کے لئے جحفہ کو میقات قرار دیا اور اس کا نام ہم لوگوں کے پاس مہیعہ لکھا ہے اور اہل یمن کے لئے یلملم کو میقات قرار دیا اور اہل طائف کے لئے قرن المنازل کو میقات قرار دیا اور اہل نجد کے لئے اور جو نجد کی طرف آتے ہیں ان کے لئے عقیق کو میقات قرار دیا۔

باب (۱۷۰) قربانی کے جانوروں کو اشعار (پشت پر جھول ڈالنا) اور تقلید (نشانی کے لئے گلے میں پٹہ ڈالنا) سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے نوفلی سے انہوں نے سکونی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ جناب سے دریافت کیا کہ قربانی کے جانوروں کے گلے، نعل یا اپنی کوئی مخصوص نشانی کیوں لگائی جاتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ نعل پہنانے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قربانی جانور ہے اور خود مالک بھی اس نعل سے پہچان لیتا ہے اور اشعار (کوئی جھول ڈالنا) تو اس کے بعد پھر اس کے مالک پر اس کے پشت پر سواری حرام ہے اور شیطان پھر اس کو مس نہیں کر سکتا۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے فضالہ سے انہوں نے سیف بن عمیرہ سے انہوں نے عمرو بن شمر سے انہوں نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ تم لوگ قربانی کے جانور پر خوب اچھا جھول ڈالو اس لئے کہ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اللہ اس کے مالک کی ساری گناہ معاف کر دے گا۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ کے دونوں فرزند احمد اور عبداللہ سے اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد سے انہوں نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنے قربانی کے جانور کو لے کر چلے اور مقام قربانی تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کی ٹانگ ٹوٹ جائے یا وہ مرجائے یا وہ ہلاک ہو جائے والا ہو تو اگر ممکن ہو سکے تو اس کو نحر کر دے اور پھر اس کے گلے میں جو نعل پڑی ہے وہ اس کے خون میں غلطاں کر دے تاکہ جو شخص ادھر سے گزرے وہ سمجھ لے کہ یہ ذبح کیا ہوا ہے اور چاہے تو اس کا گوشت کھالے اور وہ جانور جس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے یا مر گیا ہے یا ہلاک ہو گیا ہے تو مالک اس کا ضامن ہے اور اس پر فرض ہے کہ جس مقام پر اس کی ٹانگ وغیرہ ٹوٹی ہے یا ہلاک ہوا ہے اس کے بدلے ایک دوسرا جانور اسی جگہ خریدے اور یہ ضمانت نذر واجب وغیرہ کے لئے ہے اور اگر نذر وغیرہ واجب نہیں ہے بلکہ استحباب اور اپنی خوشی کی بناء پر قربانی کرنا چاہتا تھا تو اس کے لئے واجب نہیں کہ اسی جگہ سے جانور خریدے یہ اس کی مرضی پر ہے چاہے وہاں خریدے اور چاہے کہیں اور پہنچ کر خریدے۔

باب (۱۷۱) وہ سبب جس کی بناء پر یوم ترویہ کو یوم ترویہ کہتے ہیں

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے اور انہوں نے محمد بن ابی

سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے عبید بن علی حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ یوم ترویہ کو یوم ترویہ کیوں کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا اس لئے کہ میدان عرفات میں پانی نہیں تھا مکہ سے ان کے پینے کے لئے پانی آتا تھا تو لوگ پیتے تھے اور جب پانی آتا اور یہ لوگ سیراب ہوتے تو آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ترویتم ترویتم (تم لوگ سیراب ہوگئے تم لوگ سیراب ہوگئے) تو اسی بناء پر اس دن کو یوم ترویہ کہنے لگے۔

باب (۱۷۲) وہ سبب جس کی بناء پر منیٰ کو منیٰ کہا جانے لگا

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ ابن ایوب سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور ان سے کہا اے ابراہیم کوئی تمنا ہو تو کیجیے اسی بناء پر وہاں کا نام منیٰ پڑ گیا اور لوگ اسے منیٰ کہنے لگے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل برمکی سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے حضرت امام رضا علیہ السلام نے میرے پاس اپنے خط میں وہ سبب تحریر فرمایا جس سے منیٰ کو منیٰ کہا جاتا ہے۔ آپ نے لکھا کہ وہاں پر حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ اے ابراہیمؑ اپنے رب سے آپ کوئی تمنا کرنا چاہیں کرلیں تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے دل میں یہ تمنا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے اسماعیلؑ کی جگہ دنبہ بھیج دے اور اسماعیلؑ کے بدلے اس کو ذبح کرنے کا حکم دے دے تو ان کی یہ تمنا قبول ہوگئی اور اللہ نے وہ دیدیا جس کی انہوں نے تمنا کی تھی۔

باب (۱۷۳) وہ سبب جس کی بناء پر عرفات کا نام عرفات ہوگیا

(۱) بیان کیا مجھ سے حمزہ بن محمد علوی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرفات کے متعلق دریافت کیا کہ اس کا نام عرفات کیوں رکھا گیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ، حضرت ابراہیم کو یوم عرفہ ساتھ لے کر عرفات کے میدان میں گئے اور جب آفتاب کے زوال کا وقت آگیا تو کہا اے ابراہیم آپ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں اور اپنے مناسک کو پہچانیں تو چوں کہ حضرت جبرئیلؑ نے کہا تھا کہ اعتراف کریں اور انہوں نے اعتراف کیا اس لئے اس جگہ کا نام عرفات ہوگیا۔

باب (۱۷۴) وہ سبب جس کی بناء پر خیف کو خیف کہتے ہیں

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں

نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ خیف کو خیف کیوں کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس کو خیف اس لئے کہتے ہیں کہ وہ وادی سے بلند ہے اور ہر وہ جگہ جو وادی سے بلند ہو اس کو خیف کہتے ہیں۔

باب (۱۷۵) وہ سبب جس کی بناء پر مزدلفہ کو مزدلفہ کہتے ہیں

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے صفوان سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت جبرئیلؑ ان کو موقف (جائے وقوف یعنی عرفات) پر لے کر گئے اور وہاں قیام کیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا تو ان کو وہاں سے لے کر روانہ ہوئے اور کہا کہ اے ابراہیم اب یہاں سے مشعر الحرام کی طرف مزدلف ہو (یعنی قریب ہو) اس لئے اس کا نام مزدلفہ رکھا گیا۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن مہزیار سے انہوں نے اپنے بھائی علی بن مہزیار سے انہوں نے فضالہ بن ایوب سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ (مشعر الحرام کو) مزدلفہ اس لئے کہتے ہیں کہ لوگ عرفات سے اس کی طرف قریب ہوتے ہیں۔

باب (۱۷۶) وہ سبب جس کی بناء پر مزدلفہ کو مزدلفہ جمعاً کہتے ہیں

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے اسماعیل بن جابر عبدالکریم بن عمرو سے انہوں نے عبدالحمید بن ابی دیلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مزدلفہ کا نام مزدلفہ جمعاً اس لئے رکھا گیا کہ اس میں حضرت آدم علیہ السلام نے نماز مغرب وعشاء دونوں کو جمع کرکے ایک ساتھ پڑھی تھیں۔

(۲) اور میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خط میں لکھا کہ اسے مزدلفہ جمعاً اس لئے رکھا گیا کہ اس میں نماز مغرب وعشاء ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ جمع کرکے پڑھی جاتی ہے۔

باب (۱۷۷) رمی جمار کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے عمرکی خراسانی سے انہوں نے علی بن جعفر سے انہوں نے اپنے بھائی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ یہ رمی جمار کیوں قرار دیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا جمرہ کے مقام پر حضرت ابراہیم کو ابلیس لعین نظر آیا تو آپؑ نے اس کو پتھر مارا اور اسی بناء پر دستور وسنت جاری ہوگئی۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ایوب بن نوح سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا سب سے پہلے جس نے جمرہ پر پتھر مارا وہ حضرت آدمؑ تھے اور فرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ، حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے اور کہا اے ابراہیمؑ پتھر مارو تو آپ نے جمرہ عقبہ کو پتھر

باب (۱۶۸) وہ سبب جس کی بناء پر سعی کرنے کی جگہ اللہ کی نظر میں زمین کے سارے قطعات میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہے

(۱) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ سعی کرنے کی جگہ سے زیادہ کوئی جگہ عبادت کی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور یہ اس لئے یہاں پر آکر ہر ظالم و جابر ذلیل کر دیا جاتا ہے۔

(۲) محمد بن حسن بن احمد بن ولید نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار اور احمد بن ادریس دونوں نے اور ان دونوں نے روایت کی محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے انہوں نے محمد بن اسلم سے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سعی کی جگہ سے زیادہ کوئی بقعۂ زمین اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اس لئے کہ یہاں آکر ہر ظالم و جابر ذلیل کر دیا جاتا ہے۔

باب (۱۶۹) وہ سبب جس کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد شجرہ سے احرام باندھا کسی دوسری جگہ سے نہیں

(۱) بتایا مجھے علی بن حاتم نے کہ خبر دی مجھ کو قاسم بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حمدان بن حسین نے روایت کرتے ہوئے حسین بن ولید سے انہوں نے اس شخص سے جس نے ان سے اس کا ذکر کیا راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کس سبب کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد شجرہ سے احرام باندھا کسی اور جگہ سے نہیں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ جب آنحضرت کو آسمان پر لے جایا گیا اور آپ شجر کے عین مقابل پہنچے اور سارے ملائکہ بیت المعمور کی طرف آتے تھے تو آسمان کے ان مقامات سے آیا کرتے جو میقات کی جگہوں کے عین مقابل ہے سوائے مسجد شجرہ کے چنانچہ جب آپ مسجد شجرہ کے عین مقابل و محاذات پر پہنچے تو ندا آئی کہ اے محمدؐ۔ تو آپ نے کہا لبیک۔ ندا آئی **الم یجدک یتیما فاوی و وجدک ضالا فھدی** (کیا اس نے تم کو یتیم نہ پایا پھر پناہ دے دی اور تمہیں ناواقف پایا پس منزل مقصود تک پہنچا دیا) سورۃ الضحیٰ۔ آیات نمبر ۷-۶ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **ان الحمد والنعمۃ لک والملک لک لا شریک لک لبیک** (بیشک حمد اور نعمت اور ملک تیرا ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں) اسی بناء پر جب آنحضرتؐ نے حج کا ارادہ کیا تو مسجد شجرہ سے احرام باندھا۔

(۲) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ایوب بن نوح سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ عمرہ اور حج اسی وقت مکمل اور پورا ہو گا جب تم اسی میقات سے احرام باندھو جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام باندھا تھا اس لئے بغیر احرام باندھے ہرگز آگے نہ بڑھو اس لئے کہ وہاں عراق کے لئے میقات ہے اور اس وقت عراق کی طرف آنے والوں کے لئے بطن عقیق میقات نہ تھا اور اہل طائف کے لئے قرن المنازل ہے اور اہل مغرب کے لئے میقات جحفہ اور اس کا نام ہم لوگوں کے پاس مہیعہ لکھا ہوا ہے اور اہل مدینہ کے لئے میقات ذوالحلیفہ ہے اور اہل یمن کے لئے میقات یلملم ہے اور جس شخص کا مکان ان میقاتوں کے پیچھے مکہ سے ملا ہوا ہے تو اس کا میقات خود اس کا گھر ہے۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے ابی ایوب خزاز سے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بطن عقیق کے متعلق دریافت کیا کہ اس کو میقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنایا ہے یا اس کو لوگوں نے میقات بنا لیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ کو میقات بنایا۔ اور اہل مغرب کے لئے جحفہ کو میقات قرار دیا اور اس کا نام ہم لوگوں کے پاس مہیعہ لکھا ہوا ہے اور اہل یمن کے لئے یلملم کو میقات قرار دیا اور اہل طائف کے لئے قرن المنازل کو میقات قرار دیا اور اہل نجد کے لئے اور جو نجد کی طرف سے آتے ہیں ان کے لئے عقیق کو میقات قرار دیا۔

باب (۱۷۰) قربانی کے جانوروں کو اشعار (پشت پر جھول ڈالنا) اور تقلید (نشانی کے لئے گلے میں سپے ڈالنا) کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے نوفلی سے انہوں نے سکونی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ جناب سے دریافت کیا گیا کہ قربانی کے جانوروں کے گلے، نعل یا اپنی کوئی مخصوص نشانی کیوں لٹکائی جاتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ نعل پہنانے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قربانی کا جانور ہے اور خود مالک بھی اس نعل سے پہچان لیتا ہے اور اشعار (کوئی جھول ڈالنا) تو اس کے بعد پھر اس کے مالک پر اس کے پشت پر سواری حرام ہے اور شیطان پھر اس کو مس نہیں کر سکتا۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے فضالہ سے انہوں نے سیف بن عمیرہ سے انہوں نے عمرو بن شمر سے انہوں نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ تم لوگ قربانی کے جانور پر خوب اچھا جھول ڈالو اس لئے کہ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اللہ اس کے مالک کی ساری گناہ معاف کر دے گا۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ کے دونوں فرزند احمد اور عبداللہ سے اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد سے انہوں نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنے قربانی کے جانور کو نے کر چلے اور مقام قربانی تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کی ٹانگ ٹوٹ جائے یا وہ مر جائے یا وہ ہلاک ہو جانے والا ہو تو اگر ممکن ہو سکے تو اس کو نحر کر دے اور پھر اس کے گلے میں جو نعل پڑی ہے وہ اس کے خون میں غلطاں کر دے تاکہ جو شخص ادھر سے گزرے وہ سمجھ لے کہ یہ ذبح کیا ہوا ہے اور چاہے تو اس کا گوشت کھا لے اور وہ جانور جس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے یا مر گیا ہے یا ہلاک ہو گیا ہے تو خود مالک اس کا ضامن ہے اور اس پر فرض ہے کہ جس مقام پر اس کی ٹانگ وغیرہ ٹوٹی ہے یا ہلاک ہوا ہے اس کے بدلے ایک دوسرا جانور اسی جگہ خریدے اور یہ ضمانت نذر واجب وغیرہ کے لئے ہے اور اگر نذر وغیرہ واجب نہیں ہے بلکہ استحباب اور اپنی خوشی کی بناء پر قربانی کرنا چاہتا تھا تو اس کے لئے واجب نہیں کہ اسی جگہ سے جانور خریدے یہ اس کی مرضی پر ہے چاہے وہاں خریدے اور چاہے کہیں اور پہنچ کر خریدے۔

باب (۱۷۱) وہ سبب جس کی بناء پر یوم ترویہ کو یوم ترویہ کہتے ہیں

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر

اس لئے کہ وہاں شیطان مجسم ہو کر آپ کے سامنے آیا تھا۔

باب (۱۷۸) جانوروں کی قربانی کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے حسین بن یزید نوفلی سے انہوں نے اسماعیل بن مسلم سکونی سے انہوں نے حضرت امام جعفر بن محمدؑ سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جانوروں کی قربانی اس لئے رکھ دی ہے کہ تم لوگوں کے غریبوں اور مسکینوں کو گوشت ملنے میں توسیع (آسانی) ہو لہٰذا تم لوگ ان کو قربانی کا گوشت کھلاؤ۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی اسدی نے روایت کرتے ہوئے موسیٰ بن عمران نخعی سے انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید نوفلی سے انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ جانوروں کی قربانی قرار دینے کا سبب کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اس لئے کہ جانور کی قربانی کے خون کا پہلا قطرہ جونہی زمین پر گرتا ہے اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے کی مغفرت فرما دیتا ہے اور اللہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ غیب سے کون ڈرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقویٰ منکم** (اللہ تعالیٰ تک نہ ان کا گوشت پہنچے گا اور نہ خون ہاں اس تک تمہاری پرہیزگاری یقیناً پہنچے گی) سورۃ الحج۔ آیت نمبر ۳۷ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہابیل کی قربانی کیسے قبول کر لی اور قابیل کی قربانی کو رد کر دیا۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے ابی جمیلہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آپ جناب سے قربانی کے گوشت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت علی ابن الحسینؑ اور آپ کے فرزند حضرت محمد باقر علیہ السلام ایک تہائی اپنے ہمسایوں پر تقسیم کر دیتے، ایک تہائی فقراء اور مساکین کو دے دیتے اور ایک تہائی اپنے اہل بیت کے لئے رکھ لیتے تھے۔

باب (۱۷۹) وہ سبب جس کی بناء پر قربانی کے جانوروں کی اچھی طرح دیکھ بھال مستحب ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے موسیٰ بن جعفر بغدادی نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے موسیٰ بن ابراہیم نے انہوں نے ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ جناب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم لوگ اپنے قربانی کے جانوروں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرو اس لئے کہ صراط پر یہی تمہاری سواریاں ہوں گی۔

باب (۱۸۰) وہ سبب جس کی بناء پر قربانی کا گوشت قسم کے کفارہ میں فقراء و مساکین کو کھلانا جائز نہیں

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے روایت کرتے ہوئے

سہل بن زیاد سے انہوں نے حسین بن یزید سے انہوں نے اسماعیل بن ابی زیاد سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمدؑ سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ قربانی کا گوشت قسم کے کفارے میں فقراء و مساکین کو کھلایا جا سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں اس لئے کہ یہ قربانی کے لئے ہے۔

باب (۱۸۱) وہ سبب جس کی بنا پر قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ محفوظ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے عبدالرحمن بن ابی نجران سے انہوں نے محمد بن عمران سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ ضرورت کے لئے محبوس و محفوظ رکھنے سے منع فرماتے تھے اور ایک دن تک تو کوئی حرج نہیں۔

(۲) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن یحییٰ عطار رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے انہوں نے یونس سے انہوں نے جمیل ابن دراج سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قربانی کا گوشت منیٰ میں تین دن سے زیادہ بچائے رکھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اب کوئی حرج نہیں۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن عباس علوی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے ماموں زید بن علیؑ سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد نامدار حضرت علی علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو تین باتوں کے لئے منع کیا تھا اول قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا مگر اب قبروں کی زیارت کرو، دوسرے قربانی کا گوشت منیٰ سے تین دن بعد نکالنے سے منع کیا تھا مگر اب اسے کھاؤ اور ذخیرہ کر لو، تیسرے میں نے عرق انگور و کھجور سے منع کیا تھا مگر اب اسے استعمال کرو اور یاد رہے کہ ہر نشہ آور شے حرام ہے یعنی وہ عرق جو دن میں نکالا جائے اور شب میں پیا جائے یا رات میں نکالا جائے اور دن میں پیا جائے مگر جب اس میں ابال آجائے تو حرام ہے۔

باب (۱۸۲) وہ سبب جس کی بناء پر قربانی کے جانور کی کھال اس شخص کو دینا جائز ہے جو اس کی کھال اتارے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ اور محمد بن حسن بن احمد بن ولید رحمہ اللہ ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد بن یحییٰ عمران اشعری سے انہوں نے علی بن اسماعیل سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ ازرق سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے ابی ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص قربانی کے جانور کی کھال اس شخص کو دیدیتا ہے جو اس کی کھال اتارتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں اللہ تعالیٰ یہی تو کہتا ہے **فکلوا منها واطعموا** (اس میں سے کھاؤ اور کھلاؤ) سورۃ حج۔ آیت نمبر ۲۸۔ اور جلد نہ کھائی جاتی ہے نہ کھلائی جاتی ہے

باب (۱۸۳) وہ سبب جس کی بناء پر جس شخص کے پاس قربانی کے جانور کے خریدنے کے لئے رقم نہ ہو تو اس پر لازم و واجب ہے کہ کسی سے قرض لے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری سے انہوں موسیٰ بن جعفر بغدادی سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے انہوں نے موسیٰ بن ابراہیم سے انہوں نے ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے قربانی کرنا ہے مگر میرے پاس کچھ نہیں جس سے قربانی کا جانور خریدوں تو کیا قرض لے لوں اور اس سے جانور خرید کر قربانی کروں؟ فرمایا ہاں قرض لے لو یہ قرض ادا ہو جائے گا۔

(۲) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے انہوں نے احمد بن یحییٰ مقری سے انہوں نے عبد اللہ بن موسیٰ سے انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے ابی اسحاق سے انہوں نے شریح بن ہانی سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ قربانی کرنے کا کیا ثواب ہے؟ تو قرض لے کر قربانی کریں اس لئے کہ قربانی کا پہلا قطرہ خون کا زمین پر گرتے ہی اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے کی مغفرت کر دیتا ہے۔

باب (۱۸۴) وہ سبب جس کی بناء پر قربانی کا ایک جانور ایک شخص کی طرف سے کافی ہوگا اور قربانی کی ایک گائے پانچ آدمیوں کی طرف سے کافی ہوگی

(۱) بیان کیا مجھ سے میرے والد رحمہ اللہ نے انہوں نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے روایت کرتے ہوئے علی بن سعید سے انہوں نے حسین بن خالد سے انہوں نے ابوالحسن علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ ایک قربانی کا جانور کتنے آدمیوں کی طرف سے کافی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک آدمی کی طرف سے۔ میں نے عرض کیا اور ایک گائے؟ فرمایا پانچ آدمیوں کی طرف سے بشرطیکہ وہ ایک دسترخوان پر کھاتے ہوں۔ میں نے عرض کیا یہ کیسے ہوا کہ جانور تو ایک صرف ایک آدمی کی طرف سے کافی مگر ایک گائے پانچ آدمیوں کی طرف سے کافی؟۔ فرمایا دوسرے جانوروں میں وہ سب نہیں ہے جو گائے میں ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے قوم موسیٰ کو گاؤ پرستی کا حکم دیا وہ پانچ تھے ایک کنبہ کے تھے اور ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے اور وہ اذ بویہ اور اس کا بھائی مذویہ اور اس کا بھتیجا اور اس کی لڑکی اور اس کی بیوی تھی۔ انہوں نے ہی گوسالہ پرستی کا حکم دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے جس گوسالہ کو ذبح کرنے کا حکم دیا تھا ان ہی لوگوں نے ذبح کیا تھا۔

○ مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسی طرح آئی ہے اور میں نے اسے بعینہ پیش کر دیا ہے اس لئے کہ اس میں پانچ آدمیوں کی طرف سے ایک گائے کافی ہونے کا سبب موجود ہے مگر وہ حدیث جس کی بناء پر میں نے فتویٰ دیا ہے اور جس پر مجھے اعتماد ہے وہ یہ ہے کہ ایک گائے یا کوئی ایک جانور ایک گھرانے کے سات آدمیوں کی طرف سے یا غیر خاندانوں والوں کی طرف کافی ہے۔

○ اس حدیث کی روایت کی ہے محمد بن حسین بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین بن ابی الخطاب نے روایت کرتے ہوئے وھب بن حفص سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا گائے یا قربانی کے لئے کوئی جانور ایک عدد سات آدمیوں کی طرف سے کافی

ہے اگر وہ اس میں شریک ہو جائیں خواہ یہ اپنے گھر کے ہوں یا دوسرے ہوں۔

○ بیان کیا مجھ سے میرے والد رضی اللہ عنہ نے کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے بنان بن محمد سے انہوں نے محمد بن حسن سے انہوں نے یونس بن یعقوب سے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گائے کی قربانی کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ متفرق سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہے۔

باب (۱۸۵) وہ سبب جس کی بناء پر قربانی کے لئے بھیڑ دو سال کا کافی ہے مگر بکرا دو سال کا کافی نہیں ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ نے کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے محمد بن یحییٰ خزاز سے انہوں نے حماد بن عثمان سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ قربانی کے لئے کم از کم کتنے سن کے بھیڑ اور بکرے کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا بھیڑ دو سال کا۔ میں نے عرض کیا اور بکرا بھی دو سال کا؟ آپ نے فرمایا نہیں اس کی اجازت نہیں۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان اس کا کیا سبب؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ بھیڑ دو سال کا مادہ کو گابھن (حاملہ) کر سکتا ہے مگر دو سال کا بکرا نہیں کر سکتا۔

باب (۱۸۶) وہ سبب جس کی بناء پر وہ شخص جو اپنی ماں کی طرف سے تمتع اور اپنے باپ کی طرف سے حج کر رہا ہے اس پر قربانی ساقط ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے میرے والد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے انہوں نے صالح بن عقبہ سے انہوں نے حارث بن مغیرہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ جناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنی ماں کی طرف سے تمتع کرتا ہے اور اپنے باپ کی طرف سے حج کا احرام باندھتا ہے اور آپ نے فرمایا کہ اگر وہ قربانی کر دے تو اس کے لئے بہتر ہے اور اگر نہ کرے تو اس پر کچھ نہیں ہے کیونکہ اس نے ماں کی طرف سے تمتع کیا ہے اور باپ کی طرف سے حج کا احرام باندھا۔

باب (۱۸۷) وہ سبب جس کی بنا پر اہل یمن سے ذبح اور حلق (سر منڈوانا) کی پابندی اٹھائی گئی

اصل کتاب میں یہ باب سادہ ہے

باب (۱۸۸) وہ سبب جس کی بناء پر حج اکبر کہا گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے علی بن محمد قاشانی سے انہوں نے قاسم بن محمد اصبہانی سے انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے انہوں نے حفص بن غیاث نخعی قاضی سے اس کا بیان ہے:

میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس قول خدا کے متعلق دریافت کیا **واذان من الله ورسوله الى الناس يوم الحج الاكبر** (حج اکبر کے دن لوگوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان ہے) سورۃ توبہ۔ آیت نمبر ۳ آپ نے فرمایا امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ لوگوں کے درمیان اذان میں ہوں۔ میں نے عرض کیا پھر حج اکبر کی لفظ کے کیا معنی؟ آپ نے فرمایا اس کا نام حج اکبر اس لئے پڑا کہ اس سال مسلمین و مشرکین دونوں نے حج ادا کیا اور اس سال کے بعد پھر مشرکین نے حج نہیں کیا۔

باب (۱۸۹) وہ سبب جس کی بناء پر طائف کو طائف کہتے ہیں

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن مہزیار سے انہوں نے اپنے بھائی علی سے انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت ابوالحسن علیہ السلام نے طائف کے متعلق پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے طائف کو طائف کیوں کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ وہ ان کے اہل و عیال کو ہر طرح کے پھلوں کا رزق عطا کرے تو اردن کا ایک قطعہ زمین کٹ کر چلا اور اس نے سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر وہ اس وقت جس مقام پر ہے وہاں ٹھہر گیا اور اس کا نام طائف پڑ گیا اس لئے کہ اس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔

(۲) بتایا مجھے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن جعفر اور علی بن سلیمان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے امام رضا علیہ السلام نے کیا تمہیں معلوم ہے کہ طائف کو طائف کیوں کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میرے اہل و عیال کو تمام پھلوں کا رزق عطا کر تو اللہ تعالیٰ نے اردن کے ایک قطعہ زمین کو حکم دیا وہ اپنے پھلوں کے ساتھ چلا اور آکر اس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر اسے حکم دیا گیا کہ وہ اس مقام پر پلٹ جائے جس کو طائف کہتے اس لئے اس کا نام طائف پڑ گیا۔

باب (۱۹۰) وہ سبب جس کی بنا پر مؤقف سے مشعر کیوں جاتے ہیں سیدھے حرم کیوں نہیں جاتے

(۱) بیان کیا مجھ حسین بن علی بن احمد صائغ رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن جمال نے روایت کرتے ہوئے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین ہمدانی نے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ذوالنون سے پوچھا کہ اے ابا الفیض مؤقف سے مشعر کیوں جاتے ہیں سیدھے حرم کیوں نہیں جاتے؟ انہوں نے جواب دیا مجھ سے بیان کیا اس شخص نے جس نے یہی سوال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا تھا تو آپ نے جواب دیا تھا کہ اس لئے کہ کعبہ بیت اللہ ہے اور حرم اس کا حجاب ہے اور مشعر اس کا دروازہ ہے جب زائرین قصد زیارت کرتے ہیں تو پہلے اللہ انہیں دروازے پر کھڑا کرتا ہے تاکہ اذن دخول پا جائیں۔ پھر حجاب ثانی پر کھڑا کرتا ہے اور وہ مزدلفہ ہے پھر جب اللہ تعالیٰ ان کے تضرع پر نظر کرتا ہے انہیں حکم دیتا ہے کہ اچھا اپنی اپنی قربانیاں پیش کرو جب قربانیاں پیش کر لیتے ہیں اور صاف ستھرے اور ان گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں جو ان کے اور اللہ کے درمیان حجاب بنے ہوئے تھے تو انہیں طہارت کے ساتھ زیارت کی اجازت ملتی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے پوچھا کہ ایام تشریق میں روزہ کیوں مکروہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ سب لوگ اللہ کے زائر اور مہمان ہوتے ہیں اور مہمان کے لئے ہرگز یہ مناسب نہیں کہ وہ کسی کے ہاں مہمان جائے تو وہاں روزہ رکھے۔ میں نے عرض کیا لوگ خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر کیوں لٹکتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی کی خطا کئے ہوئے ہو اور وہ شخص اس کا دامن پکڑ کر اس سے

گزارش کرے اور وہ گڑگڑائے کہ وہ اس کی خطا معاف کر دے۔

باب (۱۹۱) وہ سبب جس کی بناء پر چار مہینہ تک حاجیوں کے گناہ ان کے نامہ اعمال میں نہیں لکھے جاتے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حسین بن خالد سے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا، کیا وجہ ہے کہ حاجیوں کا کوئی گناہ چار ماہ تک نامہ اعمال میں نہیں لکھا جاتا؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے لئے اشہر حرام چار ماہ مباح کر دیئے ہیں چنانچہ فرماتا ہے **فسيحوا فى الارض اربعة اشهر** (پس (اے مشرکو) تم زمین میں چار مہینے چل پھر لو) سورۃ توبہ آیت نمبر ۲ لہٰذا مومنین میں سے جو حج بیت اللہ کرے اس کے لئے بھی چار مہینہ معاف کر دئے ہیں۔

باب (۱۹۲) وہ سبب جس کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل جاہلیت کے دستور کے خلاف مشعر سے کوچ کیا

(۱) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ اور ابن ابی عمیر و فضالہ سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ ایام جاہلیت کے لوگ کہا کرتے کہ اے آفتاب نکل تاکہ ہم لوگ جانور ذبح کریں اور وہ لوگ چلتے تو گھوڑوں اور اونٹوں کو دوڑاتے ہوئے چلتے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم مشعر سے چلے تو انتہائی سکون و وقار کے ساتھ ذکر خدا کرتے ہوئے استغفار کرتے ہوئے اور زبان کو حرکت دیتے ہوئے چلے۔

باب (۱۹۳) وہ سبب جس کی بناء پر اگر کوئی شخص حدود حرم میں جرم کرے تو اس پر حد جاری ہوگی اور اگر کوئی حرم کے باہر جرم کرے اور بھاگ کر حدود حرم میں چلا جائے تو اس پر حد جاری نہ ہوگی

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن مہزیار سے انہوں نے اپنے بھائی علی جیسے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے حفص بن بختری سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو حرم کے باہر جرم کرتا ہے اور بھاگ کر حدود حرم میں چلا جاتا ہے کیا اس پر حد جاری ہوگی؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر اس کو نہ کھانا دیا جائے گا نہ پانی نہ اس سے بات کی جائے نہ اس کو کوئی شے فروخت کی جائے گی اس طرح وہ جلد ہی حرم سے باہر نکل آئے گا اور پھر اس پر حد جاری کی جائے گی اور اگر کوئی شخص حدود حرم میں جرم کرے تو اس پر حد جاری کی جائے گی اس لئے کہ اس نے خود حرم کی حرمت کا لحاظ نہیں کیا۔

باب (۱۹۴) وہ سبب جس کی بناء پر بطحا کو بطحا کہتے ہیں

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے

باپ سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے اسماعیل بن جابر اور عبدالکریم بن عمرو سے انہوں نے عبدالحمید بن ابی دیلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بطحا کو بطحا اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت آدم کو حکم ہوا کہ وہ بطحاء جمع (جمع کی کشادہ وادی میں) سجدہ ریز رہیں اور وہ سجدہ ریز رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو حکم ہوا کہ کوہ جمع پر چڑھ جائیں اور پھر حکم ہوا کہ جب آفتاب طلوع ہو تو اپنے گناہ کا اعتراف کریں۔ حضرت آدمؑ نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک آگ بھیجی جس نے حضرت آدم کی قربانی پر قبضہ کر لیا۔

باب (۱۹۵) وہ سبب جس کی بنا پر اگر کوئی شخص احرام میں ہو اور مضطر و مجبور ہو جائے تو شکار کا گوشت کھا سکتا ہے اور وہ سبب جس کی بناء پر روایت میں آیا کہ وہ مردار کھائے۔

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے عمرکی سے انہوں نے علی بن جعفر سے انہوں نے اپنے بھائی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا اس شخص کے متعلق جو حالت احرام میں ہے اور اتنا مجبور و مضطر ہے کہ شکار یا مردار کھائے اور میں نے یہ بھی عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے شکار حرام کیا ہے اور مردار حلال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ شکار کر کے کھائے اور کفارہ ادا کرے اس طرح وہ اپنا مال کھائے گا۔

(۲) کہا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے فضالہ سے انہوں نے ابان سے انہوں نے ابی ایوب سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو حالت احرام میں ہے اور مردار اور شکار کھانے پر مجبور ہے تو ان دونوں میں سے کیا کھائے؟ فرمایا وہ شکار کر کے کھائے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لئے جو مضطر و مجبور ہو مردار کھانا حلال نہیں کیا ہے؟ فرمایا ہاں لیکن وہ شکار کر کے کھائے اور کفارہ ادا کرے۔ کیا وہ اپنا مال نہیں کھاتا۔ لہٰذا وہ شکار کھائے گا اور کفارہ ادا کرے گا۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عبدالحمید نے روایت کرتے ہوئے یونس بن یعقوب سے انہوں نے منصور بن حازم سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص حالت احرام میں ہے اور مجبور ہے کہ وہ مردار کھائے یا شکار کھائے تو ان دونوں میں سے کیا کھائے؟ آپ نے فرمایا وہ شکار کر کے کھائے میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شخص مضطر و مجبور کے لئے مردار کھانا حلال نہیں کیا ہے؟ فرمایا ہاں مگر کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ ہر شخص اپنا مال کھاتا ہے چنانچہ وہ شکار کر کے کھائے گا اور اس کا کفارہ (قیمت) ادا کرے گا۔

(۴) اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ مردار کھائے گا اس لئے کہ وہ اس کے لئے حلال ہے اور شکار اس کے لئے حلال نہیں ہے۔

باب (۱۹۶) مکہ میں قیام مکروہ ہونے کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے محمد بن فضیل سے انہوں نے ابی الصباح کنانی سے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا کہ **ومن یرد فیه بالحاد بظلم نذقه من عذاب الیم** (اور جو شخص اس میں شرارت سے گمراہی کرے اس کو ہم دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے) سورۃ الحج۔ آیت نمبر ۲۵ تو آپ نے فرمایا کہ

میں ہر طرح کا ظلم خواہ اپنے نفس پر ہو، خواہ چوری ہو، خواہ کسی دوسرے پر ظلم ہو یا کسی اور قسم کا ظلم ہو میری نظر میں وہ الحاد ہے اور اسی وجہ سے تو مکہ میں سکونت سے منع کیا گیا ہے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن مسرور رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن محمد بن عامر نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد سیاری نے انہوں نے کہا کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص نے روایت کی ہے اور اس کو مرفوع کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف آپ نے فرمایا کہ مکہ میں قیام و سکونت مکروہ ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے نکالے گئے تھے اور وہاں پر مقیم رہنے والا شقی القلب رہتا ہے جب تک کہ وہاں سے کہیں اور نہ چلا جائے۔

(۳) نیز ان ہی سے بیان ہے کہ مجھ سے حسین بن محمد نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سیاری سے انہوں نے محمد ابن جمہور سے انہوں نے یہ روایت مرفوع کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص مناسک حج پورے کرے تو اپنی سواری پر سوار ہو اور اپنے اہل و عیال کے پاس واپس چلا جائے اس لئے کہ مکہ میں قیام سے انسان شقی القلب ہو جاتا ہے۔

(۴) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن سلیمان رازی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن خالد خزاز نے روایت کرتے ہوئے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آپؑ نے فرمایا کہ کسی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ مکہ میں سال بھر تک قیام کرے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ پھر وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہیں اور چلا جایا کرے اور کسی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اپنے گھر کی دیوار کعبہ کی دیوار سے اونچی بنائے۔

باب (۱۹۷) وہ سبب جس کی بناء پر مسجد حرام میں اپنے گھٹنے باندھ کر بیٹھنا مکروہ ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن یحییٰ سے انہوں نے حماد بن عثمان سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ احرام باندھے ہوئے شخص کے لئے گھٹنے باندھ کر بیٹھنا مکروہ سمجھتے تھے۔ اور کہا کہ خانہ کعبہ کی تعظیم و احترام کی بناء پر مسجد حرام میں گھٹنے باندھ کر بیٹھنا مکروہ ہے۔

باب (۱۹۸) وہ سبب جس کی بناء پر حج میں پیادہ چلنے سے افضل سواری پر چلنا ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے رفاعہ بن موسیٰ نخاس سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ راوی کا بیان ہے ایک مرتبہ آپ جناب سے دریافت کیا گیا کہ حج میں پیدل چلنا بہتر ہے یا سواری پر؟ آپ نے فرمایا سواری پر اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر حج کیا تھا۔

(۲) اور بتایا مجھے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن علی بن مہزیار نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے رفاعہ و عبداللہ بن بکیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کے مثل روایت کی ہے۔

(۳) اور ان ہی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حمدان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن احمد نے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے رفاعہ بن موسیٰ نخاس سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

(۴) اور انہی یعنی علی بن حاتم سے روایت ہے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حمدان کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن محمد بن

سماعہ نے روایت کرتے ہوئے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے سیف تمار سے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ہم لوگ پیدل حج کرتے ہیں مگر آپ کی طرف سے ایک بات ہم تک پہنچی ہے آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا لوگ پیدل بھی حج کرتے ہیں اور سواری پر بھی میں نے عرض کیا یہ سوال میرا نہیں ہے آپ نے فرمایا کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا آپ کے نزدیک پسندیدہ امر کیا ہے جس پر آپ عمل کرنا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا سواری پر میرے نزدیک بہتر ہے کیونکہ اس میں تم لوگوں کے اندر عبادت اور دعا کی طاقت زیادہ رہے گی۔

(۵) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ابی عبداللہ کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سہیل بن زیاد نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حج میں پیدل چلنا بہتر ہے یا سواری پر؟ آپ نے فرمایا اگر آدمی محتاج ہے تو پیدل چلے تاکہ خرچ کم ہو مگر سواری پر چلنا افضل ہے۔

(۶) یہ روایت بھی ہے کہ انہوں نے روایت کی ہے محمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے موسیٰ بن عمران نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے فضل بن یحییٰ سے انہوں نے سلیمان سے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ ہم لوگ پیدل جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا نہیں پیدل نہ جاؤ سواری پر جاؤ میں نے عرض کیا اللہ آپ کو سلامت رکھے ہم نے سنا ہے کہ حضرت حسن بن علی علیہما السلام نے بیس حج پیدل کئے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت حسن بن علیؑ جب حج کو جاتے تو بہت سے لوگ ان کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

باب (۱۹۹) وہ سبب جس کی بناء پر ایام تشریق میں منیٰ کے اندر پندرہ نمازوں کے پیچھے تکبیر ہے اور تمام امصار میں دس نمازوں کے پیچھے ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید اور محمد بن حسین اور علی بن اسماعیل سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز سے انہوں نے زرارہ سے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایام تشریق میں تکبیر نماز کے پیچھے ہے؟ آپ نے فرمایا منیٰ میں تکبیر پندرہ نمازوں کے پیچھے قربانی کے دن نماز ظہر سے لے کر صبح کی نماز تک اور تمہیں کہنا چاہیئے **اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر علی ماھدانا واللہ اکبر علی ما رزقنا من بھیمتہ الانعام والحمد للہ علی ما ابلانا** اور تمام امصار میں تکبیر دس نمازوں کے پیچھے قرار دی گئی اس لئے کہ جب لوگ پہلے کوچ میں چلیں جائیں گے تو اہل امصار تکبیر سے رک جائیں گے۔ اور اہل منیٰ جب تک منیٰ میں ہیں آخری کوچ تک میں تکبیر کرتے رہیں گے۔

باب (۲۰۰) وہ سبب جس کی بناء پر رکن شامی جاڑا ہو یا گرمی برابر متحرک رہتا ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے حسین بن اسحاق تاجر سے اور علی بن مہزیار سے انہوں نے حسن بن حسین سے انہوں نے محمد بن فضیل سے انہوں نے عرزمی سے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام کے ساتھ تحت میزاب حجر اسماعیل میں بیٹھا ہوا تھا اور دو آدمی آپس میں بحث کر رہے تھے ایک شخص دوسرے سے کہتا تھا خدا قسم نہیں معلوم کہ یہ ہوا کہاں سے چلتی ہے؟ جب ان دونوں کی بحث طویل ہو گئی تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہوا کہاں سے چلتی ہے؟ اس نے کہا نہیں لیکن ہم لوگوں کو کہتے ہوئے سنتے ہیں۔ تو میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ ہوا کہاں۔ چلتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہوا اس رکن شامی کے تحت قید ہے جب اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا کہ اس میں سے کچھ نکالے تو وہیں سے نکالتا ہے اگر جنوب سے نکالا تو جنوب کی، اگر شمال سے نکالا تو شمال کی، اگر مشرق سے نکالا تو مشرق کی اگر مغرب سے نکالا تو مغرب کی پھر فرمایا اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اس رکن کو ہمیشہ جاڑے گرمی رات دن متحرک دیتے ہو۔

باب (۲۰۱) وہ سبب جس کی بناء پر تم خانہ کعبہ کو اتنا بلند دیکھتے ہو کہ اس میں سیڑھی سے جانا پڑتا ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ابی علی صاحب انباط سے انہوں نے ابان بن تغلب سے ان کا بیان ہے کہ جب حجاج نے خانہ کعبہ کو منہدم کر دیا تو لوگ اس میں کی مٹی اٹھا لے گئے۔ پھر جب لوگوں نے اس کی دوبارہ تعمیر کا ارادہ کیا اور اس ارادہ سے پہنچے تو ایک سانپ اس میں سے نکلا اور اس نے ان لوگوں کو تعمیر سے روک دیا لوگ بھاگ کر حجاج کے پاس گئے اور واقعہ بیان کیا اب وہ بھی ڈرا کہ کہیں اس کی تعمیر نہ رک جائے۔ اس لئے منبر پر گیا اور لوگوں کو خدا کا واسطہ دیا اور کہا اس شخص کو خدا کا واسطہ جس کو کچھ علم ہو کہ ہم اس آزمائش سے کیسے نکلیں تو وہ آکر بتائے راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر مجمع سے ایک ضعیف العمر شخص کھڑا ہو گیا اگر کسی کے پاس اس کا کچھ علم ہے تو وہ وہی شخص ہے کہ جس کو میں نے دیکھا کہ وہ آیا اور اس نے خانہ کعبہ کی ناپ طول کی اور واپس چلا گیا۔ حجاج نے پوچھا وہ کون شخص تھا؟ اس ضعیف العمر شخص نے جواب دیا کہ وہ علی ابن الحسینؑ تھے حجاج نے کہا ان کو بلایا جائے۔ چنانچہ حضرت علی ابن الحسینؑ کے پاس آدمی گیا آپ تشریف لائے اور پوچھا کیا بات ہے حجاج نے کہا اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی تعمیر روک دی ہے۔ آپ نے فرمایا اے حجاج تم نے حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسماعیلؑ کی تعمیر کا ارادہ کیا مگر اس کو بیچ سڑک پر پھینک دیا اور اس کو اس طرح منوایا جیسے یہ تمہاری میراث تھی۔ اچھا اب پھر منبر پر جاؤ اور لوگوں کو خدا کا واسطہ دو کہ جو شخص یہاں سے جو کچھ بھی لے گیا ہے وہ اسے واپس کر دے۔ راوی کہتا ہے کہ حجاج نے منبر پر جا کر یہی اعلان کیا اور خدا کا واسطہ دیا کہ جس نے جس قدر مٹی وغیرہ یہاں سے اٹھائی ہو وہ سب واپس لا کر یہاں رکھ دی جائے۔ چنانچہ مٹی واپس ہو گئی جب امام زین العابدین علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ تمام مٹی واپس ہو گئی تو تشریف لائے اور نشان ڈال کر حکم دیا کہ اب کھدائی کرو۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ سانپ غائب ہو گیا اور لوگوں نے کھودنا شروع کیا یہاں تک کہ دیوار کی بنیاد تک پہنچے تو حضرت علی ابن الحسینؑ نے ان لوگوں سے کہا اب تم لوگ ہٹ جاؤ سب آ گئے تو آپ قریب گئے اسے کپڑے سے ڈھانکا اور گریہ فرمایا۔ پھر خود اپنے ہاتھ سے اس کو مٹی سے ڈھانپ دیا اور کام کرنے والوں کو بلایا کہ تم لوگ اس پر دیواروں کی بنیاد رکھو۔ پھر جب چار دیواری بلند ہو گئی تو حکم دیا کہ ساری مٹی اس میں ڈال دو اس بناء پر خانہ کعبہ بلند ہوا اور اتنا بلند کہ سیڑھی سے اس پر جاتے ہیں۔

باب (۲۰۲) وہ سبب جس کی بناء پر قریش نے خانہ کعبہ کو منہدم کیا تھا

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ایک شخص سے جس نے ان سے ذکر کیا اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ قریش نے کعبہ کو اس لئے منہدم کیا تھا کہ مکہ کی بلندیوں سے سیلاب آیا کرتا اور اس کو توڑ دیتا تھا۔

باب (۲۰۳) وہ سبب جس کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی حج کرتے تو ماز میں سے گزرتے وہاں اترتے اور پیشاب کرتے وہ سبب جس کی بناء پر مسجد حرام سے داخلہ باب بنی شیبہ سے ہونے لگا وہ سبب جس کی بناء پر تکبیر ضغطہ اور بھیج کر آسمان کی طرف جاتی ہے وہ سبب جس کی بناء پر وہ شخص جس نے کبھی حج نہیں کیا تھا وہ اس کا پہلا حج ہے اس کو کعبہ میں داخل ہونا مستحب ہے وہ سبب جس کی بنا پر وہ شخص جس کا پہلا حج ہے اس کا سر منڈانا واجب ہے اور اس کا مشعر الحرام پیدل جانا مستحب ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد سنانی اور علی بن احمد بن محمد وقاق اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مکتب اور علی بن عبداللہ وراق اور احمد بن حسن قطان رضی اللہ عنہم نے ان لوگوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو العباس احمد بن یحییٰ بن ذکریا قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے بکر بن عبداللہ بن جیب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے تمیم بن بہلول نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے ابی الحسن عبدی سے انہوں نے سلیمان بن مہران سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے حج فرمائے ؟ آپ نے فرمایا کہ بیس حج چھپ کر اور ہر حج میں آپ ماز میں سے گزرتے تو وہاں اتر کے پیشاب کرتے ۔ میں نے عرض کیا فرزند رسول آنحضرتؐ وہاں اتر کر پیشاب کیوں کرتے تھے ؟ فرمایا اس لئے کہ وہی پہلی جگہ ہے جہاں بت پرستی کی گئی اور وہیں سے وہ پتھر لایا گیا جس سے ہبل تراشا گیا جس کو حضرت علی علیہ السلام نے خانہ کعبہ سے اتار کر پھینکا جبکہ وہ بت شکنی کے لئے دوش رسول اللہؐ پر بلند ہوئے تھے پھر آنحضرتؐ نے اس کو باب بنی شیبہ پر دفن کرنے کا حکم دیا اور باب بنی شیبہ سے مسجد حرام میں داخلہ سنت قرار پایا۔ سلیمان کا بیان ہے کہ میں نے پھر عرض کیا اور وہاں پر سے تکبیر ضغطہ اور دباؤ کے ساتھ کیوں جاتی ہے ؟ فرمایا اس لئے کہ بندہ کے اللہ اکبر کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے بڑا ہے جس کی عبادت کی جائے جیسے بت وغیرہ اور تمام خدا جن کی پرستش کی جاتی وہ اس اللہ سے پست اور چھوٹے ہیں اور ابلیس اس جگہ اپنے شیاطین کے درمیان حاجیوں کے مسلک پر تنگ ہوتا رہتا ہے پس جب تکبیر کی آواز سنتا ہے تو اپنے شیاطین کے ساتھ پرواز کرتا ہے تاکہ اس آواز کو روکے اوپر نہ جانے دے یہ دیکھ کر ملائکہ اس کا پیچھا کرتے ہیں یہاں تک گنبد خضراء سے آسمان تک پہنچتے پہنچتے اسے پکڑ لیتے ہیں۔ میں نے عرض کیا اور وہ شخص جس کا پہلا حج ہو اس کے لئے خانہ کعبہ میں داخل ہونا کیوں مستحب ہے دوسرے حاجیوں کے لئے نہیں ہے ؟ فرمایا اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی دعوت پر گیا ہے اس پر یہ پہلا حج فرض ہے لہٰذا اس کے لئے واجب ہے کہ جس نے اس کو بلایا ہے اس کے پاس پہنچے اور اس کے گھر میں اس کا اکرام ہو۔ میں نے عرض کیا جس کا پہلا حج ہے اس پر سر منڈوانا کیوں واجب ہے کسی دوسرے حاجی کے لئے نہیں ہے ؟ فرمایا تاکہ آمنین کا نشان اس پر لگ جائے کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا ہے **لتدخلن المسجد الحرام انشاء الله آمنين محلقين رءوسكم مقصرين لا تخافون** (تم لوگ انشاء اللہ اپنے سر کے بال منڈوا کر اور تھوڑے سے بال ترشوا کر مسجد حرام میں امن و اطمینان کے ساتھ ضرور داخل ہوگے ڈرو نہیں) سورۃ فتح۔ آیت نمبر ۲۷ میں نے عرض کیا کہ پھر جو پہلا حج کر رہا ہے اس پر مشعر الحرام میں پیدل چلنا کیوں ؟ آپ نے فرمایا تاکہ وہ جنت میں چہل قدمی کا مستوجب اور حقدار بن جائے۔

باب (۲۰۴) وہ سبب جس کی بناء پر منیٰ کے لئے تین دن رکھے گئے

(۱) بیان کیا مجھ سے میرے والد اور محمد بن حسن بن احمد بن ولید دونوں نے کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابراہیم بن ہاشم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عمیر نے روایت کرتے ہوئے اپنے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ آپ جناب نے مجھ سے فرمایا تم جانتے ہو کہ منیٰ کے لئے تین دن کیوں رکھے گئے ہیں ؟ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان آپ ہی فرمائیں کہ کیوں رکھے گئے ؟ فرمایا اس لئے کہ جو شخص بھی اس میں کچھ پا جائے گا اس کا حج ہو جائے گا۔

○ اس کتاب کے مصنف محمد بن علی بن حسین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں اسی طرح آیا ہے جو میں نے تحریر کر دیا صرف اس لئے کہ اس میں سبب بیان کیا گیا ہے اور ابراہیم ہاشم اپنی اس روایت میں تنہا ہیں اور انہوں نے اس مضمون کی وہ روایت جو معتمد ہے اور جس کے پیش نظر میں فتویٰ دیتا ہوں وہ یہ روایت ہے کہ بیان کیا مجھ سے میرے شیخ حدیث محمد ابن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے جمیل بن دراج سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ جو شخص قربانی کے دن قبل زوال مشعر الحرام پہنچ گیا اس نے حج پا لیا اور جو شخص یوم عرفہ مشعر الحرام پہنچ گیا اس نے متعہ کا حج پا لیا۔

باب (۲۰۵) وہ سبب جس کی بناء پر وہ شخص جس کا احرام باندھنے کا ارادہ ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ تیل لگائے جس میں مشک و عنبر پڑا ہوا ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے میرے والد رضی اللہ عنہ نے آپ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ کے دونوں فرزندوں احمد اور عبداللہ سے ان دونوں نے روایت کی محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے عبیداللہ بن علی حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ آپ جناب نے فرمایا کہ جب تم احرام باندھنے کا ارادہ کر لو تو کوئی ایسا تیل سر میں نہ لگاؤ جس میں مشک و عنبر پڑا ہوا ہو اس لئے کہ احرام باندھنے کے بعد بھی اس کی خوشبو تمہارے سر میں باقی رہے گی اور اس کے سوا جو تیل چاہو لگاؤ اس لئے کہ جب تم احرام باندھ لوگے تو تم پر کسی قسم کا بھی تیل لگانا حرام ہے جب تک کہ تم احرام نہ کھول لو۔

باب (۲۰۶) وہ سبب جس کی بناء پر اگر کوئی پالتو چڑیا حرم میں داخل ہو جائے تو اس کو پکڑا نہیں جا سکتا

(۱) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ایوب بن نوح سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ ایک مرتبہ آپ جناب سے دریافت کیا گیا کہ ایک پالتو چڑیا آئی اور حرم میں داخل ہو گئی ؟ آپ نے فرمایا کہ اس کو ہاتھ بھی نہ لگانا اس لئے کہ اللہ کا ارشاد ہے **(ومن دخله كان امنا)** (اور جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہے) سورۃ آل عمران۔ آیت نمبر ۲۷

باب (۲۰۷) وہ سبب جس کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عباس کو منیٰ کی شبوں میں مکہ کے اندر رہنے کی اجازت دے دی تھی

(۱) میرے والد اور محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ہیثم بن مسروق نہدی سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن رئاب سے انہوں نے مالک بن اعین سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آپ نے فرمایا عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہی کہ شبہائے منیٰ مکہ میں گزار دیں حاجیوں کو پانی پلانے کے لئے ؟ تو آپؐ نے انہیں اجازت دے دی۔

باب (۲۰۸) وہ سبب جس کی بناء پر امیرالمومنینؑ نے ہجرت کے بعد مرتے دم تک مکہ کے اندر کبھی شب بسر نہیں کی

(۱) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری سے انہوں نے محمد بن معروف سے انہوں نے اپنے بھائی عمر سے انہوں نے جعفر بن عقبہ سے اور انہوں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ہجرت کے بعد مرتے دم تک کبھی مکہ میں شب بسر نہیں کی راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اس کی وجہ کیا تھی ؟ آپ نے فرمایا کہ انہیں برا معلوم ہوتا تھا کہ اس سرزمین پر شب بسر کریں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کی ہے چنانچہ آپ نماز عصر پڑھنے کے بعد شب بسر کرنے کے لئے مکہ سے باہر کہیں اور جگہ چلے جاتے۔

باب (۲۰۹) وہ سبب جس کی بناء پر محرم کے لئے جائز نہیں کہ وہ خود پر سایہ کرے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے حماد سے انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن اول علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا احرام کی حالت میں اپنے اوپر سایہ کرلوں ؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا سایہ اس طرح کہ اس کو اوڑھ کر خود کو چھپالوں ؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا اور اگر بیمار ہوں ؟ فرمایا پھر سایہ کرلو اور اوڑھ بھی لو۔ اس کے بعد فرمایا تمہیں کیا نہیں معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر وہ حاجی جو تلبیہ کے بعد غروب آفتاب تک دھوپ میں رہے تو آفتاب کے غائب ہوتے ہی اس کے گناہ بھی غائب ہو جاتے ہیں۔

باب (۲۱۰) حج کے متعلق نادر اسباب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے حماد سے انہوں نے ربعی سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی عبداللہ سے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کچھ قصہ گو لوگ کہتے ہیں کہ اگر انسان ایک مرتبہ حج کرے پھر اس کے بعد خیرات کرتا رہے اور اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرتا رہے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ جھوٹے ہیں اگر لوگ ایسا ہی کرنے لگیں تو خانہ کعبہ تو بالکل

معطل ہو کر رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو لوگوں کے قیام کے لئے بنایا ہے۔

(۲) اور ان ہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے روایت ہے اور انہوں نے ابن عمیر سے انہوں نے عمر بن اذنیہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مندرجہ ذیل قول خدا کے متعلق دریافت کیا **واللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا** (اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے لئے اس گھر کا حج واجب ہے جس کو بھی اس تک راہ میسر آجائے) سورۃ آل عمران۔ آیت نمبر ۹۷ اس سے مراد صرف حج ہے عمرہ تو نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں اس سے مراد حج اور عمرہ دونوں ہیں اس لئے کہ دونوں فرض ہیں۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن محبوب نے روایت کرتے ہوئے خالد بن جریر سے انہوں نے ابی ربیع شامی سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا **وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا** سورۃ آل عمران۔ آیت نمبر ۹۷ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اور لوگ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں تو عرض کیا کہ (استطاعت سے مراد) زاد و راحلہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو لوگ تباہ ہو جائیں گے۔ اگر ایسا ہو کہ جس کے پاس اس قدر ہو کہ اس کے بال بچے کھا پی سکیں اور وہ کسی کا محتاج نہ ہوں اور وہی اسی کو لے کر حج پر چلا جائے اور اس کے اہل و عیال بھیک مانگنے لگیں پھر تو یہ ہلاکت ہی ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ پھر کیا صورت ہو ؟ آپ نے فرمایا مال میں اتنی وسعت ہو کہ وہ کچھ مال باقی رہے تاکہ اس کے اہل و عیال کا خرچ چلے۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کی ہے مگر صرف اس کے لئے جس کے پاس دو سو درہم ہوں۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے حماد بن عثمان اور معاویہ بن حفص سے انہوں نے منصور سے اور ان سب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مسجد حرام میں تھے تو ان سے عرض کیا گیا کہ شکاری چڑیوں میں سے ایک شکاری چڑیا خانہ کعبہ پر ہے اور حرم کا جو کبوتر ادھر سے گزرتا ہے وہ اس کو مار لیتا ہے آپ نے فرمایا اس کو پکڑو اور قتل کردو اس لئے کہ اس نے حرم میں الحاد کیا ہے۔

(۵) اور ان ہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے روایت ہے اور انہوں نے روایت کی ہے محمد بن ابی عمیر و فضالہ سے روای کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک درخت ہے جس کی جڑیں حرم میں ہیں اور شاخیں حل میں ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کی جڑ کی وجہ سے اس کی شاخیں بھی حرم میں شمار ہوں گی۔

(۶) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے حسین بن سعید سے انہوں نے روایت کی ہے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے ابراہیم بن میمون سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے حرم کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر کے پر نوچ لئے ہیں تو آپ نے فرمایا وہ کچھ صدقہ نکال کر کسی مسکین کو دے اور اسی ہاتھ سے صدقہ دے جس سے اس نے کبوتر کے پر نوچے ہیں اس لئے کہ اسی ہاتھ سے اس نے کبوتر کو تکلیف پہنچائی ہے۔

(۷) اور ان ہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے روایت ہے انہوں نے روایت کی فضالہ و حماد سے انہوں نے معاویہ سے انہوں نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک پالتو چڑیا ہے جو اڑتی ہوئی آئی اور حرم میں داخل ہو گئی ؟ آپ نے فرمایا اسے چھونا بھی نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ومن دخلہ کان امنا** (اور جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہے) سورۃ آل عمران۔ آیت نمبر ۹۷

(۸) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے صفوان سے انہوں نے عبدالرحمن ابن حجاج سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے حدود حل میں تیر مارا اس کا رخ حرم کی طرف تھا وہ تیر کھا کر بھاگتا ہوا حرم میں داخل ہو گیا اور وہیں اس کے تیر کے زخم کی وجہ سے مر گیا کیا اس شخص پر کوئی تاوان یا کفارہ ہے؟ آپ نے فرمایا اس پر کچھ نہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے حدود حل کے اندر جال بچھایا حرم کے بالکل قریب۔ پس ایک شکار اس میں پھنسا تو اس طرح تڑپا کہ حدود میں داخل ہو کر اس میں مر گیا تو اس پر کچھ تاوان و کفارہ نہیں اس لئے کہ حدود حرم میں جال نصب کرنا اس کے لئے حلال تھا۔ اسی طرح اس شکاری نے تیر مارا جہاں بھی تیر مارا وہ اس کے لئے حلال تھا اس پر بھی کوئی تاوان و کفارہ نہیں اس لئے کہ تیر مارنے کے بعد جو کچھ ہوا وہ اس کا ذمہ دار نہیں۔ میں نے عرض کیا اسی کو تو لوگ قیاس کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے ایک چیز کی مثال ایک چیز سے دی ہے تاکہ تمہاری سمجھ میں آجائے۔

(۹) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے خلاد سے انہوں نے حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ اس نے آپ جناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق مسئلہ پوچھا جس نے حرم کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر ذبح کر دیا آپ نے فرمایا اس پر فدیہ اور کفارہ ہے راوی نے کہا پھر اسے کھا جائے؟ فرمایا نہیں۔ راوی نے پوچھا پھر اس کو پھینک دے؟ آپ نے فرمایا پھر تو اس پر ایک اور فدیہ اور کفارہ لازم آجائے گا راوی نے پوچھا پھر وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا اس کو دفن کر دے۔

(۱۰) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے معاویہ بن وہب سے روای کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مکہ اور مدینہ ویسے ہی شہر ہیں جیسے دوسرے تمام شہر ہیں؟ فرمایا ہاں میں نے عرض کیا آپ کے بعض اصحاب نے آپ سے یہ روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مدینہ میں پانچ وقت کی نماز قائم کرو؟ آپ نے فرمایا وہ ہمارے وہ اصحاب تھے جو مسجد میں آتے تھے مگر نماز کے وقت وہاں سے نکل جاتے تھے یہ میں نے ان کے لئے برا محسوس کیا اس لئے یہ کہا۔

(۱۱) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت ہے حماد بن عیسیٰ و فضالہ سے انہوں نے روایت کی معاویہ سے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے ساتھ میری والدہ ہیں اور ان کو درد تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ آخر میقات میں احرام باندھیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مدینہ کے لئے ذاالحلیفہ کو میقات قرار دیا ہے اور اہل مغرب کے لئے جحفہ کو پس۔ میری والدہ نے جحفہ سے احرام باندھا۔

(۱۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے حسن بن محبوب سے ان کا بیان ہے کہ ابراہیم کرخی نے مجھے بتایا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے حج مہینوں کو چھوڑ کر کسی اور مہینہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو میقات بتائے ہیں ان سب کو چھوڑ کسی اور جگہ سے حج کے لئے احرام باندھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا احرام کوئی چیز نہیں اگر وہ چاہے تو اپنے گھر واپس جائے اور اگر حج پر جانا چاہتا ہے تو جائے مگر کسی میقات پر پہنچ کر پھر وہاں سے احرام باندھے اور اس کو عمرہ قرار دے اور یہ اس کے لئے گھر واپس جانے سے بہتر ہے اس لئے کہ اس نے حج کے لئے احرام کا اعلان کر دیا ہے۔

(۱۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے نضر بن عاصم سے انہوں نے ابی بصیر سے ان کا بیان ہے کہ ایک

مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا حالت احرام میں کوئی شخص اپنی کمر سے وہ پیٹی باندھ لے جس میں اس کا خرچ وغیرہ ہے؟ آپ نے فرمایا اس کو مضبوط باندھ کر رکھے اس لئے کہ اسی خرچ پر تو حج مکمل ہو گا۔

(۱۴) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے حماد حریز سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی جس نے حالت احرام میں بھول کر اپنی زوجہ سے ہمبستری کر لی؟ آپ نے فرمایا اس پر کچھ نہیں ہے وہ ایسا ہی جیسے کوئی شخص ماہ رمضان میں بھول کر کچھ کھا لے۔

باب (۲۱۱) وہ سبب جس کی بناء پر عرفات میں هضبات کے قریب رہنا واجب ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ کے دونوں فرزندوں احمد و عبداللہ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے عبیداللہ بن علی حلبی سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم عرفات میں وقوف کرو تو هضبات کے قریب رہو اور وہ پہاڑیاں ہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اصحاب اراک کا حج ہی نہیں ہو گا یعنی وہ لوگ جو اراک کے پاس وقوف کرتے ہیں۔

باب (۲۱۲) شکار کی ممانعت کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ کے دونوں فرزند احمد عبداللہ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد سے انہوں نے حلبی سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا **یاایھاالذین امنو لیبلونکم الله بشی من الصید تناله ایدیکم ورماحکم** (اے ایمان لانے والو ضرور اللہ تعالیٰ شکار میں سے ایسی چیز سے تمہاری آزمائش کرے گا جس پر تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچیں گے) سورۃ مائدہ۔ آیت نمبر ۹۴ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ ان لوگوں کے سامنے شکار اٹھاتا ہے اور وہ ان حاجیوں کے قریب بھی ہو جاتے ہیں تاکہ اللہ ان لوگوں کا امتحان لے۔

باب (۲۱۳) وہ سبب جس کی بناء پر عورت کو حالت احرام میں سرمہ لگانا مکروہ ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ کے دونوں فرزندوں احمد عبداللہ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد سے انہوں نے حلبی سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عورت حالت احرام میں سرمہ لگائے؟ آپ نے فرمایا نہیں سرمہ نہ لگائے۔ میں نے عرض کیا صرف سیاہی ہے جس میں کوئی خوشبو نہ ہو؟ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے اس کو بھی مکروہ بتایا اس لئے کہ یہ بھی زینت ہے پھر فرمایا کہ اگر مجبور و مضطر ہو تو سرمہ لگائے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے روایت کرتے ہوئے حسین بن حسن بن ابان سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ سیاہ سرمہ حالت احرام میں نہ لگائے اس لئے کہ سیاہ سرمہ زینت ہے۔

باب (۲۱۴) وہ سبب جس کی بنا پر اگر کوئی شخص حالت احرام میں عورت کی پنڈلی یا فرج دیکھ لے اور اس کی منی خارج ہو جائے تو اس پر ایک جانور کا کفارہ دینا واجب ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے خالد بن اسماعیل سے اور انہوں نے ایک شخص سے جس نے ان سے یہ حدیث بیان کی اور اس نے ابی بصیر سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے حالت احرام میں ایک عورت کی پنڈلی یا فرج کو دیکھا اور اس کی منی خارج ہو گئی؟ آپ نے فرمایا اگر وہ دولتمند ہے تو اس پر ایک اونٹ کی اور متوسط الحال ہے تو ایک گائے اور فقیر و مفلس ہے تو ایک بکری کی قربانی واجب ہے پھر فرمایا لیکن یہ میں نے اس کی منی کی وجہ سے واجب نہیں قرار دیا ہے بلکہ اس کے اس دیکھنے کی وجہ سے جس کا دیکھنا اس کے لئے حلال نہیں تھا۔

باب (۲۱۵) وہ سبب جس کی بناء پر حج افضل ہے صوم صلوۃ سے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے صفوان سے انہوں نے سیف تمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ حج افضل ہے روزے نماز سے اس لئے کہ نماز پڑھنے والا ایک ساعت کے لئے اپنے اہل و عیال سے توجہ ہٹاتا ہے اور روزہ رکھنے والا دن ہی دن میں اپنے عیال سے توجہ ہٹاتا ہے مگر حج کرنے والا اپنے بدن کو تھکاتا ہے اپنے نفس کو کڑھاتا ہے اپنے مال کو خرچ کرتا ہے اور طویل عرصہ تک اپنے اہل و عیال سے دور رہتا ہے نہ اسے مال ملنے کی امید ہوتی ہے اور نہ تجارت کا ارادہ ہوتا ہے۔ میرے والد فرمایا کرتے کہ ایک شخص کے لئے اس سے بہتر کیا بات ہے جبکہ لوگ شمال و جنوب عرفات میں وقوف کئے ہوئے ہوں وہ اپنے اہل و عیال کو حج کے لئے لیکر آئے اور ان سب کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔

(۲) اور ان ہی اسناد کے ساتھ صفوان و فضالہ سے روایت ہے انہوں نے روایت کی قاسم بن محمد کلبی سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو حج کا تذکرہ فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ (حج) دو جہادوں میں سے ایک ہے یہ ضعفاء کا جہاد ہے اور ہم لوگ ضعفاء میں علاوہ بریں کوئی شے حج سے افضل نہیں سوائے اس نماز کے جو حج میں ادا کی جائے جہاں (یعنی حج میں) نماز بھی ہے لیکن نماز میں تو حج نہیں ہے اگر تم میں قدرت ہے تو حج کو ہرگز نہ چھوڑو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس میں تمہارے بال الجھے ہوتے ہیں۔ تمہارا جسم بدحال اور گندا رہتا ہے۔ تمہیں عورتوں کو دیکھنا منع ہوتا ہے۔ اور ہم لوگوں کو دیکھو کہ ہم لوگ یہاں ہیں۔ قریب کے رہنے والے ہیں پانی بھی ہم لوگوں سے متصل ہے مگر ہم لوگ حج کا ارادہ نہیں کرتے کہ اس میں مشقت برداشت کرنی پڑے گی۔ اور ایک تم لوگ ہو کہ دور دراز ملکوں سے آئے ہوئے ہو اور کوئی بادشاہ یا رعایا جب حج کے لئے پہنچتا ہے تو اس کو زحمت و مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے اس کے اکل شرب (کھانے پینے) میں آب و ہوا میں دھوپ میں تبدیلی آجاتی ہے اور کسی کے لئے ممکن نہیں کہ اس کو روک سکے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **و تحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس ان ربکم لرؤف رحیم** (اور سواری کے جانور تمہارے سامان کو ایسے شہروں تک اٹھا کر لے جاتے ہیں جن کاوں تک پہنچنا بغیر مشقت ممکن نہیں بیشک تمہارا رب رؤف و رحیم ہے) سورۂ نحل۔ آیت نمبر ۷

(۲۱۶) وہ سبب جس کی بناء پر احرام باندھے ہوئے شخص کو آزادی دی گئی ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے جسم پر چڑھی ہوئی اونٹوں کی چچڑی اٹھا کر پھینک دے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے حماد سے انہوں نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آپ جناب سے سوال کیا آپ کا کیا حکم ہے اگر مجھ پر اونٹ کی چچڑی یا اور کیڑے مکوڑے چڑھ جائیں تو کیا میں ان کو اتار کر پھینک دوں؟ آپ نے فرمایا ہاں بلکہ ان کے چھوٹے چھوٹوں کو بھی اس لئے کہ یہ سب بغیر کسی سہارے کے چڑھ جاتے ہیں۔

باب (۲۱۷) وہ سبب جس کی وجہ سے بعض اوقات جھگڑا، جھگڑا نہیں ہوا کرتا

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے خالد بن اسماعیل سے اور انہوں نے اس شخص سے جس نے ان سے بتایا اور اس نے ابی بصیر سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا جو حالت احرام میں ہے وہ ایک کام کرنا چاہتا ہے اور اس کا ساتھی کہتا ہے آپ خدا کی قسم یہ کام نہ کریں اور یہ کہتا ہے خدا کی قسم میں تو یہ کام کروں گا اور یہ اسے بار بار دہراتا ہے تو کیا اس پر وہ کفارہ لازم آئے گا جو جھگڑا اور جدال کرنے والوں پر لازم آتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں یہ دونوں ایک دوسرے کے اکرام کے لئے کہتے ہیں اس سے معصیت لازم نہیں آتی۔

نیز راوی نے یہ بیان کیا کہ اس سائل نے آپ سے سوال کیا کہ ایک شخص نے حالت احرام میں ایک ہرن کو تیر مارا اس کے اگلے پاؤں پر پڑا اور لنگڑانے لگا؟ آپ نے فرمایا اگر وہ ہرن جا کر چرنے لگا تو اس پر کوئی فدیہ نہیں اور اگر وہ اپنے رخ پر بھاگ گیا اور اب نہیں معلوم کہ اس کا حشر کیا ہوا تو اس شخص پر فدیہ و کفارہ واجب ہے اس لئے کہ نہیں معلوم اس کا کیا بنا۔ ہو سکتا ہے وہ مر گیا ہو۔

باب (۲۱۸) وہ سبب جس کی بناء پر ایک محرم شخص کے لئے آئینہ دیکھنا جائز نہیں ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے حماد سے انہوں نے حریز سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اگر تم حالت احرام میں ہو تو آئینہ نہ دیکھو اس لئے کہ اس کا شمار بھی زینت میں ہے۔

باب (۲۱۹) وہ سبب جس کی بناء پر احرام والی عورت کے لئے شلوار پہننا جائز ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے صفوان سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے ابی بصیر سے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے حالت احرام میں ایک عورت کی پنڈلی دیکھی تو اس کے منی خارج ہو گئی؟ آپ نے فرمایا اگر وہ دولتمند ہے تو ایک اونٹ اگر متوسط طبقہ کا ہے تو ایک گائے اور فقیر ہے تو ایک بکری

(کفارہ ادا کرے) پھر آپ نے فرمایا میں نے یہ اس لئے قرار نہیں دیا ہے کہ اس کے منی خارج ہو گئی بلکہ اس لئے قرار دیا ہے کہ اس شخص نے اس چیز کو دیکھا جس چیز کا دیکھنا اس کے لئے حلال نہیں تھا۔

(۲) اور انہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے روایت کی اور انہوں نے روایت کی فضالہ وحماد وابن ابی عمیر سے ان لوگوں نے روایت کی معاویہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ جب تم احرام کی نیت باندھ لو تو پھر ہر قسم کے جانوروں کے قتل سے پرہیز کرو سوائے سانپ، بچھو اور چوہے کے اور چوہا اس لئے کہ وہ مشک کاٹ دیتا ہے اور خیموں پر دانت چلاتا ہے اور بچھو اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک سوراخ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو ایک بچھو نے ڈنک مار دیا۔ آپ نے فرمایا تجھ پر اللہ کی لعنت تو نہ کسی نیکوکار کو چھوڑتا ہے نہ کسی بدکار کو اور سانپ تو یہ اگر تمہاری طرف بڑھے تو اس کو قتل کر دو اور اگر تمہاری طرف نہ بڑھے تو اس سے تعرض نہ کرو۔ اور کاٹ کھانے والا کتا نیز دوسرے درندے اگر تمہاری طرف بڑھیں تو ان کو قتل کر دو اور اگر وہ تمہاری طرف نہ بڑھیں تو ان سے تعرض نہ کرو اور کالا ناگ، اژدہا تو ان کو تو کسی حال میں بھی نہ چھوڑو اسے قتل کر دو اور اگر کوئی کوا تمہاری اونٹ کی پشت پر بیٹھے تو اسے تیر یا پتھر سے مار کر بھگاؤ ونیز فرمایا کہ (قراد) کیلنی اونٹ کے نہیں ہوتی (حلمہ) چچڑی اونٹ کے ہوتی ہے۔

باب (۲۲۰) وہ سبب جس کی بنا پر مسجد فضیخ کو مسجد فضیخ کہتے ہیں

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے انہوں نے مفضل بن صالح سے انہوں نے ابی بصیر لیث مرادی سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مسجد فضیخ کو مسجد فضیخ کیوں کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا فضیخ نامی ایک کھجور کا درخت تھا اس لئے مسجد کا نام بھی مسجد فضیخ ہو گیا۔

باب (۲۲۱) وہ سبب جس کی بنا پر حج کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز دیگر آئمہ کی زیارت واجب ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد سنانی رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن یحییٰ بن زکریا قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو محمد بکر بن عبداللہ بن حبیب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے تمیم بن بہلول نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے اسماعیل بن مہران سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگوں میں سے کوئی حج کرے تو اپنے حج کو ہم لوگوں کی زیارت پر ختم کرے اس لئے کہ یہی حج کی تکمیل ہے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے اور انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے عمار بن مروان سے انہوں نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ امام کی ملاقات پر حج پورا ہوتا ہے۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی وشاء سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر امام کا ایک عہد ہوتا ہے اپنے چاہنے والوں اور اپنے شیعوں کی گردن پر اور اس عہد کی وفا اور اس کی ادائیگی اس وقت پوری ہوتی ہے جب وہ

اپنے آئمہؑ کے قبور کی زیارت کریں پس جب کوئی زائر رغبت کے ساتھ اور ان کی امامت کی تصدیق کیساتھ ان کی قبروں کی زیارت کرے گا تو ان کے آئمہؑ قیامت کے دن ان کی شفاعت فرمائیں گے۔

(۴) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے عمر بن اذینہ سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان پتھروں کے پاس آئیں اور ان کا طواف کریں اس کے بعد ہمارے پاس آکر ہمیں اپنی دوستی اور محبت کی خبر دیں اور ہمارے سامنے اپنی نصرت اور امداد کو پیش کریں۔

(۵) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے معلی بن شہاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا نانا جان جو شخص آپ کی زیارت کرے اس کو کیا جزا ملے گی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے فرزند جو شخص میری زندگی میں یا میرے مرنے کے بعد کرے گا یا تمہارے باپ کی زیارت کرے گا یا تمہارے بھائی کی زیارت کرے گا یا تمہاری زیارت کرے گا تو مجھ پر فرض ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی زیارت کروں اور ان کی گناہوں سے اس کو چھٹکارہ دلاؤں۔

(۶) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین بن ابی الخطاب نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے انہوں نے صالح بن عقبہ سے انہوں نے زید شحام سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا اگر کوئی شخص آپ لوگوں میں سے کسی کی زیارت کرے تو اس کے لئے کیا ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا ایسا ہی ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔

(۷) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے عباد بن سلیمان سے انہوں نے محمد بن سلیمان دیلمی سے انہوں نے ابراہیم بن ابی حجر سلمی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مکہ حج کرنے کے لئے آئے اور مدینہ میری زیارت کو نہ آئے تو اس نے مجھ پر جفا کی اور جس نے مجھ پر جفا کی میں قیامت کے دن اس پر جفا کروں گا اور جو شخص زیارت کے لئے میرے پاس آیا تو میری شفاعت اس کے لئے لازمی ہے اور جس کے لئے میری شفاعت لازمی ہے اس کے لئے جنت بھی لازمی ہے۔

○ اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ زیارت قبر نبی کا سبب یہ ہے کہ جس شخص نے آنحضرتؐ کی زیارت نہ کی اس نے آنحضرتؐ پر جفا کی اور آئمہؑ طاہرین کی زیارت قائم مقام ہے آنحضرتؐ کی زیارت کے جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے اور ان لوگوں نے اس سلسلہ میں بتایا ہے۔

باب (۲۲۲) نوادرات (متفرقات)

عرب میں اہل کوفہ کا مقام

(۱) بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن مسرور رحمۃ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن محمد بن عامر نے روایت کرتے ہوئے

معلی بن محمد بصری سے انہوں نے بسطام بن مرہ سے انہوں نے اسحاق بن حسان سے انہوں نے ہیثم ابن واقد سے انہوں نے علی بن حسن عبدی سے انہوں نے ابی سعید خدری سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ اس مچھلی کے متعلق کیا کہتے ہیں جس کے متعلق ہمارے اہل کوفہ بھائیوں کا خیال ہے کہ وہ حرام ہے؟ تو ابو سعید خدری نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوفہ عرب کی کھوپڑی اللہ تعالیٰ کا نیزہ اور ایمان کا خزانہ ہے۔

بغیر چھلکے کی مچھلی، گدھ اور پالتو گدھے کا گوشت حرام ہے

تم ان سے حاصل کرو میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بات بتاتا ہوں کہ ایک مرتبہ آپؐ نے مکہ کے اندر ذی طویٰ میں ایک دن اور ایک رات قیام فرمایا۔ پھر وہاں سے نکلے تو میں بھی آپؐ کے ساتھ چلا۔ ہم لوگ جا رہے تھے کہ ہمارا گزر ایک طرف سے ہوا دیکھا کہ چند رفقاء بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے ہیں۔ انہوں نے ہم لوگوں کو دیکھا تو کہا یا رسول اللہ کھانا حاضر ہے آپؐ نے فرمایا اچھا مگر اپنے نبی کو بھی تو بیٹھنے کی جگہ دو چنانچہ میں اور آنحضرتؐ دو آدمیوں کے درمیان بیٹھ گئے آپ نے آدھی روٹی توڑی پھر ان کے سالن کی طرف نظر ڈالی اور پوچھا یہ سالن کس چیز کا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ بام مچھلی ہے یا رسول اللہؐ۔ یہ سن کر آپؐ نے اس میں جو توڑا تھا اسے اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ اب میں نے رسولؐ کو چھوڑا اور ان لوگوں کے پاس رہ گیا کہ دیکھوں ان لوگوں نے رسولؐ کے اس عمل سے کیا رائے قائم کی۔ چنانچہ لوگوں میں اختلاف ہوا ایک گروہ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے بام مچھلی کو حرام قرار دے دیا دوسرے گروہ نے کہا نہیں اس کو حرام نہیں کیا ہے بلکہ چھوڑ دیا ہے اگر حرام کرتے تو ہم لوگوں کو اس کے کھانے سے منع فرما دیتے یہ باتیں سن کر میں رسول اللہؐ کے پیچھے چلا اور ان سے ملحق ہو گیا پھر ہم لوگ آگے بڑھے اور دوسرے رفقائے سفر سے ملے دیکھا کہ وہ لوگ بھی کھانا کھا رہے ہیں انہوں نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو کہا یا رسول اللہ کھانا حاضر ہے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا ہمیں بھی بیٹھنے کی جگہ دو اور آپؐ دو آدمیوں کے درمیان بیٹھ گئے اور میں بھی بیٹھ گیا۔ جب آپؐ نے ایک ٹکڑا لیا اور ان کے سالن کی طرف دیکھا تو پوچھا یہ کس چیز کا سالن ہے؟ تو لوگوں نے کہا یہ گدھ کا ہے یا رسول اللہؐ یہ سن کر آپؐ نے وہ ٹکڑا ہاتھ سے پھینک دیا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابو سعید کہتے ہیں رسول اللہؐ تو چلے گئے اور میں وہیں ٹھہر گیا اور دیکھا تو وہاں بھی دو گروہ ہو گئے ایک گروہ کہتا کہ رسول اللہؐ نے گدھ کو حرام قرار دے دیا اس لئے آپؐ نے نہیں کھایا دوسرا گروہ کہتا کہ نہیں انہیں پسند نہیں تھا اس لئے چھوڑ دیا اگر حرام کرتے تو ہم لوگوں کو کھانے سے منع کرتے۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ پھر میں آنحضرتؐ کے پیچھے روانہ ہوا اور آپؐ سے ملحق ہو گیا پھر ہم لوگ اصل الصفا پہنچے وہاں دیکھا کہ وہاں آگ پر کچھ دیگچیاں چڑھی ہوئی ہیں ان لوگوں نے عرض کیا براہ کرم ہماری دیگچیوں کی تیاری تک آپ ٹھہر جائیں آپؐ نے فرمایا تمہاری دیگچیوں میں کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہماری سواری کا گدھا ہے یہ چل نہ سکا تو اسے ذبح کر کے پکا رہے ہیں۔ یہ سن کر آپؐ دیگچیوں کے قریب گئے اور اپنے پاؤں سے اس کو الٹ دیا اور تیزی سے آگے بڑھ گئے اور میں وہیں ٹھہر گیا وہاں کچھ لوگ کہنے لگے کہ رسول اللہؐ نے گدھے کا گوشت حرام قرار دے دیا اور کچھ لوگوں نے کہا کہ ہرگز ایسا نہیں ہے آپؐ نے ہماری دیگچیوں کو اس لئے الٹ دیا ہے کہ پھر آئندہ تم اپنی سواریوں کو ذبح نہ کرو۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں آنحضرتؐ کے پیچھے چلا اور آپؐ سے ملحق ہوا تو آپؐ نے فرمایا اے ابو سعید بلالؓ کو بلاؤ۔ جب بلالؓ آئے تو انہیں حکم دیا۔ اے بلال کوہ ابو قبیس پر چڑھ جاؤ اور باآواز بلند اعلان کر دو کہ رسول اللہؐ نے بام مچھلی، گدھ اور پالتو گدھے کو حرام قرار دیدیا ہے اللہ سے ڈرو اور مچھلیوں میں سے وہی مچھلی کھاؤ جس کے چھلکے پر چیونٹے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے سات سو قوموں کو محض اس لئے مسخ کر دیا کہ انہوں نے رسولوں کے بعد ان کے اوصیاء کی نافرمانی کی ان میں سے چار سو خشکی میں ہیں اور تین سو تری میں ہیں۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ **فجعلنهم احاديث ومزقنهم**

كل ممزق (ہم نے ان کو تباہ کر کے ان کے افسانے بنا دیئے اور ان کی دھجیاں اڑا کے ان کو تتر بتر کر دیا) سورہ سبا۔ آیت نمبر ۱۹۔

مومن کی موت پر زمین وآسمان کے فرشتے روتے ہیں

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن رباب سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مومن مرتا ہے تو اس کی موت پر ملائکہ روتے ہیں اور زمین کا وہ ٹکڑا روتا ہے جس پر وہ اللہ کی عبادت کرتا تھا اور آسمان کے وہ دروازے روتے ہیں جس سے اس کے اعمال داخل ہو کر اوپر جایا کرتے تھے اور اس کے مرنے سے اسلام میں ایک ایسی دراڑ پڑ جاتی ہے جو بند نہیں ہو پاتی اس لئے کہ مومنین اسلام کے ایسے قلعے ہیں جیسے کسی شہر کے گرد چہار دیواری ہوتی ہے۔

جنگ خیبر کی اہمیت

(۳) اور ان ہی اسناد کے ساتھ عباس بن معروف سے روایت ہے انہوں نے روایت کی ابن ابی عمیر سے انہوں نے عبدالرحمن بن حجاج سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خیبر کے دن سے زیادہ سخت کوئی دن نہیں گزرا اس لئے کہ سارا عرب آپ سے باغی ہو گیا تھا۔

قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں

(۴) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو الجوزاء منبہ بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے حسین بن صفوان سے انہوں نے عمر بن خالد سے انہوں نے زید بن علی سے انہوں نے اپنے آباء سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر دو مسلمان اپنی اپنی تلوار لے کر ایک دوسرے کے مقابل ہو جائیں غیر سنت پر تو قاتل و مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ پس آنحضرتؐ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ قاتل (تو ٹھیک) ہے مگر مقتول کیوں؟ تو آپؐ نے فرمایا اس نے بھی تو اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔

حفاظت خود اختیاری والا معذور ہے

(۵) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے محمد بن فضیل سے انہوں نے ابی الصباح کنانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں دو لڑکے آپس میں کھیل رہے تھے ایک نے دوسرے کو مارا اس کے اگلے دو دانت ٹوٹ گئے۔ یہ مسئلہ حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا اور مارنے والے کے لئے یہ ثابت ہو گیا کہ اس سے خود کو بچاتے ہوئے ایسا ہو گیا۔ تو آپ نے اس سے قصاص معاف کر دیا اور فرمایا خود کو بچانے والا معذور ہوتا ہے۔

مومن پر کبھی بجلی نہیں گرتی

(۶) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ روایت کرتے ہوئے ایوب بن نوح سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ مومن پر کبھی بجلی نہیں گرتی۔ تو ایک شخص

نے آپ سے کہا مگر ہم نے تو دیکھا کہ وہ مسجد حرام میں نماز پڑھ رہا تھا اور اس پر بجلی گری؟ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ حرم کے کبوتروں کو مارا کرتا تھا۔

ذکر خدا کرنے والے پر کبھی بجلی نہیں گرتی

(۷) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت ہے آپ نے فرمایا کہ بجلی مومن و کافر سب پر گرتی ہے مگر ذکر خدا کرنے والے پر نہیں گرتی۔

بارش کے پہلے پانی سے غسل

(۸) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے ہارون بن مسلم سے انہوں نے مسعدہ بن صدقہ سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمدؑ سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہما السلام سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام موسم برسات کی پہلی بارش میں کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ آپ کا سر، آپ کی داڑھی اور آپ کا لباس سب تر ہو جاتا اور ان سے کہا جاتا کہ یا امیر المومنینؑ احتیاط، احتیاط تو فرماتے کہ یہ پانی عرش کے قریب کا ہے۔ پھر آپ فرمانے لگے کہ عرش کے نیچے ایک دریا ہے جس کے پانی سے حیوانات کا رزق روئیدہ ہوتا ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے ان کے لئے اپنی مہربانی سے کچھ روئیدہ کرے تو اس کی طرف وحی کرتا ہے اور وہ اللہ کی منشاء کے مطابق ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف برستا ہے یہاں تک کہ وہ دنیا کے آسمان پر آتا ہے اور بادل اس کو لے لیتے ہیں اور یہ بادل اس کے لئے مثل چھلنی کے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ بادلوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کو پیس لے اور اس طرح پگھلا جس طرح پانی میں نمک پگھلتا ہے پھر اسے لیکر فلاں فلاں مقام پر جا اور فلاں جگہ موسلادھار برس اور فلاں جگہ محض معمولی۔ لہٰذا وہ برستا ہے جیسا کہ اس کو حکم دیا گیا ہے۔ پھر جو قطرہ بھی برستا ہے اس کے ساتھ ایک ملک بھی آتا ہے جو اس کو اس کی جگہ پر پہنچا دیتا ہے اور آسمان سے جو قطرہ بھی بارش کا نازل ہوتا ہے وہ ایک معینہ تعداد اور ایک وزن معلوم کے ساتھ نازل ہوتا ہے سوائے زمانہ نوح میں طوفان کے دن کہ اس دن غیر معینہ تعداد اور غیر معینہ وزن میں برسا۔

فرائض و مستحبات تقرب الٰہی کا سبب

(۹) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد نے روایت کرتے ہوئے علی بن ریان سے انہوں نے حسین بن محمد سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی نجران سے انہوں نے عبدالرحمن بن حماد سے انہوں نے ذریح المحاربی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اللہ تعالیٰ فریضہ کے علاوہ اور بھی کسی چیز کا مطالبہ کرتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا پھر تو میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ میں سوائے فریضہ کے اور کسی کے ساتھ اللہ کے تقرب کی کوشش نہ کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا یہ کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بدصورت خلق کیا ہے۔ نبی کریمؐ یہ سن کر ذرا رکے تو جبرئیلؑ نازل ہوئے انہوں نے کہا اے محمدؐ! تمہارا رب تم کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے فلاں بندے کو میرا سلام کہو اور اس سے کہدو کہ کیا تو اس پر خوش نہیں ہے کہ کل کے دن تیرا رب تجھے امان پانے والوں میں محشور کرے گا۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے یاد رکھا ہے؟ فرمایا ہاں۔ تو اس نے کہا پھر مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اب میں ہر اس شے کو جو اللہ کے پاس تقرب کا ذریعہ بنتی ہے میں اس کے ذریعہ اس کا تقرب حاصل کروں گا۔

تلخ و شیریں پھل

(۱۰) بیان کیا مجھ سے حمزہ بن محمد علوی نے انہوں نے کہا کہ خبر دی مجھ کو احمد بن محمد ہمدانی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے منذر بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سلیمان بن جعفر نے روایت کرتے ہوئے حضرت امام رضا علیہ السلام سے انہوں نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے روایت کرتے ہوئے اپنے پدر بزرگوار سے کہ امیر المومنین صلوات اللہ و سلامہ علیہ نے ایک مرتبہ ایک خربوزہ لیا وہ کڑوا نکلا۔ آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا دور ہو جا تیرا ناس جائے۔ تو آپ سے کہا گیا یا امیر المومنین اس خربوزہ کا کیا قصور؟ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کی مودت کا عہد ہر جاندار اور ہر نباتات سے لیا جس نے اس عہد کو قبول کیا وہ شیریں و لذیذ ہو گیا اور جس نے قبول نہیں کیا وہ نمکین اور سخت کڑوا ہو گیا۔

دوا اور پرہیز

(۱۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے حسین بن حسن بن ابان سے انہوں نے محمد بن اورمہ سے انہوں نے حسن بن سعید سے انہوں نے محمد بن اسحاق سے انہوں نے محمد بن فیض سے انہوں نے کہا کہ میں نے آپ جناب سے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو معالج اس کو پرہیز کا حکم دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں لیکن ہم اہلبیت سوائے کھجور کے اور کسی چیز سے پرہیز نہیں کرتے اور سیب اور ٹھنڈے پانی سے اس کا علاج کر لیتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے پوچھا آپ لوگ کھجور سے کیوں پرہیز کرتے ہیں؟ فرمایا اس لئے کہ حضرت علی علیہ السلام بیمار ہوتے تھے تو نبی کریمؐ نے ان کو کھجور سے پر[ہیز] کرایا تھا۔

قدر نعمت قبل زوال

(۱۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے جد حسن بن راشد سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے بیان کیا روایت کرتے ہوئے میرے جد نامدار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نعمتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو قبل اس کے کہ وہ تم سے جدا ہو جائے اس لئے کہ یہ زائل ہونے وال[ی] ہے اور صاحب نعمت نے اس کے ساتھ جو سلوک کیا وہ اس کی گواہی دے گی۔

حکم امام کی ادائیگی

(۱۳) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان کسی ایسے شخص کے ساتھ جہاد پر جاتا ہے جو حکم خدا پر ایمان نہیں رکھتا اور جو کچھ اسے مال غنیمت ملتا ہے اس کو اس امر میں خرچ نہیں کرتا جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا [illegible] اگر وہ اس میں مر گیا تو وہ ہمارے حق کو ضبط کرنے میں اور ہم لوگوں کے خون سے ہانڈی پکانے میں ہمارے دشمن کا معین و مددگار ہو گا اور و[ہ] جاہلیت کی موت مرے گا۔

بچے کا نام قبل ولادت رکھو

(۱۴) ان ہی اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بچے کی پیدائش سے پہلے اس کا نام رکھدو اگر تمہیں نہیں معلوم کہ وہ لڑکا ہو گا یا لڑکی تو ایسا نام رکھدو جو لڑکے اور لڑکی دونوں کا ہو سکے۔ پس اگر ساقط حمل ہو گیا تو وہ بچہ قیامت کے دن تم سے ملے گا اور وہ ساقط شدہ بچہ اپنے باپ سے کہے گا کہ آپ نے میرا نام کیوں نہیں رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو حضرت محسن کی پیدائش سے پہلے ان کا نام رکھ دیا تھا۔

نیز فرمایا کہ کھڑے ہو کر پانی پینے سے گریز کرو اس لئے کہ اس سے ایسا مرض پیدا ہو جائے گا کہ جس سے اللہ ہی اچھا کرے تو اچھا ہو۔

○ مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس سے مراد رات کا وقت ہے اور دن میں تو جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ رگوں میں دوران خون کو تیز کرتا ہے اور بدن کو قوت دیتا ہے اور تم میں سے جب کوئی سونے کا ارادہ کرے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے رخسار کے نیچے رکھ لے اس لئے کہ اسے نہیں معلوم کہ وہ خواب سے بیدار بھی ہو گا یا نہیں۔

ایک دوسرے کا بوجھ بٹانا

(۱۵) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے روایت کرتے ہوئے اور انہوں نے روایت کی احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے علی بن محمد بن محمد قاشانی سے انہوں نے ابراہیم بن محمد ثقفی سے انہوں نے علی بن معلی سے انہوں نے ابراہیم بن الخطاب بن الفراء سے انہوں نے اس روایت کو مرفوع کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ دیواروں کے نچلے حصوں نے اپنے اوپر کے حصوں کے بوجھ کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ تم میں سے بعض بعض کا بوجھ اٹھاتا ہے۔

نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر اتفاقیہ تم لوگوں میں سے کسی کے منھ سے کوئی احمقانہ کلمہ نکل جائے اور اسے ڈر ہو کہ وہ اس کے لئے نقصان دہ ہے تو فوراً اس کے بعد تم ایسا جملہ کہدو جس سے تمہارا تحفظ ہو جائے اور پچھلی بات بھول جائے۔

اللہ مومن و کافر دونوں کو اسباب اس کے فراہم کر دیتا ہے

(۱۶) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن رئاب سے انہوں نے محمد بن قیس سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ آسمان سے دو ملک نازل ہوئے اور دونوں نے ہوا کے اندر آپس میں ملاقات کی تو ایک نے دوسرے سے پوچھا تم کس لئے نازل ہوئے ہو اس نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے عزآیل کی طرف بھیجا ہے تاکہ وہاں کچھ مچھلیاں جمع کردوں اور وہ اس کا شکار کر کے اس تک پہنچائے اور اس طرح اللہ تعالیٰ اس کافر کی تمنا اور خواہش پوری کرے۔ اب تم بتا سکتے ہو تم کس کام کے لئے بھیجے گئے ہو؟ دوسرے ملک نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے تم سے بھی زیادہ تعجب خیز کام کے لئے بھیجا ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے بندہ مومن کے لئے بھیجا ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور راتوں کو کھڑے ہو کر عبادت کرتا ہے اور اس کی دعائیں اور اس کے روزے آسمان میں شہرت رکھتے ہیں اور اس لئے بھیجا تاکہ میں اس ہانڈی کو الٹ دوں جس میں اس نے اپنا افطار پکایا ہے تاکہ اس مومن کے ایمان کا حد درجہ کا امتحان ہو جائے۔

بے سود علاج چھوڑ دو

(۱۷) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے بکر بن صالح

جعفری سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اطباء کے معالجہ کو دفع کرو اس سے تمہارے امراض دفع نہیں ہوتے اس لئے کہ یہ ایک ایسی بنیاد ہے کہ جس کا قلیل بھی کثیر کی طرف کھینچ لیجاتا ہے۔

ہر وہ عمل جو غیر اللہ کے لئے ہو بیکار ہے

(۱۸) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے عمرکی سے انہوں نے علی بن جعفر سے انہوں نے اپنے بھائی حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کچھ لوگوں کو جہنم کی طرف جانے کا حکم دیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ جہنم کے داروغہ مالک سے کہے گا کہ جہنم سے کہدو کہ ان کے پاؤں نہ جلائے اس لئے کہ اسی پاؤں سے یہ لوگ مسجدوں کو جایا کرتے تھے اور ان کے چہرے نہ جلائے اس لئے کہ یہ لوگ وضو کیا کرتے تھے ان کے ہاتھ نہ جلائے اس لئے کہ یہ لوگ دعا کے لئے بلند کیا کرتے تھے ان کی زبان نہ جلائے اس لئے کہ اسی زبان سے یہ لوگ تلاوت قرآن کیا کرتے تھے تو مالک جہنم ان سے پوچھے گا اے بدبختو تم لوگوں کا معاملہ کیا تھا تو وہ لوگ کہیں گے کہ یہ سب کام ہم غیر خدا کے لئے کرتے تھے ان سے کہا جائے گا کہ اب اپنا ثواب بھی اسی سے لو جس کے لئے یہ عمل کیا کرتے تھے۔

اپنے نفس کو دیکھو دوسرے کی عیب جوئی نہ کرو

(۱۹) بیان کیا مجھ سے حسن بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے روایت کرتے ہوئے محمد بن ہیثم سے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ان سے کہا گیا کہ لوگوں کی مذمت نہ کرنا تو انہوں نے کہا میں اپنے نفس ہی کو کب اچھا سمجھتا ہوں اور اس کی برائی کرنے سے مجھے کب فرصت ہے کہ دوسرے کی برائی کروں گا۔ لوگ دوسروں کی برائی کر کے اللہ تعالیٰ کا گناہ کرتے ہیں اور انہیں خود اپنی برائیوں کی فکر نہیں۔

کل قیامت کے لئے آج ہی عمل کر لو

(۲۰) ان ہی اسناد کے ساتھ محمد بن احمد سے روایت ہے انہوں نے روایت کی محمد بن عبدالحمید سے انہوں نے ابراہیم بن مہزم سے روایت کی ہے وہب بن منبہ کے عہد میں ایک پتھر برآمد ہوا جس پر غیر عربی زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ لہٰذا کسی ایسے شخص کی تلاش تھی جو پڑھ سکے۔ چنانچہ ابن منبہ کو لایا گیا وہ بہت سی کتابوں کا مصنف تھا اس نے آکر پڑھا جس میں یہ مرقوم تھا۔ اے ابن آدم اگر تو دیکھ لے کہ تیری اجل کا وقت کتنا کم رکھا گیا ہے تو پھر تو اپنی تمام امیدوں اور تمناؤں کو چھوڑ دے اور تیری حرص و طمع کم ہو جائے گی اور تجھے خواہش کے زیادہ سے زیادہ عمل کر لو تو آج تو تمہیں وہ مہلت ہے کہ اس کے بعد تم نہ اپنے اہل کی طرف واپس آؤ گے اور نہ اپنے عمل میں اضافہ کر سکو گے لہٰذا کل قیامت کے دن کے لئے عمل کر لو۔ قبل اس کے کہ تم کو ندامت اور حسرت کا سامنا کرنا پڑے۔

حب دنیا اور ایک قریہ پر عذاب

(۲۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن عمرو سے انہوں نے صالح بن سعید سے انہوں نے اپنے بھائی سہل حلوانی سے انہوں نے حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت عیسیٰؑ اپنی سیاحت میں مشغول تھے تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ ایک عذاب سے ہلاک ہوئے اگر عذاب کے علاوہ کسی اور وجہ سے مرے ہوتے تو اپنی مدافعت کئے ہوتے۔ حضرت عیسیٰؑ کے اصحاب نے کہا کہ ہمیں ان کا حال معلوم کرنا چاہئیے لہٰذا عرض کیا یا روح اللہ آپ

انہیں آواز دیں حضرت عیسیٰؑ نے آواز دی کہ اے اس قریہ کے رہنے والو۔ تو ان میں سے ایک نے جواب دیا لبیک یا روح اللہ آپ نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے اور تمہارا کیا قصہ ہے اس نے جواب دیا ہم لوگ صبح تک تو خیر و عافیت سے تھے مگر رات حاویہ (جہنم) میں بسر ہوئی پوچھا حاویہ کیا ہے؟ اس نے کہا ایک آگ کا سمندر ہے جس میں آگ کے بڑے بڑے پہاڑ ہیں آپ نے فرمایا جس حال میں تم نظر آرہے ہو اس حال تک تم کو کس نے پہنچایا؟ اس نے کہا دنیا کی محبت اور طاغوت کی عبادت نے آپ نے پوچھا تم لوگوں کو دنیا کی محبت کس حد تک تھی؟ اس نے جواب دیا اتنی محبت جو ایک بچے کو اپنی ماں سے ہوتی ہے ان سے قریب آئے خوش ہو جاتا ہے اور چھوڑ کر ذرا دور ہو تو رونے اور چلانے لگتا ہے۔ آپ نے پوچھا ان سب میں صرف تم نے میری آواز پر لبیک کیسے کہا؟ اس نے کہا یہ لوگ بول ہی نہیں سکتے ان کے منہ میں آگ کی لگام لگی ہوئی ہے میں ان لوگوں کے ساتھ رہتا تھا مگر ان لوگوں جیسا نہ تھا چنانچہ جب عذاب آیا تو ان لوگوں کے ساتھ میں بھی لپیٹ میں آگیا اور وہ اس طرح کہ میں ایک درخت سے لٹکا دیا گیا اور ہر وقت یہی خوف لگا رہتا کہ کہیں میں اس آگ میں گر کر کباب نہ بن جاؤں۔ حضرت عیسیٰؑ اپنے اصحاب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا سنو دین کی سلامتی کے ساتھ جو کی روٹی کھانا اور کسی مزبلہ (گوڑی) پر سو رہنا حد سے زیادہ بہتر ہے۔

مومن، علوی، ہاشمی، قریشی، عجمی، عربی، نبطی، مہاجر، انصاری سب کچھ ہوتا ہے

(۲۲) بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن علی سکونی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ذکریا جوہری سے روایت کرتے ہوئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا مومن علوی ہوتا ہے اس لئے کہ وہ معرفت میں بلند ہے۔ ہاشمی بھی ہوتا ہے اس لئے کہ وہ ضلالت و گمراہی کو چور چور کر دیتا ہے۔ وہ قریشی بھی ہوتا ہے اس لئے کہ اس نے اس شے کا اقرار کیا ہے جو ہم لوگوں سے ماخوذ ہے۔ مومن عجمی بھی ہوتا ہے اس لئے کہ اس پر شر کے دروازے کھولے جاتے ہیں وہ عربی بھی ہوتا ہے اس لئے کہ اس کا نبی عربی ہے اور اس کی وہ کتاب جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئی وہ زبان عربی میں ہے۔ مومن نبطی بھی ہوتا ہے اس لئے کہ وہ علم کا استنباط کرتا ہے مومن مہاجر ہوتا ہے اس لئے کہ اس نے برائیوں سے ہجرت اختیار کی۔ مومن انصاری ہوتا ہے اس لئے کہ اس نے اللہ کے رسولؐ اور اہلبیت رسولؐ کی نصرت کرتا ہے مومن مجاہد ہوتا ہے اس لئے کہ وہ باطل کے عہد حکومت میں اپنے تقیہ کے ذریعہ اور حق کے عہد حکومت میں اپنی تلوار کے ذریعہ دشمنان خدا کے ساتھ ساتھ جہاد کرتا ہے۔

حضرت علیؑ سے احمد ابن حنبل کی عداوت کا سبب

(۲۳) بیان کیا مجھ سے ابو سعید محمد بن فضل بن محمد بن اسحاق مذکر نیشاپوری نے نیشاپور میں انہوں نے کہا کہ میں نے عبدالرحمن بن محمد بن محمود کو بیان کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے ابراہیم بن محمد ابن سفیان کو بیان کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ احمد ابن حنبل کو حضرت علیؑ سے عداوت تھی اس لئے کہ آپ نے اس کے جد ذاالثدیہ کو جنگ نہروان میں قتل کیا جو خوارج کا سردار تھا۔

بیان کیا مجھ سے ابو سعید نے کہ اس نے یہ حکایت بعنیہ ابراہیم بن محمد بن سفیان سے سنی۔

علیؑ سے تھوڑا بغض رکھنا جرم نہیں

(۲۴) بیان کیا مجھ سے ابو سعید محمد بن الفضل نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبدالرحمن بن محمد بن محمود نے کہ میں نے قاضی ہرات محمد بن احمد بن یعقوب جوزجانی سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے محمد بن خورک ہروی سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے علی بن خشرم سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں ایک مرتبہ احمد بن حنبل کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ درمیان میں حضرت علیؑ کا ذکر آگیا تو انہوں نے کہا کوئی شخص

جب تک علیؑ کا تھوڑا سا بغض رکھتا ہے مجرم و گنہگار نہیں ہو سکتا۔ علی بن خشرم کا بیان ہے کہ میں نے کہا کہ جو شخص علیؑ کی زیادہ محبت رکھے وہ مجرم و گنہگار نہیں ہو سکتا۔ تو ایک دوسری روایت میں ہے کہ علی بن خشرم نے کہا کہ میرے اس کہنے پر لوگوں نے مجھے مارا اور مجلس سے باہر نکال دیا۔

دشمن علیؑ کی اصل نسل یہودی ہوگی

(۲۵) بیان کیا مجھ سے حسین بن یحییٰ بجلی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے روایت کرتے ہوئے ابن عوانہ سے انہوں نے عطا بن سایب سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابن عبادہ بن صامت سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے اور انہوں نے روایت کی میرے جد سے کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر انصار میں سے کسی کو دیکھو کہ وہ علیؑ سے بغض رکھتا ہے تو سمجھ لو کہ اس کی اصل نسل یہودی ہے۔

نماز وتر

(۲۶) بیان کیا مجھ سے علی بن عبداللہ وراق اور علی بن محمد بن حسن المعروف بہ ابن مقبرہ قزوینی نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حکم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے بشر بن غیاث نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو یوسف نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابن ابی لیلی نے روایت کرتے ہوئے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز شب دو دو رکعت مگر جب اس کا خوف ہو کہ صبح ہو رہی ہے تو وتر کی ایک رکعت پڑھو اللہ تعالیٰ وتر کی ایک رکعت کو پسند کرتا ہے اس لئے کہ وہ بھی ایک ہے۔

علماء کی لغزشوں کی معافی

(۲۷) بیان کیا مجھ سے ابوالحسن طاہر بن محمد یونس فقیہہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عثمان ہروی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو حامد احمد بن تمیم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عبیدہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حمیدہ رازی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن یزید سے انہوں نے ابی دردا سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن علماء کو جمع کرے گا اور ان سے کہے گا کہ میں نے اپنا نور اور اپنی حکمت تمہارے سینوں میں اس لئے تو رکھا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ تم لوگوں کے ساتھ دنیا اور آخرت دونوں میں بھلائی کرو لہذا جاؤ وہ تمام لغزشیں جو تم سے سرزد ہوئی ہیں میں نے ان کو معاف کیا۔

ہر ایک شخص کی چار خواہشیں ہوتی ہیں

(۲۸) بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن قطان نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے حسن بن علی سکری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ذکریا جوہری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن عمارہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ بن محمد علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اس دنیا فانی کے اندر لوگوں کی خواہش چار ہی چیزوں کی ہوتی ہے غنی ہونا، آرام، کم سے کم فم و فکر اور عزت۔ تو غنی و بے نیازی قناعت میں موجود ہے اگر کوئی شخص کثرت مال سے غنی ہونا چاہے تو ممکن نہیں اور آرام و تن آسانی اپنے محل کو ہلکا

رکھنے میں اگر کوئی اپنے محل کو بھاری رکھنے میں آرام و راحت کو تن آسانی چاہے تو یہ ممکن نہیں اور کم سے کم غم و فکر مشاغل کے کم رکھنے میں ہے اور کوئی اس کو کثرت مشاغل میں چاہے گا تو یہ ممکن نہیں اور عزت تو اپنے خالق کی خدمت و اطاعت میں ہے اگر کوئی مخلوق کی خدمت و اطاعت میں عزت چاہے گا تو اس کو نصیب نہ ہوگی۔

علیؑ وصی رسولؐ ہیں

(۲۹) بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے منصور بن عبداللہ بن ابراہیم اصبہانی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن عبداللہ اسکندرانی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عثمان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی القاسم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عباد بن یعقوب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ہاشم نے روایت کرتے ہوئے ناصح بن عبداللہ سے انہوں نے سماک بن حرب سے انہوں نے ابی سعید خدری سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ کیا ہر نبی کا وصی ہوتا ہے آپ کا وصی کون ہے؟ اس سوال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے دوسرے دن آنحضرتؐ نے مجھے دور سے دیکھا تو آواز دی یا سلمان میں نے کہا لبیک اور دوڑتا ہوا آنحضرتؐ کے پاس پہنچا تو آپؐ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت موسیٰ کا وصی کون تھا؟ میں نے عرض کیا یوشع بن نون تھا۔ آپؐ نے فرمایا یہ اس لئے کہ اس زمانے میں وہ سب سے بہتر اور سب سے زیادہ صاحب علم تھے پھر فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اس عہد میں علیؑ سب سے بہتر اور سب سے افضل ہیں وہی میرے ولی عہد، میرے وصی اور میرے وارث ہیں۔

حضرت فاطمہ بنت اسد کے دفن کا اہتمام آنحضرتؐ نے خود کیا

(۳۰) بیان کیا مجھ سے حسن بن محمد بن یحییٰ علوی رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے جد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے بکر بن عبدالوہاب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے ان کے جد سے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم مہاجرہ تھیں اسلام لا چکی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقابل حمام ابی قطیفہ روحاء میں ان کو خود دفن کیا ان کو اپنی قمیض کا کفن دیا ان کی قبر میں اترے ان کی لحد میں لیٹے تو لوگوں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار میری صغیر سنی میں ہی مرگئے تھے تو انہوں نے اور ان کے شوہر نے مجھے اپنی پرورش میں لے لیا یہ دونوں ہر طرح مجھے وسعت و کشادگی دیتے اور اپنی اولاد پر ہر معاملہ میں مجھے ترجیح دیتے تھے اس لئے میں نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو قبر میں وسعت اور کشادگی عطا فرمائے۔

حضرت فاطمہ بنت اسد کی تجہیز و تکفین

(۳۱) بیان کیا مجھ سے حسن بن محمد بن یحییٰ علوی رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے جد نے روایت کرتے ہوئے یعقوب سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابن ابی عمیر نے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وصیت کی اور آپؐ نے ان کی وصیت قبول فرمائی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ میرا ارادہ ہے کہ اپنی اس کنیز کو آزاد کروں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جو بھی نیکی آپ کریں گی اس کی جزا آپ کو ملے گی۔ پس جب انہوں نے انتقال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قمیض اتار کر کہا کہ میری اس قمیض کا انہیں کفن دو (جب لحد تیار ہوگئی) آپؐ ان کی لحد میں لیٹے پھر فرمایا کہ میری قمیض سے ان معظمہ کو قیامت کے دن امان ملے گی اور ان کی لحد میں میرے لیٹنے سے

اللہ تعالیٰ ان کی لحد میں کشادگی عطا کرے گا۔

یزید بن سلام کے سوالات

(۳۲) بیان کیا مجھ سے حسین بن یحییٰ بن ضریس بجلی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو جعفر عمارہ سکونی سریانی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابراہیم بن عاصم نے قزوین میں انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن ہارون کرخی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو جعفر احمد بن عبداللہ بن یزید بن سلام بن عبداللہ مولی رسول اللہؐ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابی عبداللہ بن یزید نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے یزید بن سلام نے ان کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ فرقان کا نام فرقان کیوں رکھا گیا؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ یہ متفرق آیتوں اور سورتوں میں جستہ جستہ نازل ہوا کسی لوح وغیرہ پر لکھا ہوا نازل نہیں ہوا جیسے صحف انبیاء و توریت و زبور و انجیل کہ یہ سب پورے کے پورے الواح اور اوراق پر تحریر شدہ ہوئے۔

○ سائل نے دریافت کیا کہ یہ چاند اور سورج دونوں روشنی اور نور میں برابر کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو پیدا کیا تو دونوں اس کے اطاعت گذار رہے انہوں نے ذرہ برابر نافرمانی نہیں کی تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ چاند کی روشنی کو مٹا دو انہوں نے اس کو مٹا دیا چنانچہ چاند میں اس مٹانے کا نشان کالی کالی لکیروں کی شکل میں نظر آتا ہے اور اگر چاند کو اپنی اصلی حالت پر چھوڑ دیتا اور نہ مٹاتا تو رات کو دن سے فرق کرنا اور دن کو رات سے ممتاز کرنا ممکن نہ ہوتا اور کوئی یہ معلوم نہ ہوتا کہ کب سے کب تک روزہ رکھے اور لوگوں کو سال کی گنتی نہ معلوم ہوتی چنانچہ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **وجعلنا الليل والنهار ايتين فمحونا اية الليل وجعلنا اية النهار مبصرة لتبتغوا فضلا من ربكم ولتعلموا عدد السنين والحساب** (اور ہم نے رات اور دن کو اپنی قدرت کی دو نشانیاں قرار دیا پھر ہم نے رات کی نشانی چاند کو مٹا کر دھندلا بنایا اور دن کی نشانی سورج کو روشن رکھا تاکہ سب چیزیں دکھائی دیں اور تم لوگ اپنے پروردگار کا فضل (معاش) ڈھونڈتے پھرو تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب کو جان لو) سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت نمبر ۱۲ یزید بن سلام راوی نے کہا اے محمد آپ نے سچ فرمایا۔

○ سائل نے پھر پوچھا یہ بتائیے کہ لیل کو لیل کیوں کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ اس میں مرد عورتوں سے نزدیکی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رات کو ان کے لئے پردہ اور لباس بنایا ہے چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے کہ **وجعلنا الليل لباسا وجعلنا النهار معاشا** (ہم نے رات کو لباس اور دن کو معاش بنایا) سورۃ نبا۔ آیت نمبر ۱۰/۱۱ سائل نے کہا اے محمد آپ نے سچ فرمایا۔

○ سائل نے پھر پوچھا کہ ستارے کیوں کچھ چھوٹے اور کچھ بڑے نظر آتے ہیں حالانکہ مقدار میں سب برابر ہیں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ ان ستاروں اور آسمان دنیا کے درمیان ایک سمندر ہے ہوا ان کی امواج کو تھپیڑے دیتی ہے اس لئے ستارے چھوٹے بڑے نظر آتے ہیں حالانکہ تمام ستاروں کی مقدار برابر ہے۔

○ سائل نے پوچھا یہ بتائیں کہ دنیا کو دنیا کیوں کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا دنیا دنی ہے یہ آخرت کے بعد پیدا ہوئی اگر یہ آخرت کے ساتھ پیدا ہوتی تو جس طرح اہل آخرت کو فنا نہیں اسی طرح اہل دنیا بھی فنا نہیں ہوتے۔

○ سائل نے پوچھا بتائیں کہ قیامت کو قیامت کیوں کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ اس میں ساری مخلوق حساب و کتاب کے لئے کھڑی ہوگی۔

○ سائل نے پوچھا آخرت کو آخرت کیوں کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ یہ متاخر ہے دنیا کے بعد آئے گی وہ اتنی بلند مرتبہ ہے کہ ناقابل بیان ہے اس کے ایام شمار نہیں کئے جا سکتے۔ اس کے ساکنین فنا نہیں ہو سکتے۔ اس نے کہا اے محمد آپ نے سچ فرمایا۔

سائل نے پوچھا اچھا یہ بتائیں کہ پہلا دن کون سا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خلق فرمایا یوم احد (یکشنبہ) پوچھا اس کا نام احد کیوں ہوا؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ یہ واحد محدود ہے۔ پوچھا اور اثنین (دوشنبہ) فرمایا اس لئے کہ یہ دنیا کا دوسرا دن ہے پوچھا اور ثلاثاء فرمایا اس لئے کہ یہ دنیا کا تیسرا دن ہے۔ پوچھا اور اربعاء؟ فرمایا اس لئے کہ یہ دنیا کا چوتھا دن ہے پوچھا اور خمیس؟ فرمایا اس لئے کہ یہ دنیا کا پانچواں دن ہے۔ پوچھا اور جمعہ؟ اس دن سب لوگ جمع کئے جائیں گے یہی یوم مشہود ہے اور وہی شاہد و مشہود سے مراد ہے۔ پوچھا اور سبت؟ فرمایا کہ یہ یوم مسبوت (کام نہ کرنے کا دن) ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ولقد خلقنا السموات والارض وما بينهما فى ستة ايام** (بیشک میں نے آسمان و زمین اور دونوں کے درمیان جتنی چیزیں ہیں ان سب کو چھ دن میں پیدا کیا) سورۃ ق۔ آیت نمبر ۳۸ تو یوم احد سے لیکر جمعہ تک چھ دن ہوئے اور سبت کا دن معطل ہے سائل نے کہا اے محمد آپ نے سچ فرمایا۔ اچھا یہ بتائیں کہ آدم کا نام آدم کیوں رکھا گیا؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ یہ

زمین کی جلد و سطح کی مٹی سے پیدا ہوئے۔ پوچھا آدمؑ صرف ایک طرح کی مٹی سے پیدا ہوئے؟ فرمایا نہیں ہر طرح کی مٹی سے پیدا ہوئے اگر ایک طرح کی مٹی سے پیدا ہوتے تو سارے انسان ایک ہی شکل کے ہوتے اور ایک کا دوسرے سے امتیاز ناممکن نہیں ہوتا۔ سائل نے پوچھا اس کی دنیا میں کوئی مثال ہے؟ فرمایا تم مٹی کو دیکھ لو کہ اس میں سفید بھی ہے، سبز بھی ہے گہرا سرخ بھی ہے، لجھاری رنگ بھی ہے، سرخ رنگ بھی ہے نیلا رنگ بھی ہے یہ مٹی شیریں بھی ہے، نمکین بھی ہے، سخت بھی ہے، نرم بھی ہے اس میں ہلکا سرخ رنگ بھی ہے اسی بناء پر لوگوں میں سے کچھ نرم ہیں کچھ سخت ہیں کسی کا رنگ سفید ہے، کسی کا زرد ہے کسی کا سرخ ہے کسی کا ہلکا سرخ ہے کسی کا سیاہ ہے مختلف رنگ کی مٹی کی وجہ سے۔ سائل نے کہا اچھا یہ بتائیں کہ حضرت آدمؑ حوا کے لئے پیدا ہوئے یا حوا، حضرت آدمؑ پیدا ہوئیں۔ فرمایا نہیں بلکہ حوا، آدم کے لئے پیدا ہوئیں۔ اگر آدمؑ حوا کے لئے پیدا ہوتے تو طلاق کا اختیار عورت کو ہوتا مرد کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ پوچھا تو پھر حوا، کچھ مٹی سے پیدا ہوئیں یا ان کی کل مٹی سے؟ آپ نے فرمایا وہ بعض مٹی سے پیدا ہوئیں باطنی طینت سے؟ فرمایا وہ باطن طینت سے اور اگر ظاہر سے پیدا ہوتیں تو جس طرح مرد بے پردہ رہتے ہیں اسی طرح عورتیں بھی بے پردہ ہوتیں اور اسی بناء پر عورتوں کے لئے پردہ ہے۔ سائل نے پوچھا پھر حوا، ان کے دائیں پہلو سے پیدا ہوئیں یا بائیں پہلو کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا بائیں پہلو کی طرف سے اگر داہنے پہلو کی طرف سے پیدا ہوتیں تو میراث میں عورت کا حصہ بھی مرد کے برابر ہوتا اسی لئے عورت کا ایک حصہ ہے اور مرد کا دو حصہ اور دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے۔ سائل نے دریافت کیا وہ پھر کہاں سے پیدا ہوئیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ بائیں پہلو کی بچی ہوئی مٹی سے پیدا ہوئیں۔ سائل نے کہا اے محمد آپ نے سچ فرمایا۔ اب یہ بتائیں کہ وادی مقدس کو مقدس کیوں کہتے ہیں؟ فرمایا اس لئے کہ اس میں روحیں پاک اور مقدس ہوئیں اس میں ملائکہ منتخب ہوئے اور حضرت موسیٰ سے اس میں اللہ تعالیٰ نے کلام کیا جیسا کلام کرنے کا حق ہے۔ سائل نے پوچھا کہ جنت کا نام جنت کیوں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ وہ چنی ہوئی منتخب کی ہوئی پاک صاف اور اللہ کی پسند کی ہوئی ہے۔

ذوالقرنین کا سفر

(۳۳) بیان کیا مجھ سے ابو الحسن محمد بن ہارون زنجانی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے معاذ بن مثنی عنبری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن اسماء نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جویریہ بن سفیان نے روایت کرتے ہوئے منصور سے انہوں نے ابی وائل سے انہوں نے وہب سے ان کا بیان ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی ایک کتاب میں دیکھا کہ حضرت ذوالقرنین جب بند کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اپنے رخ پر چلے اور جس اثناء میں وہ اپنی فوج کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ ان کا گذر ایک شیخ (بزرگ) کی طرف سے ہوا وہ نماز میں مشغول تھا۔ ذوالقرنین نے انہیں دیکھا تو اپنی فوج کے ساتھ وہیں کھڑا ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ذوالقرنین نے ان سے کہا یہ فوج آپ کے سامنے ہے اسے دیکھ کر آپ کو خوف نہیں آیا۔ شیخ نے جواب دیا میں اس ذات سے محو گفتگو تھا جو فوج میں، تجھ سے زیادہ سلطنت میں، تجھ سے

زیادہ عظیم اور قوت میں، تجھ سے زیادہ بڑا ہے۔ اگر میں تیری طرف رخ کرتا تو اس کی بارگاہ سے اپنی حاجت کو نہ پاتا۔ ذوالقرنین نے کہا کہ کیا آپ میرے ساتھ چل سکتے ہیں دل و جان سے آپ کی خدمت کروں گا اور بعض امور میں آپ سے مدد لوں گا۔ اس شیخ نے کہا ہاں اگر تم چار چیزوں کے ضامن ہونے کے لئے تیار ہو تو میں بھی تیار ہوں۔ ایسی نعمت جو کبھی زائل نہ ہو۔ ایسی صحت جس میں کبھی بیماری نہ آئے ایسی جوانی جس کے بعد بڑھاپا نہ آئے اور ایسی زندگی جس میں موت نہ آئے۔ ذوالقرنین نے کہا بھلا کون مخلوق اس پر قادر ہو سکتی ہے؟ شیخ نے کہا مگر میں اس ہستی کے ساتھ ہوں جو سب پر قادر ہے اور میرا اور تمہارا دونوں کا مالک ہے پھر ذوالقرنین کا گذر ایک مرد عالم کی طرف سے ہوا تو اس عالم نے ان سے پوچھا بتلایئے کہ وہ دو چیزیں کون سی ہیں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا وہ اپنی جگہ پر قائم ہیں؟ وہ دو چیزیں کون سی ہیں کہ جب سے پیدا ہوئیں جاری ہیں؟ وہ دو چیزیں کون سی ہیں کہ جب سے پیدا ہوئیں آپس میں مختلف ہیں؟ وہ دو چیزیں کون سی ہیں کہ جب سے پیدا ہوئیں آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں؟ ذوالقرنین نے جواب دیا وہ دو چیزیں جو جب سے پیدا ہوئیں اپنی جگہ پر قائم ہیں وہ آسمان اور زمین ہیں۔ وہ دو چیزیں کہ جب سے پیدا ہوئیں جاری ہیں وہ شمس و قمر ہیں۔ وہ دو چیزیں کہ جب سے پیدا ہوئی آپس میں مختلف ہیں وہ دن اور رات ہیں۔ وہ دونوں چیزیں کہ جب سے پیدا ہوئیں وہ ایک دوسرے کی ضد اور نقیض ہیں وہ موت و حیات ہیں۔ اس نے عالم سے کہا جاؤ تم بھی عالم معلوم ہوتے ہو۔ چنانچہ ذوالقرنین وہاں سے روانہ ہوئے اور شہروں میں چلے جا رہے تھے کہ دیکھا کہ ایک بزرگ بہت سے مردوں کی کھوپڑیاں الٹ پلٹ کر دیکھ رہے ہیں تو انہوں نے پوچھا جناب شیخ آپ ان کھوپڑیوں کو الٹ پلٹ کر کیوں دیکھ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ ان میں شریف کون ہیں رذیل کون ہے، دولتمند کون ہے فقیر کون ہے، مگر ابھی تک پہچان نہ سکا حالانکہ بیس سال سے الٹ پلٹ کر دیکھ رہا ہوں۔ یہ سن کر ذوالقرنین نے انہیں چھوڑا آگے بڑھے اور کہا آپ کی اس سے مراد میرے سوا کوئی اور نہیں ہے ابھی وہ چلے ہی جا رہے تھے کہ آپ ایک ایسے گروہ تک پہنچ جو قوم موسیٰ میں سے تھا اور وہ لوگ وہ تھے جو حق کے ساتھ ہدایت بھی کرتے اور اسی کے ساتھ عدل و انصاف بھی کرتے تھے۔ ذوالقرنین نے جب انہیں دیکھا تو بولے اے قوم مجھے بتاؤ تم لوگ کون ہو؟ میں ساری روئے زمین پر اس کے مشرق و مغرب و خشکی و تری۔ میدان و پہاڑ اور اجالے اندھیرے میں پھرتا رہا مگر تم جیسے لوگ نہیں ملے تھے یہ بتاؤ تمہارے مردوں کی قبریں تمہارے دروازے پر کیوں ہوتی ہیں؟ انہوں نے کہا یہ ہم اس لئے کرتے ہیں کہ موت کو نہ بھولیں اس کی یاد ہمارے دلوں سے محو نہ ہو۔ ذوالقرنین نے پوچھا یہ بتاؤ تمہارے گھروں کو بند کرنے کے لئے دروازے کیوں نہیں لگائے جاتے؟ انہوں نے کہا اس لئے کہ ہمارے ہاں کوئی چور اور بد ظنہ نہیں سب کے سب دیانتدار اور امین ہیں۔ پوچھا تمہارے یہاں کوئی حاکم کیوں نہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہم لوگ ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی نہیں کرتے۔ پوچھا تمہارے بادشاہ کیوں نہیں ہوتا؟ کہا اس لئے ہم لوگ ایک دوسرے کے مقابلے میں مال زیادہ جمع کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ پوچھا کیا بات ہے کہ تم لوگ آپس میں نہ تفاضل کرنے کی کوشش کرتے ہو نہ تفاوت کی؟ جواب دیا ہم لوگ پہلے ہی سے ایک دوسرے سے مواسات و مہربانی کرتے رہتے ہیں۔ پوچھا کیا بات ہے کہ تم لوگوں میں نہ کوئی نزاع ہے اور نہ اختلاف ہے؟ وہ بولے ہم لوگ پہلے سے ایک دوسرے کی تالیف و قلب اور ایک دوسرے میں میل جول رکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ پوچھا کیا بات ہے تم لوگ نہ آپس میں ایک دوسرے کو گالی دیتے ہو نہ لڑائی جھگڑا کرتے ہو؟ وہ بولے ہم لوگوں نے پہلے ہی سے عزم کے ساتھ اپنی طبیعتوں کو قابو میں رکھا ہے اور اپنے نفوس کو حلم کا عادی بنالیا ہے۔ پوچھا کیا بات ہے کہ تم سب کے سب ایک ہو اور تم لوگوں کا ایک سیدھا راستہ ہے؟ وہ بولے اس لئے کہ ہم لوگ آپس میں جھوٹ بولتے ہیں نہ کسی کو کو دھوکا دیتے ہیں نہ آپس میں ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہیں۔ پوچھا بتاؤ تم لوگوں میں مسکین و فقیر کیوں نہیں ہے؟ وہ بولے ہم لوگ پہلے ہی اپنے اموال کو برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ پوچھا کیا بات ہے کہ تم لوگوں میں کوئی بد خلق اور تند خو نہیں ہے؟ بولے ہم لوگ پہلے ہی سے عاجزی و انکساری کے عادی ہیں۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو سب سے زیادہ طویل العمر کیوں بنایا ہے؟ وہ بولے اس کا سبب یہ ہے کہ ہم لوگ پہلے ہی سے حق پر چلتے ہیں اور عدل پر فیصلہ کرتے ہیں۔ پوچھا کیا بات ہے کہ تم

لوگ قحط میں مبتلا نہیں ہوتے؟ وہ بولے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ اس سے کبھی استغفار سے غافل نہیں رہے۔ پوچھا کیا بات ہے تم لوگ کبھی محزون و مغموم نہیں ہوتے؟ انہوں نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ اپنے نفوس کو بلاؤں اور مصیبتوں پر ثابت قدم رکھتے ہیں اور دل ہی دل میں غم مناتے ہیں۔ پوچھا کیا بات ہے کہ کبھی کسی آفت میں مبتلا نہیں ہوتے؟ وہ لوگ بولے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ پہلے ہی سے اللہ کے سوا کسی دوسرے پر بھروسہ نہیں کرتے اور بارش کے لئے نجومیوں اور استادوں سے رجوع نہیں کرتے۔

حضرت ذوالقرنین نے پوچھا اے قوم کے لوگو یہ بتاؤ کہ کیا تم نے اپنے اباؤ اجداد کو بھی اس پر عمل کرتے ہوئے پایا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگوں نے اپنے آباؤ اجداد کو اس پر کاربند پایا وہ اپنے غریبوں اور مسکینوں پر رحم کرتے اپنے فقیروں کی مدد کرتے اور جو ان پر ظلم و زیادتی کرتا اس کو معاف کر دیتے جو ان سے بدی کرتا اس کے ساتھ نیکی کرتے۔ اپنے گنہگاروں کے لئے طلب مغفرت کرتے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے اپنے ہاں رکھی ہوئی امانتوں کو واپس کر دیتے۔ ہمیشہ سچ بولتے کبھی جھوٹ نہ بولتے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام معاملات درست کر دیئے۔ یہ باتیں سن کر ذوالقرنین نے مرتے دم تک وہیں قیام کیا اور پانچ سو سال کی عمر پائی۔

(۳۵) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے فضالہ بن ایوب سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو ایک قبیلہ کی طرف بھیجا جس کا نام بنی مصطلق تھا جو بنی خزیمہ کی ایک شاخ تھی اور ان کے اور بنی مخزوم کے درمیان زمانہ جاہلیت ہی سے کینہ و دشمنی چل رہی تھی اور ان بیچاروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت قبول کر لی تھی اور ان لوگوں نے آنحضرت کی سیرت و عادت کے مطابق آنحضرتؐ سے ایک تحریر بھی حاصل کر لی تھی۔ الغرض جب خالد بن ولید وہاں پہنچے تو اپنے منادی کو حکم دیا کہ وہ نماز کا اعلان کرے چنانچہ خالد نے اور ان لوگوں نے ایک ساتھ نماز پڑھی اس کے بعد خالد نے اپنے دستہ فوج کو حکم دیا اور انہوں نے ہر طرف لوٹ مار، قتل و غارتگری شروع کر دی اس میں ان کے کچھ لوگ قتل ہوگئے اور انہیں گزند پہنچا۔ اب ان لوگوں نے وہ تحریر تلاش کی وہ مل گئی تو اسے لئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلہ کی طرف رخ کیا اور کہا پروردگار خالد بن ولید نے جو کچھ کیا ہے اس سے میں تیری بارگاہ میں اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ پھر لشتے میں حضرت علی آنحضرت کی خدمت میں کچھ سونے کے ڈلے اور کچھ مال متاع لے کر حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علی آج تم بنی مصطلق میں رات بسر کرو اور خالد نے جو زیادتی ان پر کی ہے اس سے ان کی ناراضگی کو دور کرو۔ پھر آنحضرتؐ نے حضرت علی کے دونوں پاؤں اٹھوائے اور فرمایا اے علی میں اہل جاہلیت کے فیصلوں کو تمہارے قدموں کے نیچے ڈالتا ہوں۔ چنانچہ حضرت علیؑ چلے اور جب ان لوگوں میں پہنچے تو آپ نے انہیں حکم خدا کے مطابق فیصلہ کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے تو آنحضرتؐ نے ان سے پوچھا اے علی تم کیا کر کے آئے ہو؟ حضرت علی نے کہا یا رسول اللہؐ میں نے وہاں پہنچ کر ان کے ہر خون کا خون بہا ادا کیا، ہر ضائع شدہ حمل کے بدلے ایک بکرا دیا، ہر ضائع شدہ مال کے بدلے مال دیا اور ان پر مزید مہربان ہوا انہیں ان کے کتوں کے پانی پینے کے برتنوں کا اور ان کے جانوروں کے برتنوں کا معاوضہ دیا۔ پھر ان پر ایک اور مہربانی کی اور ان کی عورتیں جو خوفزدہ ہوئیں اور ان کے بچے جو روئے ان کے معاوضے دیئے۔ پھر ان پر اور مہربانی کی اور ان کو اس نقصان کا عوض بھی دیا جو ان کو معلوم تھا اور اس نقصان کا عوض بھی دیا جو ان کو معلوم نہ تھا پھر ان پر مزید مہربانی کی اور انہیں کچھ اور دے دیا تاکہ وہ آپؐ سے خوش ہو جائیں۔ تو اللہ تم سے راضی اور خوش ہو۔ اے علی تم کو مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا۔

باب (۲۲۳) وہ سبب جس کی بناء پر گناہان کبیرہ کرنے والوں پر جہنم لازم و واجب ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے علی بن حسان واسطی سے انہوں نے اپنے چچا عبدالرحمن بن کثیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ گناہان کبیرہ سات ہیں جس کا حکم ہم لوگوں کے بارے میں نازل ہوا اور ہم ہی لوگوں سے اس کا ارتکاب حلال قرار دیدیا گیا۔ پہلا خدائے بزرگ و برتر کا کسی کو شریک قرار دینا۔ دوسرے اس نفس کا قتل کرنا جس کے قتل کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ تیسرے یتیموں کا مال کھانا۔ چوتھے والدین کی نافرمانی پانچویں شوہردار عورتوں کی برائی۔ چھٹے جنگ سے فرار۔ ساتویں ہم لوگوں کے حق سے انکار۔ مشرک کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے جو آیات نازل کی ہیں وہ اپنی جگہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ ہم لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا وہ سب کو معلوم مگر لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو جھوٹا کہا اس طرح وہ شرک کے مرتکب ہوئے۔ اور اس شخص کا قتل جس کا قتل اللہ نے حرام قرار دیا ہے تو ان لوگوں نے حسین ابن علی صلوات اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کو قتل کیا۔ اور یتیموں کا مال کھانا تو ان لوگوں نے مال غنیمت میں سے ہم لوگوں کا جو حصہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا تھا اس کو چھین کر دوسروں کو دے دیا اور والدین کی نافرمانی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آیت نازل ہوئی ہے کہ **النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم** (نبی مومنوں پر ان کی اپنی جانوں سے زیادہ حق رکھنے والا ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں) سورۃ احزاب۔ آیت نمبر ۶ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذریت کے متعلق جو حکم دیا تھا اس کی ان لوگوں نے نافرمانی کی اور اپنی ماں خدیجہ کی ذریت کے بارے میں نافرمانی کی اور شوہردار عورتوں کی برائی کی تو ان لوگوں نے اپنے منبروں پر سے حضرت فاطمہ زہرا کو برا کہا۔ اور جنگ سے فرار تو ان لوگوں نے اپنی خوشی سے بلا جبر و اکراہ امیرالمومنین علیہ السلام کی بیعت کی پھر انہیں چھوڑ کر بھاگ گئے اور ان کی نصرت ترک کر دی اور ہم لوگوں کے حق کا انکار کیا تو ایک ایسی واضح حقیقت ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ایوب بن نوح و ابراہیم بن ہاشم سے روایت کرتے ہوئے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے اپنے بعض اصحاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت علی کی کتاب میں یہ لکھا ہوا پایا کہ گناہان کبیرہ پانچ ہیں۔ شرک، عقوق والدین، سود کھانا بعد از ثبوت، جنگ سے فرار اور ہجرت کے بعد تعرب (یعنی عربوں کے جیسے عادات و خصائل اختیار کرنا)

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے عبدالعزیز عبدی سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے گناہان کبیرہ بتائیں۔ آپؑ نے بتایا کہ وہ پانچ ہیں اور وہ وہی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کو واجب و لازم قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ ظلما انما یاکلون فی بطونھم ناراً وسیصلون سعیراً** (وہ لوگ جو یتیموں کا مال ناحق چٹ کر جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب واصل جہنم ہوں گے) سورۃ النساء۔ آیت نمبر ۱۰۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **یاایھا الذین امنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار** (اے ایمان والو جب تم سے کفار سے میدان جنگ میں مقابلہ ہو تو خبردار ان کی طرف پیٹھ نہ پھیرنا) سورۃ الانفال۔ آیت نمبر ۱۵

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا مابقی من الربوا** (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے ذمہ باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو) سورۃ البقرہ۔ آیت نمبر ۲۷۸

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المومنات لعنوا فی الدنیا والاخرۃ ولھم عذاب عظیم** (وہ لوگ جو پاکدامن بے خبر عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی طرف سے لعنت اور ان پر سخت عذاب ہوگا) سورۃ النور۔ آیت نمبر ۲۳ نیز ارشاد الٰہی ہے **و من یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جھنم خالدا فیھا** (اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر مار ڈالے (تو اس کا کوئی کفارہ نہیں) اس کی سزا دوزخ ہے اور وہ ہمیشہ اس میں رہے گا) سورۃ النساء۔ آیت نمبر ۹۳۔

باب (۲۲۴) شراب نوشی کے حرام ہونے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن الحسین سعد آبادی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن خالد نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن سنان سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ بن جعفر علیہم السلام کو فرماتے ہوئے سنا انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کیا ہے اس لئے کہ اس میں بڑے فساد لازم آتے ہیں۔ اس کے پینے والے کی عقل و سمجھ میں تغیر و فتور پیدا ہوتا ہے یہ ان کو اللہ سے انکار اور اللہ اور اس کے رسولؐ پر افترا کے لئے آمادہ کر دیتا ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت سی خرابیاں ہیں جیسے قتل و تہمت و زنا اور حرام باتوں سے پرہیز نہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اسی بنا پر ہم لوگوں نے فیصلہ کیا کہ جتنی پینے والی نشہ آور چیزیں ہیں وہ حرام ہیں اس لئے کہ ان سب کے پینے کا نتیجہ بھی وہی ہوتا ہے جو شراب پینے کا نتیجہ ہوتا ہے لہذا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان اور ہم لوگوں سے تولا اور محبت رکھتا ہے اس کو ان چیزوں سے اجتناب لازمی ہے اس لئے کہ ہم لوگوں سے مودت ہر نشہ باز و شراب خور سے کنارہ کشی ہو جاتی ہے اس لئے کہ ہم لوگوں کے درمیان اور شراب خور کے درمیان کوئی ربط و تعلق نہیں۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی بن ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے عبدالرحمن بن سالم سے انہوں نے مفضل بن عمر سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو کیوں حرام کر دیا؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو اس کے عمل اور اس کے فساد کی وجہ سے حرام کر دیا اس لئے کہ جو شراب کا عادی ہوتا ہے اس سے نور رخصت ہو جاتا ہے اس کی مروت ختم ہو جاتی ہے اور اسے اس بات پر آمادہ کر دیتی ہے کہ وہ محارم کا ارتکاب کرے قتل و غارت گری کرے زنا کا مرتکب ہو اور جب وہ نشہ میں چور ہو تو اس سے کوئی بعید نہیں کہ وہ اپنے محارم پر حملہ کر دے اور اس کو کوئی ہوش اور سمجھ نہ ہو اس کا پینے والا ہر شر اور برائی میں اضافہ کر لیتا ہے۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے ابی یوسف سے انہوں نے ابی بکر حضرمی سے انہوں نے ان دونوں میں سے کسی ایک سے آپ نے فرمایا کہ غنا نفاق کا گھونسلہ ہے اور شراب نوشی ہر شر و برائی کی کلید ہے اور شراب کا عادی جیسے ایک بت پرست وہ کتاب خدا کو جھوٹا سمجھتا ہے اگر وہ کتاب خدا کو سچا سمجھتا تو وہ حرام سمجھتا اس شے کو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔

باب (۲۲۵) وہ سبب جس کی بناء پر شراب نوشی کرنا ترک نماز سے بھی بدتر ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے میرے والد رضی اللہ عنہ نے آپ نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابراہیم بن ہاشم نے روایت کرتے ہوئے اپنے والد سے

انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے اسماعیل بن یسار سے انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ یہ فرمائیں کہ شراب نوشی زیادہ بری ہے یا ترک نماز؟ آپ نے فرمایا شراب نوشی زیادہ بری ہے ترک نماز سے تمہیں معلوم ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا اس لئے کہ شراب نوشی انسان کو ایسے حال میں پہنچا دیتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا اور یہ بھی نہیں جانتا کہ اس کا خالق کون ہے۔

باب (۲۲۶) وہ سبب جس کی بناء پر عرق انگور جب جل کر ایک تہائی (۱/۳) رہ جائے تو حلال ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے سہل بن زیاد سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے خالد بن جریر سے انہوں نے ابن ربیع شامی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب حضرت آدمؑ جنت سے زمین پر اتارے گئے تو انہیں وہاں کے پھلوں کی خواہش ہوئی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر انگور کی دو شاخیں نازل فرما دیں اور آپ نے ان دونوں کو زمین میں لگا دیا جب ان میں پتے اور پھل آنے لگے اور وہ تیار ہو گئے تو ابلیس نے آکر اس کے گرد احاطہ کھینچ دیا حضرت آدمؑ نے اس سے کہا اے ملعون اس میں تیرا کیا ہے؟ تو اس نے کہا یہ دونوں تو میرے ہیں۔ حضرت آدمؑ نے کہا تو جھوٹا ہے بالآخر دونوں روح القدس سے فیصلہ کرانے کے لئے راضی ہو گئے جب یہ دونوں روح القدس کے پاس پہنچے تو حضرت آدمؑ نے اس کی مٹھی پکڑی اور روح القدس نے تھوڑی سی آگ لے کر ان دونوں درختوں پر ڈال دی اور ان دونوں کی شاخوں میں آگ لگ گئی حضرت آدمؑ نے سمجھا کہ اب اس میں سے کچھ باقی نہیں رہے گا سب جل جائے گا اور ابلیس نے بھی یہی سمجھا۔ آپ نے فرمایا مگر جب آگ لگی تو اس میں سے دو تہائی حصہ جل گیا اور ایک تہائی حصہ باقی رہ گیا تو روح القدس نے کہا جو جل گیا وہ ابلیس کا ہے اور جو باقی رہ گیا وہ اے آدم تمہارا ہے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے اسماعیل بن مرار سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے علا سے انہوں نے محمد بن مسلم سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ نے کہا میرے پدر بزرگوار بیان کرتے تھے کہ حضرت نوحؑ کو جب درخت لگانے کا حکم ہوا تو ابلیس آپ کے پہلو میں کھڑا تھا جب آپ نے انگور لگانے کا ارادہ کیا تو ابلیس نے کہا یہ میرا درخت ہے۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا تو جھوٹ بول رہا ہے ابلیس نے کہا تو پھر آخر اس میں سے میرا کتنا ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں سے تیرا دو تہائی (۲/۳) ہے اسی بناء پر جب عرق انگور دو تہائی (۲/۳) جل جائے تو وہ حلال ہے۔

(۳) بتایا مجھے ابو عبداللہ محمد بن شاذان بن احمد بن عثمان براوزی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو علی محمد بن محمد بن حارث سفیان حافظ سمرقندی نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے صالح بن سعید ترمذی نے روایت کرتے ہوئے عبدالمنعم بن ادریس سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے وہب بن منبہ یمانی سے انہوں نے کہا جب حضرت نوحؑ سفینہ سے نکلے تو وہ پودے لگائے جو سفینہ میں ان کے ساتھ تھے یعنی کھجور و انگور اور تمام پھلدار درختوں کے پودے اور انہوں نے فوراً ہی اپنے پھل کھلا دیئے چنانچہ آپ کے ساتھ ایک انگور کی ایک بیل تھی اس کو آپ سب کے آخر میں لگانے چلے تو وہ نہیں ملی وہ ابلیس نے لے لیا تھا۔ حضرت نوحؑ اس کو سفینہ میں ڈھونڈنے لگے تو وہ فرشتہ جو آپ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا یا نبی اللہ وہ مل جائے گی لہذا حضرت نوحؑ بیٹھ گئے تو فرشتہ نے کہا اگر اس انگور کے عرق میں آپ کا ایک شریک بھی ہے اس سے مشارکت کا اچھا سلوک کرنا ہے آپ نے فرمایا بہتر میں اس کو سات میں سے ایک حصہ دوں گا اور سات میں سے چھ حصہ خود لوں گا۔ فرشتے نے کہا آپ صاحب احسان ہیں اس کے ساتھ احسان کیجئے۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا اچھا چھ حصوں میں سے ایک حصہ اس کو دوں گا اور پانچ حصہ خود لوں گا۔

فرشتے نے کہا: "محسن میں احسان کیجیے۔ حضرت نوحؑ نے کہا اچھا پانچ حصوں میں سے ایک اس کو دوں گا اور چار خود لوں گا۔ فرشتے نے کہا آپ محسن ہیں اور احسان کیجیے۔ حضرت نوحؑ نے کہا اچھا نصف اس کے لئے اور نصف میرے لئے۔ فرشتے نے کہا آپ محسن ہیں احسان کیجیے۔ حضرت نوحؑ نے کہا اچھا میں دو حصہ اس کا اور ایک حصہ میرا تو آپ اس پر راضی ہوئے اس کے عرق کے پکانے میں ایک تہائی سے اگر اوپر ہے تو وہ ابلیس کا ہے اور وہ اس کا حصہ ہے اور ایک تہائی یا اس سے کم ہے تو وہ نوحؑ کے لئے ہے وہ ان کا حصہ ہے اور وہ حلال و طیب ہے اور وہ اس میں پیا کریں۔

باب (۲۲۷) وہ سبب جس کی بناء پر حالت اضطرار میں بھی شراب پینا منع ہے

(۱) خبر دی مجھ کو علی بن حاتم نے اپنے اس خط میں جو انہوں نے مجھے تحریر کیا اس میں انہوں نے بتایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عمر نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن محمد بن زیاد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن فضل المعروف بہ ابی عمر خیبہ نے روایت کرتے ہوئے یونس بن عبدالرحمن نے انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا اگر کوئی اس کے لئے مضطر و مجبور بھی ہو تو وہ شراب نہ پیئے اس لئے کہ اس سے سوائے برائی کے اور کسی شے میں اضافہ نہ ہوگا اور یہ اس کا پینا اس کو قتل کر دے گا لہذا اس میں سے ایک قطرہ بھی نہ پیئے اور روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس سے سوائے پیاس کے اور کسی شے میں اضافہ نہ ہوگا۔

○ مصنف کتاب ہذا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسی طرح آئی ہے جیسا کہ ہم نے تحریر کر دیا ہے مگر حالت اضطرار میں شراب پی لینا مطلقاً مباح ہے جس طرح مردار و خون اور سور کا گوشت حالت اضطرار میں مباح ہے میں نے صرف اس لئے لکھا ہے کہ اس میں سبب بیان کیا گیا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

باب (۲۲۸) قتل نفس کے حرام ہونے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے کہ حضرت امام ابوالحسن علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے اس مسائل کے جواب میں جو کچھ لکھا اس میں یہ بھی تھا کہ قتل نفس حرام اس لئے کر دیا گیا کہ اس کے حلال ہونے میں خلق کی تباہی ہے اس کی فنا ہے اور نظام کا خراب ہونا ہے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے عبدالعظیم بن عبداللہ سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن علی نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے ان کے جد سے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ قتل نفس گناہان کبیرہ میں سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ومن يقتل مومنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها و غضبا لله عليه ولعنه واعدله عذابا عظيما** (اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوا اور اس پر لعنت کی اور اس نے اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ سورہ نساء۔ آیت نمبر ۹۳۔

باب (۲۲۹) وہ سبب جس کی بناء پر والدین کی نافرمانی حرام ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے ان کو خط میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے والدین کی نافرمانی حرام قرار دی ہے اس لئے کہ اس سے انسان اطاعت الٰہی کی توفیق اور والدین کی توقیر سے خارج ہو جاتا ہے اور کفران نعمت میں مبتلا ہو جاتا ہے ناشکر گذار بن جاتا ہے علاوہ بریں یہ قتل نسل اور انقطاع نسل کا سبب بن جاتا ہے۔ نافرمانی کا مطلب یہ ہے کہ لڑکے اپنے والدین کا وقار نہیں کرتے ان کے حق کو نہیں پہچانتے قطع رحم کے مرتکب ہوتے ہیں پھر والدین کو لڑکے کی طرف سے دلچسپی نہیں رہتی وہ تربیت ترک کر دیتے ہیں اس لئے کہ لڑکا ان کے ساتھ نیکی چھوڑ دیتا ہے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ نے روایت کرتے ہوئے علی بن حسن سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے انہوں نے محمد بن علی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے جد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ والدین کی نافرمانی گناہان کبیرہ میں سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عاق اور نافرمان کو گنہگار و بدبخت کہا ہے۔

باب (۲۳۰) وہ سبب جس کی بناء پر زنا کو حرام قرار دیا گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے قاسم بن ربیع صحاف سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے کہا کہ حضرت ابوالحسن علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے ان کے مسائل کے جواب میں تحریر فرمایا کہ زنا کو اس لئے حرام قرار دیا گیا کہ اس میں بڑی خرابیاں ہیں اس کی وجہ سے نفوس قتل ہوتے ہیں، نسب ختم ہو جاتا ہے، اطفال کی تربیت متروک ہو جاتی ہے، میراث میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور اسی طرح اور بہت سی خرابیاں لازم آتی ہیں۔

(۲) بتایا مجھے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو محمد نوفلی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن بلال نے روایت کرتے ہوئے علی بن اسباط سے انہوں نے ابن اسحاق خراسانی سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ زنا سے بچو اس لئے کہ اس میں چھ خرابیاں ہیں تین دنیا میں اور تین آخرت میں اور وہ خرابیاں جو دنیا میں ہیں وہ یہ ہیں کہ انسان کی خوبصورتی اور رونق چلی جاتی ہے، رزق حلال منقطع ہو جاتا ہے اور بہت جلد فنا کر کے جہنم تک پہنچا دیتا ہے۔ اور وہ خرابیاں جو آخرت کی ہیں وہ یہ ہیں کہ اس سے بدترین حساب ہوگا۔ اللہ جو رحمان و رحیم ہے اس کو بھی اس پر غصہ ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسے جہنم میں جانا ہوگا۔

باب (۲۳۱) وہ سبب جس کی بناء پر پاکدامن اور شوہر دار عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا حرام کیا گیا ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان [illegible] حضرت امام

ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے ان کے مسائل کے جواب میں تحریر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے پاکدامن اور شوہردار عورتوں پر تہمت لگانے کو حرام قرار دیا ہے اس لئے کہ اس سے نسب میں خرابی آتی ہے لڑکے سے انکار ہوتا ہے، میراث باطل ہو جاتی ہے، بھلائی ختم ہو جاتی ہے اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی برائیاں اور اسباب ہیں جو تباہی اور بربادی کی طرف جاتی ہیں۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ ابن متوکل نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین سعد آبادی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبدالعظیم بن عبد اللہ حسنی نے روایت کرتے ہوئے محمد بن علی تقی جواد علیہ السلام سے انہوں نے روایت کی اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار کو فرماتے ہوئے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جعفرؑ بن محمد کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ نے فرمایا کہ پاکدامن اور شوہردار عورتوں پر تہمت لگانا گناہان کبیرہ میں سے ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **لعنوا فی الدنیا والاخرة ولھم عذاب عظیم** (وہ دنیا اور آخرت میں لعنت کئے گئے ہیں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے) سورۂ نور۔ آیت نمبر ۲۳۔

باب (۲۳۲) وہ سبب جس کی بنا پر یتیموں کا ناحق اور ظلم سے مال کھانا حرام کیا گیا ہے۔

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے اس کا بیان ہے کہ حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں اس کو خط لکھا کہ ناحق اور ظلم کے ساتھ کسی یتیم کا مال کھانا حرام کیا گیا ہے اس کے کئی وجوہ و اسباب ہیں اور سب سے پہلا سبب فساد و تباہی ہے اس لئے کہ جس نے ظلم کے ساتھ یتیم کا مال کھایا اس نے گویا اس کے قتل میں اعانت کی اس لئے کہ یتیم کو اس مال کی ضرورت ہے وہ اس سے مستغنی نہیں ہے وہ اپنا بوجھ خود نہیں اٹھا سکتا اور اپنی حالت کو قائم اور درست نہیں رکھ سکتا اور کوئی ایسا نہیں ہے جو اس کی سرپرستی اور پرورش کرے کہ جس طرح اس کے والدین اس کی پرورش کرتے پس جس نے اس بے چارے کا مال کھایا اس نے گویا اس کو قتل کر دیا اسے فقر و فاقہ میں مبتلا کر دیا۔ علاوہ بریں اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عقوبت کا خوف نہیں کیا اس لئے کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریة ضعفاً خافوا علیھم فلیتقوا اللہ** (اور ان لوگوں کو ڈرنا چاہیئے جو اگر اپنے بعد کمزور بچے چھوڑ جاتے تو انہیں ان کے لئے خوف ہوتا پس انہیں اللہ ہی سے ڈرنا چاہیئے) سورۂ نساء۔ آیت نمبر ۹ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ارشاد کی بنا پر کہ اللہ تعالیٰ نے مال یتیم کھانے والوں کے لئے دو سزاؤں کا وعدہ کیا ہے ایک سزا دنیا میں اور ایک سزا آخرت میں۔ پھر مال یتیم کھانے کے حرام کرنے میں یتیم کی بقا ہے اس کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونا اور آئندہ کی سلامتی ہے اگر وہ مصائب کا شکار ہو جیسے اور لوگ ہوا کرتے ہیں اس لئے کہ اگر یتیم کو موقع مل جائے اور وہ خون کے عوض کا طالب ہو اور اس میں کینہ و بغض و عداوت کا سامنا کرنا پڑے اور آپس میں ایک دوسرے کو فنا کرنا چاہیں۔

باب (۲۳۳) وہ سبب جس کی بنا پر جنگ سے فرار کرنا حرام قرار دیا گیا اور ہجرت کے بعد عرب کی جہالت اختیار کرنا حرام ہوا

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے

انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے اس کا بیان ہے کہ ان کے مسائل کے جواب میں جو خط حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام نے لکھا اس میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ سے فرار کو حرام قرار دیا ہے اس لئے کہ اس سے دین کی توہین ہوتی ہے، رسولوں اور عادل ائمہ کا استخفاف ہوتا ہے اس لئے کہ یہ لوگ کفار کو دعوت دیتے ہیں کہ اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرو، عدل اختیار کرو، ظلم چھوڑو اور جب وہ اس سے انکار کرتے ہیں تو ان دشمنان کو سزا دینے کے لئے جنگ و جہاد ہوتا ہے اب اگر کوئی ان کی نصرت ترک کرکے بھاگ جائے تو ان کی خفت ہوتی ہے مسلمانوں کے مقابلہ میں دشمنوں کی جرأتیں بڑھ جاتی ہیں جس کے نتیجہ میں گرفتاری قتل و دین خدا کا ابطال وغیرہ طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

اور ہجرت کے بعد تعرب یعنی جاہل عربوں جیسی زندگی بسر کرنا حرام ہے اس لئے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دین سے پلٹ گیا اس نے انبیاء اور حجتہائے خدا کی موازرت اور مدد ترک کی اور اس طرح دیگر خرابیاں مثلاً کسی حق والے کے حق کو باطل کرنا وغیرہ وغیرہ یہ اس لئے نہیں کہ وہ دین میں سکونت رکھتا ہے بلکہ اس لئے کہ اگر کوئی شخص کامل طور پر دین کی معرفت رکھتا ہے تو اس کے لئے اہل جہل کے ساتھ مساکنت و بود و باش جائز نہیں اس لئے کہ خوف اس کا ہے کہ وہ اہل جہل کے ساتھ رہتے رہتے علم کو ترک کر دے اور اہل جہل کے گروہ میں داخل ہو جائے اور اس میں آگے بڑھتا جائے۔

باب (۲۳۴) غیر خدا کے نام ذبیحہ کا گوشت کھانا حرام ہونے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے ان کا بیان ہے کہ حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو خط لکھا اس میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ غیر خدا کے لئے جو جانور ذبح کیا جائے گا اس کا گوشت کھانا حرام اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر واجب کر دیا ہے کہ وہ سب اس کا اقرار کریں اور حلال جانوروں کے ذبح پر اس کا نام لیں تاکہ وہ جانور جو قربۃً الی اللہ ذبح کئے جاتے ہیں اور جو شیاطین اور بتوں کی پوجا کے لئے ذبح کئے جاتے ہیں دونوں برابر نہ ہو جائیں کیونکہ ذبح پر اللہ کا نام لینا اس کی ربوبیت اور اس کی توحید کا اقرار ہے اور جو غیر خدا کے لئے کیا جاتا اس میں شرک اور غیر خدا کے لئے تقرب کی نیت ہے۔ اس لئے ذبیحہ پر اللہ کا نام لینا فرق کر لینا ہے اللہ کے حلال کئے ہوئے میں اور حرام کئے ہوئے میں۔

باب (۲۳۵) درندہ جانوروں اور چڑیوں کے حرام ہونے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے ان ہی اسناد کے ساتھ کہ امام رضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کو خط میں متوجہ فرمایا کہ جتنے درندے اور شکاری جانور اور چڑیاں ہیں وہ سب کے سب حرام ہیں اس لئے کہ یہ سب مردار اور آدمی کا گوشت اور آدمی کا فضلہ اور اسی طرح کی چیزیں کھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے وحشی جانوروں اور چڑیوں کے حلال و حرام کی پہچان رکھ دی ہے جیسا کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے فرمایا کہ جانوروں میں جن کے کچلی کے دانت ہیں اور چڑیوں میں جن کے پنجے ہیں وہ سب حرام ہیں اور چڑیوں میں جن کے پوٹے ہیں وہ سب حلال ہیں اور چڑیوں میں حرام و حلال کی ایک اور پہچان یہ بھی ہے کہ جو اپنے پر پھڑپھڑا کر اڑے اسے کھاؤ اور جو پر پھیلائے ہوئے اڑے اسے نہ کھاؤ۔ اور خرگوش حرام ہے کیونکہ وہ بمنزلہ سنور کے اور اس کے پنجے بھی سنور کے اور درندے جانوروں کے پنجے کی مانند ہیں یہ بھی اپنی نجاست میں اسی حکم میں داخل ہے اور اسے عورتوں کی ماہواری کی طرح خون آتا ہے وہ مسوخات میں سے ہے۔

باب (۲۳۶)　سود کے حرام ہونے کا سبب

(۱)　بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبد اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی بشیر نے روایت کرتے ہوئے علی بن عباس سے انہوں نے عمر بن عبد العزیز سے انہوں نے ہشام بن حکم سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سود کی حرمت کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اگر سود حلال ہوتا تو لوگ تجارتیں ترک کر دیتے انہیں اس کی ضرورت نہ رہ جاتی اور اللہ نے سود کو حرام کر دیا تاکہ لوگوں کو حرام چھوڑ کر تجارت اور خرید و فروخت کی طرف مائل کرے اور باہم قرض کے لین دین میں مفید ہو۔

(۲)　خبر دی مجھ کو علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبد اللہ محمد بن احمد ثابت نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جعید نے روایت کرتے ہوئے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام اس لئے قرار کیا تاکہ لوگ کسی کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا نہ چھوڑ دیں۔

(۳)　اور ان ہی سے روایت کہ بیان کیا مجھ سے ابو القاسم حمید نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبد اللہ بن احمد نہیکی نے انہوں نے علی بن حسن طاطری سے انہوں نے درست بن ابی منصور سے انہوں نے محمد بن عطیہ سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے کہا کہ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سود اس لئے حرام کیا تاکہ دنیا سے نیک سلوک نہ اٹھ جائے۔

(۴)　بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف سے انہوں نے محمد بن سنان سے اس نے کہا کہ حضرت امام ابو الحسن علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے اس کو اس کے مسائل کے جواب میں جو خط تحریر فرمایا اس میں سود کی حرمت کا یہ سبب بھی تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سود کو اس لئے حرام کیا کہ اس میں مال کی بربادی ہے کیونکہ جب ایک درہم کو دو درہم سے خریدے گا تو ایک درہم کی قیمت تو ایک درہم ہوتی اور دوسرا درہم باطل اور ناحق ہے پس سود کے ساتھ خرید و فروخت سے ہر حال میں گھاٹا ہی گھاٹا ہے خریدار کے لئے بھی بیچنے والے کے لئے بھی۔ اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے سود کو ممنوع قرار دیا ہے اور اس لئے کہ اس میں مال کی بربادی ہے جیسا کہ ایک نا سمجھ کو اس کا مال حوالہ کر دینا ممنوع ہے جب تک کہ یہ محسوس نہ کر لیا جائے کہ اس میں سمجھ اور تمیز آگئی ہے اس لئے کہ ڈر ہے کہ وہ اپنے مال کو برباد کر دیگا۔ پس اسی بناء پر اللہ نے ایک درہم کو دو درہم سے دست بہ دست فروخت کرنا حرام قرار دیدیا ہے۔ اور پوری طرح ثابت اور واضح ہو جانے کے بعد کہ یہ سود ہے پھر سود لینا حرام اس لئے ہے کہ اس میں سود کو حرام کر دینے والے کے حکم کو خفیف سمجھنا ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے یہی نہیں بلکہ واضح ہو جانے کے بعد کہ یہ سود ہے اور سود لینا یہ کھلم کھلا حرام کرنے والے کے حکم کا استخفاف ہے اور حدود کفر میں قدم رکھنا ہے اور ادھار کے سودے پر سود لینا نیکی اور احسان کو ختم کرنا اور مال کو تلف کرنا ہے اور لوگوں کو نفع خوری کی طرف رغبت دلانا قرض و نیک سلوک احسان کو ترک کرنا ہے علاوہ بریں اس میں بربادی ظلم اور مال کا فنا ہونا بھی لازم آتا ہے۔

باب (۲۳۷)　وہ سبب جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے شراب و مردار و خون و سور کا گوشت و بندر و ریچھ و ہاتھی اور طحال (خرگوش) کو حرام کر دیا ہے

(۱)　بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین

بن الخطاب سے انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے انہوں نے محمد بن عذافر سے انہوں نے بعض راویوں سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ جناب سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب و مردار و خون و سور کے گوشت کو کیوں حرام کر دیا؟ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے بعض حرام اور بعض چیزیں حلال کی ہیں تو اسی لئے نہیں کہ اس نے جس کو حلال کیا ہے وہ اس کو پسند تھی اور جس کو اس نے حرام کیا وہ اس کو پسند نہ تھی بلکہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی اور اسی کو معلوم ہے کہ اس کے بدن کا قیام کس چیز سے رہے گا اور اس کے کیا چیز درست و مناسب ہے اس لئے اس چیز کو اس کے لئے حلال و مباح کر دیا اور اس کو یہ بھی معلوم ہے کہ اس کے لئے کیا مضر ہے اس لئے اس چیز کو اس سے منع کر دیا اور اسے حرام قرار دیدیا۔ مگر اضطرار اور شدید ضرورت کے وقت کہ اس کے بغیر اس کے اس کا بدن قائم نہیں رہ سکتا تو اس وقت کے لئے اس کو حلال کر دیا۔ اور حکم دے دیا کہ اس میں سے بقدر ضرورت لے لے اس سے زیادہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اب رہ گیا مردار تو یہ جو بھی کھائے گا اس کے بدن میں ضعف اور قوت میں سستی آئے گی اس کی نسل منقطع ہو جائے گی اور مردار کھانے والے کی مرگ مفاجات (دفعتاً) ہوگی۔ اور خون تو اس کے کھانے والے میں آب صفراء پیدا ہوگا وہ مرض قلب و قساوت قلب میں مبتلا ہوگی اور اس میں رحم اور مہربانی اتنی کم ہوگی کہ اس کے مخلص دوست اس کی صحبت میں رہنے والے بھی اس سے محفوظ نہیں رہیں گے۔ اور سور کا گوشت تو اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو مختلف شکلوں میں مسخ کیا مثلاً سور و بندر اور ریچھ کی شکل میں۔ پھر حکم دے دیا کہ ان شکلوں کے جانور ہرگز نہ کھانا تاکہ اس سزا و عقوبت کو کوئی خفیف اور ہلکانہ سمجھے اور۔ شراب تو اس کے عمل اور اس کے فساد و خرابی کی بناء پر اس کو حرام کیا پھر فرمایا کہ شراب کا عادی ایسا ہی ہے جیسے بت پرست اس سے جسم میں رعشہ پیدا ہوتا ہے اس سے مروت ختم ہو جاتی ہے وہ امر حرام کی جسارت کرنے لگتا ہے جیسے قتل اور زنا یہاں تک کہ نشہ کے عالم میں وہ اپنی محرم عورتوں پر بھی حملہ کر گذرتا ہے اور اسے احساس نہیں ہوتا اور شراب تو اپنے پینے والے میں ہر طرح کی بدی کے سوا اور کسی شے کا اضافہ نہیں کرتی۔

(۲)　بیان کیا مجھ سے میرے والد رضی اللہ عنہ نے کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور براہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے انہوں نے محمد بن عذافر سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے یہی روایت کی ہے۔

(۳)　میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی القاسم ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے عبد الرحمن بن سالم سے انہوں نے مفضل بن عمر سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے لحم خنزیر (سور کا گوشت) کیوں حرام کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو مختلف شکلوں میں مسخ کر دیا جیسے خنزیر و بندر و ریچھ کی شکل میں پھر ان کے ہم شکل جانوروں کے گوشت کھانے کو منع کر دیا تاکہ ان سے کوئی نفع نہ حاصل کیا جائے اور ان کی عقوبت و سزا کو خفیف و ہلکانہ سمجھا جائے۔

(۴)　بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبد اللہ کوفی نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل برمکی سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو خط تحریر فرمایا اس میں یہ بھی لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے خنزیر کو حرام قرار دیا اس لئے کہ وہ ایک منحوس و بدشکل جانور ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو لوگوں کی نصیحت اور عبرت اور خوف دلانے کے لئے بنایا کہ دیکھو اسی خلقت و شکل و صورت پر بھی لوگ مسخ کئے گئے ہیں اور اس لئے کہ غذا نجس ترین شے ہوتی ہے اور اس کے علاوہ اس کے حرام ہونے کے اور بہت سے اسباب ہیں اور اسی طرح اللہ نے بندر کو حرام کیا اس لئے کہ یہ بھی مثل خنزیر کے مسخ اور اس کو بھی خلق کی عبرت و نصیحت کے

لئے بنایا ہے کہ اس شکل وصورت پر بھی لوگ مسخ ہو چکے ہیں اور اس کے اندر انسان کی کچھ مشابہت رکھی تاکہ وہ اس امر کی نشاندہی کرے کہ یہ وہ مخلوق ہے جس پر اللہ کا غضب نازل ہوا۔

اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کو اس کے مسائل کے جواب میں جو خط لکھا اس میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ مردار اس لئے حرام کر دیا گیا کہ اس سے بدن میں فساد پیدا ہوتا ہے اور اسے گزند پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ حرام وحلال کے درمیان فرق کے لئے بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے کو حلال ہونے کا سبب قرار دیدیا اور اللہ تعالیٰ نے خون کو بھی مردار کی طرح حرام کر دیا اس لئے کہ اس سے بدن میں فساد پیدا ہوتا ہے اور اس سے گزند پہنچتا ہے اور اس سے آب صفرا پیدا ہوتا ہے گندہ دہنی پیدا ہوتی ہے ریح بدبودار ہو جاتی ہے آدمی میں بدخلقی آجاتی ہے وہ اتنا سخت دل بے رحم و نامہربان ہو جاتا کہ اس سے کوئی بعید نہیں اگر اپنے لڑکے یا باپ یا دوست احباب کو قتل کر دے۔ اور طحال (خرگوش) کو بھی اسی لئے حرام کیا کہ اس میں صرف خون ہوتا ہے اور اس لئے بھی اس کا سبب اور خون کے حرام ہونے کا سبب اور مردار کے حرام ہونے کا سبب ایک وہ سب بدن میں فساد پیدا کر دیتے ہیں۔

(۵) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے محمد بن اسلم جبلی سے انہوں نے حسین بن خالد سے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ہاتھی کا گوشت کھانا حلال ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا کیوں؟ فرمایا اسی لئے کہ وہ اس کے ہمشکل ہے جس کو اللہ نے مسخ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے تمام مسخ شدہ جانوروں کا اور جو ان کے ہمشکل وصورت ان سب کا گوشت حرام قرار دیدیا ہے۔

باب (۲۳۸) وہ سبب جس کی بناء پر کوے کا گوشت کھانا مکروہ ہے

(۱) میرے والد رحمہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے انہوں نے محمد بن یحییٰ خزاز سے انہوں نے غیاث بن ابراہیم سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے کوے کے گوشت کو مکروہ قرار دیا ہے اس لئے کہ وہ فاسق چڑیا ہے۔

باب (۲۳۹) مسخ کرنے کے اسباب اور اس کی قسمیں

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے اسماعیل بن مہران سے انہوں نے محمد بن حسن علان سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے مسوخات کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی بارہ قسمیں ہیں اور ان کے مسخ ہونے کے اسباب ہیں۔ ہاتھی یہ ایک بادشاہ تھا جو زناکار اور لوطی تھا اس لئے اس شکل میں مسخ ہوا۔ ریچھ یہ ایک شخص دیوس تھا وہ اس کی شکل میں مسخ ہوا۔ خرگوش یہ ایک عورت تھی جو اپنے شوہر کے ساتھ خیانت کرتی تھی نہ غسل حیض کرتی نہ غسل جنابت کرتی اس لئے وہ اس شکل میں مسخ ہوئی۔ چمگادڑ یہ ایک شخص تھا جو لوگوں کی کھجوریں چرایا کرتا تھا اس لئے اس کی شکل میں مسخ ہوا۔ اور سہیل یہ یمن میں عشار تھا (دسواں حصہ وصول کرنے والا) وہ مسخ ہو گیا زہرہ مسخ ہوئی اس لئے کہ یہ ایک عورت تھی جس نے ہاروت اور ماروت کو گرویدہ کر لیا بندر اور سور تو یہ بنی اسرائیل میں سے ایک قوم تھی جس نے سنیچر کے دن حد سے تجاوز کیا اور ان کی شکلوں میں مسخ ہو گئے۔ اور بام مچھلی اور گوہ تو یہ دونوں بھی بنی اسرائیل کے دو گروہ تھے جب حضرت عیسیٰ پر آسمان سے مائدہ (دسترخوان) نازل ہوا تو بھی یہ ان پر ایمان

نہیں لائے حیران اور گم راہ ہوئے ایک گروہ دریا میں گر کر بام مچھلی کی شکل میں مسخ ہو گیا اور ایک بیابان میں جا کر گوہ کی شکل بن گیا۔ بچھو تو یہ ایک چغل خور شخص تھا جو بچھو بن گیا اور بھڑ (زنبور) یہ ایک گوشت فروش تھا جو ترازو میں چوری کرتا تھا۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد بن اسماعیل علوی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن جعفر نے روایت کرتے ہوئے اپنے بھائی حضرت موسیٰ بن جعفر سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہم السلام سے آپ نے فرمایا مسوخات تیرا (۱۳) عدد ہیں۔ ہاتھی، ریچھ، خرگوش، بچھو، گوہ، مکڑی، پانی کا کیڑا، بام مچھلی، چمگادڑ، بندر، سور، زہرہ، سہیل تو عرض کیا اے فرزند رسول ان سب کے مسخ ہونے کا سبب کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہاتھی تو یہ ایک ظالم وجابر اور لوطی شخص تھا یہ تر وخشک کچھ نہیں چھوڑتا تھا۔ ریچھ یہ ایک مرد مخنث تھا اور مردوں کو اپنے ساتھ بد فعلی کی دعوت دیتا تھا۔ خرگوش یہ ایک گندی اور نجس عورت تھی نہ یہ غسل حیض کرتی نہ غسل جنابت کرتی نہ کوئی اور غسل۔ بچھو یہ لوگوں کی عیب جوئی کرتا اور اس سے کوئی سلامت نہ رہتا۔ گوہ یہ ایک اعرابی شخص تھا جو حاجیوں کا سامان چرا لیتا تھا۔ مکڑی یہ ایک عورت تھی جو اپنے شوہر پر جادو کرتی تھی۔ عموص (پانی کا کیڑا) یہ ایک چغل خور شخص تھا جو دو دوستوں میں جدائی کرا دیتا تھا۔ بام مچھلی یہ ایک دیوث تھا جو اپنی عورتوں کے لئے مردوں کو حاصل کرتا تھا۔ چمگادڑ ایک چور تھا جو کھجور کے درختوں سے کھجور چوری کرتا تھا۔ بندر یہ کچھ یہودی تھے جنہوں نے سنیچر کے دن حد سے تجاوز کیا تھا۔ سو یہ نصاریٰ تھے جب انہوں نے حضرت عیسیٰ سے نزول مائدہ کا معجزہ طلب کیا مگر جب وہ نازل ہوا تو پہلے سے بھی زیادہ حضرت عیسیٰ کی تکذیب کرنے لگے۔ سہیل یہ ایک شخص جو یمن میں عشر وصول کرتا تھا۔ زہرہ یہ ایک عورت تھی جس کا نام ناہید تھا اور لوگ کہتے ہیں کہ اسی نے ہاروت و ماروت کو اپنا گرویدہ بنایا تھا۔

(۳) بیان کیا مجھ سے علی بن عبداللہ وراق رضی اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عباد بن سلیمان نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سلیمان دیلمی سے انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا چمگادڑ یہ ایک عورت تھی جس نے اپنی سوت (سوکن) پر جادو کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو چمگادڑ کی شکل میں مسخ کر دیا تھا۔ چوہا یہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا اللہ ان پر غضبناک ہوا اور ان کو چوہے کی شکل میں مسخ کر دیا۔ مچھر ایک شخص تھا جو انبیاء علیہم السلام کی ہنسی اڑاتا اور انہیں سب وشتم کرتا ان کو منہ چڑاتا اور تالیاں بجاتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مچھر کی شکل میں مسخ کر دیا۔ اور جوں جو جسم میں پڑ جاتی ہے اس کا معاملہ یہ ہوا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک نبی کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے کہ بنی اسرائیل کے ایک سفیہہ اور بیوقوف ادھر آ گیا اور اس کا مذاق بنانے اور منہ چڑھانے لگا اور وہ ابھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹا تھا کہ اللہ نے اس کو جوں کی شکل میں مسخ کر دیا۔ اور چھپکلی تو یہ بھی بنی اسرائیل کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ تھا جو اولاد انبیاء کو گالیاں دیتا اور ان سے بغض رکھتا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں چھپکلی کی شکل میں مسخ کر دیا اور عنقاء تو وہ ایک شخص تھا جس پر اللہ تعالیٰ غضبناک ہوا اور اس کو عنقاء کی شکل میں مسخ کر دیا۔ پس ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اللہ کے غضب اور اس کے عذاب سے پناہ چاہتے ہیں۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین بن ابی خطاب نے روایت کرتے ہوئے علی بن اسباط سے انہوں نے علی بن جعفر سے انہوں نے مغیرہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے ان کے جد نامدار علیہم السلام سے انہوں نے فرمایا کہ بنی آدم میں سے مسوخات تیرہ ہیں۔ بندر، سور، چمگادڑ، گوہ ریچھ، ہاتھی، پانی کا کیڑا، بام مچھلی، بچھو، سہیل، مساہی، زہرہ، مکڑی۔ چنانچہ بندر یہ ایک قوم تھی جو دریا کے کنارے سکونت پذیر تھی۔ سنیچر کے دن حکم کے خلاف مچھلی کا شکار کرتی تھی اس لئے اللہ نے انہیں بندر کی شکل میں مسخ کر دیا۔ اور سور تو یہ بنی اسرائیل کی ایک قوم تھی جن کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بددعا کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں سور کی شکل میں مسخ کر دیا۔ اور چمگادڑ تو یہ ایک عورت تھی جس نے اپنی سوت (سوکن) پر جادو کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو

چمگادڑ کی شکل میں مسخ کر دیا۔ اور گوہ تو ایک یہ دیہات کا رہنے والا اعرابی تھا اور جو شخص بھی ادھر سے گذرتا اس کو قتل کرنے میں نہیں جھجکتا تھا اللہ نے اس کو گوہ کی شکل میں مسخ کر دیا اور ہاتھی یہ ایک شخص تھا جو جانوروں سے بد فعلی کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو ہاتھی کی شکل میں مسخ کر دیا۔ اور پانی کا کیڑا تو یہ ایک شخص تھا جو زناکار تھا آدمی ہو یا جانور کسی کو نہیں بخشتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو پانی کے کیڑے کی شکل میں مسخ کر دیا۔ اور بام مچھلی تو یہ ایک چغل خور شخص تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو بام مچھلی کی شکل میں مسخ کر دیا۔ اور بچھو تو یہ ایک شخص تھا جو سب کی عیب جوئی کرتا ہر ایک کی چغلی کھاتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بچھو کی شکل میں مسخ کر دیا۔ اور ریچھ تو یہ ایک شخص تھا جو حاجیوں کا سامان چرا لیا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ریچھ کی شکل میں مسخ کر دیا اور۔ سہیل تو یہ ایک شخص تھا جو عشر وصول کرتا اور ناپ تول میں ڈنڈی مارتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو سہیل کی شکل میں مسخ کر دیا۔ اور زہرہ تو یہ ایک عورت تھی جس نے ہاروت و ماروت کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا اللہ نے اس کو زہرہ کی شکل میں مسخ کر دیا۔ اور مکڑی تو یہ ایک بد خلق عورت تھی اپنے شوہر کی نافرمان تھی اس سے منہ موڑے ہوئے تھی اللہ نے اس کو مکڑی کی شکل میں مسخ کر دیا۔ اور مساہی تو یہ ایک بد خلق مرد تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو مساہی کی شکل میں مسخ کر دیا تھا۔

(۵) بیان کیا مجھ سے ابوالحسن علی بن عبداللہ اسواری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے مکی بن احمد بن سعدیہ برذعی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو زکریا بن یحییٰ بن عبید عطار بد میاط نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قلانسی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن جعفر نے روایت کرتے ہوئے حضرت جعفر کے غلام معتب سے اس نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے ان کے جد سے انہوں نے ان کے جد انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے ان کا ارشاد ہے کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسوخات کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ تیرہ (۱۳) عدد ہیں۔ ہاتھی، ریچھ، سور، بندر، بام مچھلی، گوہ، چمگادڑ، پانی کا کیڑا، بچھو، مکڑی، خرگوش، زہرہ، سہیل تو عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ ان سب کے مسخ ہونے کا کیا سبب تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاتھی یہ ایک لوطی شخص جو رطب و یابس کچھ نہیں چھوڑتا تھا۔ ریچھ، یہ مرد مخنث تھا جو مردوں کو اپنی طرف دعوت دیتا تھا۔ سور یہ نصاریٰ کی ایک قوم تھی جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف مائدہ نازل کئے جانے کی درخواست کی اور جب مائدہ نازل ہوا تو پہلے سے بھی زیادہ کفر و تکذیب کرنے لگی۔ بندر یہ ایک قوم تھی جس نے سنیچر کے دن مچھلی کے شکار میں حد سے تجاوز کیا۔ بام مچھلی، یہ ایک دیوث شخص تھا جو مردوں کو اپنی عورت کی طرف دعوت دیتا تھا۔ گوہ یہ دیہاتی عرب تھا جو حاجیوں کا سامان چراتا تھا۔ چمگادڑ یہ ایک شخص تھا جو کھجور کے درختوں سے کھجور چرایا کرتا تھا۔ پانی کا کیڑا یہ ایک چغل خور تھا جو دوستوں کے درمیان جدائی ڈال دیا کرتا تھا۔ بچھو یہ ڈنک مارنے والا شخص تھا اس کی زبان سے کوئی نہیں بچتا تھا۔ مکڑی یہ ایک عورت تھی جس نے اپنے شوہر پر جادو کیا تھا۔ خرگوش یہ ایک عورت تھی جو نہ غسل حیض کرتی اور نہ اور طرح کا غسل کرتی تھی۔ سہیل یہ یمن میں عشر وصول کرنے والا شخص تھا۔ زہرہ یہ ایک نصرانی عورت تھی جو بنی اسرائیل کے کسی بادشاہ کی تھی اور یہی وہ ہے کہ جس نے ہاروت و ماروت کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ اس کا نام ناہیل تھا مگر لوگ اس کو ناہید کہتے تھے۔

○ مگر اس کتاب کے مصنف محمد بن علی بن حسین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ لوگ سہیل اور زہرہ کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دو ستارے ہیں حالانکہ جو یہ کہتے ہیں ایسا نہیں بلکہ یہ سمندری جانور ہیں سے دو جانور ہیں جن کا نام ستاروں کے نام پر رکھ دیئے گئے ہیں جیسا کہ حمل و ثور و سرطان و اسد و عقرب و حوت و جدی کہ ان حیوانات کے نام ستاروں کے نام پر ہیں بس اسی طرح زہرہ اور سہیل بھی ہے مگر ان دونوں کے متعلق لوگوں کو غلط فہمی اس لئے ہوئی کہ یہ دونوں جانور اور جانوروں کی طرح نظر نہیں آتے اس لئے کہ یہ دنیا کے ایسے بحر محیط میں رہتے ہیں کہ جہاں نہ کوئی سفینہ پہنچ سکتا ہے اور نہ کوئی حیلہ اور تدبیر کام دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ کبھی نہیں کرے گا کہ گنہگاروں کو چمکدار ستاروں کی شکل میں مسخ کرے جو آسمان و زمین کے باقی رہنے تک باقی رہیں۔ حالانکہ جنہیں اللہ تعالیٰ مسخ کرتا ہے وہ تین دن سے زیادہ زندہ نہیں رہتے وہ مر

جاتے ہیں اور یہ جانور جن کو مسخ شدہ کہا جاتا ہے ان کو مجازی طور پر کہا جاتا ہے اور یہ وہ مسوخ ہیں جن کا گوشت اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیدیا اس لئے کہ یہ انسان کے لئے مضر ہیں۔ اور حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے مسخ کر دیا تھا ان کے مثل و ہم شکل کا گوشت کھانے کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے تاکہ اس سزا اور عقوبت کو کوئی شخص معمولی اور ہلکا نہ سمجھے۔

(۶) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی بشار قزوینی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالفرج مظفر بن احمد قزوینی نے انہوں نے کہا کہ میں نے ابوالحسین محمد بن جعفر اسدی کوفی کو بیان کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ سہیل اور زہرہ یہ وہ جانور ہیں اس سمندر کے جانوروں میں سے جو دنیا کو گھیرے ہوئے ہیں جہاں کوئی سفینہ نہیں پہنچ سکتا اور جہاں نہ کوئی حیلہ اور تدبیر کام دے سکتی ہے اور یہی وہ ہیں کہ مسوخات میں جن کا ذکر ہے۔ غلط فہمی ہے ان لوگوں کی جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مشہور ستارے سہیل و زہرہ ہیں۔ اور ہاروت و ماروت یہ دونوں روحانی مخلوق تھے جو ملائکہ ہونے کے لئے پل اور بڑھ رہے تھے مگر یہ دونوں ملائکہ نہ بن سکے تو انہوں نے محنہ و ابتلاء کو اختیار کر لیا اور ان کا معاملہ جو ہونا تھا وہ ہوا اگر یہ دونوں ملک ہوتے تو معصوم ہوتے ان سے ہرگز عصیاں نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی کتاب میں جو ان کو ملک کہا ہے تو اس لئے کہ یہ دونوں اس لئے پیدا کئے گئے تھے کہ یہ آئندہ ملک ہو جائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے فرماتا ہے کہ **انک میت وانھم میتون** یعنی آئندہ تم بھی میت ہو جاؤ گے اور یہ لوگ بھی میت ہو جائیں گے۔

باب (۲۴۰) وہ سبب جس کی بناء پر مومن گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے اور کافر سے نیکیاں سرزد ہوتی ہیں

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن محمد بن ہمدانی نے روایت کرتے ہوئے اسحاق قمی سے انہوں نے کہا کہ میں ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مولا میں آپ پر قربان یہ بتائیں کہ کیا کوئی مومن زنا کرتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں نے کہا اور لواطہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا اور شراب پیتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا اور گناہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان جب وہ زنا نہیں کرتا، لواطہ نہیں کرتا اور دیگر برائیوں کا ارتکاب نہیں کرتا تو پھر اس کا گناہ کیا رہ جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا اے ابو اسحاق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم** (وہ لوگ گناہان کبیرہ کے سوا گناہان کبیرہ اور فواحش سے اجتناب کرتے ہیں) سورۃ النجم۔ آیت نمبر ۳۲ تو مومن سے بسا اوقات ایسے گناہ صغیرہ کا ارتکاب ہو جاتا ہے جو اس سے بالا ارادہ نہیں ہوتا۔ میں نے عرض کیا اچھا یہ بتائیں کہ آپ لوگوں کے دشمن و ناصبی کیا گناہوں سے کبھی بھی پاک رہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا مگر ہم کبھی کبھی دیکھتے ہیں کہ وہ مومن موحد کہ جس کے ہم لوگ قائل ہیں اس کا وہ قائل ہے اور آپ لوگوں کی ولایت کا اعتقاد رکھتا ہے، وہ شراب بھی پیتا ہے، زنا بھی کرتا ہے، لواطہ بھی کرتا ہے اور اس کے پاس ہم اپنی کوئی حاجت لے کر جاتے ہیں تو اس کا منہ بگڑا ہوا پاتے ہیں۔ اس کا رنگ بدل جاتا ہے، ہماری حاجت اس پر گراں گذرتی ہے وہ حاجت برآوری میں سستی سے کام لیتا ہے اور کبھی دیکھتے ہیں کہ آپ کا دشمن و مخالف ہے اور ہم اس کے پاس جاتے ہیں اور وہ جانتا ہے کہ ہم شیعہ ہیں اور اپنی حاجت پیش کرتے ہیں تو وہ خندہ پیشانی سے مسکراتے ہوئے چہرے سے ملتا ہے اور میری حاجت برآوری میں جلدی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ میری حاجت پوری ہو جائے۔ وہ کثرت سے نماز پڑھتا ہے کثرت سے صدقہ دیتا ہے زکوٰۃ ادا کرتا ہے اگر اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اسے ادا کر دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا اے ابو اسحاق تمہیں نہیں معلوم کہ یہ برائیاں تم لوگوں میں کہاں سے آئیں؟ میں نے عرض کیا نہیں خدا کی قسم جب تک آپ نہ بتائیں گے ہم لوگوں کو کیسے معلوم ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابو اسحاق اللہ تعالیٰ واحد و یکتا ہے اس نے اشیاء کو کسی شے سے نہیں پیدا

کیا بلکہ اس کو خود ایجاد کیا اور حقیقت کی ابتدا کی۔ ایک طیب و طاہر زمین پر آب پاک و شیریں سات دن رات جاری کیا پھر وہ پانی خشک ہو گیا تو اس کے اوپر سے بالکل صاف ستھری ایک مٹھی مٹی اٹھائی اور وہی ہم اہلبیت کی مٹی ہے (جس سے ہم لوگ بنے) پھر نیچے جو مٹی باقی رہ گئی تھی اس میں سے ایک مٹھی اٹھائی وہ ہمارے شیعوں کی طینت اور مٹی ہے پھر ہم لوگوں کی اس نے اپنی ذات کے لئے منتخب فرمایا اور اگر اللہ نے جس طرح ہم لوگوں کو طینت کو بالکل خالص رکھا اسی طرح ہمارے شیعوں کی طینت کو بھی بالکل خالص رکھا تو اس میں سے کوئی بھی نہ زنا کرتا نہ چوری کرتا نہ لواطہ کرتا نہ شراب پیتا نہ وہ برائیاں کرتا جس کا تم نے تذکرہ کیا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایک زمین ملعونہ پر ایک نمکین تلخ پانی سات دن رات بہائے رکھا۔ پھر وہ پانی خشک ہو گیا تو اس میں ایک مٹھ اٹھائی اور طینت ملعونہ سڑی ہوئی کھنکھناتی ہوئی مٹی کی ہے یہ ایک ناقص و خراب طینت ہے یہ ہمارے دشمنوں کی طینت ہے اگر اللہ تعالیٰ ان کی طینت کو بھی ویسے ہی چھوڑ دیتا جیسا کہ اس نے مٹی اٹھائی تو تم ان میں تو مومنوں کی خصلت نہیں دیکھتے نہ وہ کلمہ شہادتین پڑھتے اور نہ روزہ رکھتے نہ نماز پڑھتے نہ زکوۃ دیتے اور نہ حج بیت اللہ کرتے اور تم ان میں سے کسی ایک میں بھی خوش اخلاق نہ پاتے مگر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں طینتوں کو یعنی تمہاری طینت کو یکجا کر کے مخلوط کر دیا اور اس طرح ملا جیسے چرڑہ ملا جاتا ہے۔ اور دونوں پانیوں سے اس کو گوندھ دیا اور جو تم اپنے برادر مومن میں یہ برائی یا زنا یا کوئی اور برائی جس کا تم نے ذکر کیا ہے جیسے شراب نوشی وغیرہ دیکھ رہے ہو یہ اس کے اصل جوہر و طینت اور اس کے ایمان کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ان ناصبیوں کی طینت کی وجہ سے مسخ ہو گئی ہے یہ جو ان مذکورہ برائیوں کے مرتکب ہوتے ہیں اس کی وجہ سے ہے اور جو تم ان ناصبیوں میں خوش روئی اور خوش خلقی یا روزہ نماز یا حج بیت اللہ یا صدقہ یا کوئی اور نیکی دیکھتے ہو وہ ان ناصبیوں کی اصل طینت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ تمام افعال ایماں سے مسخ ہونے کی وجہ سے ہیں ان کی طینت نے ایمان کے مسخ ہونے کی وجہ سے یہ حاصل کیا ہے۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں جب قیامت کا دن آئے گا تو پھر؟ آپ نے فرمایا اے ابو اسحاق کیا اللہ تعالیٰ خیر و شر کو ایک جگہ رہنے دے گا؟ سنو جب قیامت کا دن آئے گا تو ایمان سے مسخ ہونے کا اثر جو ان میں آگیا ہے وہ ان لوگوں سے نکال لے گا اور ہمارے شیعوں کو واپس کر دے گا اور ناصبیوں سے مسخ ہونے کا جو اثر ہمارے شیعوں میں آگیا ہے اور اس کی وجہ سے جو برائیاں اور گناہ انہوں نے کیے ہیں وہ ان سے نکال کر ان ناصبیوں کے حوالے کر دے گا۔ اور ہر شے اپنے اصل اور عنصر اول کی طرف واپس ہوگی ابتدا میں اس کی تھی۔ کیا تم آفتاب کو نہیں دیکھتے کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو کیا اس کی شعاعیں اس سے متصل رہتی ہیں یا جدا ہو جاتی ہے؟ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو اس کی شعاعیں جس طرح اس سے نکلی تھیں اسی طرح اس میں واپس چلی جاتی ہیں اگر یہ اس سے جدا ہو جاتیں تو ہرگز واپس نہیں جا سکتی تھیں۔ آپؑ نے فرمایا ہاں اے ابو اسحاق ہر شے اپنے اس اصل کی طرف واپس جاتی ہے جس سے وہ پیدا ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ لوگ جو نیکیاں کر رہے ہیں وہ ان سے لے کر ہم لوگوں کو دے دی جائے گی اور ہم لوگ جو برائیاں اور گناہیں کر رہے ہیں وہ ہم لوگوں سے لے کر ان ناصبیوں کو دے دی جائیں گی؟ آپ نے فرمایا ہاں اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں ایسا ہی ہوگا۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان کیا اس کی کوئی دلیل ہمیں کتاب خدا میں ملے گی؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اے ابو اسحاق۔ میں نے عرض کیا وہ کس مقام پر ہے؟ فرمایا اے ابو اسحاق کیا تم نے اس آیت کی تلاوت نہیں کی **اولئک یبدل الله سیاتهم حسنات وکان الله غفورا رحیما** (البتہ ان لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور خدا تو بڑے بخشنے والا مہربان ہے) سورۃ فرقان۔ آیت نمبر ۷۰۔ تو اللہ تم لوگوں کے سوا کسی کی گناہوں کو نیکیوں سے نہیں بدلے گا۔ خدا کی قسم یہ تم لوگوں کے لئے بدلے گا

باب (۲۴۱) خوشبو اور اس کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے علی بن حسان

واسطی سے انہوں نے اپنے بعض اصحاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت آدمؑ جنت سے کوہ صفا پر اتار دیئے گئے اور حضرت حواؑ مروہ پر اتاری گئیں اور وہ جنت میں اپنے بالوں میں کنگھیاں کیا کرتی تھیں جب زمین پر اتار دی گئیں تو بولیں مجھ سے تو اللہ ناراض ہے اب میں امید نہیں رکھتی کہ میں کنگھا کر سکوں گی یہ کہہ کر اپنے بال کھول دیئے تو اس کی وہ خوشبو پھیل گئی جو وہ جنت کے اندر اپنے بالوں میں لگاتی تھیں پھر وہ ہوا نے اڑی اور اس نے اس کا اثر ہند میں پہنچا دیا اسی لئے ہند میں عطر ہوتا ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت حواؑ نے اپنے بالوں کے جوڑے کو کھولا تو اس میں جو خوشبو بسی ہوئی تھی اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیج دی جس نے اسے اڑا کر مشرق و مغرب میں پھیلا دیا۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن سلیمان رازی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انہوں نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ اول اول خوشبو کیسے پیدا ہوئی؟ تو آپؑ نے فرمایا تمہاری طرف کے لوگ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ وہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ جب زمین پر اتار دیئے گئے تو جنت کی جدائی میں روئے اور ان کے آنسو اتنے بہے کہ وہ زمین کی رگیں بن گئے۔ اور خوشبودار ہو گئے۔ آپؑ نے فرمایا ایسا نہیں ہے جیسا وہ لوگ کہتے ہیں بلکہ حضرت حواؑ اپنے بالوں کو شجرہ جنت کے اطراف پھیلاتی تھیں جب زمین پر اتریں اور مصیبت میں مبتلا ہوئی تو انہوں نے حیض دیکھا اور انہیں حکم ہوا کہ غسل کرو تو انہوں نے اپنے بال کھولے ادھر اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا بھیجی جو خوشبو کو اڑا کر لے گئی اور اللہ نے جہاں چاہا اس کو بکھیر دیا اور اس سے اول اول خوشبو پیدا ہوئی۔

باب (۲۴۲) وہ سبب جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ بداخلاق انسان کی توبہ قبول کرنے سے انکار کرتا ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے اس سے جس نے ان سے ذکر کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو بداخلاق شخص کی توبہ قبول کرنے سے انکار ہے تو دریافت کیا گیا کہ یہ کیسے؟ فرمایا اس لئے کہ وہ ابھی ایک گناہ سے نکلتا ہی ہے کہ اس سے بڑے دوسرے گناہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

باب (۲۴۳) وہ سبب جس کی بنا پر صاحب بدعت کی توبہ قبول نہیں ہوتی

(۱) بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن مسرور رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن محمد ابن عامر نے روایت کرتے ہوئے معلی بن محمد سے انہوں نے محمد بن جمہور العمی سے انہی اسناد کے ساتھ ایک مرفوع روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو صاحب بدعت کی توبہ قبول کرنے سے انکار ہے تو عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ یہ کیوں آپؐ نے فرمایا اس لئے کہ اس کے دل نے اسی بدعت کی محبت کی شراب پی لی ہے۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ایوب بن نوح نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عمیر نے روایت کرتے ہوئے ہشام بن حکم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے فرمایا کہ اگلے زمانہ میں ایک شخص تھا جس نے حلال طریقہ سے دنیا حاصل کرنا چاہی مگر حاصل نہ کر سکا پھر اس نے حرام طریقہ سے حاصل کرنی چاہی مگر حاصل نہ کر سکا تو شیطان اس کے پاس آیا اور بولا۔ میاں تم نے دنیا بذریعہ حلال حاصل کرنی چاہی مگر حاصل نہ ہوئی پھر تم نے دنیا بذریعہ حرام

حاصل کرنی چاہی مگر حاصل نہ ہوئی کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں کہ جس سے تمہاری دنیا بھی کثیر ہو جائے اور تمہارے پیرو کار بھی بہت ہو جائیں؟ اس نے کہا ہاں بتائیں۔ شیطان نے کہا تم کوئی ایک مذہب ایجاد کرلو اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دو۔ چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور لوگ اس کا مذہب قبول کرنے لگے اور اس نے اس کے ذریعہ دنیا خوب کمائی پھر اس نے سوچا اور دل میں کہا کہ تو نے یہ کیا کیا کہ ایک مذہب ایجاد کیا اور لوگوں کو اس دین کی طرف دعوی بھی دی (یہ تو بہت برا ہوا) اور اب تو اپنے لئے توبہ کی صورت ہی نظر نہیں آتی کہ جو لوگ میرا دین قبول کر چلے ہیں وہ میرے پاس آئیں تو میں ان کو ان کے دین کی طرف واپس کردوں لہٰذا جن لوگوں نے اس کا دین قبول کر لیا تھا وہ اس کے پاس آئے ان سے کہا کہ جس دین کی طرف میں نے تم لوگوں کو دعوت دی وہ باطل ہے اسے ترک کرو اور اپنے پچھلے دین پر واپس چلے جاؤ۔ تو وہ لوگ جواب دیتے تم جھوٹ کہتے ہو۔ تمہارا دین حق ہے تمہیں اپنے دین میں شک ہو گیا ہے اس لئے تم نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ لوگ اس کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تو اس نے ایک زنجیر منگوائی اور میخ زمین میں نصب کیا اور زنجیر اپنے گلے میں ڈالی اور اسے میخ میں باندھ دی اور بولا جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ کرے گا میں خود کو اس زنجیر سے نہ کھولوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی کی طرف وحی کی کہ فلاں شخص سے کہہ دو کہ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم اگر اپنی آخری سانس تک بھی توبہ کرتے رہے تو میں تمہاری توبہ قبول نہ کروں گا۔ جب تک کہ تم ان لوگوں کو جو تمہارے دین پر مرگئے انہیں بھی اپنے دین سے پلٹاؤ گے۔

باب (۲۴۴) وہ سبب جس کی بنا پر چمگادڑ زمین پر نہیں چلتا گھروں میں رہتا ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے ابو الحسن محمد بن عمرو بن علی بن عبداللہ بصری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن احمد بن جبلہ واعظ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو القاسم عبداللہ بن احمد بن عامر طائی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے روایت کرتے ہوئے اپنے پدر بزرگوار موسیٰ بن جعفر نے روایت کرتے ہوئے اپنے پدر بزرگوار جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار محمد بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علی ابن الحسین بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حسین بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے کہ ایک مرد شامی نے آپ سے چند مسائل پوچھے جن میں سے یہ بھی پوچھا گیا کہ چمگادڑ زمین پر کیوں نہیں چلتا؟ تو آپ نے فرمایا اس لئے کہ وہ بیت المقدس میں نوحہ کرتا رہا اور اس کے گرد چالیس سال طواف کرتا اور اس پر روتا رہا اور وہ حضرت آدمؑ کے ساتھ مسلسل گریہ کرتا رہا اس لئے گھروں میں رہنے لگا اور اس کے ساتھ کتاب خدا کی نو آیتیں ہیں جس کو حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تلاوت کرتے تھے اور یہ آیتیں تاقیامت اس کے ساتھ رہیں گی تین آیتیں سورہ کہف کی ابتداء کی اور تین آیتیں **سبحان اذا قرات القران** اور تین آیتیں سورہ یسین کی **وجعلنا من بین ایدھم سدا و من خلفھم سدا** کی۔

باب (۲۴۵) وہ سبب جس کی بناء پر بیل کی نگاہ ہمیشہ نیچی رہتی ہے وہ اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اٹھاتا

(۱) بیان کیا مجھ سے ابو الحسن محمد بن عمرو بن علی بن عبداللہ بصری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن احمد بن جبلہ واعظ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو القاسم عبداللہ بن احمد بن عامر طائی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے باپ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے روایت کرتے ہوئے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام سے اور انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے کہ اہل شام میں سے ایک شخص نے آپ سے چند مسائل دریافت کئے اور اس میں

یہ بھی دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ بیل ہمیشہ اپنی نگاہ نیچے رکھتا ہے کبھی اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اٹھاتا؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شرماتا ہے جب سے قوم موسیٰ نے گوسالہ کی پرستش کی اس نے اپنا سر جھکالیا۔

(۲) بیان کیا مجھ سے ابو الحسن محمد بن عمرو بن علی بن عبداللہ بصری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو اسحاق ابراہیم بن حماد بن عمر نہاوندی نے نہاوند کے اندر انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو بکر احمد بن محمد مستشنی بن ابی الخصیب نے رات کے وقت مقام مصیغہ میں انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے موسیٰ بن حسن مدینہ رسول میں انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابراہیم بن شریح کندی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابن وھب نے روایت کرتے ہوئے یحییٰ بن محبوب سے انہوں نے جمیل بن انس سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ بیل کا اکرام کرو یہ تمام جانوروں کا سردار ہے جب سے گوسالہ کی پرستش کی گئی اس نے اللہ تعالیٰ سے شرم کے مارے اپنی نگاہ آسمان کی طرف نہیں اٹھائی۔

باب (۲۴۶) وہ سبب جس کی بناء پر بکریاں اپنی دم اٹھائے اور شرمگاہ کھولے رہتی ہیں اور دبمیاں اپنی شرمگاہ چھپائے رکھتی ہیں

(۱) بیان کیا مجھ سے ابو الحسن محمد بن عمرو بن علی بن عبداللہ بصری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن احمد بن جبلہ واعظ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو القاسم عبداللہ بن احمد بن عامر طائی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حضرت امام علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے روایت کرتے ہوئے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام سے انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا بات ہے کہ بکری اپنی دم کو اٹھائے ہوئے اپنی شرمگاہ کو کھولے رہتی ہے؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ جب حضرت نوح اس کو سفینہ میں داخل کرنے لگے تو اس نے آپ کی نافرمانی کی تو آپ نے اس کو اٹھا کر اس میں پھینکدیا اور اس کی دم ٹوٹ گئی اور دمبی اپنی شرمگاہ کو اس لئے چھپائے ہوئے ہے کہ وہ سفینہ میں جلدی سے خود چلی گئی پس حضرت نوحؑ نے اسی کی دم پر ہاتھ پھیر دیا اور اس کی دم چکتی بن گئی۔

باب (۲۴۷) چوپایوں کے پاؤں پر داغ اور مچھر کے بچنے نہ ہونے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے حماد بن عثمان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ہم جانوروں کو دیکھتے ہیں کہ ان کے اگلے پاؤں اندرونی طرف دو پیوند ہوتے ہیں جیسے داغ دیا گیا ہو یہ کیا ہے اور کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ماں کے پیٹ میں وہیں اس کی تھوتھنی اور ناک رہتی ہے سوائے اولاد آدم کے وہ اپنی ماں کے پیٹ میں استادہ رہتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے **لقد خلقنا الانسان فی کبد** (ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا) سورۃ بلد۔ آیت نمبر ۴ اس کا سر اس کے دبر کی جانب ہوتا ہے اور اس کے دونوں ہاتھ اس کے سامنے ہوتے ہیں۔

(۲) ان ہی اسناد کے ساتھ احمد بن ابی عبداللہ برقی سے روایت ہے اور انہوں نے روایت کی اپنے باپ سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب دو مختلف

چڑیوں کا جوڑا ہوتا ہے تو وہ بار آور نہیں ہوتا میں نے عرض کیا مگر آپ تو کہتے ہیں کہ راعبی طائر کے ماں باپ دونوں میں سے ایک قمری ہوتی ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ انڈے بھی دیتی ہے اور اس سے بچے بھی نکلتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ غلط کہتے ہیں بلکہ کبھی کبھی کوئی قمری کسی چڑیا پر چڑھ جاتی ہے جفت کھا جاتی ہے تو انڈہ دیتی ہے اور اس سے بچے نکلتے ہیں اور اس کی اس نسل سے کبھی بچے نہیں پیدا ہوتے۔

باب (۲۴۸) بلی اور خنزیر کی خلقت کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن شاذان بن احمد بن عثمان بروازی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو علی محمد بن محمد بن حارث بن سفیان حافظ سمرقندی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے صالح بن سعید ترمذی نے روایت کرتے ہوئے عبدالمنعم بن ادریس سے انہوں نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے وھب بن منبہ یمانی سے انہوں نے کہا کہ جب حضرت نوح علیہ السلام سفینہ میں سوار ہوئے تو اس میں جتنے چرند پرند اور وحشی جانور تھے ان سب پر اللہ تعالیٰ نے سکینہ القا کر دیا۔ ان میں سے کوئی شے کسی دوسری شے کو ضرر نہیں پہنچاتی تھی۔ بکری بھیڑ کے ساتھ چلتی پھرتی اور گائے شیر کے ساتھ چلتی پھرتی چڑیا سانپ پر گر پڑتی وہ اس کو کوئی ضرر نہ پہنچاتا نہ کوئی غراتا، نہ کوئی بے کل و بے چین ہوتا، نہ شور و صخب کرتا نہ آپس میں سب و شتم و لعنت ملامت کرتا کہ ہر ایک اپنے نفس کو قابو میں رکھے ہوئے تھا اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی گرمی نکال دی تھی۔ یہ سب اسی طرح سفینہ میں رہے جب تک کہ سفینہ سے باہر نہیں آئے۔ چنانچہ سفینہ میں چوہے بہت زیادہ ہو گئے اور غلیظ بھی بہت بھر گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کی طرف وحی کی شیر پر ہاتھ پھیریں انہوں نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کو چھینک آئی اور اس کی ناک سے دو بلیاں نر و مادہ نکل آئیں ان دونوں کی وجہ سے چوہے کم ہو گئے اور ہاتھی کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کو چھینک آئی تو اس کی ناک سے دو خنزیر نر و مادہ نکل آئے اور غلیظ کم ہو گیا۔

باب (۲۴۹) وہ سبب جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے مکھی کو پیدا کیا

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ایک شخص سے جس نے ان سے بیان کیا اس نے ربیع منصور کے مصاحب سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام منصور کے پاس آکر بات کر رہے تھے کہ ایک مکھی منصور کے اوپر بیٹھ گئی منصور نے اس کو ہنکایا مگر وہ آکر پھر بیٹھ گئی تو اس نے پھر ہنکایا مگر پھر آکر بیٹھ گئی جب وہ تنگ آگیا تو اس نے کہا اے ابو عبداللہ یہ مکھی اللہ تعالیٰ نے کیوں پیدا کردی؟ آپ نے فرمایا یہ اس لئے کہ وہ ظالموں اور جباروں کو ذلیل اور تنگ کرے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے روایت کرتے ہوئے محمد بن ابی صہبان سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کے کھانوں پر مکھی نہ بیٹھے تو ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ ملے گا جو مجذوم نہ ہو۔

باب (۲۵۰) کتے کی خلقت کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ علوی حسینی رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسباط نے

انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن زیاد قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو الطیب احمد بن محمد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن جعفر علوی عمری نے روایت کرتے ہوئے اپنے آباء سے انہوں نے عمر بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے کتے کو کیوں پیدا کیا؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ابلیس کے تھوک سے پیدا کیا۔ عرض کیا گیا یہ کیسے یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو یہ دونوں چڑیوں کے چوزوں کے مانند کانپ رہے تھے۔ اور ابلیس زمین پر حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے آچکا تھا جب اس نے انہیں دیکھا تو دوڑا اور زمین کے درندوں کے پاس پہنچا اور بولا کہ آسمان سے دو پرندے گرے ہیں اور ان سے بڑا پرندہ کبھی کسی نے نہیں دیکھا ہو گا چلو اور انہیں کھا لو یہ سن کر درندے ابلیس کے ساتھ دوڑے اور ابلیس انہیں للکار رہا تھا اور چلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اب تھوڑی دور کی مسافت ہے اور جلدی جلدی بولنے سے اس کے منہ سے تھوک نکل رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس تھوک سے دو کتے نر و مادہ پیدا کر دیئے اور وہ دونوں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ کتیا جدہ میں اور کتا ہند میں اور انہوں نے ان دونوں کے قریب درندوں کو آنے نہیں دیا اور اسی دن سے کتا درندوں کا دشمن ہو گیا اور درندے کتے کے دشمن ہو گئے۔

باب (۲۵۱) ذرات کی خلقت کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ علوی حسینی رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسباط نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن زیاد قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو طیب احمد بن محمد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن جعفر علوی عمری اپنے آباء سے روایت کرتے ہوئے اور ان لوگوں نے روایت کی عمر بن علی سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے کہ ایک مرتبہ آپ سے ان ذرات کے متعلق سوال کیا گیا جو گھروں کے روشندانوں میں سے اندر داخل ہوتے ہیں کہ کہاں سے پیدا ہو گئے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ پروردگار تو مجھے خود دکھا دے میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر میرے نور کی تاب لاکر پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہے تو شاید مجھ کو دیکھ سکو اور اگر یہ اپنی جگہ پر قائم نہ رہ سکے تو تمہاری آنکھوں میں اتنی طاقت کہاں کہ تم مجھ کو دیکھ سکو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر اپنے نور کی تجلی کی تو پہاڑ کے تین ٹکڑے ہو گئے۔ ایک ٹکڑا بلند ہو کر آسمان میں چلا گیا، دوسرا ٹکڑا زمین میں دھنس گیا، تیسرا ٹکڑا پاش پاش ہو کر فضا میں بکھر گیا اور غبار بن گیا اور یہ ذرات اسی پہاڑ کے بکھرے ہوئے ذرات ہیں۔

باب (۲۵۲) بڑھاپے کے بغیر چہرے پر بڑھاپے کے آثار نمودار ہونے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ علوی حسینی رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسباط نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو الطیب احمد بن محمد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن جعفر علوی عمری نے روایت کرتے ہوئے اپنے آبائے کرام سے انہوں نے عمر بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بھائی حضرت عیسیٰؑ ایک شہر سے گذرے تو دیکھا کہ ایک مرد اور ایک عورت دونوں ان کو پکار رہے ہیں۔ انہوں نے پوچھا تم دونوں کا کیا معاملہ ہے؟ تو مرد نے کہا یا نبی اللہ یہ میری زوجہ ہے اس

میں کوئی خرابی نہیں صالحہ ہے مگر میں اس کو چھوڑنا چاہتا ہوں ۔آپ نے فرمایا اپنا پورا حال تو بتاؤ کہ کیا معاملہ ہے ؟ مرد نے کہا بغیر بڑھاپے کے اس کے چہرے پر بڑھاپا طاری ہے ۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا اے عورت کیا تو چاہتی ہے کہ تیرے چہرے کی رونق اور آب و تاب پھر سے پلٹ آئے ؟ اس نے کہا جی ہاں ۔آپ نے فرمایا اچھا اب جب تم کھانا کھایا کرو تو خوب پیٹ بھر کر نہ کھایا کرو اس لئے کہ جب کھانا بہت زیادہ ہو جاتا ہے تو سینے پر دباؤ پڑتا ہے مقدار زیادہ ہوتی ہے اور چہرے کی آب جاتی رہتی ہے ۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا اور اس کا چہرہ تر و تازہ اور بارونق ہو گیا۔

باب (۲۵۳) علامات صبر اور اس کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ علوی حسینی رضی اللہ عنہ انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسباط نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن زیاد قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو لطیب احمد بن محمد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن جعفر علوی عمری نے اپنے آباء سے روایت کرتے ہوئے اور ان لوگوں نے روایت کی عمر بن علی سے اور انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صابر کی علامت تین ہیں ۔پہلی علامت یہ کہ وہ کسل و سستی نہ کرتا ہو ،دوسرے یہ کہ وہ اکتاتا اور دل تنگ نہ ہوتا ہو، تیسرے یہ کہ اپنے پروردگار سے شکایت نہ کرتا ہو ۔ اس لئے کہ اگر اس نے کسل و سستی کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت کا حق ادا نہ کیا اور اگر وہ اکتایا تو شکر ادا نہ کرے گا اور اگر اس نے شکایت کی تو اپنے رب کی نافرمانی کی۔

باب (۲۵۴) وہ سبب جس کی بناء پر عورت کو مرد کی چاہت ہوتی ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے انہوں نے محمد بن یحییٰ خزاز سے انہوں نے غیاث بن ابی ابراہیم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا چونکہ عورت مرد سے خلق ہوئی ہے اس لئے اس کی چاہت مرد میں ہے اس لئے اپنی عورتوں کو پابندیوں کے ساتھ رکھو اور مرد چونکہ زمین سے پیدا ہوا ہے اس کی چاہت زمین کی ہوتی ہے۔

باب (۲۵۵) وہ سبب جس کی بناء پر نکاح میں گواہی قرار دی گئی

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابراہیم بن ہاشم نے روایت کرتے ہوئے ایک شخص سے جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے روایت کرتے ہوئے درمت بن ابی منصور سے انہوں نے محمد بن عطیہ سے انہوں نے زرارہ سے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ نکاح میں گواہی میراث کی وجہ سے قرار دی گئی۔

باب (۲۵۶) وہ سبب جس کی بناء پر دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع رکھنا حرام ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حمدان بن حسین

نے روایت کرتے ہوئے حسن بن ولید سے انہوں نے مروان بن دینار سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابی ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا سبب ہے کہ دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع رکھنا مرد کے لئے جائز نہیں ہے ؟ آپ نے فرمایا اسلام کی حفاظت کے لئے اور تمام مذاہب کا یہی نظریہ ہے۔

باب (۲۵۷) وہ سبب جس کی بناء پر کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا خالہ کی سوت بنانے سے منع کیا گیا ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے عبدالرحمن بن محمد اسدی سے انہوں نے ابی ایوب خزاز سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھوپھی اور خالہ کی جلالت قدر کا لحاظ رکھتے ہوئے منع کیا ہے کہ کسی عورت کو اس کی پھوپھی اور خالہ کی سوت نہ بنایا جائے ہاں اگر وہ اجازت دے دیں تو کوئی ہرج نہیں ۔
(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے روایت کرتے ہوئے حسن بن علی بن فضال سے انہوں نے ابن بکیر سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آپ نے فرمایا بغیر پھوپھی اور خالہ کی اجازت کے بھائی کی لڑکی اور خالہ کی لڑکی اپنی پھوپھی اور خالہ کی سوت نہ بنے اور کوئی پھوپھی اور کوئی خالہ اپنی بھتیجی اور اپنی بھانجی کی سوت نہ بنے بغیر اپنی بھتیجی اور بھانجی کی اجازت کے ۔

باب (۲۵۸) وہ سبب جس کی بناء پر عورتوں کا مہر پانچ سو (۵۰۰) درہم قرار پایا۔

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے علی بن معبد سے انہوں نے حسین بن خالد سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا مہر سنت پانچ سو درہم کیسے ہو گیا ؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ جو مومن سو مرتبہ **اللہ اکبر** کہے سو مرتبہ **الحمد اللہ** کہے سو مرتبہ **سبحان اللہ** کہے اور سو مرتبہ **لا الہ الا اللہ** کہے اور سو مرتبہ **الھم صلی علی محمد وال محمد** کہے ، پھر اس کے بعد کہے **الھم زوجنی من الحور العین** تو اللہ تعالیٰ اس کا نکاح جنت کی ایک حور سے کرے گا اور وہ تسبیحات و درود (جن کی تعداد پانچ سو ہوتی ہے) اس کا مہر قرار دیدے گا ۔اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی فرمائی کہ عورت کے مہر کو پانچ سو درہم سنت قرار دیدیں تو آنحضرتؐ نے ایسا ہی کیا۔
(۲) بیان کیا مجھ سے حسین بن احمد بن ادریس نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن ابی بصیر سے انہوں نے حسین بن خالد سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا میں آپ پر قربان عورت کا مہر پانچ سو درہم بارہ اوقیہ (یعنی بارہ اوسیٰ نصف) کیسے ہو گیا ؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ لازم قرار دے لیا ہے کہ جو مومن بھی سو مرتبہ **اللہ اکبر** سو مرتبہ **سبحان اللہ** اور سو مرتبہ **الحمد اللہ** اور سو مرتبہ **لا الہ الا اللہ** کہے گا اور سو مرتبہ **محمد و آل محمد** پر درود پڑھے گا پھر یہ کہے گا کہ **الھم زوجنی من الحور العین** تو اللہ تعالیٰ اس کا عقد حور عین سے کردیگا ۔اسی بناء پر عورتوں کا مہر پانچ سو درہم قرار پایا اور کوئی مرد مومن اگر کسی برادر مومن کے پاس شادی کا پیغام بھیجے اور اس کے لئے پانچ سو درہم بھی خرچ کئے ہوں مگر عقد نہ کرے تو اللہ کی طرف سے وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کا عقد حوریہ سے نہ ہو۔

باب (۲۵۹) وہ سبب جس کی بناء پر مخالفین کے یہاں عورت کا مہر چار ہزار (۴۰۰۰) درہم ہو گیا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے میاری سے اور ان سے ایک شخص نے جس نے اس سے بیان کیا اور اس نے حماد سے انہوں نے حریز سے انہوں نے محمد بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ عورت کا مہر چار ہزار درہم کہاں سے ہوا؟ میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا ام حبیبہ بنت ابی سفیان جس وقت حبشہ میں تھیں تو آنحضرتؐ نے انہیں عقد کا پیغام بھیجا تو نجاشی نے آنحضرتؐ کی طرف سے چار ہزار درہم بطور مہر ادا کیا تو اسی کو وہ لوگ بنیاد بناتے ہیں ورنہ مہر تو صرف بارہ اوقیہ اور نصف ہے۔

باب (۲۶۰) وہ سبب جس کی بناء پر مرد کے لئے یہ جائز ہے کہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے پہلے اس کو دیکھ لے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے بزنطی سے انہوں نے یونس بن یعقوب سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ایک عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے کیا اس کے لئے جائز ہے کہ پہلے اس کو دیکھ لے؟ فرمایا ہاں اور اس عورت کو چاہئے کہ اپنے کپڑے کو ڈھیلا کر دے اس لئے کہ وہ اس کو بھاری قیمت پر خریدنا چاہتا ہے۔

باب (۲۶۱) وہ سبب جس کی بناء پر اگر کوئی مرد اپنی زوجہ سے کہے کہ تو میرے نکاح میں آئی تو باکرہ نہیں تھی تو اس پر کوئی شرعی سزا نہیں ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے صفوان سے انہوں نے موسیٰ سے انہوں نے ابن بکیر سے انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے اس مرد کے متعلق کہ جو اپنی زوجہ سے یہ کہدے کہ تو میرے پاس باکرہ نہیں آئی تھی تو آپ نے فرمایا کہ مرد کے اس کہنے پر کوئی شرعی سزا (حد) نہیں اس لئے کہ بغیر مباشرت کے بھی بکارت جاتی رہتی ہے۔

باب (۲۶۲) مہر کا سبب اور اس کا مردوں پر ادا کرنا واجب ہونا

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے کہ حضرت ابو الحسن علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا اس میں یہ بھی تھا کہ مہر کا سبب کیا ہے اور یہ مردوں پر کیوں واجب ہے اور عورتوں پر کیوں واجب نہیں کہ اپنے شوہروں کو دیں۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ عورت کا نان نفقہ مرد کے ذمہ ہے اور اس

لئے کہ عورت نے اپنا نفس فروخت کیا ہے اور مرد نے اس کو خریدا ہے اور کوئی خرید و فروخت بغیر قیمت ادا کئے نہیں ہوتی اس کے علاوہ مت اسباب کی بناء پر عورتوں کے لئے نوکری اور تجارت ممنوع بھی ہے۔

باب (۲۶۳) وہ سبب جس کی بناء پر مہر دس درہم سے کم باندھنا مکروہ ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ابی عبداللہ نے روا کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے وصب بن وصب سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے ا آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مہر دس درہم رکھنا میرے نزدیک مکروہ اور ناپسندیدہ ہے تاکہ بدکار عورت کے مہر کے مشابہ نہ ہو جائے۔

○ مصنف کتاب الرحمہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں اسی طرح آیا ہے کہ جو میں نے اس جگہ تحریر کر دیا اس لئے اس میں سبب بیان کیا گیا۔ مگر جس پر مجھے اعتماد ہے اور جس پر میں فتویٰ دیتا ہوں وہ یہ کہ مہر اتنا ہونا چاہیئے جس پر طرفین راضی ہو جائیں جیسے شکر وغیرہ ایک مثقال ہی کیے نہ ہو۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے ابی ایوب خراسانی سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے پوچھا کم سے کم مہر کیا ہونا چاہیئے؟ آپ نے فرمایا ایک مثقال شکر۔

باب (۲۶۴) وہ سبب جس کی بناء پر اگر مرد اپنی زوجہ سے قبل دخول زنا کا مرتکب ہوا ہے تو ان دونوں کو جدا کر دو

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ و احمد بن ادریس اور انہوں نے احمد بن محمد بن یحییٰ خزاز سے انہوں نے طلحہ بن زید سے انہوں نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہما السلام سے آپ نے فرمایا کہ میں نے کتاب علی میں پڑھا ہے کہ کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کرے اور مباشرت سے پہلے وہ اس سے زنا کر چکا ہے تو وہ اس کے لئے حلال نہیں ہے اس لئے کہ وہ زانی ہے دونو کو جدا کر دیا جائے گا اور مرد اس عورت کو نصف مہر ادا کرے گا۔

○ اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں تو اسی طرح آیا ہے جیسا کہ میں نے نقل کر دیا اس لئے کہ اس میں سبب بیان کیا گیا ہے مگر جس حدیث کی بناء پر میں فتویٰ دیتا ہوں جس پر مجھے اعتماد ہے جس کو مجھ سے بیان کیا محمد بن حسن رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے ابن ابی عمیر اور فضالہ بن ایوب سے انہوں نے رفاعہ سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنی زوجہ سے مباشرت سے پہلے زنا کیا تھا کیا اس کو رجم کیا جائے گا؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا اچھا اس نے اگر شادی و مباشرت سے پہلے اس

سے زنا کیا تھا تو کیا ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا؟ فرمایا کہ نہیں۔ اور ابن عمیر نے اس حدیث میں اتنا اور بھی زیادہ کیا ہے اور اگر کنیز ہے تو روکا بھی نہیں جائے گا۔

باب (۲۶۵) وہ سبب جس کی بناء پر اگر عورت نے اپنے شوہر کی مباشرت سے پہلے زنا کیا ہے تو ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا اس کے لئے مہر نہیں ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے انہوں نے اسماعیل بن ابی زیاد سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسی عورت کے متعلق کہ جس نے اپنے شوہر سے ہمبستری سے قبل زنا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا زن و شوہر میں جدائی کر دی جائے اور عورت کو مہر نہیں ملے گا اس لئے کہ یہ اس عورت کی طرف سے ہوا ہے۔

باب (۲۶۶) وہ سبب جس کی بناء پر شکاک کرنے والوں میں شادی کرنا جائز ہے لیکن ان میں اپنی لڑکی دینا جائز نہیں

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ایوب بن نوح سے انہوں نے صفوان سے انہوں نے موسیٰ بن بکیر سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ شکاک میں شادی کرنا جائز ہے لیکن ان سے اپنی لڑکی کی شادی کرنا جائز نہیں اس لئے کہ عورت اپنے شوہر کا طریقہ اختیار کرتی ہے اور مجبوراً اس کا مذہب اختیار کر لیتی ہے۔

باب (۲۶۷) وہ سبب جس کی بناء پر اس گھر میں جس کے اندر کوئی بچہ ہو مباشرت کرنا جائز نہیں

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے قاسم بن محمد جوہری سے انہوں نے اسحاق بن ابراہیم سے انہوں نے حنان بن سدیر سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی لڑکا گھر کے اندر ہو تو کسی مرد کو اپنی زوجہ یا اپنی کنیز سے مجامعت نہیں کرنی چاہیئے اس لئے کہ اس سے زنا پیدا ہوتا ہے۔

باب (۲۶۸) کنیزوں کے استبراء کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے موسیٰ بن سعدان سے انہوں نے عبداللہ بن قاسم سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص محتاط ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کنیز کو جب اس کو حیض آیا اور طاہر ہوئی کبھی مس نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا مگر جب تمہارے پاس آئے تو تمہیں اس کا مس کرنا جائز نہیں جب تک کہ ایک حیض سے اس کا استبراء نہ کر لو مگر مجامعت کے سوا اور کچھ کر

سکتے ہو۔ وہ لوگ جو کنیزیں خریدتے ہیں اور استبراء سے پہلے ان سے مجامعت کرتے ہیں وہ اپنے ہی مال سے زنا کرتے ہیں۔

باب (۲۶۹) وہ سبب جس کی بنا پر اگر ایک مرد کی دو عورتیں ہیں تو اس کے لئے یہ جائز ہے کہ کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت دے۔

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے حسن بن زیاد سے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مرد کی دو عورتیں ہیں اور وہ ان دونوں میں سے ایک کو زیادہ پسند کرتا ہے کیا اس کے لئے جائز ہے کہ کسی بات میں اس کو ترجیح دے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس کو یہ بھی حق ہے کہ اس کو تین راتیں دے اور دوسری کو ایک رات اس لئے کہ اس کو حق ہے کہ وہ چار عورتوں سے نکاح کرے لہٰذا وہ بقیہ دو راتیں جس کے لئے چاہے قرار دے۔

(۲) اور ان ہی اسناد کے ساتھ حسن بن زیاد سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب ایک شخص کی چار عورتیں نہیں ہیں تو وہ اپنی ازواج میں سے جس پر جس کو چاہے ترجیح دے۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے انہوں نے علی بن عقبہ سے انہوں نے ایک شخص سے انہوں نے ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے لئے جس کے دو بیویاں ہیں کیا اس کو حق ہے کہ تین راتوں کے لئے ان میں سے جس کو چاہے ترجیح دے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

باب (۲۷۰) وہ سبب جس کی بناء پر ایک شخص جو مشرکین کے ہاتھوں میں اسیر ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ جب تک وہ اسیر ہے نکاح کرے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے قاسم بن محمد سے انہوں نے سلیمان بن داؤد سے انہوں نے عیسیٰ بن یونس سے انہوں نے اوزاعی سے انہوں نے زہری سے انہوں نے علی بن حسین علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ کسی اسیر کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ نکاح کرے جب تک مشرکین کی قید میں ہے اس لئے کہ یہ ڈر ہے کہ اس کے لڑکا پیدا ہوا تو وہ لڑکا ان کافروں کے قبضہ میں رہ کر کافر ہو جائے گا۔

باب (۲۷۱) وہ سبب جس کی بناء پر مرد کے لئے یہ جائز ہے کہ چار عورتوں سے نکاح کرے لیکن ایک عورت کے لئے ایک شوہر سے زیادہ جائز نہیں اور اس کا سبب کہ ایک غلام دو عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے

انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں اس امر کا سبب تحریر فرمایا کہ ایک مرد کو چار عورتوں کے نکاح میں رکھنا جائز ہے اور عورت کو ایک مرد سے زیادہ نکاح کرنا حرام ہے یہ کیوں؟ اس لئے کہ مرد کی اگر چار عورتیں بھی ہیں اور ان سے اولاد ہوئی تو وہ سب اس کی طرف منسوب ہوگی اور اگر عورت دو مردوں سے نکاح کرے یا دو سے زیادہ سے تو لڑکے کی شناخت نہ ہو سکے گی کہ یہ کس کا ہے اس لئے کہ وہ سب اس کے شوہر ہیں۔ اس بناء پر نسب و میراث اور تعارف میں فساد لازم آئے گا۔

محمد بن سنان کا بیان ہے کہ ایک مرد کے لئے چار آزاد عورتوں کے حلال ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوتی اور اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلاث و ربع** (تو عورتوں میں سے جو تمہیں خوش لگیں دو دو اور تین تین اور چار چار سے نکاح کرلو) سورۂ نساء۔ آیت نمبر ۳ پس یہ طے شدہ امر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے طے کیا اس میں غنی اور فقیر دونوں کو وسعت دی ہے کہ وہ اپنی حسب طاقت و وسعت جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح کریں۔ اور کنیزوں میں تو اور بھی وسعت دی اس کی حد مقرر نہیں اس لئے کہ یہ ملکیت اور مال ہیں اور مال کے لئے آزادی ہے کہ جس قدر چاہیں مال جمع کریں۔

اور غلام کے لئے یہ کہ دو دو عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں اس لئے کہ وہ ایک مرد آزاد کا نصف حق رکھتا ہے طلاق و نکاح دونوں میں اس لئے کہ وہ خود اپنی ذات کا مالک نہیں اس کی کوئی مملکیت و مال نہیں ہوتا بلکہ اس کے اخراجات اس کے مالک کے ذمہ ہیں یہ اس لئے کہ غلام اور آزاد میں فرق رہے اور اس لئے کہ اس کو اپنے مالک کی خدمت میں مشغول رہنے کی وجہ سے کم فرصت رہتی ہے۔

باب (۲۷۲) وہ سبب جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے مردوں کے لئے غیرت قرار دی اور عورتوں کے لئے نہیں

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے محمد بن فضیل سے انہوں نے سعد جلاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے غیرت نہیں رکھی بلکہ برائیاں خود ان سے غیرت کھاتی ہیں مگر ایمان دار عورتیں ایسی نہیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مردوں کے لئے غیرت رکھی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے چار عورتیں حلال کی ہیں نیز کنیزیں بھی مگر عورتوں کے لئے صرف اس کا شوہر حلال ہے اگر اس کے سوا کسی دوسرے کے ساتھ تعلق رکھے تو وہ زانیہ ہے۔

باب (۲۷۳) نومولود کے بال اتارنے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے میرے والد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری سے اور انہوں نے عباس بن معروف سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے اس سے کہ جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ سے دریافت کیا کہ نومولود کے سر کے بال اتارنے کا سبب کیا ہے تو آپ نے فرمایا یہ رحم کے بالوں سے نومولود کو پاک کرنا ہے۔

باب (۲۷۴) ختنہ کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور محمد بن حسین بن ابی خطاب دونوں سے ان دونوں نے روایت کی حسن بن محبوب سے انہوں نے محمد بن قزعہ سے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ہمارے اگلے لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل خدا نے اپنا ختنہ خود کر لیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ سبحان اللہ ایسا نہیں ہے جیسا وہ لوگ کہتے ہیں وہ حضرت ابراہیم کے لئے جھوٹ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا پھر آپ ہی بتائیں کہ حقیقت کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے ختنہ کی کھال ان کے نال کے ساتھ ساتویں دن خود بخود گر جایا کرتی تھی مگر جب حضرت ابراہیمؑ کے فرزند حضرت اسماعیل حضرت ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہوئے تو ایک دن حضرت سارا ان کو وہ طعنہ دینے لگیں جو کنیزوں کو دیا کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ طعنہ سن کر حضرت ہاجرہ رونے لگیں اور یہ طعنہ ان کو بہت گراں محسوس ہوا جب حضرت اسماعیل نے اپنی ماں کو روتے ہوئے دیکھا تو خود بھی رونے لگے اتنے میں حضرت ابراہیم گھر میں داخل ہوئے اور پوچھا اسماعیل تم کیوں روتے ہو؟ عرض کیا کہ سارا نے میری ماں کو اس اس طرح کا طعنہ دیا ہے میری ماں رونے لگیں تو ان کے رونے کی وجہ سے میں بھی رونے لگا۔ یہ سنکر حضرت ابراہیمؑ اپنے مصلائے عبادت پر کھڑے ہوئے اور اپنے رب سے مناجات کی اور دل میں دعا کی کہ یا اللہ تو اس صدمہ کو ہاجرہ کے دل سے دور کردے اور اللہ تعالیٰ نے اس صدمہ کو ہاجرہ کے دل سے دور کر دیا۔ پھر جب حضرت سارا کے بطن سے حضرت اسحاق پیدا ہوئے تو ساتویں دن حضرت اسحاق کی نال تو گر گئی مگر ختنہ کا چمڑا نہیں گرا۔ یہ دیکھ کر حضرت سارا بیتاب ہو گئیں حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے تو بولیں اے ابراہیم۔ آپ کی اولاد اور انبیاء کی اولاد میں یہ نئی بات کیسے پیدا ہو گئی۔ دیکھئے یہ آپ کے فرزند اسحاق کی ساتویں دن اس کی نال تو گر گئی مگر ختنہ کی کھال نہیں گری۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم مصلائے عبادت پر گئے اپنے رب سے مناجات کی اور کہا پروردگار یہ نئی بات اولاد ابراہیم اور اولاد انبیاء میں کیسے پیدا ہو گئی۔ یہ میرا فرزند اسحاق ہے اس کی نال تو گر گئی مگر ختنہ کی کھال نہیں گری تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی طرف وحی فرمائی سارا نے جو ہاجرہ پر طعنہ زنی کی ہے یہ اس کا نتیجہ ہے اور اب تو میں نے قسم کھائی ہے کہ اس طعنہ کے بعد میں اولاد انبیاء میں سے کسی کے ختنہ کی کھال نہیں گراؤں گا لہٰذا تم اسحاق کے ختنہ کی کھال کسی لوہے کے اوزار سے کاٹ کر جدا کرو اور اس کو لوہے کے اوزار سے کاٹ کر اس کی اذیت کا مزہ چکھاؤ۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسحاق کے ختنہ کی کھال کو لوہے کے اوزار سے کاٹ کر جدا کیا اور اس کے بعد ختنہ کی یہ سنت لوگوں میں جاری ہو گئی۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے والد سے انہوں نے روایت کی محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے حضرت سارا کے اس قول کے متعلق کہ (پروردگار میں نے ہاجرہ سے جو سلوک کیا ہے اس کا مواخذہ مجھ سے نہ فرما) آپ نے فرمایا چونکہ سارا نے یہ بات آہستہ سے کہی تھی (تاکہ کوئی اور نہ سنے) اس لئے یہ ختنہ کی سنت جاری رہی۔

باب (۲۷۵) وہ سبب جس کی بناء پر طلاق صرف کتاب و سنت کے بتائے ہوئے طریقہ پر ہی واقع ہوگی

(۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے بکر بن عبداللہ بن حبیب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے تمیم بن بہلول نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اسماعیل بن فضل ہاشمی سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ طلاق صرف کتاب و سنت کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق واقع ہوگی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے حدود میں سے ایک حد ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اذا طلقتم النساء فطلقو ھن لعدتھن و احصوا العدۃ** (جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کو ان کی عدت (پاکی) کے

وقت طلاق دو اور تم عدت کو شمار کرو) سورۃ طلاق۔ آیت نمبر ا نیز فرماتا ہے کہ **واشھدوا ذوی عدل منکم** (اور اپنے میں سے دو عادل گواہ کرلو) سورۃ طلاق۔ آیت نمبر ۲ نیز ارشاد ہے **وتلک حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ** (اور یہ اللہ تعالیٰ کی (مقرر کی ہوئی)) حدیں ہیں۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی حدوں سے تجاوز کیا پس یقیناً اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا) سورۃ طلاق۔ آیت نمبر ا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ ابن عمر کی طلاق کو اسی لئے باطل اور رد کردیا کہ وہ کتاب و سنت کے خلاف تھی۔

باب (۲۷۶) طلاق کے عدۃ کا سبب اور اس کا سبب کہ عورت نو طلاقوں کے بعد اپنے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی اور اس کا سبب کہ غلام کا طلاق دو ہوگیا

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے کہ حضرت امام ابوالحسن علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ تین طلاق اس لئے رکھی گئیں کہ پہلی اور تیسری طلاق کے درمیان مہلت دیدی گئی تاکہ ممکن ہے کہ مرد کو پھر سے رغبت پیدا ہو یا اگر غصہ ہے تو وہ ٹھنڈا ہو جائے اور اس لئے کہ عورت کے لئے تادیب و تخویف وزجرو توبیخ ہو اور وہ اپنے شوہر کی نافرمانی سے باز آجائے اس لئے کہ اس نے اپنے شوہر کی نافرمانی کر کے جو اس کے لئے نامناسب تھا جدائی اور افتراق کا ایک پردہ لٹکا لیا ہے اور عورت نو طلاقوں کے بعد حرام ہو جاتی ہے اور تا ابد حلال نہیں ہوتی اس کا سبب یہ ہے کہ اس کو سزا دینا ہے تاکہ مرد طلاق کو کھیل نہ سمجھے اور عورت کو کمزور نہ جانے اپنے حالات پر نظر رکھے اس کی آنکھیں کھلی رہیں اس سے سبق حاصل کرے اور اس لئے تاکہ وہ نو طلاقوں کے بعد عورت کے ملنے سے بالکل مایوس ہو جائے اور غلام کے طلاق کی تعداد دو اس لئے رکھی گئی کہ کنیز کی نصف (۱-۱/۲) ہونی چاہئیے مگر دو عدد احتیاطاً رکھ دیا گیا تاکہ فرض مکمل ہو جائے۔ اسی طرح کنیز کی عدہ وفات میں بھی فرق ہے جس کا شوہر مر گیا ہو۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد ہمدانی نے روایت کرتے ہوئے علی بن حسن بن علی بن فضال سے انہوں نے اپنے باپ سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا سبب ہے کہ وہ مطلقہ عورت جو عدۃ میں ہے اور اپنے شوہر پر اس وقت حلال نہ ہوگی جب تک یہ شوہر کے علاوہ کسی دوسرے سے نکاح نہ کرے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ طلاق کا وقفہ دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے **الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان** (طلاق (رجعی جس کے بعد رجوع ہو سکتی ہے) دو ہی مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو نیکی کے ساتھ روک لینا ہے یا سلوک کے ساتھ رخصت کردینا) سورۃ البقرہ۔ آیت نمبر ۲۲۹ یعنی تیسری مرتبہ کے طلاق میں اس لئے کہ وہ تیسری طلاق کی حد میں داخل ہو رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اس لئے کہ وہ عورت اس پر حرام کردی ہے جب تک یہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلے تاکہ لوگ طلاق کو معمولی اور ہلکی بات نہ سمجھیں اور عورتوں کو ضرر نہ پہنچے۔

باب (۲۷۷) وہ سبب جس کی بناء پر ایک مطلقہ عورت کا عدہ تین ماہ یعنی تین حیض ہے اور جس عورت کا شوہر مر گیا ہے اس کا عدہ وفات سے چار ماہ دس دن ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے احمد بن محمد بن خالد برقی سے روایت کرتے ہوئے محمد بن خالد

سے انہوں نے محمد بن سلیمان دیلمی سے انہوں نے ابی ہیثم سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن ثانی علیہ السلام سے دریافت کیا مطلقہ عورت کا عدہ تین حیض یا تین مہینے اور شوہر کی وفات اس کا عدہ وفات سے چار ماہ دس دن کیسے ہو گیا؟ تو آپ نے فرمایا مطلقہ عورت کا حیض یا تین ماہ کا عدہ عورت کے رحم کو بچہ سے پاک کرنے کے لئے اور عدہ وفات تو اللہ تعالیٰ نے کچھ شرط عورتوں کی موافقت میں لگائی ہے اور کچھ عورتوں کی مخالفت میں اور جو شرط ان کی مخالفت میں لگائی ہے وہ بھی اسی شرط کے برابر ہے اس کی اس شرط کے جو موافقت میں لگائی ہے وہ شرط جو ان کی موافقت میں لگائی ہے وہ یہ کہ ایلاء (مرد قسم کھالے کہ میں اس عورت سے ہمبستری نہ کروں گا) میں چار مہینے رکھے ہوئے ہیں اس لئے کہ اس کو علم ہے کہ عورت حد سے حد چار ماہ صبر کر سکتی ہے چنانچہ ارشاد ہے **للذین یؤلون من نساء ھم تربص اربعۃ اشھر** (پس مرد کے لئے یہ جائز نہیں چار ماہ سے زائد اپنے ایلاء پر قائم رہے) سورۃ البقرہ۔ آیت نمبر ۲۲۶ (اس کو کفارہ دے کر اپنی قسم کو توڑنا پڑے گا یا طلاق دے کر عورت کو آزاد کرنا پڑے گا) اس لئے کہ اللہ کو علم ہے کہ عورت زیادہ سے زیادہ چار ماہ تک مرد سے بے نیاز رہ سکتی ہے۔ اور وہ شرط جو عورتوں کے خلاف ہے وہ یہ کہ اس کے لئے ارشاد ہے **عدتھن اربعۃ اشھر وعشرا** یعنی اگر شوہر مر جائے تو عورت پر واجب ہے کہ چار ماہ اور دس دن عدہ رکھے۔ جس طرح ایلاء کے موقع پر شوہر کو چار ماہ کا پابند بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ حد سے حد چار ماہ تک عورت صبر کر سکتی ہے اس لئے یہ دونوں اس کے مخالف و موافق کر دیئے گئے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن محمد نے روایت کرتے ہوئے حمدان بن حسین سے انہوں نے حسین بن ولید سے انہوں نے محمد بن بکیر سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ عدہ طلاق تین ماہ اور عدہ وفات چار ماہ دس روز ہو گیا؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ طلاق کی سوزش عورت کے دل میں تین ماہ کے اندر سکون پا جاتی ہے اور شوہر کی وفات کی سوزش عورت کے دل میں چار ماہ دس دن سے پہلے قرار نہیں پاتی۔

باب (۲۷۸) وہ سبب جس کی بناء پر لعن شدہ عورت اپنے اس شوہر جس نے اس کو لعن کیا تا ابد حلال نہ ہوگی

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن محمد نے روایت کرتے ہوئے حمدان بن حسین سے انہوں نے حسین بن ولید سے انہوں نے مروان بن دینار سے انہوں نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آپ جناب سے دریافت کیا کہ اس کا کیا سبب ہے جو لعن شدہ عورت اپنے شوہر جس نے اس کو لعن کیا تا ابد حلال نہ ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا کہ ان کی سچی قسم کی بناء پر اس لئے کہ ان دونوں نے باللہ کہا ہے یعنی اللہ کی قسم۔

باب (۲۷۹) وہ سبب جس بناء طلاق اور رویت ہلال میں عورتوں کی گواہی قبول نہیں ہوتی

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے محمد بن سنان سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے ان کے مسائل کے جواب میں جو خط تحریر کیا اس میں یہ بھی لکھا کہ طلاق اور رویت ہلال کے معاملہ میں عورتوں کی شہادت کو ترک کرنے کا سبب ان کی قوت بصارت کی کمزوری اور طلاق سے جھجک و بیجا طرفداری کرتی ہیں اسی بناء پر ان کی شہادت جائز نہیں لیکن یہ ضروری ہو جائے جیسے قابلہ کی بشارت اور وہ مواقع کہ جہاں مردوں کے لئے دیکھنا جائز نہیں۔ جس طرح اہل کتاب کی شہادت جبکہ ان کے سوا کوئی گواہ نہ ہو اور کتاب خدا میں ان کے متعلق ہے کہ **اثنان ذوا عدل منکم** یعنی مسلمین میں سے دو عادل **او اخران من غیرکم** سورہ مائدہ۔

آیت نمبر ۱۰۶ یا کافروں میں سے یا جس طرح قتل کے معاملہ میں بچوں کی شہادت جبکہ ان کے سوا کوئی اور دوسرا نہ پایا جائے۔

باب (۲۸۰) ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت کا سبب

اصل کتاب میں یہ باب سادہ ہے

باب (۲۸۱) وہ سبب جس کی بناء پر مطلقہ کا عدہ اس کے طلاق کے دن سے شروع ہوگا اور وفات کا عدہ جس دن عورت کو اس کے شوہر کی موت کی خبر ملی اس دن سے شروع ہوگا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا روایت کرتے ہوئے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے مطلقہ کے متعلق روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر ثبوت اور دلیل قائم ہو جائے کہ اس عورت کو اس کے شوہر نے فلاں فلاں دن طلاق دیدی تو (اسی دن سے اس کا عدہ شروع ہو جائے گا) اور جب عدہ پورا ہو جائے گا تو وہ اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی۔ اور وہ عورت جس کا شوہر مر گیا ہے وہ اس وقت سے عدہ رکھے گی جب سے اس کو شوہر کے مرنے کی خبر ملے گی اس لئے کہ اس کا ارادہ ہوگا کہ وہ اپنے شوہر کی موت کا سوگ منانے زینت ترک کرے اور سیاہ لباس پہنے۔

باب (۲۸۲) وہ سبب جس کی بناء پر زنا کے معاملہ میں چار گواہ قرار دیئے گئے اور قتل کے معاملہ میں دو گواہ

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن ہاشم سے انہوں نے اس راوی سے جس سے انہوں نے روایت کی ہے ہمارے اصحاب میں سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ جناب سے دریافت کیا گیا کہ زنا کے ثبوت کے لئے چار گواہ اور قتل کے ثبوت کے لئے دو گواہ کیوں قرار دیئے گئے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لئے متعہ حلال کر دیا ہے اور اسے یہ علم ہے سو تم لوگوں پر اس کی وجہ سے (زنا کا) اتہام لگایا جائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے چار گواہیاں قرار دیں اگر ایسا نہ کرتا تو (مخالفین) تم لوگوں پر زنا ثابت کرنے کی کوشش کرتے اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کسی ایک معاملہ پر چار گواہ فراہم ہو جائیں۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف سے انہوں نے محمد بن سنان سے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے ان کے مسائل کے جواب میں جو خط لکھا اس میں یہ بھی تحریر کیا کہ زنا کے ثبوت کے لئے چار گواہ اور اس کے علاوہ سارے معاملات کے ثبوت کے لئے دو گواہ قرار دیئے گئے۔ اس لئے کہ ایک مرد شادی شدہ و پاک دامن کو سنگسار کرنا بہت سخت سزا ہے اس لئے کہ اس میں قتل بھی ہے اسی بناء پر اس کے ثبوت کے لئے چار گواہیاں قرار دی گئیں اس میں قتل نفس اور بچے نسب چلا جانا اور میراث میں فساد لازم آتا ہے۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن

معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے علی بن احمد بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ انہوں نے اپنے باپ حماد سے انہوں نے اپنے باپ ابو حنیفہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا بتلایئے کہ دونوں میں کون زیادہ سخت ہے زنا یا قتل؟ آپ نے فرمایا قتل تو میں نے عرض کیا پھر کیا بات ہے کہ قتل کے ثبوت کے لئے دو گواہ کی ضرورت ہے اور زنا کے ثبوت کے لئے چار گواہ کی؟ آپ نے فرمایا اے ابو حنیفہ تم لوگوں کے پاس اس کے متعلق کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہم لوگوں کے پاس صرف حضرت عمر کی ایک حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر شہادت کے معاملہ میں دو کلمے فرض رکھے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہے اے ابو حنیفہ بلکہ زنا میں دو حدیں (سزائیں) ہیں اور یہ جائز نہیں کہ ہر ایک حد کے لئے ایک گواہی ہو اس لئے مرد اور عورت دونوں پر حد جاری ہوتا ہے۔ اور قتل کے معاملہ میں قاتل پر حد جاری ہوگی مقتول پر حد جاری نہ ہوگی۔

باب (۲۸۳) وہ سبب جس کی بناء پر اگر کوئی شخص بیماری کے عالم میں عورت کو طلاق دیدے تو عورت اس کی وارث ہوگی مگر مرد اس عورت کا وارث نہ ہوگا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے صالح بن سعید وغیر اصحاب یونس سے انہوں نے یونس سے انہوں نے متعدد لوگوں سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا سبب ہے کہ اگر کوئی شخص بیماری کے عالم میں عورت کو طلاق دیدے تو وہ عورت اپنے شوہر کی وارث رہے گی مگر شوہر اس عورت کا وارث نہ ہوگا اور ضرر رسانی کی حد کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا وہی ضرر رسانی ہے اور ضرر رسانی یہ ہے کہ مرد اپنی عورت کی میراث سے محروم رہے اور بطور سزا میراث اس پر لازم آئے۔

باب (۲۸۴) وہ سبب جس کی بنا پر مرد شیعہ کے تین طلاق دینے پر عورت مخالفین کے لئے حلال نہ ہوگی اور مخالفین کے طلاق سے عورت شیعوں کے لئے حلال ہو جائے گی۔

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے احمد بن محمد سے انہوں نے جعفر بن محمد اشعری سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میں حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے تین طلاق پائی ہوئی عورت سے نکاح کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی تین طلاق دی ہوئی عورت تمہارے اغیار کے لئے حلال نہیں ہے مگر اغیار کی طلاق دی ہوئی عورت تم لوگوں کے لئے حلال ہے اس لئے یہ تین طلاقیں تم لوگوں کی نظر میں کچھ نہیں اور وہ لوگ اس کو سبب قرار دیتے ہیں۔

باب (۲۸۵) اس کا سبب کہ مرد آزاد کے پاس اگر کوئی کنیز ہے تو وہ شادی شدہ کے حکم میں ہے۔

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ابراہیم بن مہزیار نے روایت کرتے ہوئے اپنے بھائی علی سے انہوں نے حسن بن سعید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ

Mazahir

میں نے حضرت ابوابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد ہے جس وقت وہ زنا کا مرتکب ہوا اس کے پاس داشتہ اور لونڈی دونوں تھی اور وہ ان دونوں سے مباشرت کرتا تھا تو اس کے پاس جو یہ کنیزیں ہیں کیا اس کی بنا پر وہ شادی کے حکم میں آئے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اس لئے کہ اسی کے پاس وہ چیز تھی جو اس کو زنا سے بے نیاز اور مستغنی کردیتی۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس کے پاس کوئی متعہ والی عورت ہو تو کیا اس کی وجہ سے وہ شادی شدہ کے حکم میں آئے گا۔ آپ نے فرمایا نہیں اس لئے کہ شادی شدہ ہونے کے لئے اس کے پاس کوئی دائمی عورت ہونی چاہیئے۔

اس کتاب کے مصنف محمد بن علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسی طرح آئی ہے جیسا کہ میں نے نقل کیا ہے اس لئے کہ اس میں سبب بیان کیا گیا ہے مگر اس مسئلہ میں جس حدیث پر میں اعتماد کرکے فتویٰ دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ کے دونوں فرزند احمد و عبداللہ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد سے انہوں نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نہ کوئی آزاد مرد کنیز کی وجہ سے محصن (شادی شدہ) ہوگا اور نہ کوئی آزاد عورت اپنے مملوک کی وجہ سے محصنہ کے حکم میں آئے گی۔ نیز وہ حدیث کے جس کی روایت میرے والد رحمہ اللہ نے فرمائی ہے آپ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے عاصم بن حمید سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد جس نے ابھی اپنی زوجہ سے مباشرت نہیں کی تھی کہ زنا کا مرتکب ہوگیا تو کیا وہ محصن قرار پائے گا؟ آپ نے فرمایا نہیں اور نہ وہ کنیز رکھنے کی وجہ سے محصن قرار پائے گا۔ نیز وہ حدیث کے جس کو بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ متوکل نے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علاء بن رزین اور ابن بکیر سے انہوں نے محمد بن مسلم سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے مرد کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنی زوجہ سے پیدا شدہ لڑکی سے مباشرت کی بغیر اپنی زوجہ کی اجازت کے۔ تو آپ نے فرمایا اس پر وہی حد جاری ہوگی جو زانی پر جاری ہوتی ہے یعنی سو (۱۰۰) کوڑے اور اگر کوئی یہودیہ یا نصرانیہ یا کسی کنیز سے زنا کرے تو اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا۔ اور کوئی کنیز یا کوئی آزاد یہودیہ و نصرانیہ سے اگر کوئی زنا کرے تو وہ محصن کے حکم میں نہیں آئے گا اسی طرح اس پر محصن کی جاری نہیں ہوگی جس کے پاس آزاد عورت ہوتے ہوئے کسی نصرانیہ یا یہودیہ یا کنیز سے زنا کرے۔

باب (۲۸۶) وہ سبب جس کی بناء پر مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی گئی ہے۔

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے ابی الحسن برقی سے انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حسن بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے آبائے کرام سے انہوں نے اپنے جد حضرت امام حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے آپ نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ چند مرد یہودی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور ان میں سے جو سب سے زیادہ صاحب علم تھا اس نے آپ سے چند سوال پوچھے جن میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ مردوں کو عورتوں پر کتنی فضیلت و فوقیت ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جیسی فوقیت آسمان کو زمین پر ہے یا جیسی فضیلت پانی کو زمین پر ہے۔ پانی زمین کو زندگی دیتا ہے اور مردوں کی وجہ سے عورتیں زندہ رہتی ہیں اگر مرد نہ ہوتے تو عورتیں پیدا ہی نہیں کی جاتیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضهم علیٰ بعض وبما انفقوا من اموالهم** (مردوں کو عورتوں پر قابو ہے اس لئے کہ اللہ نے بعض انسانوں کو بعض پر فضیلت دی ہے پھر مرد ان پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں)

سورۃ النساء۔ آیت نمبر ۳۴ یہودی نے کہا پھر آخر ایسا کیوں ہوا؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور ان کی خلقت سے جو مٹی فاضل ہوگئی اور باقی رہ گئی اس سے حوا کو پیدا کیا اور سب سے پہلے جس نے عورتوں کی اطاعت کی وہ حضرت آدمؑ تھے پس اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت سے نیچے اتار دیا اور اللہ تعالیٰ نے دنیا میں عورتوں پر مردوں کی فضیلت کو واضح کردیا کیا تم نہیں دیکھتے کہ عورتوں کو اس طرح حیض آتا ہے کہ اس گندگی و نجاست کی وجہ سے انکو عبادت کرنا ممکن نہیں اور مردوں کو حیض وغیرہ کچھ نہیں آتا۔ یہودی نے کہا اے محمد آپؐ نے سچ فرمایا۔

باب (۲۸۷) وہ سبب جس کی بنا پر متعہ ایک مرد آزاد کو محصن و شادی شدہ نہیں بنادیتا۔

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے ہشام اور حفص بن بختری سے انہوں نے اس سے جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اپنے اس سوال پر کہ ایک شخص اگر متعہ کرے تو وہ محصن اور شادی شدہ بن جائے گا آپ نے فرمایا نہیں شادی شدہ تو عقد دائم کرنے سے ہوتا ہے۔

باب (۲۸۸) وہ سبب جس کی بنا پر عورتوں کی اطاعت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن عبداللہ بن احمد بن ابی عبداللہ برقی رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے انہوں نے ان کے جد احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے متعدد لوگوں سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ اصحاب حضرت امیر المومنین میں سے ایک شخص نے اپنی عورتوں کی شکایت کی تو حضرت علی علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے گروہ مردم تم لوگ عورتوں کی اطاعت کسی حال میں بھی نہ کرو اور انہیں امین کسی مال کا بھی نہ بناؤ۔ انہیں اپنے کنبہ کا انتظام کرنے کے لئے بالکل نہ چھوڑو اس لئے کہ اگر انہیں اس کے لئے چھوڑ دیا گیا تو وہ جو اقدام کریں گی ہم لوگوں کو ہلاکت میں ڈال دیں گی۔ مالک کی نافرمانی کریں گی اس لئے کہ ہم نے انہیں اکثر پایا ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے وقت ورع و تقویٰ و پرہیزگاری چھوڑ بیٹھتی ہیں اپنی خواہش کے وقت انہیں صبر نہیں رہ جاتا۔ انہیں تکبر لازمی ہے خواہ کچھ ہو جائیں ان میں خود پسندی یقینی ہے خواہ وہ بوڑھی ہو جائیں ان کی خوشی ان کی شرمگاہ میں رہتی ہے۔ انہیں زیادہ سے زیادہ کیوں نہ دے دو مشکور نہ ہوں گی۔ اگر انہیں کوئی ذرا سی چیز نہ دی جائے تو وہ ساری بھلائی کو بھول جاتی ہیں اور صرف بدی کو یاد رکھتی ہیں وہ بہتانوں کی بارش کرتی ہیں سرکشی میں حد سے تجاوز کر جاتی ہیں یہ شیطان کی توجہ کا مرکز ہوتی ہیں پس ہر حال میں ان کو چلاؤ اور ان سے اچھی اچھی باتیں کرو تو شاید ان کا عمل اچھا ہو جائے۔

باب (۲۸۹) نکاح کے مختلف مسائل اور ان کے اسباب۔

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے حسن بن محبوب سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حسین بن زرارہ سے انہوں نے اپنے باپ سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک

عورت سے نکاح کیا اور مہر عورت کے فیصلے پر چھوڑا۔ آپ نے فرمایا کہ اس عورت کا فیصلہ آل محمدؐ کے مہروں سے تجاوز نہ ہونا چاہیے۔ جو ساڑھے بارہ اوقیہ ہے جو وزن میں پانچ سو درہم چاندی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں عرض کیا کہ اور اگر عورت کسی مرد سے نکاح کرے اور مہر کا فیصلہ مرد پر چھوڑ دے کہ جو مہر وہ ادا کرے یہ اس پر راضی ہے؟ آپ نے فرمایا پھر مرد جو فیصلہ کرے جائز ہے قلیل ہو یا کثیر۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا آخر مہر کے لئے عورت کا فیصلہ کیوں جائز نہیں اور مرد کا فیصلہ کیوں جائز ہے؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ مرد نے اس کو حکم بنایا اس لئے اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ سنت رسول سے تجاوز کرے اس لئے کہ آپ نے اپنی ازواج سے اتنے ہی مہر پر نکاح کیا تھا۔ اسی بنا پر اس کو سنت رسول کی طرف لوٹا دیا ہے اور میں نے مرد کے فیصلہ کی اجازت دی اس لئے کہ عورت نے اس کو حکم بنایا اور مہر کے تعین کا معاملہ اس کے سپرد کر دیا اور اس کے فیصلہ پر راضی ہے لہٰذا اس کے لئے لازمی ہے کہ اس کے فیصلہ کو قبول کرے اب وہ قلیل ہو یا کثیر۔

(۲) اور ایک دوسری حدیث میں روایت کی گئی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مہر کی ادائیگی مرد پر قرار پائی عورت پر نہیں حالانکہ دونوں کا کام ایک ہے اس لئے کہ مرد جب اپنی حاجت پوری کر لیتا ہے تو عورت کو چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوتا ہے اس کی فراغت کا انتظار نہیں کرتا اس لئے مہر مرد کے ذمہ ہوا عورت کا ذمہ نہیں ہوا۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی (شاہی) ابوالحسین فقیہ نے مقام مرورذ میں انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو حامد احمد بن محمد بن احمد بن حسین نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالحسن احمد بن خالد خالدی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد بن صالح تمیمی نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے محمد بن حاتم عطار نے روایت کرتے ہوئے حماد بن عمر سے انہوں نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے جد سے اور انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے ایک طویل حدیث میں جس کے اندر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کا ذکر ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ عورت کے ساتھ حالت حیض میں مرد کے لئے مباشرت کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناپسند فرماتے تھے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے تو جو بچہ پیدا ہوگا وہ مجذوم یا مبروص ہو جائے تو پھر اپنے سوا کسی اور کو برا نہ کہے۔ اور آپ نے اس امر کو ناپسند فرمایا کہ مرد احتلام کی حالت میں اپنی زوجہ سے ہمبستر ہو جب تک کہ غسل جنابت نہ کرے۔ اگر کسی نے ایسا کیا اور اس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ مجنون ہو گیا تو اپنے سوا کسی اور کی ملامت نہ کرے۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد سنانی رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سہیل بن زیاد ادی نے روایت کرتے ہوئے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن محمد عسکری نے روایت کرتے ہوئے اپنے والد محمد بن علی سے انہوں نے اپنے والد حضرت علی ابن موسیٰ رضا سے انہوں نے اپنے والد حضرت موسیٰ سے انہوں نے اپنے والد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مرد کے لئے یہ مکروہ کہ مہینہ کی پہلی تاریخ کی شب اور مہینہ کی درمیانی تاریخ کی شب اور مہینہ کی آخری تاریخ کی شب اپنی زوجہ سے ہم بستر ہو جو ایسا کرے گا تو اگر لڑکا پیدا ہوگا تو وہ مجنون ہوگا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ مجنون کو صرع کا دورہ مہینہ کی پہلی تاریخ، درمیانی تاریخ اور آخری تاریخ میں پڑتا ہے نیز فرمایا کہ جو شخص قمر در عقرب میں نکاح کرے گا وہ بھلائی نہ دیکھے گا۔ نیز فرمایا کہ جو شخص محاق یعنی مہینہ کی ستائیس (۲۷)، اٹھائیس (۲۸)، اور انتیس (۲۹) تاریخ میں نکاح کرے گا یعنی ہم بستری کرے گا اس کا اسقاط حمل ہو جائے گا۔

(۵) بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم ابوالعباس طالقانی رحمہ اللہ نے انہوں نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے ابو سعید حسن بن علی عدوی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے یوسف بن یحییٰ اصبہانی ابو یعقوب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو علی اسماعیل بن حاتم نے انہوں نے کہا۔ بیان کیا مجھ سے ابو جعفر احمد بن صالح بن سعید مکی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عمر بن حفص نے روایت کرتے ہوئے اسحاق بن نجیح سے

انہوں نے حصیص سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابو سعید خدری سے ان کا بیان کا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ اے علی جو کوئی نئی دلہن تمہارے گھر میں بیاہ کر آئے اور اگر بیٹھ جائے تو اس کے موزے اتارو اور دونوں پاؤں دھوؤ اور اس پانی کو گھر کے دروازے سے لے کر اپنے گھر کے آخری حصہ تک چھڑک دو جب تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ گھر سے ستر رنگ کا فقر دور کر دے گا اور اس میں ستر رنگ کی برکتیں داخل کر دے گا اور تم پر ستر رحمتیں نازل کرے گا جو عروس کے سر پر منڈلاتی ہے تاکہ تم اپنے گھر کے ہر گوشہ سے اس کی برکتیں محسوس کرو اور وہ عروس جب تک اس گھر میں رہے جنون و جذام و برص سے محفوظ رہے گی۔ اور عروس کو اسی ہفتہ دہی و سرکہ، دھنیاں اور کھٹے سیب کے استعمال سے روک دو۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عروس کو ان چار چیزوں کے استعمال سے کیوں روک دوں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ چار چیزیں رحم کو بانجھ کر دیتی ہیں اس کو بالکل ٹھنڈا کر دیتی ہیں بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ اور گھر کے کسی گوشے میں پڑی ہوئی چٹائی اس عورت سے بہتر ہے کہ جس کے بچہ نہیں ہوتا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ آخر سرکہ میں کیا بات ہے آپؐ اس کے استعمال سے منع فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ اگر وہ سرکہ کے استعمال کے درمیان حائض ہو گئی تو پھر مکمل طور پر کبھی طاہر نہیں ہو سکے گی اور دھنیاں کے استعمال سے حیض پیٹ میں جوش کھاتا رہتا ہے اور عورت پر بچے کی ولادت کو شدید تکلیف دہ بنا دیتی ہے اور کھٹے سیب حیض کو منقطع کر دیتا ہے اور اس سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے علی اپنی عورت سے مہینہ کی اول و اوسط و آخر تاریخوں میں مباشرت نہ کرنا اس لئے عورت اور اس کے بچے کو جنون و جذام و برص پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ اے علی اپنی عورت سے ظہر کے بعد مجامعت نہ کرنا اس لئے کہ اگر اس وقت نطفہ قرار پایا تو لڑکا احول چشم پیدا ہوگا اور شیطان انسان کو احول دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اے علی مجامعت کے وقت بہت باتیں نہ کرو اس لئے کہ اگر اس وقت مقدر میں کوئی بچہ ہے تو خطرہ ہے کہ گونگا ہو جائے۔ اور جماع کے وقت عورت کی شرمگاہ کو نہ دیکھو اس لئے کہ اس وقت نظر کرنا بچے میں کور چشمی پیدا کرتا ہے۔ یا علی تم کسی غیر عورت کو دھیان میں رکھ کر اپنے عورت سے مجامعت مت کرو اس لئے کہ اگر تم دونوں کو اللہ نے بچہ دیا تو ڈر ہے کہ مخنث اور مونث یا اپاہج وغیرہ نہ ہو جائے۔ اے علی اگر تم اپنی عورت کے ساتھ ہم بستر جنب ہو گئے تو قرآن کی تلاوت نہ کرنا اس طرح ڈر ہے کہ تم دونوں پر آسمان سے آگ نہ برسے اور تم دونوں کو جلا کر خاک کر دے۔ اے علی مجامعت کے وقت چاہیے کہ تمہارا صاف کرنے کا کپڑا الگ ہو اور تمہاری عورت کا الگ کپڑا ہو تم دونوں ایک کپڑے سے اپنے جسم کو صاف نہ کرو اس لئے کہ شہوت سے شہوت ٹکرائے گی اور نتیجہ میں تم دونوں کے درمیان عداوت پڑ جائے گی اور ممکن ہے کہ جدائی اور طلاق کی نوبت آ جائے۔ اے علی اپنی عورت سے کھڑے کھڑے مجامعت نہ کرو اس لئے کہ یہ گدھوں کا کام ہے اور اگر کوئی لڑکا پیدا ہوا تو وہ بستر پر پیشاب کرے گا جیسا کہ گدھا ہر جگہ پیشاب کرتا پھرتا ہے۔ اے علی اپنی عورت سے عید الفطر کی شب مجامعت نہ کرنا اس لئے کہ اگر وہ بچہ پیدا ہوگا تو وہ لڑکا پیدا ہوگا مگر اس کے کوئی اولاد نہ ہوگی۔ اور اگر ہوئی تو بڑھاپے میں ہوگی۔ اے علی اپنی عورت سے عید الاضحیٰ کی شب مجامعت نہ کرو اس لئے اگر کوئی بچہ پیدا ہوگا تو اس کے چھ انگلیاں یا چار انگلیاں ہوں گی۔ اے علی اپنی عورت سے کسی پھل دار درخت کے نیچے مجامعت نہ کرو اس لئے کہ اگر کوئی بچہ پیدا ہوا تو وہ جلاد و قاتل مشہور ہوگا۔ اے علی تم اپنی عورت سے آفتاب کے سامنے اور اس کی دھوپ میں مجامعت نہ کرنا اگر کوئی بچہ پیدا ہوا تو وہ مرتے دم تک تنگدستی اور فقر و فاقہ میں بسر کرے گا۔ اے علی تم اپنی زوجہ سے اذان و اقامت کے درمیان مجامعت نہ کرو اس لئے اگر کوئی بچہ پیدا ہوا تو وہ خون بہانے کا بڑا شوقین ہوگا۔ اے علی اگر تمہاری عورت حاملہ ہے اور تم اس سے مجامعت کرنا چاہتے ہو تو بغیر وضو ہرگز مجامعت نہ کرو اس لئے کہ اگر کوئی لڑکا پیدا ہوا تو دل کا اندھا اور ہاتھ کا بخیل ہوگا اے علی تم نیمہ شعبان کو اپنی عورت سے مجامعت نہ کرو اس لئے کہ اگر کوئی لڑکا پیدا ہوا تو وہ بدشکل اور اس کے بالوں اور چہرے میں عیب ہوگا۔ اے علی تم اس مہینہ کے آخری دنوں میں یعنی اس کے صرف دو دن باقی رہ جائیں تو اس میں اپنی عورت سے مجامعت مت کرو اس لئے اگر لڑکا پیدا ہوا تو بہکا ہوا۔ اے علی تم اپنی زوجہ کی بہن کی کو تصور میں رکھتے ہوئے [illegible]

مجامعت نہ کرو ورنہ لڑکا پیدا ہوگا تو وہ عشر حاصل کرنے والا ظالم کی مدد کرنے والا ہوگا۔ اور ممکن ہے اس کے ہاتھوں بہت لوگوں کی ہلاکت ہو۔ اے علی تم کسی عمارت کے ریزوں اور ریت پر اپنی زوجہ سے مجامعت نہ کرنا ورنہ جو بچہ پیدا ہوگا وہ منافق اور بدحتی ہوگا۔ اے علی جس دن تم کو سفر کرنا ہو اس کی شب کو اپنی عورت سے مجامعت نہ کرنا ورنہ اگر لڑکا پیدا ہوگا تو وہ اپنا مال حق کے خلاف صرف کرے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی **(ان المبذرين كانوآ اخوان الشيطين)** (بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں) سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت نمبر ۲۷ اے علی اگر تم کو تین دن کی مسافت پر جانا ہو تو اپنی عورت سے مجامعت نہ کرو ورنہ لڑکا پیدا ہوگا تو وہ ہر ظلم کرنے والے کی مدد کرے گا۔ اے علی تم دوشنبہ کی شب مجامعت کرو اگر لڑکا پیدا ہوا تو وہ حافظ قرآن ہوگا اور اللہ جو اس کو دے گا وہ اس پر راضی بہ رضا رہے گا۔ اے علی تم سہ شنبہ کی شب میں مجامعت کرو جو لڑکا پیدا ہوگا اسے اللہ تعالیٰ **لا الہ الا اللہ** اور **محمد رسول اللہ** کی شہادت کے بعد شہادت کی روزی دے گا۔ اور اس کو مشرکین کے ساتھ معذب نہیں کرے گا۔ اس کا منھ خوشبو سے بسا ہوگا وہ رحم دل ہوگا اور ہاتھ کا سخی ہوگا اس کی زبان غیبت و کذب سے پاک و بہتان سے پاک ہوگی۔ اے علی اگر تم شب پنجشنبہ مجامعت کروگے تو اگر لڑکا پیدا ہو تو وہ حاکموں میں سے ایک حاکم یا عالموں میں سے ایک عالم ہوگا۔ اور اگر تم پنجشنبہ کے دن زوال آفتاب کے قریب مجامعت کرو تو اگر لڑکا پیدا ہو تو اسے قریب شیطان بڑھاپے تک نہیں آئے گا۔ وہ صاحب فہم ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو دین و دنیا دونوں میں سلامتی عطا فرمائے گا۔ اور اگر تم اپنی زوجہ سے شب جمعہ میں مجامعت کرو اور لڑکا پیدا ہو تو خطیب و قوال و چرب زبان ہوگا۔ اور اگر تم جمعہ کے دن بعد عصر مجامعت کروگے تو اگر لڑکا پیدا ہو تو وہ بہت مشہور و معروف عالم ہوگا۔ اور اگر شب جمعہ میں بعد عشاء مجامعت کروگے تو اگر لڑکا پیدا ہو انشاء اللہ امید یہی ہے کہ وہ ابدال میں کی ایک فرد ہوگا۔ اے علی تم اپنی عورت سے اول شب میں مجامعت نہ کرنا اس لئے کہ اگر لڑکا پیدا ہوگا تو خطرہ ہے کہ وہ ساحر ہو اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دے اے علی تم میری اس وصیت کو یاد رکھو جیسا میں نے جبرئیل سے سن کر اسے یاد رکھا ہے۔

(۶) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اصحاب یونس میں صالح بن سعید وغیرہ سے انہوں نے یونس سے انہوں نے اپنے اصحاب سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی عورت اسے چھوڑ کر کفار سے ملحق ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **وان فاتكم شی من ازواجكم الى الكفار فعاقبتم فاتوا الذين ذهبت ازواجهم مثل ماانفقوا** (اور اگر تمہاری کچھ عورتیں تمہارے ہاتھ سے کافروں کی طرف جاتی رہیں۔ پھر تمہاری باری آئے تو جن کی عورتیں جاتی رہیں تو جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا ان کو دے دو) سورۃ ممتحنہ۔ آیت نمبر ۱۱ اس آیت میں عقوبت سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا وہ شخص جس کی عورت اسے چھوڑ کر کفار کے پاس چلی گئی تو اس کو نقصان اٹھانا پڑا کہ وہ کسی دوسری عورت سے نکاح کرے بس جب وہ کسی دوسری عورت سے نکاح کرے تو امام کے لئے لازم ہے کہ وہ چھوڑ کر جانے والی عورت کا مہر اس شخص کو دے دے۔ میں نے عرض کیا اگر مومنین اس بھاگی ہوئی عورت کا مہر اس کے شوہر کو کیوں ادا کریں جبکہ اس کے بھاگنے میں ان کا کوئی فعل نہیں تھا پھر بھی مومنین پر لازم ہے کہ اس شخص نے جو اس بھاگی ہوئی عورت کو جو مہر دیا تھا وہ اس کو دے دیں اس مال میں سے جو ان لوگوں نے کفار سے پایا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ امام اس کو دے گا خواہ ان لوگوں کو کفار سے کچھ ملا ہو یا نہ ملا ہو امام پر لازم ہے کہ وہ اپنے پاس سے اس کی حاجت پوری کرنے اور مال غنیمت کی تقسیم کا وقت آئے تو تقسیم سے پہلے ہر نقصان رسیدہ کے نقصان کو ادا کرے اس کے بعد اگر کچھ بچ رہے تو اس کو لوگوں میں تقسیم کردے اور اگر نہ بچے تو ان لوگوں کے لئے کچھ نہیں ہے۔

(۷) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے روایت کی محمد بن عیسیٰ کے دونوں فرزند احمد و عبداللہ

سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے جمیل سے انہوں نے ابی عبیدہ سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک عورت باکرہ یا ثیبہ سے نکاح کیا اور وہ دونوں پردے میں گئے یا وہ دونوں ایک گھر کے اندر گئے اور دروازہ بند کردیا گیا۔ پھر اس مرد نے اس عورت کو طلاق دے دی اب عورت کہتی ہے کہ اس نے مجھے مس نہیں کیا اور مرد بھی یہی کہتا ہے کہ میں نے اس عورت کو مس نہیں کیا آپ نے فرمایا ان دونوں کو سچا نہ سمجھا جائے گا اس لئے کہ وہ عورت عدۃ سے بچنا چاہتی ہے اور مرد مہر کی رقم بچانا چاہتا ہے۔

(۸) مرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے حسین بن حسن قزوینی سے انہوں نے سلیمان بن جعفر بصری سے انہوں نے عبداللہ بن حسین بن یزید بن علی بن ابی طالب سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مرد و عورت دونوں مجامعت کریں تو وہ دونوں برہنہ ہوکر مجامعت نہ کریں جس طرح گدھے مجامعت کرتے ہیں کیوں کہ ایسا کرتے وقت فرشتے ان دونوں کے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں۔

باب (۲۹۰) وہ سبب جس کی بناء پر پیالے کے اندر پھونکنا مکروہ ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن جعفر بن حسین مخزومی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عیسیٰ بن زیاد نے روایت کرتے ہوئے حسن بن علی بن فضال سے انہوں نے ثعلبہ سے انہوں نے بکار بن ابی بکر حضرمی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق جو پیالے میں پھونک مارتا ہے فرمایا کوئی ہرج نہیں ہاں مکروہ اس وقت ہے جب کوئی دوسرا اس کے ساتھ اس پیالے میں شریک ہو اور ایک ایسے شخص کے متعلق جو کھانے میں پھونکتا ہے آپ نے فرمایا وہ کھانے کو ٹھنڈا ہی کرنے کے لئے تو کرتا ہے؟ راوی نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں۔

اس کتاب کے مصنف فرماتے ہیں کہ وہ چیز جس پر میں فتویٰ دیتا ہوں اور جو میرے نزدیک معتمد ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں پھونکنا قطعاً درست نہیں ہے خواہ وہ تنہا کھاتا یا پیتا ہو اس کے ساتھ کوئی اور ہو اور یہ سب میں صرف اسی حدیث میں پاتا ہوں۔

باب (۲۹۱) وہ سبب جس کی بنا پر یہ جائز نہیں کہ زمین کو اجرت میں لے اور اس کی اجرت میں جو اور گیہوں دے اور پھر اس میں جو گیہوں کاشت کرے ہاں یہ جائز ہے کہ زمین کو اجرت پر لے اور اجرت میں سونا چاندی دے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اسماعیل بن مرار سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے متعدد راویوں سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان دونوں حضرات سے دریافت کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ زمین کو غلہ پر اجرت میں لینا جائز نہیں اور سونے چاندی پر اجرت میں لینا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین سے جو اور گیہوں پیدا ہوگا۔ اور یہ جائز نہیں کہ گیہوں

کو گیہوں کی اجرت پر اور جو کو جو کی اجرت پر لیا جائے۔

باب (۲۹۲) وہ سبب جس کی بنا پر مونچھ و بغل اور پیڑو کے بالوں کا بڑھانا جائز نہیں

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ اللہ نے انہوں نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے روایت کی حسین بن یزید سے انہوں نے اسماعیل بن مسلم سے انہوں نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم لوگ اپنی مونچھوں اور پیڑو اور بغل کے بالوں کو طویل اور لانبا نہ کرو اس لئے کہ شیطان اپنے چھپنے کے لئے اسے کمین گاہ بنالیتا ہے۔

باب (۲۹۳) وہ سبب جس کی بنا پر کسی شخص کا غلام اسی شخص سے سمجھا جائے گا

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد سیاری نے انہوں نے روایت کی عمرکی سے انہوں نے ایک شخص سے جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے روایت کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ آپ لوگ یہ کیوں کہتے ہیں کہ غلام اپنے آقا سے ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ غلام اپنے آقا کی طینت سے خلق ہوتا ہے پھر ان دونوں میں جدائی ہوتی ہے پھر قیدی بن کر آقا کے پاس آتا ہے اور چونکہ وہ ان دونوں طینت کا ربط ہے اس لئے آقا اس پر مہربان ہوتا ہے اور اس کو آزاد کر دیتا ہے اس لئے غلام اپنے آقا ہی سے ہے۔

باب (۲۹۴) دو قسم کے پھلوں کو ایک ساتھ کھانے سے منع کرنے کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ابی عبداللہ برقی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے موسیٰ بن قاسم بجلی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آپ جناب سے انجیر اور کھجور کو ساتھ ساتھ بلکہ تمام پھلوں کو ایک ساتھ کھانے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف پھلوں کو ایک ساتھ کھانے سے منع فرمایا اگر اکیلے کھا رہے ہو تو جیسے جی چاہے کھاؤ اور اگر تم چند مسلمانوں کے ساتھ کھا رہے ہو تو دو قسم کے پھلوں کو ایک ساتھ ملا کر نہ کھاؤ۔

باب (۲۹۵) لہسن، پیاز اور گندنا کا کھانا مکروہ ہونے کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے روایت کرتے ہوئے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ابن اذینہ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ جناب سے لہسن کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بو کی وجہ سے اس کے کھانے سے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص یہ بدبودار سبزی کھائے تو ہماری مسجد کے پاس نہ آئے اور جس نے اسے کھایا اور مسجد میں نہیں آیا تو کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن جعفر رزاز نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن محمد بن خلف نے روایت کرتے ہوئے حسن بن علی وشاء سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پیاز اور گندنا کھانے کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا اس کے کھانے میں کوئی ہرج نہیں خواہ مطبوخ کھانے یا غیر مطبوخ لیکن اگر کوئی شخص اس کو کھائے تو مسجد میں نہ آئے اس لئے کہ جس کے پاس وہ بیٹھے گا تو اس کی بو سے کراہٹ محسوس ہوگی۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن الحسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے فضالہ سے انہوں نے داؤد بن فرقد سے انہوں نے ابی عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص یہ سبزیاں (لہسن، پیاز و گندنا) کھائے وہ ہمارے مسجد کے پاس نہ آئے لیکن یہ نہیں کہا کہ وہ حرام ہے۔

باب (۲۹۶) وہ سبب جس کی بنا پر قوم تبع کا نام تبع پڑ گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے ابوالحسن محمد بن عمرو بن علی بن عبداللہ بصری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن احمد بن جبلہ واعظ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن عامر طائی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے روایت کرتے ہوئے حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ تبع کا نام تبع کیوں رکھا گیا؟ تو آپ نے فرمایا وہ ایک غلام تھا اپنے آقا سے پہلے بادشاہ کے یہاں محرر (کاتب) تھا اور جب کوئی تحریر لکھتا تو لکھتا تھا کہ نام سے اس اللہ کے جس نے صبح اور ہوا کو پیدا کیا تو بادشاہ نے اس سے کہا کہ اب اگر کوئی تحریر لکھو تو ملک رعد کے نام سے شروع کرو تو اس محرر نے کہا نہیں میں تو اپنے اللہ کے نام ہی سے شروع کروں گا پھر اس کے بعد آپ جو کچھ بولیں گے وہ لکھوں گا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ کہنا پسند آیا اور اسی بادشاہ کی بادشاہی اس محرر کاتب کو عطا کر دی اور لوگ اس کے تابع ہو گئے اس لئے اس کا نام تبع پڑ گیا۔

باب (۲۹۷) وہ سبب جس کی بنا پر وبا سے فرار کو منع کیا گیا ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے آپ نے فرمایا کہ کہا مجھ علی بن حسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے عاصم بن حمید سے انہوں نے علی بن مغیرہ سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک قوم ہے جو ایک شہر میں آباد ہے اور اب اس میں وبا سے موت واقع ہو رہی ہے تو کیا انہیں چاہیے وہ وہاں سے کسی دوسری جگہ منتقل ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا مگر ہم لوگوں تک تو یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات پر ایک قوم کو برا کہا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ایک قوم تھی جو دشمنوں کے سامنے سرحد پر رہتی تھی آنحضرتؐ نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ وہ لوگ اپنی جگہ پر رہیں وہاں سے منتقل نہ ہوں۔ مگر جب ان میں وبا پھوٹی اور اس سے موت واقع ہونے لگی تو وہ لوگ اس جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو گئے اور ان کا یہ منتقل ہونا گویا جنگ سے فرار تھا۔

(۲) ان ہی اسناد کے ساتھ ابن محبوب سے روایت ہے اور انہوں نے روایت کی جمیل بن صالح سے انہوں نے ابی مریم سے انہوں نے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قول خدا **وارسل علیھم طیراً ابابیل ترمیھم بحجارۃ من سجیل** اور ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے وہ ان پر پتھریلی کنکریاں پھینکتے تھے سورۃ فیل ۔ آیت نمبر ۳ ۔ ۴ کی تفسیر دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ ایک ایسے شہر کے رہنے والے تھے جو مشرق کی جانب سمندر کے کنارے یمامہ اور بحرین کے درمیان واقع تھا ۔ یہ لوگ راہ زنی اور دیگر برائیوں میں مبتلا تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سمندر کی طرف سے پرندے بھیجے جن کے سر درندوں کے سروں کی مانند اور جن کی آنکھیں درندوں کی آنکھوں کی مانند تھیں ہر پرندہ کے پاس تین کنکریاں دونوں پنجوں میں اور ایک منقار کے اندر تھی ان پرندوں نے ان لوگوں پر کنکریاں مارنا شروع کردیں جس سے ان لوگوں کے جسم پر چیچک کے دانے ابھر آئے اور اسی میں وہ سب مرگئے اور اس کے پہلے لوگوں نے نہ کبھی ایسے پرندہ دیکھے تھے اور نہ چیچک کے دانے دیکھے تھے اور ان میں سے جو بچے وہ وہاں سے بھاگے یہاں تک کہ حضر موت پہنچے جو یمن کی ایک وادی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سیلاب بھیج دیا جس نے سب کو غرق کردیا اور اس سے قبل اس وادی میں پانی کہیں نظر نہیں آتا تھا اس لئے اس وادی کو حضر موت کہنے لگے اس بنا پر کہ ان لوگوں کی موت حاضر ہوئی تھی ۔

باب (۲۹۸) وہ سبب جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ بندوں کی سزا کو مؤخر کردیتا ہے ۔

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے عمرکی سے انہوں نے علی بن جعفر سے انہوں نے اپنے بھائی حضرت موسیٰ بن جعفر سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے علی علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اہل زمین پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو رکتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر زمین پر ایسے لوگ نہ ہوتے جو میرے جلال سے ڈرتے ہیں میری مسجدوں کو آباد رکھتے ہیں سحر کے وقت طلب مغفرت کرتے ہیں تو میں اپنا عذاب ان پر نازل کردوں ۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن الحسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں علی بن حکم سے انہوں نے سیف بن عمیرہ سے انہوں نے سعد بن طریف سے انہوں نے اصبغ بن بنات سے اس کا بیان ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب اہل زمین گناہیں کرتے ہیں اور برے برے کام کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ چاہتا تو پورے اہل زمین پر عذاب کردے اور ان میں سے کوئی ایک بھی نہ بچے مگر جب وہ بوڑھوں کو دیکھتا ہے کہ وہ اپنے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے نماز کے لئے جارہے ہیں اور بچوں کو دیکھتا ہے کہ قرآن پڑھ رہے ہیں تو اسے رحم آجاتا ہے اور وہ ان پر اپنا عذاب مؤخر کردیتا ہے ۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر نے روایت کرتے ہوئے ہارون بن مسلم سے انہوں نے مسعدہ بن صدقہ سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے انہوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ یہ دیکھتا ہے کہ اس آبادی کے لوگ گناہوں کے ارتکاب میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور اس آبادی میں صرف چند افراد مومن ہیں تو اللہ تعالیٰ پوری آبادی کے لوگوں کو پکار کر کہتا ہے اے میری معصیت کرنے والوں اگر میرے جلال سے ڈرنے والے میری مسجدوں اور میری زمین کو نمازوں سے آباد رکھنے والے اور میرے خوف سے سحر کے وقت استغفار کرنے والے نہ ہوتے تو میں تم سب پر اپنا عذاب نازل کردیتا اور کوئی پرواہ نہ کرتا ۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے روایت کرتے ہوئے اور انہوں نے محمد بن علی ہمدانی سے انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تمام لوگ اس گھر پر حج کرنا چھوڑدیں تو ان سب پر فوراً عذاب نازل ہوجائے اور کوئی مہلت نہ دی جائے ۔

(۵) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کچھ لوگوں سے گناہیں سرزد ہوئیں تو وہ خوف زدہ ہوئے اور ڈرے تو کچھ دوسرے لوگ ان کے پاس آئے اور پوچھا کیا بات ہے تم لوگ ڈر کیوں رہے ہو ؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگوں سے بہت گناہیں سرزد ہوئی ہیں ہمیں عذاب کا خوف ہے تو ان لوگوں نے کہا کہ تم لوگوں کی طرف سے وہ عذاب برداشت کرلیں گے جب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی یہ جرات و جسارت دیکھی تو ان پر عذاب نازل کردیا ۔

(۶) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ہارون بن مسلم نے انہوں نے روایت کی مسعدہ بن صدقہ سے انہوں نے جعفر بن محمد سے انہوں نے کہا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو اس جب قوم کے خاص لوگ اس طرح چھپ کر گناہ کرتے ہیں کہ عوام کو معلوم نہیں ہوتا تو خواص کے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عوام پر عذاب نازل نہیں کرتا مگر جب خواص کھلم کھلا گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں اور عوام ان سے باز پرس نہیں کرتے تو عوام و خواص دونوں عذاب الہی کے مستوجب ہوتے ہیں ۔

(۷) بیان کیا مجھ سے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد عاصی اور علی بن محمد بن یعقوب عجلی نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین نے روایت کرتے ہوئے حضرت ابی الحسن موسیٰ رضا علیہ السلام کے غلام عباس بن علی سے انہوں نے کہا کہ اس نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ جب بندے ایسی ایسی گناہیں ایجاد کرنے لگتے ہیں کہ اس سے پہلے ان گناہوں کو کوئی جانتا نہ تھا تو اللہ تعالیٰ بھی ان کو ایسی ایسی نئی بلاؤں میں مبتلا کردیتا ہے کہ جس کو وہ پہچانتے بھی نہیں ۔

باب (۲۹۹) وہ سبب جس کی بنا پر جو جنت میں جائے گا وہ ہمیشہ کے لئے اور جو جہنم میں جائے گا وہ بھی ہمیشہ کے لئے جائے گا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن محمد نے روایت کرتے ہوئے سلیمان بن داؤد شاذکونی سے انہوں نے احمد بن یونس سے انہوں نے ابی ہاشم سے انہوں نے کہا ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جنت اور جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل ہونے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اہل جہنم، جہنم میں ہمیشہ کے لئے اس لئے داخل ہوں گے کہ ان کی نیت یہی تھی کہ اگر وہ دنیا میں ہمیشہ رہیں گے تو تاابد اللہ تعالیٰ کی معصیت کرتے رہیں گے ۔ اور اہل جنت، جنت میں ہمیشہ کے لئے اس بنا پر داخل ہوں گے کہ ان کی نیت یہی تھی کہ اگر وہ دنیا میں ہمیشہ رہتے تو تاابد اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہیں گے پس اپنی اپنی نیتوں کی وجہ سے وہ بھی ہمیشہ کے لئے داخل ہوں گے اور وہ بھی ہمیشہ کے لئے داخل ہوں گے پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تلاوت فرمائی کہ **قل کل یعمل علی شاکلتہ** ((اے رسول) کہہ دو کہ ہر کوئی اپنے اپنے طریقہ پر عمل کرتا ہے) سورۃ بنی اسرائیل ۔ آیت نمبر ۸۴ پھر آپ نے فرمایا یعنی اپنی نیت پر ۔

باب (۳۰۰) وہ سبب جس کی بنا پر مومن کا نام مومن رکھا گیا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے علی بن فضال سے انہوں نے مفضل بن عمر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے

کہ آپ نے فرمایا مومن کو مومن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اللہ پر ایمان رکھ کر اللہ کی پناہ اور امان میں رہتا ہے۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ہارون بن مسلم نے روایت کرتے ہوئے مسعدہ بن صدقہ سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہما السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اپنے برادر مومن سے لطف و کرم کا ایک کلمہ کہے یا اس کی کوئی حاجت پوری کرے یا اس کے دکھ درد دور کرے تو اللہ کی رحمت ہمیشہ اس کے سر پر منڈلاتی رہے گی اور اس کی حاجات و ضروریات پر نگاہ رکھے گی۔ پھر آپ نے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو بتادوں کہ مومن کو کیوں مومن کہتے ہیں؟ اس لئے کہ لوگ اپنی جان و مال کو اس کی طرف سے امن و امان میں سمجھتے ہیں (انہیں اس سے کوئی خطرہ نہیں ہوتا) کیا میں تم لوگوں کو بتاؤں کے مسلم کون ہے؟ مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور جس کی زبان سے لوگ سلامت رہیں (کسی کو کوئی گزند نہ پہنچے) کیا میں تمہیں بتاؤں کہ مہاجر کون ہے؟ مہاجر وہ ہے جو تمام برائیوں سے اور تمام ان چیزوں سے جدائی اختیار کرے جس کو اللہ نے اس پر حرام کردی ہیں اور اگر کوئی شخص کسی مومن کو ذلیل کرنے کے لئے دھکا دے دے یا اس کے منہ پر ایک طمانچہ مار دے یا اس کے ساتھ کوئی ایسی حرکت کرے جو اسے ناپسند ہو تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے جب تک کہ یہ شخص اس مومن کو اس کا حق دے کر اسے راضی نہ کرنے اور توبہ نہ کرنے اور اللہ سے مغفرت طلب نہ کرے لہٰذا تم لوگ کسی کے متعلق فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرو ہو سکتا ہے کہ وہ مومن ہو اور تم لوگوں کو اس کا علم نہ ہو تم لوگوں کو میانہ روی اور نرمی سے کام لینا چاہیئے اس لئے کہ جلد بازی شیاطین کا اسلحہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو میانہ روی اور نرمی سے زیادہ پسند کوئی شے نہیں ہے۔

باب (۳۰۱) وہ سبب جس کی بنا پر مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے حبیب بن حسین کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین بن ابی الخطاب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن صبیح اسدی نے روایت کرتے ہوئے زید شحام سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ تو یہ بتائیں کہ نیت بھلا عمل سے بہتر کیسے ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ عمل کبھی کبھی لوگوں کے دکھاوے کے لئے بھی ہوتا ہے اور نیت (اس کا دکھاوا نہیں) یہ خالص رب العالمین کے لئے ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نیت پر اتنا عطا کرتا ہے کہ جتنا عمل پر نہیں کرتا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا بندہ دن ہی سے ارادہ کئے ہوئے تھا کہ نماز شب پڑھوں گا مگر اس پر نیند غالب آگئی اور سو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اس کی نماز شب لکھ دے گا۔ اور اس کی ہر سانس کو تسبیح سے منسوب کرے گا اور اس کی نیند کو صدقہ میں شمار کرے گا۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عمران بن موسیٰ نے روایت کرتے ہوئے حسن بن علی بن نعمان سے انہوں نے حسن بن حسین انصاری سے انہوں نے کسی شخص سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مرد مومن کی نیت اس کے عمل سے افضل ہے اس لئے کہ وہ اس خیر کی نیت کر رہا ہے جس کو وہ اب تک نہ پاسکا۔ اور کافر کی نیت اس کے عمل سے بری ہے اس لئے کہ وہ اس برائی کو حاصل کرنا چاہتا ہے جسے وہ اب تک نہیں پاسکا ہے۔

باب (۳۰۲) بیٹے کا مال باپ کے لئے حلال ہونے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو خط تحریر فرمایا اس میں اس کا سبب بھی تحریر فرمایا کہ بیٹے کا مال باپ کے لئے حلال ہے بغیر اجازت استعمال کر سکتا ہے۔ لیکن لڑکے کے لئے بغیر اجازت حلال نہیں۔ اس لئے کہ لڑکا اپنے باپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی بخشش اور عطیہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **یهب لمن یشاء اناثا ویهب لمن یشاء الذکور** (وہ جس کے لئے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے لڑکے عطا کرتا ہے) سورۃ شوریٰ۔ آیت نمبر ۴۹ علاوہ بریں وہ اس کے نفقہ کا ذمہ دار ہے خواہ چھوٹا ہو یا خواہ بڑا پھر یہ بھی کہ وہ اسکی طرف منسوب ہوتا ہے اس کی ولدیت سے پکارا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر کہ **ادعوهم لآبائهم هو اقسط عند الله** (ان کو ان کے باپوں (کے نام) سے پکارو وہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے) سورۃ احزاب۔ آیت نمبر ۵ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اور تمہارا سارا مال تمہارے باپ کے لئے ہے لیکن ماں کی حیثیت ایسی نہیں ہے کہ وہ لڑکے کے مال میں سے لڑکے یا اس کے باپ کی بغیر اجازت کچھ نہیں لے سکتی۔ اس لئے کہ ماں اپنے لڑکے کے نفقہ کی ذمہ دار نہیں ہے۔

باب (۳۰۳)

وہ سبب جس کی بنا پر لڑکے کی کنیز باپ کے لئے حرام اور لڑکی کی کنیز باپ کے لئے حلال ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین سے انہوں نے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے صالح بن عقبہ سے انہوں نے عروہ حناط سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے ان جناب سے دریافت کیا کہ لڑکے کی کنیز خواہ لڑکا بالکل بچہ کیوں نہ ہو باپ کے لئے حرام ہے اور لڑکی کی کنیز باپ کے لئے حلال ہے یہ ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس لئے کہ لڑکی اپنی کنیز سے نکاح نہیں کر سکتی مگر لڑکا اپنی کنیز سے نکاح کر سکتا ہے اور تمہیں نہیں معلوم شاید اس نے اس سے نکاح کر لیا ہو اور لڑکے سے پوشیدہ رکھے اور لڑکا جب جوان ہو تو وہ اپنی اس کنیز سے نکاح کرنے اور اس کا بار گناہ باپ کی گردن پر پڑ جائے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں اسی طرح آیا ہے اور وہ صحیح ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ باپ اپنے بیٹے کی کنیز سے مباشرت نہ کرے خواہ اس کا لڑکا بالکل بچہ ہی کیوں نہ ہو مگر ایک صورت میں اس کے لئے جائز ہے کہ جبکہ لڑکے نے اپنی کنیز سے مباشرت نہ کی ہو اس لئے لڑکا اور اس کا مال اس کے باپ کا ہے ہاں اگر لڑکے نے کنیز سے مباشرت کر لی ہے تو باپ کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس کنیز سے مباشرت کرے۔ مگر میرا فتویٰ یہ ہے کہ باپ کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ لڑکے کی کنیز سے مباشرت کرے۔

باب (۳۰۴) وہ سبب جس کی بنا پر طبیب (دل خوش کرنے والا) کو طبیب کہا جاتا ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے اور انہوں نے ان ہی اسناد سے اس روایت کو اوپر لے جاتے ہوئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک پہنچایا کہ آپ نے فرمایا کہ پہلے طبیب کو معالج کہا جاتا تھا

تو حضرت موسیٰ بن عمران نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے میرے رب یہ بتا کہ بیماری کس کی طرف سے ہے اللہ تعالیٰ نے کہا میری طرف سے۔ انہوں نے پوچھا اور دوا کس کی طرف سے ہوتی ہے؟ فرمایا میری طرف سے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا پھر لوگ معالج سے کیوں رجوع کرتے ہیں ارشاد ہوا کہ لوگ اپنے دل کو خوش اور طیب کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں اسی بنا پر طبیب کو طبیب کہا جانے لگا (یعنی دل کو خوش کرنے والا)

باب (۳۰۵) وہ سبب جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو یوم وقت معلوم تک کی مہلت دے دی

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے حسن بن عطیہ سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے یہ کیوں کہہ دیا کہ جا تجھے یوم وقت معلوم تک کی مہلت دی۔ **فانک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم** ؛ (بیشک تو ان میں سے ہے جنہیں ایک جانے بوجھے وقت کے دن تک مہلت دی گئی ہے) سورۃ حجر۔ آیت نمبر ۳۷/ ۳۸ آپ نے فرمایا اس لئے کہ اس سے پہلے وہ اللہ کا شکر ادا کر چکا تھا اس کی جزا اللہ تعالیٰ کو دینی تھی۔ میں نے عرض کیا وہ شکر کیسا؟ آپ نے فرمایا وہ آسمان پر دو رکعت نماز شکر دو ہزار سال یا چار ہزار سال تک ادا کرتا رہا ہے۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حسان سے انہوں نے علی بن عطیہ سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ابلیس آسمان پر اللہ تعالیٰ کی عبادت سات ہزار سال تک کرتا رہا دو دو رکعت کر کے اسی بنا پر اللہ نے اس کی اس عبادت کا ثواب یہ عطا کیا۔

باب (۳۰۶) وہ سبب جس کی بنا پر رجیم کو رجیم (دھتکارہ ہوا) کہا جاتا ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے اور انہوں نے حماد سے انہوں نے حلبی سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رجیم کا نام رجیم کیوں رکھ دیا گیا؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ وہ رجیم کیا جاتا ہے (دھتکارا جاتا ہے) میں نے عرض کیا جب وہ رجیم کیا جاتا ہے تو واپس ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ علم میں مرجوم (دھتکارا ہوا) ہو جاتا ہے۔

باب (۳۰۷) وہ سبب جس کی بنا پر خناس کا نام خناس کیوں پڑ گیا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ جناب سے خناس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا ابلیس قلب کو لقمہ بنا لیتا ہے لیکن جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو وہ اسے چھوڑ کر پیچھے ہٹ جاتا ہے اس لئے اس کو خناس کہا جاتا ہے۔

باب (۳۰۸) وہ سبب جس کی بنا پر محروم اور بد قسمت لوگوں سے میل ملاپ سے منع کیا گیا ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے

ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے عباس بن ولید سے انہوں نے صبیح سے انہوں نے اپنے باپ سے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ولید میرے لئے محروم اور بد قسمت لوگوں سے کوئی چیز نہ خریدا کرو اس لئے کہ اس میں کوئی برکت نہ ہوگی۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے انہوں نے ظریف بن ناصح سے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تم لوگ میل ملاپ اور لین دین ان ہی لوگوں کرو جن کی نشو ونما خیر و برکت میں ہوئی ہو

باب (۳۰۹) وہ سبب جس کی بنا پر آفت زدہ لوگوں سے لین دین اور معاملہ کرنا مکروہ ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد بن یحییٰ سے انہوں نے احمد بن محمد سے انہوں نے ان ہی اسناد کے ساتھ اس روایت کو مرفوع کیا ہے اور کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آفت زدہ لوگوں سے معاملہ کرنے سے پرہیز کرو اس لئے کہ وہ لوگ اظلم شے ہیں۔

باب (۳۱۰) وہ سبب جس کی بنا پر کردوں سے میل ملاپ کرنا مکروہ ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے اس سے جس نے ان سے یہ حدیث بیان کیا اور اس نے ابی ربیع شامی سے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہمارے یہاں کردوں کی بہت سی قومیں ہے جو ہم لوگوں کے پاس خرید و فروخت کرنے کے لئے آتے ہیں اور ہم لوگ ان سے خرید و فروخت کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا اے ربیع ان لوگوں سے خلط ملط نہ کرو اس لئے کہ کرد جنوں کا ایک قبیلہ ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے پردہ اٹھالیا لہذا ان سے تمہارا خلط ملط ہونا ٹھیک نہیں ہے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حفص سے انہوں نے اس سے جس نے ان سے بیان کیا اس نے ابی الربیع شامی سے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا کہ ہم لوگوں کے یہاں ایک کرد قوم ہے جو ہم لوگوں کے پاس برابر آتے رہتے خرید و فروخت کے لئے تو کیا ہم لوگ ان سے خلط ملط ہوں؟ آپ نے فرمایا اے ابی ربیع ان سے خلط ملط نہ ہو اس لئے کہ کرد جن کی قوم میں سے اللہ نے ان سے پردہ اٹھالیا لہذا تم ان سے اختلاط نہ کرو۔

باب (۳۱۱) وہ سبب جس کی بنا پر پست اور کمینے لوگوں سے مخالفت کرنا مکروہ ہے

(۱) میرے والد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی یقطین سے انہوں نے حسن بن صباح سے انہوں نے عیسیٰ سے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ پست اور کمینے لوگوں کے ساتھ خلط ملط ہونے سے پرہیز کرو اس لئے کہ پست و کمینہ کبھی خیر کی طرف مائل نہ ہوگا۔

باب (۳۱۲) وہ سبب جس کی بنا پر قرض لینا مکروہ ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن مغیرہ سے انہوں نے سکونی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم لوگ قرض سے پرہیز کرو کیونکہ اس سے رات میں فکر لاحق ہوتی ہے اور دن میں ذلت کا کھٹکا ہوتا ہے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے عبداللہ بن میمون سے انہوں نے حضرت جعفر ابن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ جناب نے ارشاد فرمایا کہ قرض سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ دن میں ذلت اور رات میں فکر و پریشانی کا سبب ہے اس کو دنیا میں ادا کرنا ہے اور آخرت میں بھی۔

(۳) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے یوسف بن حارث سے انہوں نے عبداللہ بن یزید سے انہوں نے حیاۃ بن شریح سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سالم بن غیلان نے روایت کرتے ہوئے دراج سے انہوں نے ابی ہیثم سے انہوں نے ابو سعید خذری سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کفر سے اور قرض سے تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ قرض کو کفر کے ہم پلہ سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے انہوں نے عباس ابن معروف سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے حنان بن سدیر سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہر گناہ کا کفارہ راہ خدا میں قتل ہونا ہے سوائے قرض کے اس لئے کہ سوائے ادا کئے اس کا کوئی کفارہ نہیں یا پھر اس کی طرف سے اس کا قرض ادا کر دیا جائے۔ یا جس کا قرض ہے وہ اس کے حق میں معاف کر دے۔

(۵) بیان کیا مجھ سے حسین بن احمد نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ رازی نے روایت کرتے ہوئے حسن بن علی بن ابی عثمان سے انہوں نے حفص بن غیاث سے انہوں نے لیث سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عمر بن ابی سلمہ سے روایت کرتے ہوئے ابی ہریرہ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب تک انسان کے اوپر قرض کا بوجھ ہے اس کی جان نہیں نکلتی اٹکی رہتی ہے۔

(۶) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے یہ محمد بن احمد سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے اپنے بعض اصحاب سے انہوں نے مرفوع کیا اس روایت کو ائمۂ طاہرین میں سے کسی ایک کی طرف کہ ان جناب نے فرمایا کہ قیامت کے دن قرض دینے والا وحشت کی شکایت کرتا ہوا آئے گا تو اس کو قرض لینے والے کی نیکیوں میں سے کچھ نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی تو قرض دینے والے کے گناہوں میں سے کچھ گناہ قرض لینے والوں کو دے دی جائیں گی۔ اور روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص مر گیا اور اس پر دو درہم قرض تھے اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی تو آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا اور یہ اس لئے کیا کہ لوگ قرض لینے میں بہت جری نہ ہو جائیں ورنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو ان پر قرض تھا۔

حضرت علی علیہ السلام قتل ہوئے تو ان پر قرض تھا۔ امام حسن علیہ السلام نے شہادت پائی تو ان پر قرض تھا اور حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو ان پر قرض تھا۔

(۷) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے کہ محمد بن احمد سے انہوں نے ابن عیسیٰ سے انہوں نے عثمان بن سعید سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبدالکریم ہمدانی نے روایت کرتے ہوئے ابی تمامہ سے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ پر قربان میرا ارادہ ہے کہ مکہ (حج کے لئے) جاؤں مگر مجھ پر ایک مرد مرجۂ کا قرض ہے۔ آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا واپس جاؤ اپنا قرض ادا کرو اور اس بات پر نگاہ رکھو کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے ملو تو تم پر کوئی قرض نہ ہو اس لئے کہ مومن خیانت نہیں کرتا۔

(۸) ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے کہ محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ہیثم سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے ولید بن صبیح سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے معلی بن خنیس پر قرض کا دعویٰ کیا اور کہا کہ وہ میرا حق مار گئے آپ نے فرمایا تیرے حق کو اس نے مارا جس نے اس کو قتل کیا پھر آپ نے ولید سے کہا اٹھو اس شخص کے ساتھ جاؤ اور معلی بن خنیس کے قرض کو ادا کرو اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ معلی بن خنیس کے جسم کو ٹھنڈک پہنچ اگرچہ مجھے معلوم ہے کہ ان کا جسم ٹھنڈا ہے۔

(۹) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے ہارون بن مسلم سے انہوں نے سعدان سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو الحسن لیثی نے روایت کرتے ہوئے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آنکھوں کے درد سے زیادہ شدید کوئی درد نہیں اور قرض کی فکر سے زیادہ کوئی فکر نہیں۔

(۱۰) ان ہی اسناد کے ساتھ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قرض اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک علامت ہے زمین پر اور اللہ تعالیٰ جس بندے کو ذلیل کرنا چاہتا ہے اس کی گردن میں یہ علامت ڈال دیتا ہے۔

باب (۳۱۳) وہ سبب جس کی بنا پر قرض کی ادائیگی میں مکان اور خادم فروخت نہیں کیا جائے گا۔

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے ایک شخص سے اس نے حلبی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قرض کی ادائیگی میں گھر اور خادمہ فروخت نہیں کی جائے گی اس لئے ایک مرد مسلم کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے لئے کوئی سایہ ہو جس میں سکونت رکھے اور کوئی خادم ہو جو اس کی خدمت کرے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے کہا کہ ابن ابی عمیر ایک بزاز (کپڑے کے تاجر) تھے۔ اور ان کے کسی شخص پر دس ہزار درہم تھے اتفاق یہ کہ ان کا سارا مال تباہ ہو گیا اور یہ فقیر و محتاج ہو گئے جب اس شخص کو جس پر ان کا قرض تھا یہ معلوم ہوا تو اس نے اپنا گھر دس ہزار درہم پر فروخت کر کے رقم لئے ہوئے ان کے پاس آیا دروازے پر دستک دی تو محمد بن ابی عمیر رحمہ اللہ نکلے اس شخص نے کہا یہ رقم جو مجھ پر آپ کا قرض تھا لے لیجئے۔ ابن ابی عمیر نے دریافت کیا تمہیں یہ رقم کہاں سے ہاتھ آئی۔ کیا کسی کی وراثت میں تم نے یہ رقم پائی ہے اس نے کہا نہیں۔ پوچھا کیا یہ رقم تم کو کسی نے بخشا اس نے کہا نہیں بلکہ میں نے اپنا گھر فروخت کر دیا تاکہ قرض ادا کر دوں۔ ابن ابی عمیر نے کہا ذریح محاربی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ قرض کی وجہ

سے کوئی شخص اپنے مسقط راس (جائے پیدائش) سے نہیں نکالا جائے گا۔ لہٰذا لو اٹھالے جاؤ مجھے اس رقم کی ضرورت نہیں خدا کی قسم اگرچہ میں اس وقت ایک درہم کے لئے بھی محتاج ہوں مگر تمہاری اس رقم سے میری ملکیت میں ایک درہم بھی داخل نہیں ہوگا۔

باب (۳۱۴) مکروہ پیشوں کے اسباب

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے جعفر بن یحییٰ خزاعی سے انہوں نے یحییٰ بن ابی العلاء سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ جناب نے بتایا کہ میرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے اس کا نام محمد نہیں رکھا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے اس کا نام محمد ہی رکھا ہے۔ فرمایا تو پھر تم اپنے محمد کو نہ مارنا اور نہ اس کو برا بھلا کہنا اللہ نے اس کو تمہارے لئے تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے تمہاری زندگی میں اور تمہارے بعد یہ تمہارا خلف صدق ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے عرض کیا اچھا تو پھر میں اس کو کس پیشے میں ڈالوں؟ فرمایا تم اس کو پانچ طرح کے پیشوں سے بچاؤ اور جس پیشے میں چاہو ڈال دو۔ تم اس کو صراف نہ بنانا اس لئے کہ صراف سود (رباء) سے نہیں بچ سکتا اور تم اس کو کفن فروش نہ بنانا اس لئے کہ کفن فروش جب وبائی امراض پھوٹتے ہیں تو وہ خوش ہوتا ہے اور اسے طعام فروش (نان بائی) نہ بنانا اس لئے کہ وہ احتکار (غلہ کی ذخیرہ اندوزی) سے نہیں بچ سکتا ہے اور اسے قصاب نہ بنانا اس لئے کہ اس کے قلب سے رحمت سلب ہوجاتی ہے وہ بے رحم ہوجاتا ہے اور تم اسے نخاس و بردہ فروش نہ بنانا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بدترین انسان ہے وہ جو بردہ فروشی کرے آدمیوں کی تجارت کرے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عبیداللہ دھقان سے انہوں نے درست بن ابی منصور واسطی سے انہوں نے ابراہیم بن عبدالحمید سے انہوں نے حضرت ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ میں نے اپنے اس لڑکے کو لکھنا پڑھنا سکھایا ہے اس کو کس کام میں لگاؤں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ تیرے باپ کو جزائے خیر دے پانچ کاموں کو چھوڑ کر جس کام میں چاہے لگا۔ اس کو سناہ اور سنار اور قصاب اور غلہ فروش اور بردہ فروش نہ بنانا۔ اس شخص نے پوچھا یا رسول اللہؐ سناہ کیا؟ فرمایا کفن فروش جو میری امت کی موت کی تمنا رکھتا ہے۔ میری امت کا ایک نومولود بھی میرے نزدیک ان تمام چیزوں سے زیادہ پسندیدہ ہے جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ سنار تو یہ میری امت کو مقروض کرنے کی ترکیب کرتا ہے۔ اور قصاب اس لئے کہ ذبح کرتے کرتے اس کے دل سے رحم نکل جاتا ہے اور حناط (غلہ فروش) یہ ہماری امت کے ہاتھ گرانی سے بیچنے کے لئے غلہ کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے اور کسی بندے کا چور بن کر اللہ سے ملاقات کرنا ہے میرے نزدیک زیادہ بہتر بہ نسبت اس کے کہ کوئی بندہ گراں فروخت کرنے کے لئے چالیس دن تک غلہ اپنے یہاں جمع کئے ہوئے ہو اور نخاس یعنی بردہ فروش تو اس کے متعلق میرے پاس جبرئیل آئے اور انہوں نے کہا کہ اے محمدؐ تمہاری امت میں بدترین شخص وہ ہے جو آدمیوں کی خرید و فروخت کا پیشہ کرتا ہے۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے محمد بن یحییٰ خزاز سے انہوں نے طلحہ بن زید سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری خالہ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو اس نے انہیں ہدایت کی کہ وہ اسے حجام یا قصاب یا سنار نہ بنائیں۔

باب (۳۱۵) وہ سبب جس کی بنا پر عامہ جو کچھ کہتے ہیں اس کے خلاف اختیار کرنا واجب ہے

(۱) مجھ سے میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے روایت کرتے ہوئے ابی اسحاق ارجانی سے انہوں نے اس روایت کو مرفوع کیا اور کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ تم لوگوں کو یہ کیوں حکم دیا گیا کہ عامہ جو کچھ کہتے ہوں اس کے خلاف امر اختیار کرو۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے نہیں معلوم آپ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام اللہ کے دین کے احکامات جو بھی بتاتے امت اس کے خلاف عمل کرتی تاکہ ان کی حکومت نہ رہے اور امیرالمومنین علیہ السلام سے ان مسائل کو پوچھا کرتے جو انہیں معلوم نہ ہوتے اور جب امیرالمومنین ان کو حکم شرعی بتاتے تو اپنی طرف سے اس حکم کے ضد فتویٰ جاری کرتے تاکہ لوگ التباس میں پڑجائیں۔

(۲) بیان کیا مجھ سے جعفر بن علی نے روایت کرتے ہوئے علی بن عبداللہ سے انہوں نے معاذ سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب میں اپنی مجلس میں بیٹھتا ہوں تو لوگ میرے پاس مسئلہ دریافت کرنے کے لئے آتے ہیں جب میں محسوس کرلیتا ہوں کہ یہ آپ لوگوں کا مخالف ہے تو میں اس کو آپ کے اغیار کا مسئلہ بتادیتا ہوں اور جب محسوس کرتا ہوں کہ یہ شخص آپ لوگوں کے قول پر اعتقاد رکھتا ہے تو آپ لوگوں کا مسئلہ بتادیتا ہوں اور اگر کوئی شخص ایسا آتا ہے کہ میں محسوس نہیں کرپاتا کہ یہ آپ لوگوں کا مخالف ہے یا موافق تو اس کو اس مسئلہ میں آپ لوگوں کا قول اور آپ کے اغیار کا قول بتاتا ہوں کہ وہ ان دونوں میں سے جو قول چاہے اختیار کرے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے ایسا ہی کیا کرو۔

(۳) مجھ سے میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے عمرو بن ابی مقدام سے انہوں نے علی بن الحسین سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جب ظالم حکمرانوں کی حکومت میں ہو تو ان کے احکام پر چلو اور خود کو شہرت نہ دو ورنہ قتل کردیئے جاؤ گے اور تم نے اس کے احکام پر عمل کیا تو یہ تم لوگوں کے لئے بہتر ہوگا۔

(۴) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے علی بن اسباط سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ جناب یعنی حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ کبھی کبھی میرے لئے ایسا مسئلہ پیدا ہوجاتا ہے کہ بغیر اس کو معلوم کئے چارہ نہیں ہوتا مگر جس شہر میں جاتا ہوں اس میں آپ کے دوست داروں میں سے کوئی ایسا نہیں کہ جس سے میں فتویٰ لوں۔ آپ نے فرمایا ایسے موقع پر تم فقیہ شہر کے پاس جاؤ اور اس سے مسئلہ پوچھو اور وہ تم کو جو فتویٰ دے اس کے خلاف عمل کرو اس لئے کہ اس کے خلاف ہی میں حق ہوگا

باب (۳۱۶) پردہ دری کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے عبداللہ ابن عبدالرحمن اصم بصری سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اور انہوں نے پہنچایا اس حدیث کو حضرت امیرالمومنین علیہ السلام تک کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ ہر بندے کے اوپر چالیس پردے پڑے رہتے ہیں جب تک کہ وہ چالیس گناہان کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے اور جب وہ چالیس گناہان کبیرہ کا ارتکاب کرلیتا ہے تو اس پر کے سارے پردے ہٹ جاتے ہیں اور وہ فرشتے جو اس کے ساتھ حفاظت کے لئے مقرر ہیں کہتے ہیں کہ پروردگار اس بندے کے اوپر سے تو سارے پردے اٹھ گئے تو اللہ تعالیٰ ان پر وحی کرتا ہے (اگر میرے اس بندے کا پردہ چاک ہو رہا ہے تو) تم لوگ اپنے پروں سے پردہ کرو پس ملائکہ اپنے پروں سے اس کا پردہ کرتے اور اب وہ بندہ کوئی گناہ ایسا نہیں چھوڑتا جس کا وہ ارتکاب نہ کرے یہاں تک کہ اس کے افعال

تعبیہ پر لوگ اس کی مدح سرائی کرنے لگتے ہیں تو پھر ملائیکہ بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں پروردگار یہ بندہ تو کوئی گناہ چھوڑتا ہی نہیں اور اب تو اس کے کرتوتوں کو دیکھ کر ہم لوگوں کو بھی شرم آنے لگی ہے تو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اچھا تم لوگ اپنے پر و بازو اس پر سے اٹھالو۔ پس اگر وہ ہمارے اہلبیت کے بغض میں ماخوذ ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانوں کی طرف سے اس پر سے پردے اٹھالیتا ہے اور زمین کی طرف اس کے اوپر پردہ ڈالے رہتا ہے تو ملائیکہ کہتے ہیں پروردگار اب تو یہ بندہ بالکل بے پردہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی فرماتا ہے کہ اگر مجھے اس سے کوئی غرض وابستہ ہوتی تو میں تم لوگوں سے ہرگز نہ کہتا کہ اپنے پر و بازوؤں کا پردہ اس پر سے اٹھالو۔

باب (۳۱۷) مٹی کھانے سے منع کرنے کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے حسن بن علی سے انہوں نے ہشام بن حکم سے انہوں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اس لئے ان کی ذریت پر مٹی کا کھانا حرام کر دیا۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے روایت کرتے ہوئے احمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابو یحییٰ واسطی سے انہوں نے ایک شخص سے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ مٹی کھانا اسی طرح حرام ہے جس طرح سور کا گوشت۔ اور جو شخص اسے کھائے اور اسی میں مرجائے تو پھر اب اس کو قبر کی مٹی ہی ملے گی۔ اور جو شخص اس کو کسی خواہش سے کھائے تو پس اس سے اس کو شفا نہ ہوگی۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمۃ اللہ نے انہوں نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے روایت کرتے ہوئے ابن محبوب سے انہوں نے ابراہیم بن مہزم سے انہوں نے طلحہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مٹی کھانے میں منہمک ہے تو اپنا خون کرنے میں وہ خود شریک ہے۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے علی بن حسان ہاشمی سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبدالرحمن بن کثیر نے یحییٰ بن عبداللہ بن حسن سے روایت کرتے ہوئے اور انہوں نے روایت کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے کوفہ کی مٹی کھائی اس نے بہت سے لوگوں کے گوشت کھائے اس لئے کہ کوفہ پہلے ایک جنگل تھا پھر بعد میں اس کے گرد قبرستان ہو گیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو مٹی کھائے وہ ملعون ہے۔

(۵) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی ابن الحسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے اسماعیل بن محمد بن ابی زیاد سے انہوں نے اپنے جد زیاد سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وسوسہ اور شیطان کے جال میں پھنسنے کا ایک کام یہ بھی ہے کہ انسان مٹی کھانے لگے۔ اور مٹی کھانا جسم میں امراض پیدا کرتا ہے اور مرض کو برانگیختہ کرتا ہے۔ جو شخص مٹی کھاتا ہے اس کی پہلے جیسی قوت باقی نہیں رہ جاتی اور کارکردگی میں ضعف پیدا ہوتا ہے اور اس کا حساب ضعیف و قوی دونوں کے درمیان ہوگا اور اس پر عذاب ہوگا۔

(نوٹ) - میں نے جس قدر روایتیں اس مضمون کی نقل کی ہیں وہ کتاب عقاب الاعمال کی باب مناہی سے تحریر کی ہیں۔

باب (۳۱۸) وہ سبب جس کی بنا پر ریحان اور انار کی لکڑی سے خلال کرنا مکروہ ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے درست واسطی سے انہوں نے ابراہیم بن عبدالحمید سے انہوں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نہ ریحان کی لکڑی سے خلال کرو اور نہ انار کی لکڑی سے اس لئے کہ یہ جذام کی رگوں کو ہیجان میں لاتی ہیں۔

باب (۳۱۹) وہ سبب جس کی بنا پر نرم اور چکنے جوتے پہننا مکروہ ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عیسیٰ بن عبید نے روایت کرتے ہوئے قاسم بن یحییٰ سے انہوں نے ان کے جد حسن بن راشد سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ ان کا ارشاد ہے کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے میرے جد نامدار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام سے اور انہوں نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نرم اور چکنے جوتے نہ پہنو اس لئے کہ ایسا جوتا فرعون کا ہے اور اسی نے سب سے پہلے نرم اور چکنا جوتا اختیار کیا تھا۔

باب (۳۲۰) وہ سبب جس کی بنا پر اگر کسی عورت سے کوئی کمسن بچہ زنا کرے تو عورت اگرچہ شوہردار کیوں نہ ہو اس عورت کو سنگسار نہیں کیا جائے گا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ہیثم بن ابی مسروق ہندی سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے ایوب سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ان جناب سے دریافت کیا گیا کہ ایک لڑکا جس کا سن ابھی دس سال کا بھی نہیں ہے اس نے ایک عورت سے زنا کیا۔ آپ نے فرمایا اس لڑکے پر تو کمی اور اس عورت پر پوری حد جاری کی جائے گی عرض کیا گیا اور اگر وہ عورت شوہردار ہو؟ فرمایا کہ اس کو سنگسار نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ اس نے ایسے سے زنا کرلیا ہے جو ابھی حد بلوغ تک نہیں پہنچا تھا اگر وہ حد بلوغ تک پہنچا ہوتا تو اس عورت کو سنگسار کر دیا جاتا۔

باب (۳۲۱) وہ سبب جس کی بنا پر مستکرہ و مجبور عورت کو متہم کرنے والے کو کوڑے لگائے جائیں گے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے اپنے بعض اصحاب سے اور انہوں نے اس روایت کو مرفوع کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ آپ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی ماں کی کنیز سے مجامعت کی اور اس کے بچہ پیدا ہو گیا تو اس نے اس کے بچہ سے انکار کر دیا اور اسے متہم کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس متہم کرنے والے کو حد جاری کی جائے گی اس لئے کہ وہ کنیز بے چاری مجبور تھی۔

باب (۳۲۲) وہ سبب جس کی بنا پر لڑکا جس کو ابھی احتلام نہیں ہوا ہے اس پر اگر اتہام لگایا جائے تو اسے کوڑے نہیں لگائے جائیں گے۔

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے حسن بن سعید سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے قاسم بن سلیمان سے انہوں نے ابی مریم انصاری سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک لڑکا جس کو ابھی احتلام بھی نہیں ہوا اگر کوئی شخص اس پر اتہام لگائے تو کیا اس کو کوڑے لگائے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں اور یہ کہ اگر لڑکا بھی کسی شخص پر اتہام لگائے تو اس کو کوڑے نہیں لگائے جائیں گے۔

(۲) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے علی بن مہزیار سے انہوں نے حسن بن سعید سے انہوں نے نضر ابن سوید سے انہوں نے عاصم بن حمید سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے کم سن کنیز پر اتہام لگا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس پر کوڑے نہیں لگائے جائیں گے جب تک کہ وہ بلوغ کو نہ پہنچی ہو۔ یا قریب بہ بلوغ نہ ہو۔

باب (۳۲۳) وہ سبب جس کی بنا پر اگر کوئی شخص مار پڑنے پر چوری کا اقرار کرے تو جب تک اس کے پاس چوری کا مال برآمد نہ ہوسکے اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے حسن بن سعید سے انہوں نے نضر ابن سوید و محمد بن خالد سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے ان سب نے روایت کی ہشام بن سالم سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے کسی کا کوئی مال چوری کیا اور اس نے چوری سے انکار کر دیا مگر جب اس پر مار پڑی تو وہ چوری کا مال نکال کر لایا کیا اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ لیکن اگر اس نے اعتراف کیا اور وہ مال نکال کر نہیں لایا اس کے پاس مال برآمد نہیں ہوا تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے اس لئے کہ اس نے صرف مار پٹائی کی وجہ سے اعتراف کیا ہے۔

باب (۳۲۴) وہ سبب جس کی بنا پر اگر کوئی اجرت پر رکھا ہوا ملازم یا مہمان چوری کرے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی اجیر (اجرت پر رکھا ہوا ملازم) یا مہمان چوری کرے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے اس لئے کہ وہ دونوں امانت دار بنا دیئے گئے تھے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے سماعہ سے انہوں نے کہا کہ میں نے آنجناب سے سوال کیا ایک شخص نے کسی کو اجرت پر ملازم رکھا اور وہ ملازم اس کا مال لے بھاگا؟ آپ نے فرمایا (وہ چور نہیں) اس کو امین بنا دیا گیا تھا پھر آپ نے فرمایا کہ ملازم اور مہمان امانت دار بنائے جاتے ہیں ان دونوں پر سرقہ کی حد جاری نہ ہوگی۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی رئاب سے انہوں محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مہمان اگر چوری کرے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے اگر وہ مہمان دوسرے شخص کو اپنے پاس مہمان رکھ لے اور وہ مہمان کا مہمان چوری کرے تو اس مہمان کے مہمان کا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا۔

(۴) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ کے دونوں فرزند احمد اور عبداللہ سے روایت کرتے ہوئے ابن ابی عمیر سے انہوں نے حماد سے انہوں نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے ایک شخص کو اجرت اور تنخواہ پر ملازم رکھا اور اس کو اپنے مال کا چوکیدار بنایا مگر اس چوکیدار نے اس کے مال سے چوری کرلی؟ آپ نے فرمایا کہ وہ چوکیدار امانت دار بنا دیا گیا تھا نیز اس مسئلہ کے متعلق فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ فلاں شخص نے آپ کے پاس ہم کو بھیجا ہے کہ آپ اس کو فلاں فلاں مال بھیج دیں۔ اس آدمی نے اس شخص کو سچا سمجھ کر وہ مال اس کے حوالہ کر دیا کچھ دن بعد اس آدمی کی ملاقات اس شخص سے ہوئی اور اس نے کہا کہ آپ نے فلاں دو اشخاص کو میرے پاس بھیجا تھا اور اس کے ہاتھ میں نے فلاں مال بھیجا تھا۔ اس شخص نے کہا میں نے تو کسی آدمی کو نہیں بھیجا تھا اور نہ اس نے کوئی مال مجھے پہنچایا خود فرستادہ کا دعویٰ ہے کہ اس نے اس کو مال لانے کے لئے بھیجا ہے اور آپ نے اس کو مال حوالہ کر دیا آپ نے فرمایا اگر ثابت ہو جائے کہ اس نے اس کو نہیں بھیجا تھا اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرستادہ خود اس امر کا اقرار کرے کہ اس کو کسی نے نہیں بھیجا تھا اور اگر اس کے پاس عدم فرستادگی کا ثبوت نہ ہو تو وہ اللہ کی قسم کھائے کہ اس نے اس کو نہیں بھیجا تھا اس فرستادہ سے اس دوسرے شخص کا مال پورا کر دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اس فرستادہ کو کسی ضرورت نے ایسا کرنے پر آمادہ کیا ہو تو اس کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اس لئے کہ اس نے اس شخص کا مال چرایا ہے۔

باب (۳۲۵) وہ سبب جس کی بناء پر چور کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں سے زیادہ کاٹنے کا حکم نہیں ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے عاصم بن حمید سے انہوں نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے چور کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ اگر کوئی چوری کرے تو اس کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور دوبارہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے اور اب اگر اس کے بعد تیسری مرتبہ بھی چوری کرے تو اس کو قید میں ڈال دیا جائے اس کا داہنا پاؤں چھوڑ دیا جائے تاکہ اس کے سہارے وہ پاخانہ پیشاب کے لئے جاسکے اور بایاں ہاتھ چھوڑ دیا جائے تاکہ اس کے ذریعہ وہ آب دست لے سے اور استنجا کر سکے اور فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ اس کے بندے کو اس طرح چھوڑا جائے کہ وہ کچھ نہ کر سکے بس اس کو قید میں ڈال دیا جائے تاکہ وہ اسی میں مر جائے۔ نیز فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی چور کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹنے کے بعد پھر کچھ نہیں کاٹا۔

(۲) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ بن ایوب سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام چور کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں سے زیادہ نہیں کاٹتے تھے اور فرمایا کرتے کہ مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے کہ میں اس کے بندے کو اس حالت میں چھوڑ دوں کہ وہ استنجا اور طہارت بھی نہ کر سکے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے دریافت کیا اور اگر وہ ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کے کاٹنے کے بعد چوری کرے؟ آپ نے فرمایا پھر اسے قید خانہ میں ڈال دیا جائے گا تاکہ لوگ اس کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔

(۳) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے حسین بن سعید سے انہوں نے روایت کی نصر بن سوید سے انہوں نے قاسم بن سلیمان سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہ... نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا حضرت علی علیہ السلام نے اہل حدود میں سے کسی کو قید میں ڈالا؟ فرمایا نہیں سوائے سارق (چور) کے اور وہ بھی تیسری بار چوری کرنے پر جبکہ اس کا پہلی اور دوسری چوری پر اس کے ہاتھ اور پاؤں کٹ چکے ہوتے۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے حسن بن سعید سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے سماعہ سے انہوں نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ ان جناب سے اس چور کے متعلق سوال کیا جس کے ہاتھ (چوری کی سزا میں) کاٹے جا چکے ہیں تو آپ نے فرمایا ہاتھ کے بعد اب اس کے پاؤں کاٹے جائیں اور اگر پھر اس کے بعد اس نے تیسری مرتبہ چوری کی تو اس کو قید خانہ میں محبوس کر دیا جائے گا اور اس کا خرچہ مسلمانوں کے بیت المال سے دیا جائے گا۔

(۵) اور اسی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے حسین بن سعید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت ابی ابراہیم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا چور کے ہاتھ کاٹے جائیں گے مگر اس کا انگوٹھا اور ہتھیلی چھوڑ دی جائے گی اور اس کے پاؤں کاٹنے کے موقع پر اگلا حصہ کاٹا جائے گا پچھلا حصہ چھوڑ دیا جائے گا تاکہ وہ اس پر چل پھر سکے۔

(۶) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے ابن سنان سے انہوں نے حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا کہ جس کا داہنا یا بایاں ہاتھ مشلول ہے اور اس نے چوری کی تو آپ نے فرمایا ہر حال میں اس کا داہنا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۷) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے حسن بن محبوب سے انہوں نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم اور علی ابن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے اور ان سب نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کا داہنا ہاتھ مشلول ہے اور اس نے چوری کی تو اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے گا۔ اور اس کے بعد اگر اس نے تیسری بار چوری کی تو اس کو تاعمر قید میں رکھدیا جائے گا اور اس کا کھانا بیت المال سے جاری کر دیا جائے گا تاکہ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں۔

(۸) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے حسن بن سعید سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے سماعہ سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے پاس کچھ ایسے لوگ لائے گئے جنہوں نے چوری کی تھی تو آپ نے ان سب کے ہاتھ کاٹ دیئے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ان کے اجساد (بدن) سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جہنم میں پہنچ جائیں گے اگر تم لوگوں نے توبہ کر لی تو ان کو کھینچ

کر بچا لو گے اور اگر توبہ نہ کی تو وہ تم کو بھی کھینچ لے جائیں گے۔

باب (۳۲۶) مختلف شرعی سزائیں اور ان کے اسباب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ سے انہوں نے موسیٰ بن بکیر سے انہوں نے علی بن سعید سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ اس نے ایک گدھا کرایہ پر لیا اور اس پر سوار ہو کر بزاز یعنی پارچہ فروشوں کے پاس گیا اور وہاں سے ایک دو کپڑے لئے اور گدھے کو وہیں چھوڑ کر چلا آیا آپ نے فرمایا گدھا تو اس کے مالک کو دیدیا جائے گا اور جو کپڑے لے کر چلتا بنا ہے اس کی تلاش کی جائے گی اور وہ ملا تو اس کے ہاتھ کٹنے کی سزا نہیں ہے بلکہ یہ خیانت ہے۔

(۲) میرے والد رحمہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن مہزیار سے انہوں نے اپنے بھائی علی سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ان جناب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی مملوک پر افترا و اتہام لگائے اسلام کی حرمت کے لئے اس کو تعزیر کرو۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے اسحاق بن عریز سے انہوں نے سدیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے بارے میں جس نے کسی جانور سے بدفعلی کی تو آپ نے فرمایا اس کو کوڑے لگائے جائیں گے مگر حد شرعی سے کم اور وہ شخص جانور کی اس کے مالک کو قیمت ادا کرے گا اس لئے کہ اس نے اس کو خراب کر دیا اور وہ جانور ذبح کر دیا جائے گا اور اس کا گوشت جلایا یا دفن کر دیا جائے گا اگر وہ ان جانوروں میں سے ہے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اگر وہ ایسا جانور ہے جس کی پشت پر سوار ہوا جاتا ہے تو اس سے اس کی قیمت لی جائے گی اور اسے کوڑے لگائے جائیں گے مگر حد شرعی سے کم اور اس جانور کو اس شہر سے نکال کر کسی دوسرے شہر میں بھیج دیا جائے گا جہاں اسے کوئی پہچان نہ سکے اور وہاں اس کو فروخت کر دیا جائے گا تاکہ وہاں اس جانور کو کوئی عیب لگانے والا نہ ہو۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے آپ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عباس بن معروف نے روایت کرتے ہوئے علی بن مہزیار سے انہوں نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ تعزیر کا کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا کہ تعزیر حد سے کم ہوتی ہے میں نے عرض کیا یعنی اسی (۸۰) سے کم؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ چالیس سے کم اس لئے کہ چالیس بھی مملوک کے لئے حد شرعی ہے۔ میں نے عرض کیا پھر تعزیر میں کتنے کوڑے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا حاکم اس شخص کے جرم کو اور اس کے قوت جسم کو دیکھتے ہوئے جس قدر مناسب سمجھے گا سزا دیگا۔

(۵) اور ان ہی اسناد کے ساتھ محمد بن مسلم سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آپ جناب سے شرابی کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا جب کوئی ایسا شرابی آتا ہے کہ اس سے یہ اتفاقیہ لغزش ہو گئی تو میں اس کی تعزیر معمولی کر دیتا ہوں اور یہ شراب کا عادی ہو رہا ہے تو اس کو سخت سزا دیتا ہوں اس لئے کہ یہ کہیں سارے محرمات کو اپنے لئے حلال نہ کر لے اور اگر لوگ بے سزا کے چھوڑ دیے جائیں تو تباہ ہو جائیں گے۔

(۶) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل نے روایت کرتے ہوئے اسحاق بن عمار سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا کہ جس نے شراب کی تلچھٹ سے صرف ایک گھونٹ پی لیا۔ آپ نے فرمایا

اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے خواہ کم ہو یا زیادہ سب حرام ہے۔

(۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بن خطاب کے سامنے قدامہ بن مظعون پیش کئے گئے کہ انہوں نے شراب پی ہے اور اس پر گواہ و شاہد گزر گئے۔ تو انہوں نے حضرت علیؑ سے دریافت کیا اور آپ نے حکم دیا کہ اس کو اسی (۸۰) کوڑے لگاؤ۔ قدامہ نے کہا یا امیرالمومنین مجھ پر ایک کوڑا بھی نہیں لگنا چاہیئے۔ میں اس آیت کے ذیل میں آتا ہوں **لیس علی الذین امنوا وعملوا الصالحات فیما طعموا** (جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے اچھے کام کئے ان پر جو کچھ وہ کھاپی چکے کچھ گناہ نہیں ہے) سورۃ مائدہ۔ اور اس نے پوری آیت پڑھی۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے کہ جو کچھ وہ کھائیں وہ ان کے لئے حلال ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ نیز حضرت علی کہ شرابی جب شراب پیتا ہے تو اس کو کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کیا کھا رہا ہے اور کیا کر رہا ہے اس لئے اس کو اسی (۸۰) کوڑے لگاؤ۔

(۸) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے زرارہ سے روایت کرتے ہوئے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا اور ان لوگوں سے بھی سنا جو یہ کہتے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ جب کوئی شخص شراب پیتا ہے تو نشہ میں آتا ہے بذیان بکنے لگتا ہے اور جب بذیان بکتا ہے تو افترا اور بہتان لگانے لگتا ہے جب ایسا کرے تو اس پر مفتری کی حد اسی (۸۰) کوڑے لگاؤ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا نبیذ اور دیگر شراب پی کر نشہ میں آجائے تو اس کو اسی (۸۰) کوڑے لگاؤ۔

(۹) اور ان ہی اسناد کے ساتھ ان دونوں میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا حضرت علی علیہ السلام خمر اور نبیذ پینے والے کو اسی (۸۰) کوڑے مارتے تھے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام یہودی ہو یا نصرانی اور فرمایا کہ ان کو یہ حق نہیں کہ اپنی شراب نوشی کو ظاہر کریں یہ حق تو ان کو ان کے گھروں میں ہے ق۔ نیز کہا کہ میں نے آپ جناب کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرمایا کرتے کہ جو شخص شراب پئے اسے کوڑے لگاؤ اگر دوبارہ پئے تو اسے پھر کوڑے لگاؤ اور اگر تیسری مرتبہ پئے تو اسے قتل کردو۔

(۱۰) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل نے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے عنبہ بن مصعب سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری ایک کنیز ہے اس نے شراب پی کیا آپ کی رائے ہے کہ میں اس پر حد جاری کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن یہ کام اس نے پردے میں کیا ہے بادشاہ کے محل میں کیا ہے۔

(۱۱) اور روایت کی گئی ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی آزاد و شوہر دار پر اتہام لگانے والے کے متعلق آپ نے فرمایا کہ اس پر اسی کوڑے لگائے جائیں گے اس لئے کہ اس نے بھی اس عورت کے حق پر کوڑے لگائے ہیں۔

(۱۲) مرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ابی الحسن حذاء سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے ایک شخص کے لئے پوچھا کہ تم نے اپنے فلاں قرض دار کا کیا کیا؟ میں نے کہا وہ زانیہ کی اولاد یہ سن کر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے میری طرف عقب الودہ نگاہ سے دیکھا۔ تو میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان وہ مجوسی ہے وہ لوگ تو اپنی ماں اور اپنی بہن سے بھی نکاح کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ان کے دین میں یہ نکاح نہیں مانا جاتا۔

(۱۳) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے اس روایت کو مرفوع کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی بوڑھا اور بوڑھیا زنا کریں تو ان دونوں کو سنگسار کردو اس لئے کہ یہ دونوں تو اپنی شہوتیں پوری کر چکے ہیں اور زنائے محصنہ کرنے والے مرد و عورت کو رجم کیا جائے گا۔

(۱۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے روایت کرتے ہوئے حسن بن حسن بن ابان سے اور انہوں نے روایت کرتے ہوئے اسماعیل بن خالد سے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ قرآن میں رجم کا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اور فرمایا اگر بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت بھی زنا کرے تو ان کو بھی رجم کرو اس لئے کہ وہ دونوں شہوت پوری کرچکے۔

(۱۵) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے حسن بن کثیر سے انہوں نے اپنے باپ سے اس کا بیان ہے کہ جب حضرت امیرالمومنین علیہ السلام شراحہ ہمدانیہ کو رجم کرنے کے لئے نکلے تو اتنا زبردست اژدحام تھا کہ جیسے معلوم ہوتا کہ ایک دوسرے کو قتل کردیگا۔ جب آپ نے یہ حال دیکھا تو کہا اس کو واپس پہنچاؤ۔ پھر جب اژدحام کم ہوا تو اسے نکالا گیا اور جہاں رجم کرنا تھا وہاں کا دروازہ بند کر دیا گیا اور لوگوں نے اس کو سنگسار کیا اور وہ مر گئی تو حکم دیا کہ اب دروازہ کھول دو دروازہ کھلا تو جو بھی اندر داخل ہوتا وہ اس پر لعنت کرتا جب آپ نے یہ دیکھا تو آپ کی طرف سے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ لوگو اب اس کی طرف سے اس کی اپنی زبان بند کرلو اس لئے کہ حد جاری ہونے کے بعد یہی حد اسکی گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے جیسا کہ قرض ادا کردیا تو پھر قرض نہیں رہ جاتا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس اعلان کے بعد خدا کی قسم کوئی لب اس کے لئے متحرک نہیں ہوا۔

(۱۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ بیان کیا کرتے کہ ایک مرتبہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے مرد کے متعلق فیصلہ کیا جس نے کسی دوسرے مرد کی زوجہ سے نکاح کر لیا تھا کہ اس عورت کو سنگسار کیا جائے گا اور اس مرد کو کوڑے لگائے جائیں گے اور پھر اس مرد سے خطاب کرکے کہا اگر میں جانتا ہوں کہ تو جانتا تھا کہ یہ عورت شوہر دار ہے تو میں تیرا سر پتھر سے کچل دیتا۔

(۱۷) اور ان ہی اسناد کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ کے فرمایا حضرت امیرالمومنین کا ارشاد گرامی ہے کہ کوئی مرد اور کوئی عورت اس وقت تک سنگسار نہیں کیا جائے گا جب تک کہ ان دونوں کے متعلق چار گواہ ایسے نہ ہوں اس لئے کہ مجھے ڈر ہوگا کہ اگر چار گواہوں میں سے کوئی بھی منحرف ہو گیا تو مجھے (اتہام کی سزامیں) کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۱۸) اور ان ہی اسناد کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ سب سے پہلے امراء کو سزا دینا حلال ہوا اس جھوٹ اور اتہام کیوجہ سے جو انس ابن مالک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتہام لگایا کہ آپ نے ایک شخص کے ہاتھ دیوار پر کیل لگا کر ٹھوک دیا اس وقت سے امراء کو بھی سزا دینا حلال ہو گیا۔

(۱۹) میرے والد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے موسیٰ بجلی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک شخص کو ایک عورت کے ساتھ ایک گھر میں پایا تو اس کو ایک یا دو کم سو کوڑے لگائے راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا بغیر ثبوت کے؟ تو آپ نے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اب اسے چھوڑ دو اگر ثبوت ہوتا تو پورے سو کوڑے لگاتا۔

باب (۳۲۷) وہ سبب جس کی بناء پر اہل ذمہ کے ساتھ کوئی معاہدہ و معاقلہ نہیں ہوتا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے ابی ولاد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اہل ذمہ اگر کسی کو قتل کردیں یا کسی کو زخمی کردیں تو اس کے متعلق ان سے کوئی معاہدہ و معاقلہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا تاوان ان کے مال سے لیا جائے گا اور اگر ان کے پاس کوئی مال نہیں ہے تو اس کا تاوان امام المسلمین ادا کرے گا اس لئے کہ وہ امام المسلمین کو جزیہ اسی طرح ادا کرتے ہیں جس طرح ایک غلام کاتب اپنے

مالک کو رقم ادا کرتا رہتا ہے آپ نے فرمایا کہ اور یہ اہل ذمہ در حقیقت امام مملوک اور غلام ہیں پس ان میں سے جو اسلام لاتا ہے وہ آزاد ہو جاتا ہے۔

باب (۳۲۸) وہ سبب جس کی بناء پر ثبوت مدعی کے ذمہ اور قسم مدعاعلیہ کے ذمہ اموال کے متعلق رکھا گیا ہے اور خون کے معاملہ میں ثبوت مدعاعلیہ کے ذمہ ہے اور اسی کے ذمہ قسم بھی ہے۔

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین نے روایت کرتے ہوئے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ابن اذنیہ سے انہوں نے برید ہ سے انہوں نے حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے قسم کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ تمام مالی حقوق کے متعلق ثبوت مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعاعلیہ کے ذمہ ہے سوائے ان کے مقدمہ خاص کر۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طالبان خون سے فرمایا کہ تم اپنے اغیار میں سے اس کے تعلق و عادل گواہ لاؤ اور اگر تم اغیار میں سے دو گواہ نہ پاؤ تو پھر ان میں سے پچاس آدمی قسم کھا کر یہ کہیں کہ فلاں نے یہ خون کیا ہے تو ان طالبان خون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگوں کے پاس غیروں میں سے دو گواہ نہیں ہیں۔ اور جس بات کو ہم نے دیکھا نہیں اس کے لئے ہم قسم کھانے کے لئے تیار نہیں پھر آنحضرتؐ نے اس کا خون بہا اپنے پاس سے ادا کر دیا۔ اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کے ذریعہ مسلمانوں کو خون بہنے سے بچا لیا۔ اس لئے کہ ایک فاسق و فاجر شخص جب یہ دیکھے گا کہ اسے اپنے دشمن کے قتل کرنے کا موقع ہے تو اس وقت بھی وہ اس کے قتل سے باز رہے گا کیونکہ اسے یہ ڈر ہو گا کہ قسامت (قسم کھلانے) کے بعد وہ خود قتل ہو جائے گا تو اس لئے وہ اپنے دشمن کے قتل سے اجتناب کرے گا۔ ورنہ جب مدعی کے لوگ قسم کھانے کے لئے تیار نہ ہوں گے تو مدعی علیہم کے لوگوں میں سے پچاس آدمیوں سے قسم کھلائی جائے گی کہ وہ قسم کھا کر کہیں کہ نہ ہم نے قتل کیا ہے اور نہ ہمیں قاتل کا علم ہے پھر اگر کوئی مقتول ان کے حدود میں پایا گیا ہے تو وہ اس کی دیت (خون بہا) ادا کر دیں گے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے کہ امام رضا علیہ السلام نے ان کے مسائل کے جواب میں جو خط تحریر فرمایا اس میں اس امر کا سبب بھی تحریر فرمایا کہ سوائے خون (قتل) کے مقدمہ کے اور تمام حقوق کے مقدمات میں ثبوت مدعی کے ذمہ ہے کیونکہ مدعاعلیہ صرف انکار کر سکتا ہے اور اس انکار پر ثبوت پیش کرنا اس کے لئے ممکن نہیں اور خون کے مقدمہ میں مدعاعلیہ پر اپنی صفائی کا ثبوت ہے اور قسم مدعی پر ہے اور یہ ایک ایسا احاطہ ہے جس میں مسلمانوں کی حفاظت ہو جائے گی اور کسی مرد مسلمان کا خون ضائع نہ جائے گا۔ اور یہ اس لئے بھی تاکہ قاتل سمجھ لے کہ اس کو اپنی صفائی کا ثبوت پیش کرنے میں انتہائی مشکلات کا سامنا ہو گا اس بناء پر وہ قتل سے باز رہے گا۔ کیونکہ ایسے لوگ جو یہ گواہی دیں کہ اس نے قتل نہیں کیا ہے بہت کم ملیں گے قسامت کے لئے پچاس آدمیوں کی قسم کھا کر گواہی دینا تو یہ اس لئے کہ اس میں سخت اور شدید احتیاط ملحوظ رکھا جائے تاکہ کسی مرد مسلمان کا ناحق خون نہ بہہ جائے۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن ابی نجران سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ جناب سے قسامت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ حق ہے اور اگر یہ (پچاس آدمیوں کی) قسامت نہ ہو تو لوگ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں اور کچھ بھی نہ ہو تو یہ قسامت ایک احاطہ ہے جس میں تمام لوگوں کی حفاظت ہو گی۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے سہل بن زیاد سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے ابن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ قسامت اس لئے رکھی گئی ہے کہ یہ لوگوں کی حفاظت کا احاطہ ہے تاکہ اگر کوئی شخص فاجر اپنے دشمن کو دیکھے تو قصاص کے خوف سے قتل سے گریز کرے۔

باب (۳۲۹) وہ سبب جس کی بنا پر مجنون کے قاتل کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک مجنوں کو قتل کر دیا تو آپ نے فرمایا اگر مجنوں نے اس پر حملہ کیا اور اس نے اپنی مدافعت میں اس کو قتل کر دیا تو اس پر کچھ نہیں ہے نہ اس کے بدلے میں اس کو قتل کیا جائے گا اور نہ اس پر دیت اور خونبہا ہو گا بلکہ اس مقتول کے وارثوں کو مسلمانوں کے بیت المال سے خونبہا ادا کیا جائے گا۔ پھر فرمایا کہ اور اگر مجنوں نے اس پر حملہ نہیں کیا اور اس نے مقتول کو قتل کر دیا تو یوں سمجھو کہ اگر مجنوں نے اس کو قتل کر دیا ہوتا اور اس کے بدلے میں مجنوں قتل نہیں کیا جاتا اسی طرح اس مجنوں کے قتل کرنے پر اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور میری رائے یہ ہے کہ قاتل پر اس کی دیت اور خونبہا ہے جو اس کے مال سے مجنوں کے وارثوں کو ادا کیا جائے گا۔ اور قاتل اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کرے گا۔

باب (۳۳۰) وہ سبب جس کی بناء اگر مقتول کا سر قطع کیا گیا ہے تو اس کا خونبہا اس کے وارثوں کو نہیں جائے گا بلکہ وہ دیت کی رقم مقتول کی طرف سے کار خیر میں صرف کر دی جائیگی

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عمر بن عثمان سے انہوں نے اپنے بعض اصحاب سے انہوں نے حسین بن خالد سے انہوں نے حضرت ابو الحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ شکم مادر میں بچہ کے قتل کا خونبہا اگر اس کی ماں کو اس طرح مارا گیا ہے کہ اس کے پیٹ سے حمل ساقط ہو گیا قبل اس کے کہ اس بچہ میں روح پڑی ہو سو (۱۰۰) دینار رہے اور یہ اس بچے کے وارثوں کے لئے ہے اور کسی مقتول کا خون بہا کہ جس کا سر کاٹا گیا اور پیٹ چاک کیا گیا ہے اس کے وارثوں کے لئے نہیں ہے بلکہ وہ خود مقتول کے لئے ہے وارثوں کے لئے نہیں۔ میں نے عرض کیا مگر ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا شکم مادر کا بچہ ایک ایسا ہے کہ جس سے آئندہ نفع کی امید تھی وہ ختم ہو گیا تو وہ نفع کی امید بھی ختم ہو گئی۔ مگر جب ایک مقتول کو قتل ہونے کے بعد اس کا مثلہ کر دیا گیا (یعنی گلا کاٹ دیا جائے پیٹ چاک کر دیا جائے یا دیگر اعضا قطع کر دئے جائیں تو اس کے مثلہ کی دیت خود اس کے لئے ہو گی کسی غیر کے لئے نہ ہو گی اس دیت کی رقم سے اس کی طرف سے حج کرایا جائے گا اس کی طرف سے دیگر ابواب خیر کھولے جائیں گے اس کی طرف سے صدقہ دیا جائے گا۔

باب (۴۲۱) وہ سبب جس کی بناء پر زانی کو سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور شراب پینے والے کو (۸۰) اسی کوڑے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد بن یحییٰ سے انہوں نے ابی عبداللہ رازی سے انہوں نے حسن بن علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابی عبداللہ مومن سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ زنا اور شراب نوشی میں سے کس میں زیادہ برائی ہے؟ فرمایا شراب میں میں نے عرض کیا پھر شراب نوشی پر اسی (۸۰) کوڑے اور زنا پر سو (۱۰۰) کوڑے یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا اے ابو اسحاق حد اور سزا تا ابد ایک ہے۔ مگر یہ بیس کوڑے اس پر زائد ہیں یہ اس لئے کہ اس نے اپنے نطفہ کو ضائع کیا اور اللہ تعالیٰ نے جہاں اس رکھنے کا حکم دیا تھا وہاں نہیں رکھا۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوتے محمد بن سنان سے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو کچھ لکھا اس میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ زانی کے جسم پر شدید ترین کوڑے اس لئے لگائے جائیں گے کہ اس نے زنا کیا اور پورے جسم نے اس سے لذت حاصل کی اور یہ کوڑے اس کی سزا ہے اور دوسروں کے لئے عبرت ہے اور یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔

باب (۴۲۲) وہ سبب جس کی بناء پر جیب کترے اور اچکے (جھپٹ مار کر چھین لینے والے) کے ہاتھ نہیں قطع کئے جائیں گے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے ابان بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن مغیرہ سے انہوں نے سکونی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت علی علیہم السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جیب کترے اور اچکے کے لئے ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے اس لئے کہ یہ بالاعلان بدکاری ہے لیکن جو شخص کسی کا مال چوری سے چھپا کر لے لے تو اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔

باب (۴۲۳) وہ سبب جس کی بنا پر اس شخص کے سایہ پر کوڑے لگائے جائیں گے جس کا یہ خیال ہے کہ وہ خواب میں کسی دوسرے کی ماں کے ساتھ محتلم ہوا ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن مہزیار سے انہوں نے اپنے بھائی علی سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے سماعہ سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ عہد امیر المومنین علیہ السلام میں ایک مرتبہ ایک شخص نے ایک شخص سے ملاقات کی تو کہا کہ میں خواب میں تیری ماں کے ساتھ محتلم ہو گیا اس نے امیر المومنینؑ سے اس کی شکایت کی آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا نہیں میں نے نہیں کہا یہ شخص مجھ پر بہتان لگاتا ہے آپ نے شکایت کرنے والے سے پوچھا اس نے تجھ

سے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا اس نے کہا تھا کہ میں خواب میں تیری ماں کے ساتھ محتلم ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا انصاف یہ ہے کہ اگر تو چاہے تو میں اس شخص کو دھوپ میں کھڑا کروں اور تو اس کے سایہ پر کوڑا لگا لے اس لئے کہ خواب بھی سایہ کی مانند ہے لیکن نہیں اس نے تجھے اذیت پہنچائی ہے اس لئے میں اس کو کوڑے لگاؤں گا تا کہ یہ پھر کسی مسلمان کو اس طرح اذیت نہ پہنچائے۔

باب (۴۲۴) وہ سبب جس کی بناء پر دشمن کی سرزمین میں کسی شخص پر حد جاری نہیں کی جائے گی

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے روایت کرتے ہوئے محمد بن یحییٰ خزاز سے انہوں نے غیاث بن ابراہیم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہم السلام نے ارشاد فرمایا کہ دشمن کی سرزمین میں کسی پر حد جاری نہیں کی جائے گی جب تک کہ وہ اس کی سرزمین سے نکل نہ لے تا کہ وہ غصہ میں آکر دشمن کے ساتھ نہ مل جائے۔

باب (۴۲۵) وہ سبب جس کی بناء پر زنا کی تہمت لگانے والے اور شراب پینے والے کی سزا (۸۰) اسی کوڑے ہیں

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے ان کے مسائل کے جواب میں جو خط تحریر کیا اس میں زنا کی تہمت لگانے والے اور شراب پینے والے کی سزا اسی (۸۰) کوڑے لگانے کا سبب بھی تحریر فرمایا کہ وجہ یہ ہے کہ زنا کی تہمت لگانے میں لڑکے سے انکار قطع نسل اور نسب کا ختم ہونا ہے اور اسی طرح شراب پینے والا جب شراب پیتا ہے تو بذیان بکے گا اور جب بذیان بکے گا اور جب تہمت لگائے گا تو کوڑے لگائے جائیں گے اور اس پر مفتری اور تہمت لگانے والے کی حد و سزا واجب ہوگی۔

باب (۴۲۶) وہ سبب جس کی بناء پر اگر شوہر اپنی زوجہ پر قذف (تہمت زنا) کرے تو اس ایک کی گواہی چار گواہوں کے برابر سمجھی جائے گی اور اگر شوہر کے علاوہ کوئی اور اس پر قذف کرے تو اس پر حد جاری کی جائے گی اور کوڑے لگائے جائیں گے

(۱) بیان کیا مجھ سے حسین بن احمد نے روایت کرتے ہوئے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے محمد بن اسلم جبلی سے انہوں نے اپنے بعض اصحاب سے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا اور عرض کیا کہ جب شوہر اپنی زوجہ پر قذف کرے تو اس کی ایک گواہی چار گواہیوں کے برابر کیسے ہو گئی اور شوہر کے علاوہ کوئی دوسرا قذف کرے اور تہمت لگائے تو اس پر حد جاری کی جائے گی اور کوڑے لگائے جائیں گے خواہ اس عورت کا باپ یا بھائی ہی کیوں نہ ہو؟ تو آپ نے فرمایا حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے یہی مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا تھا کہ جب شوہر اپنی زوجہ پر قذف کرے گا اور زنا کا الزام لگائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا کہ تجھے کیسے علم ہوا کہ تیری زوجہ نے کیا ہے؟ اگر وہ یہ جواب دے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اس کو یہ کرتے ہوئے دیکھا ہے تو اس کی ایک گواہی چار گواہوں کے برابر تسلیم ہوگی اور یہ

اس لئے کہ شوہر کے لئے جائز ہے کہ زوجہ کے پاس اس کی خلوت اور تنہائی میں جائے اور کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے کہ اس کی خلوت میں داخل ہو خواہ اس کا لڑکا ہو خواہ اس کا باپ ہو دن میں ہو خواہ رات میں اس لئے اس ایک کی گواہی چار کے برابر سمجھی جائے گی جب وہ یہ کہے کہ میں نے یہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اگر وہ یہ کہے کہ میں نے خود اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا ہے تو اس کو محض اتہام لگانے والا سمجھا جائے گا اور اس پر اتہام لگانے کی حد میں کوڑے لگائے جائیں گے اور یہ کہ وہ اس کا کوئی ثبوت پیش کرے تو کوڑے کھانے سے بچے گا۔ اور اگر شوہر کے علاوہ کوئی دوسرا شخص الزام لگائے کہ میں نے دیکھا ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ تو نے یہ کیسے دیکھا تو اس کی خلوت میں کس طرح داخل ہو گیا کہ تو نے یہ تن تنہا دیکھ لیا تو اپنے اس دیکھنے میں متہم ہے۔ اگر تو سچا ہے تو بھی تو تہمت کی حد میں ہے۔ ضروری ہے کہ تیری وہ تادیب (سزادی) کی جائے جو اللہ نے تجھ پر واجب کی ہے اور شوہر کی گواہی اللہ کی قسم کے ساتھ بمنزلہ چار حلفیہ گواہوں کی ہے۔

باب (۳۳۷) وہ سبب جس کی بنا پر ایک آزاد شخص کو حد میں جتنے کوڑے لگائیں جاتے ہیں غلام کو حد میں اس کے نصف لگائے جائیں گے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اصبغ بن نباتہ سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن سلیمان مصری نے روایت کرتے ہوئے مروان بن مسلم سے انہوں نے عبید بن زرارہ یا یزید بن عجلی سے یہ شک محمد بن سلیمان کی طرف سے ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک غلام زنا کا مرتکب ہوا؟ آپ نے فرمایا اس پر نصف حد جاری ہوگی۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس نے دوبارہ زنا کیا؟ آپ نے فرمایا اس پر نصف سے زیادہ حد جاری نہ ہوگی۔ میں نے عرض کیا اس پر کسی جرم میں رجم کی حد بھی جاری ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر آٹھویں مرتبہ پھر ایسا ہی کرے۔ میں نے عرض کیا غلام اور آزاد میں کیا فرق ہے دونوں کا فعل تو ایک ہی ہے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بالاتر ہے کہ اس کے گلے میں غلامی کا پھندا بھی ڈالے اور اس پر آزاد کی حد بھی جاری کرائے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ نے فرمایا مسلمانوں کے امام پر یہ واجب ہے کہ رجم کے بعد اس کی قیمت اس کے مالک کو غلاموں کے سہم سے ادا کرے۔

باب (۳۳۸) وہ سبب جس کی بنا پر مسلمانوں کے ساحر کو قتل کر دیا جائے گا اور کافروں کے ساحر کو قتل نہیں کیا جائے گا

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے حسین بن یزید نوفلی سے انہوں نے اسماعیل بن مسلم سکونی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہم السلام سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں کا ساحر قتل کر دیا جائے گا اور کافروں کا ساحر قتل نہیں کیا جائے گا۔ تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کافروں کے ساحر کو کیوں نہیں قتل کیا جائے گا؟ تو ارشاد فرمایا اس لئے کہ شرک سحر سے بھی بڑا ہے۔ اس لئے کہ سحر اور شرک قریب قریب ایک طرح کے ہیں۔

باب (۳۳۹) وہ سبب جس کی بنا پر لوگ جن پر زنا اور شراب نوشی کے جرم میں حد جاری کی جا چکی ہے ان کو تیسری مرتبہ ارتکاب کرنے پر قتل کر دیا جائے گا

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن اسماعیل نے روایت کرتے ہوئے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے کہ حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہم السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو خط تحریر کیا اس میں یہ بھی لکھا کہ زنا اور شراب خوار کو تیسری مرتبہ حد جاری کرنے میں اس کو قتل کر دیا جائے گا کہ یہ دونوں سزا کو خفیف سمجھتے ہیں اور کوڑوں کی مار کی بھی پروا نہیں کرتے اور دوسرا سبب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا استخفاف کرتے ہیں حد شرعی سے کفر اور انکار کرتے ہیں اس لئے یہ حدود کفر میں داخل ہو گئے ہیں۔ ان کا قتل واجب ہے۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے جمیل بن دراج سے انہوں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے شراب خوار کے متعلق فرمایا کہ اگر وہ پہلی مرتبہ شراب پیئے تو کوڑے لگائے جائیں پھر اگر دوبارہ شراب پیئے تو پھر کوڑے لگائے جائیں اور تیسری مرتبہ پھر شراب پیئے تو اس کو قتل کر دیا جائے۔ جمیل کا کہنا ہے کہ بعض اصحاب سے روایت ہے کہ وہ چوتھی مرتبہ شراب پینے پر قتل کر دیا جائے گا۔ اور جو شخص زنا کا ارتکاب چوتھی مرتبہ کرے اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

باب (۳۴۰) لواطہ اور سحق کے حرام ہونے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف سے انہوں نے محمد بن سنان سے کہ حضرت امام ابوالحسن علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو خط لکھا اس میں مردوں کا مردوں سے لواطہ اور عورتوں کا عورتوں سے سحق ہونے کا یہ سبب بھی تحریر فرمایا کہ یہ عورت اور مرد دونوں کی فطرت و طبیعت کے خلاف ہے نیز اگر مرد کے ساتھ مرد اور عورت کے ساتھ عورت بدفعلی کرتی رہے تو نسل انسانی منقطع ہو جائے گی دنیا تباہ ہو جائے گی اور سارا نظم عالم برباد ہو جائے گا۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے ابی جعفر سے انہوں نے ابی الجوزاء سے انہوں نے حسین بن علوان سے انہوں نے عمر بن خالد سے انہوں نے زید بن علی سے انہوں نے اپنے آبائے کرام صلوات علیہم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو زمین پر اترنے کا حکم دیا تو حضرت آدمؑ اور ان کی زوجہ دونوں زمین پر اترے اور ابلیس بھی اترا مگر اس کی کوئی زوجہ نہ تھی اور سانپ بھی اترا اس کا کوئی نر نہ تھا۔ پس سب سے پہلے جس نے خود اپنے آپ سے لواطہ کیا وہ ابلیس تھا اور اس کی ذریت خود اس سے ہی پیدا ہوئی۔ اور اسی طرح سانپ اور حضرت آدم کی ذریت ان کی زوجہ سے پیدا ہوئی اور دونوں کو بتا دیا گیا کہ (ابلیس اور سانپ) دونوں تم دونوں کے دشمن ہیں۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے دونوں ائمہ میں سے کسی

ایک سے حضرت لوط کے اس قول کے متعلق دریافت کیا **اتاتون الفاحشة ماسبقکم بها من احد من العالمین** (تم لوگ ایسے برے کام کا ارتکاب کر رہے ہو کہ عالمین میں سے کسی ایک نے بھی اب تک ایسا کام نہیں کیا) سورۃ اعراف۔آیت نمبر ۸۰ تو آپ جناب ابلیس حسین اور زنانے شکل میں، حسین لباس میں، قوم لوط کے نوجوانوں کے پاس آیا اور کہا کہ تم لوگ میرے ساتھ بدفعلی کرو اور وہ کہتا کہ میں تم لوگوں کے ساتھ بدفعلی کروں گا تو وہ لوگ کبھی تیار نہ ہوتے اسی لئے اس نے ان لوگوں سے کہا کہ تم لوگ ہمارے ساتھ بدفعلی کرو۔ جب وہ لوگ اس کے عادی ہوگئے تو پھر وہاں سے چلدیا اور اب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بدفعلی کرنے لگے۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن عمران متوکل رحمہ اللہ نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ ابن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخل سے اللہ کی پناہ چاہتے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں اے ابو محمد آنحضرتؐ ہر صبح و شام اس سے پناہ مانگتے تھے اور ہم لوگ بھی بخل سے اللہ کی پناہ مانگتے رہتے ہیں چنانچہ اللہ نے فرمایا ہے **ومن یوق شح نفسه فاولئکهم المفلحون** (اور جن لوگوں نے اپنے نفس کو حرص سے بچالیا وہی فلاح و نجات پائیں گے) سورۃ الحشر۔آیت نمبر ۹ اور اب میں تم لوگوں کو بخل کا انجام بتاتا ہوں۔ سنو قوم لوط ایک قریہ میں رہا کرتی اور وہ قریہ شام و مصر کے قافلوں کی گذرگاہ پر تھا۔ یہ لوگ کھانے اور طعام کے بڑے حریص تھے انجام کار ان میں بخل کا مرض آگیا جس کا کوئی علاج نہیں چنانچہ قافلے ان کے پاس اترتے اور یہ لوگ ان کی ضیافت کیا کرتے مگر جب مہمان بہت آنے لگے تو یہ لوگ اپنے بخل کی وجہ سے تنگ آگئے اور اسی بخل کی بنا پر جب کوئی مہمان ان کے پاس قیام کرتا تو یہ لوگ اس مہمان کے ساتھ بدفعلی کیا کرتے یہاں تک کہ اب مسافران سے دور رہنے لگے اور یہ امر مشہور ہو گیا اور قافلہ ان قریہ والوں سے بچنے لگا۔ اور اس بخل نے ان کو ایسی بلا میں مبتلا کر دیا کہ اس سے نجات ان کے لئے ممکن نہ ہوا اور پھر وہ اس منزل پر پہنچ کے وہ شہر شہر بدفعلی کرنے کے لئے مردوں کو تلاش کرنے لگے اور انہیں بہلا پھسلا کر لانے لگے تو اب دیکھو کہ اس بخل سے بڑا کوئی مرض نہیں انجام کے لحاظ سے کوئی مرض اس سے زیادہ مضر اور فحش نہیں۔ ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے کہا میں آپ پر قربان کیا حضرت لوطؑ کے قریہ کے تمام لوگ ایسا ہی کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں سوائے ان کے خاندان میں سے جو لوگ مسلمان تھے کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا ہے **فاخرجنا من کان فیها من المومنین فما وجدنا فیها غیر بیت من المسلمین** (غرض وہاں جتنے مومنین تھے ہم نے ان کو نکال دیا اور ہم نے تو وہاں ایک کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہیں پایا) سورۃ الذاریات۔آیت نمبر ۳۶/۳۵ حضرت امام باقر علیہ السلام نے پھر فرمایا کہ حضرت لوطؑ اپنی قوم میں تیس سال تک رہے ان کو اللہ کی طرف سے دعوت دیتے اور اس کے عذاب سے ڈراتے رہے اور یہ ایسی گندی اور نجس قوم تھی کہ نہ پائخانہ کے بعد آبدست لیتی اور نہ غسل جنابت کرتی۔ اور حضرت لوطؑ، حضرت ابراہیمؑ کے خالہ زاد بھائی تھے اور حضرت ابراہیم کی زوجہ حضرت سارا، حضرت لوط کی بہن تھیں اور خود حضرت لوطؑ نبیوں اور رسولوں میں سے تھے اور نذیر بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اور حضرت لوطؑ ایک سخی اور کریم شخص تھے اور جب کوئی مہمان ان کے پاس اترتا تو اسے شکم سیر کرتے اور اسے اپنی قوم سے بچاتے۔ آپ نے فرمایا کہ جب ان کی قوم نے یہ دیکھا تو ان سے کہا کہ ہم لوگوں نے تم سے کہدیا کہ جو مہمان تمہارے یہاں آئے اسے کھانا نہ کھلاؤ اور اگر تم نے ایسا کیا تو ہم تمہارے مہمان کو بھی رسوا کریں گے اس کے ساتھ بھی بدفعلی کریں گے چنانچہ جب حضرت لوطؑ کا وہاں کوئی کنبہ و عشیرہ نہ تھا اور حضرت لوطؑ اور حضرت ابراہیمؑ ہمیشہ اپنی قوم پر عذاب نازل ہونے کی توقع رکھتے تھے مگر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوط کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی قدر و منزلت تھی۔ چنانچہ جب بھی اللہ تعالیٰ حضرت لوط کی قوم پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ کرتا تو حضرت ابراہیم کی خلت اور مودت اور حضرت لوط کی محبت پیش نظر ہو جاتی اور وہ ان کی قوم پر نزول عذاب کو موخر کر دیتا۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا پھر جب اللہ تعالیٰ کو قوم لوط کے حالات پر شدید تاسف ہوا اور اس نے ان

لوگوں پر عذاب کو قطعی مقدر کر لیا تو اس نے طے کر لیا کہ قوم لوط پر عذاب کے عوض حضرت ابراہیم کو ایک فرزند عطا کرے تاکہ اس سے ان کی تسلی ہو اور قوم لوط کی ہلاکت کا وہ زیادہ اثر نہ لیں تو اس نے حضرت ابراہیمؑ کے پاس چند فرشتے بھیجے تاکہ وہ ان کو حضرت اسماعیل کی پیدائش کی بشارت دیں چنانچہ وہ فرشتے شب کے وقت آپ کے پاس پہنچے تو آپ انہیں دیکھ کر بہت روئے اور انہیں خوف ہوا کہ یہ کہیں چور ڈاکو نہ ہوں۔ جب فرشتوں نے ان کو خوفزدہ دیکھا تو **قالو سلما قال سلام انا منکم وجلون قالوا لا توجل انا نبشرک بغلام علیم** (تو ان سے کہا سلام۔ اور حضرت ابراہیم نے بھی جواب میں کہا سلام مگر ہم کو تو تم لوگوں سے ڈر معلوم ہوتا ہے انہوں نے کہا آپ مطلق خوف نہ کھیئے ہم آپ کو ایک دانا و بینا فرزند کی پیدائش کی خوشخبری دیتے ہیں) سورۃ الحجر۔آیت نمبر ۵۳ حضرت ابراہیم نے اس بشارت کے سننے کے بعد پوچھا اے اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتو آخر تمہیں کیا مہم درپیش ہے تو انہوں نے کہا ہم ایک گنہگار قوم پر عذاب نازل کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں اور وہ حضرت لوط کی فاسق و فاجر قوم ہے تاکہ انہیں سارے جہاں کے پروردگار کے عذاب سے ڈرائیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سن کر حضرت ابراہیم نے کہا مگر اس میں تو لوط بھی ہیں۔ ان فرشتوں نے کہا **نحن اعلم بمن فیها لننجینه واهله الا امراته کانت من الغابرین** سورۃ العنکبوت۔آیت نمبر ۳۲ ہم لوگ خوب جانتے ہیں کہ اس میں کون ہے، ہم لوگ ان کو اور ان کے کنبہ کو بچالیں گے مگر ان کی بیوی کو وہ البتہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہوگی۔ **فلما جاء ال لوط المرسلون** (پس جب (خدا کے) بھیجے ہوئے آل لوط کے پاس آئے) سورۃ الحجر۔آیت نمبر ۶۱ جب وہ بھیجے ہوئے فرشتے لوط کے گھر والوں کے پاس آئے تو لوطؑ نے کہا تم تو کچھ اجنبی لوگ معلوم ہوتے ہو۔ فرشتوں نے کہا نہیں بلکہ ہم تو آپ کے پاس وہ عذاب لیکر آئے ہیں جس کے بارے میں آپ کی قوم کے لوگ شک رکھتے تھے اور اب ہم آپ کے پاس عذاب کا قطعی حکم لے کر آئے ہیں یہ لوگ بالکل سچ کہتے ہیں پس اب اے لوط آج سے سات دن اور سات رات گذر جائیں تو نصف شب کے بعد کچھ رات رہے تو اپنے بال بچوں کو لے کر نکل جائیں اور آپ لوگوں میں سے کوئی مڑ کے بھی نہ دیکھے لیکن آپ کی زوجہ اسی عذاب میں مبتلا ہوگی جس میں سب لوگ مبتلا ہوگئے۔ اور اس شب میں جس طرف حکم دیا گیا ہے ادھر چلے جائیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر ان فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ سے فرمایا کہ پھر حضرت لوط کو اللہ تعالیٰ کا یہ قطعی حکم سنا دیا کہ صبح ہوتے ہوتے اس قوم کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب آٹھواں دن آیا تو طلوع فجر کے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے چند فرشتے حضرت ابراہیمؑ کے پاس حضرت اسحاق کی بشارت اور قوم لوط کے ہلاک کی خبر کے لئے بھیجا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ولقد جاءت رسلنا ابراهیم** (اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے حضرت ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے) سورۃ ھود۔آیت نمبر ۶۹ تو انہوں نے ابراہیم کو سلام کیا اور حضرت ابراہیم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور فوراً ان کے سامنے ضیافت کے لئے بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لے کر آئے مگر جب حضرت ابراہیمؑ نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس بھنے ہوئے گوشت تک نہیں پہنچتے تو ڈر کے مارے پریشان ہوگئے فرشتوں نے ان کا یہ حال دیکھکر کہا آپ ڈریں نہیں ہم لوگ قوم لوط کے لئے بھیجے گئے ہیں اور اتفاق سے حضرت ابراہیم کی زوجہ وہیں کھڑی تھیں تو فرشتوں نے ان کو اسحاق اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی وہ یہ خوشخبری سن کر مسکرائیں اور کہنے لگیں ہائے افسوس اب میں اس بڑھاپے میں بچہ جنوں گی اور یہ میرے شوہر بھی تو بوڑھے ہوگئے ہیں۔ یہ تو ایک عجیب سی بات ہے۔ فرشتوں نے جواب دیا اے ابراہیم کی گھر والی تم لوگوں پر اللہ کی رحمت اور برکت ہو کیا تمہیں اللہ کی قدرت پر تعجب ہے وہ تو بڑا صاحب حمد صاحب بزرگی ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم کو اسحاق کی خوشخبری ملی تو ان کا سارا خوف جاتا رہا اور اب وہ اللہ تعالیٰ سے قوم لوط کے لئے دعا کرنے لگے کہ ان پر سے عذاب کو ٹال دے تو اللہ تعالیٰ نے کہا اے ابراہیم اب اس بات کو چھوڑو اب تمہارے رب کا حکم ہو چکا ہے اور آج ہی طلوع آفتاب کے بعد ان پر عذاب نازل ہو جائے گا اور یہ فیصلہ حتمی اور ناقابل تردید ہے۔

(۵) اور ان ہی اسناد کے ساتھ حسن بن محبوب سے انہوں نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے ابی حمزہ ثمالی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ قوم لوط کیوں اور کس طرح ہلاک ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ قوم لوط ایک ایسے قریہ کے لوگ تھے جو پائخانہ کے بعد آب دست نہیں لیتے تھے اور غسل جنابت نہیں کرتے تھے۔ بہت بخیل تھے۔ غذا کے بہت حریص تھے اور حضرت لوطؑ ان میں تیس سال تک رہے وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے بلکہ باہر سے آکر ان میں قیام پذیر تھے وہاں ان کا کوئی کنبہ قبیلہ نہ تھا۔ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دیتے اور فواحش و بدکاریوں سے منع کرتے اللہ کی اطاعت کے لئے ابھارتے مگر وہ لوگ اس کو قبول نہ کرتے نہ ان کا کہنا مانتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ کیا تو پہلے ان لوگوں کے پاس اپنے فرستادہ بھیجے اور انہوں نے آکر انہیں عذاب سے ڈرایا دھمکایا مگر ان لوگوں نے ان کی باتوں پر کوئی توجہ نہ دی تو اللہ تعالیٰ نے وہاں چند ملائکہ بھیجے کہ وہ اس قریہ میں جتنے مومنین آباد ہیں انہیں وہاں سے نکال لائیں مگر وہاں سوائے ایک مسلمان گھر کے اور کوئی مسلمان گھر نہ ملا اور وہ انہیں وہاں سے نکال لائے اور حضرت لوطؑ سے کہا کہ آپ اس قریہ سے اپنے گھر والوں کو لے کر رات کے آخری حصہ میں نکل لیں اور آپ میں سے کوئی بھی ادھر ادھر پلٹ کر نہ دیکھے اور جس طرف حکم دیا جائے ادھر چلے جائیں۔ چنانچہ جب نصف شب گزر گئی تو حضرت لوطؑ اپنی لڑکیوں کو لیکر نکلے اور ان کی زوجہ اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف مڑ گئی اور انہیں اطلاع دی کہ لوط اپنی لڑکیوں کو لے کر رات کی تاریکی میں کہیں چلے گئے۔ حضرت جبرئیل نے کہا پھر جب فجر طلوع ہوئی تو عرش کے قریب سے مجھے ندا دی گئی کہ اے جبرئیل قوم لوط پر عذاب کا حتمی حکم ہو چکا ہے لہٰذا تم قوم لوط کے قریہ کی طرف اتر جاؤ اور اس پورے قریہ کو زمین کے ساتویں طبقہ سے اکھاڑو اور اسے آسمان تک بلند کرو اور جب تک خدائے جبار کی طرف سے الٹنے کا حکم نہ ملے اسے بلند کئے رہو اور حضرت لوطؑ کے مکان کو نشانی کے طور پر گزرنے والے قافلہ والوں کی عبرت کے لئے چھوڑ دو۔ چنانچہ میں اتر کر ان ظالمین کے قریہ کی طرف آیا اور اپنے داہنے بازو سے اس قریہ کے مشرق کی جانب اور اپنے بائیں بازو سے اس قریہ کے مغرب کی جانب ایک ضرب لگائی اور اے محمدؐ میں نے حضرت لوطؑ کے مکان کو چھوڑ کر سارے قریہ کو زمین کے ساتویں طبقہ سے اکھاڑا اور اپنے بازوؤں پر رکھ کر اتنا بلند کیا کہ اہل آسمان اس قریہ کے مرغوں کی بانگ اور ان کے کتوں کا بھونکنا سننے لگے اور جب آفتاب ۔ ع ہو چکا تو عرش سے پھر ندا آئی کہ اے جبرئیل اب قریہ کو اس طرح الٹا دو کہ اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر خوب پتھر کنکر برسائے اور اے محمد کوئی بعید نہیں کہ تمہاری امت کے ظالم لوگوں پر بھی یہ عذاب نازل ہو۔ امام نے فرمایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل ان لوگوں کا یہ قریہ کس ملک میں تھا؟ جبرئیل نے بتایا ان لوگوں کا یہ قریہ اس مقام پر تھا جس کو آج کل بحیرہ طبریہ کہتے ہیں جو ملک شام کے قرب و جوار میں واقع ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تمہیں یاد ہے کہ جس وقت تم نے اس قریہ کو الٹا کیا تو وہ زمین کے کس خطہ میں الٹ کر گرا؟ انہوں نے کہا یا محمدؐ میں نے اس کو شام اور مصر کے درمیان واقع سمندر میں الٹایا اور وہ سمندر میں مٹ مٹا گیا۔

(۶) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انہوں نے ابان سے انہوں نے ابی بصیر وغیرہ سے ان میں سے کسی ایک نے بیان کیا کہ جب قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لئے ملائکہ آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم لوگ اس قریہ کے باشندوں کو ہلاک کر دینگے تو حضرت سارہ نے ان کی قلت اور اہل قریہ کی کثرت کو دیکھ کر تعجب کیا اور کہا کس میں طاقت ہے جو قوم لوط کو ہلاک کر دے۔ چنانچہ ان فرشتوں نے حضرت سارا کو اسحاق اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری سنائی تو وہ مسکرانے لگیں اور بولیں کہ میں تو بوڑھی اور بانجھ ہوں اور وہ اس وقت ساٹھ سال کی ہو چکی تھیں اور حضرت ابراہیمؑ اس وقت ایک سو بیس سال کے تھے تو حضرت ابراہیمؑ نے ان سے مزید گفتگو کرنی چاہی تو جبرئیل نے کہا اے ابراہیم آپ اب مزید بحث کو چھوڑیں آپ کے رب کا حکم ہو چکا ہے اور اب ان پر ایسا عذاب آنے والا ہے کہ جس کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ اور حضرت جبرئیل وہاں سے چل کر حضرت لوط کے پاس ان کی قوم کی

ہلاکت کے لئے آئے اور ان کے گھر میں لڑکوں کی شکل میں داخل ہو گئے جب ان کی قوم نے دیکھا کہ ان کے گھر میں لڑکے داخل ہوئے ہیں تو دوڑتے ہوئے آئے یہ دیکھ کر حضرت لوطؑ اٹھے اور دروازے پر ہاتھ رکھ دیا اور خدا کا واسطہ دیکر کہا ارے خدا سے ڈرو اور ہمارے مہمانوں کے معاملہ میں مجھے رسوا نہ کرو ان لوگوں نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ کیا ہم نے تم کو پہلے ہی منع نہیں کیا تھا کہ اپنے یہاں کسی کو مہمان نہ رکھنا۔ حضرت لوطؑ نے کہا کہ ارے اپنے قوم کی بیٹیاں موجود ہیں ان سے نکاح کر لو انہوں نے جواب دیا ہمیں تمہاری قوم کی بیٹیوں کی ضرورت نہیں اور تمہیں معلوم ہے کہ ہم لوگ کیا چاہتے ہیں۔ حضرت لوطؑ نے کہا کہ کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں ہے مگر وہ لوگ ماننے کے لئے تیار نہ ہوئے تو حضرت لوطؑ نے کہا کاش میرے پاس تم لوگوں کو روکنے کی طاقت ہوتی یا کوئی مضبوط قلعہ ہوتا کہ جس میں پناہ لیتا۔ اور حضرت جبرئیل یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے بولے کہ کاش یہ جانتے کہ ان کے پاس کتنی قوت ہے۔ پھر انہوں نے حضرت لوط کو آواز دی وہ دروازہ چھوڑ کر ان کے پاس پہنچ ادھر ان لوگوں نے دروازہ کھول دیا اور اندر داخل ہو گئے ادھر حضرت جبرئیل نے ان کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ سب اندھے ہو گئے اور دیواروں کو اپنے ہاتھوں سے ٹٹولنے لگے اور اللہ سے ضد کرنے لگے کہ اگر صبح تک بچ گئے تو لوط کے گھرانے کے کسی فرد کی طرف رخ نہ کریں گے۔ پھر جب حضرت جبرئیل نے حضرت لوط کو بتایا کہ ہم لوگ اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں تو حضرت لوط نے کہا اے جبرئیل جلدی کرو انہوں نے کہا اچھا انہوں نے پھر کہا اے جبرئیل جلدی کرو انہوں نے کہا مگر ان لوگوں کے لئے صبح کا وقت مقرر ہے اور اب صبح تو قریب ہے اتنی جلدی کیا ہے حضرت جبرئیل نے حضرت لوطؑ سے کہا اے لوط تم اپنے اپنے بچوں کو لیکر فلاں مقام پر چلے جاؤ۔ انہوں نے کہا اے جبرئیل مگر ہماری سواری کے گدھے تو بہت کمزور ہیں۔ جبرئیل نے کہا ارے اسی پر سوار ہو کر نکل جاؤ چنانچہ وہ نکلے اور وہاں سے کوچ کر گئے۔ جب صبح ہو گئی تو حضرت جبرئیل زمین پر اترے اور اپنے بازو کو انہوں نے اس قریہ کے نیچے ڈالا اور اسے اٹھا کر ان لوگوں پر الٹا دیا اور شہر کی دیواروں پر کنکر پتھر برسائے اور حضرت لوط کی زوجہ تو اس کی دھمک کو سن کر ہی ہلاک ہو گئی۔

(۷) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے موسیٰ بن جعفر سعد آبادی سے انہوں نے علی بن معبد سے انہوں نے عبداللہ دھقان سے انہوں نے درست سے انہوں نے ابی المغراء کے بھائی عطیہ سے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تذکرہ کیا کہ مردوں کا جو منکوح و مفعول ہوتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بلا میں کسی ایک کو بھی جتلانہ کرتا کہ جس کی اسے حاجت ہو ان لوگوں کے مقعد میں سرنگوں رحم ہوتا ہے ان کی مقعد میں وہی حیا اور شہوت ہوتی ہے جو عورتوں میں ہوتی ہے۔ ابلیس کی اولاد جس کو زوال کہتے ہیں ان کے نطفے میں شریک ہوتی اس کی شرکت سے اگر لڑکا پیدا ہوتا ہے تو وہ منکوح و مفعول بنتا ہے اور اگر لڑکی پیدا ہوتی ہے تو وہ بانجھ ہوتی۔ اور وہ مرد جو اس کا فاعل ہوتا وہ چالیس برس کے سن پر پہنچنے کے بعد بھی اسے ترک نہیں کرتا۔ وہ لوگ قوم سدوم کے بقیہ سے میرا مطلب یہ نہیں کہ وہ ان کی اولاد ہیں بلکہ یہ ان ہی طینت سے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا سدوم سے مراد وہی تو ہیں جن کا طبقہ زمین الٹ دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا ہاں وہ چار شہر تھے۔ سدوم و صدیم والدنا و عمارا ان کے پاس جبرئیل آئے انہوں نے اپنے بازو ان کی زمین کے ساتویں طبقہ کے نیچے رکھا اور اس پورے طبقے کو اس قدر بلند کیا کہ اہل آسمان ان کے کتوں کے بھونکنے کی آواز سننے لگے۔ پھر حضرت جبرئیل نے انہیں الٹ دیا۔

باب (۳۴۱) وہ سبب جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ وہ آپس میں لین دین یا معاملہ کریں تو باہم لکھ لیا کریں

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے

ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے ابی حمزہ ثمالی سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے حضرت آدمؑ کے سامنے تمام انبیاء کے نام اور ان کی مدت عمر پیش کی اور آپ نے اسے دیکھا تو حضرت داؤدؑ پیغمبر کے نام پر پہنچ کر کہا کیونکہ ان کی صرف چالیس سال تھی کہا پروردگار داؤد کی عمر اتنی کم اور میری عمر اتنی زیادہ اچھا اگر میں اپنی عمر میں سے تیس سال نکال کر داؤد کی عمر بڑھادوں تو کیا تو اس کو ثبت کریگا؟ اللہ تعالیٰ نے کہا اے آدم ہاں ایسا ممکن ہے۔ تو حضرت آدم نے کہا کہ اچھا میں نے اپنی عمر میں سے تیس سال داؤد کو دیدیا لہٰذا تو میری عمر میں سے تیس سال گھٹادے اور ان کی عمر میں تیس سال کا اضافہ کر دے اور اپنے پاس اسکو ثبت کرلے۔ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے کہنے پر اللہ تعالیٰ نے ان کی عمر میں سے تیس سال گھٹا کر حضرت داؤد کی عمر میں تیس سال بڑھادیا اور اسے ثبت کردیا اور ایک کتاب محو و اثبات اللہ کے پاس ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **یمحوا اللہ ما یشآء ویثبت وعندہ ام الکتاب** (خدا جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا اس کو ثبت کردیتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے) سورۃ رعد۔ آیت نمبر ۳۹ آپ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس جو آدم کے لئے ثبت تھا اس کو مٹایا اور داؤد کے لئے وہ ثبت کر دیا جو اس کے پاس ثبت نہ تھا۔ آپ نے فرمایا پھر جب حضرت آدم کی عمر کی مدت تمام ہوئی تو ملک الموت ان کی قبض روح کے لئے آئے۔ حضرت آدمؑ نے کہا ابھی تو میری عمر میں تیس سال اور باقی ہیں (ابھی کیسے آگئے) ملک الموت نے کہا اے آدم کیا آپ نے اپنی عمر میں سے تیس سال گھٹا کر اپنے فرزند داؤد کو نہیں دیئے ہیں جبکہ آپ وادی وخیاء میں تھے اور آپ کے سامنے آپ کی ذریت کے انبیاء کے نام اور ان کی مدت عمر پیش ہوئی تھی؟ حضرت آدمؑ نے مگر مجھے تو یہ یاد نہیں۔ ملک الموت نے کہا اے آدم آپ اس سے انکار نہ کریں کیا آپ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست نہیں کی تھی کہ آپ کی عمر میں سے تیس سال گھٹا کر داؤد کی عمر میں لکھدیا جائے۔ حضرت آدم نے کہا اچھا میں اسے یاد کرتا ہوں۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت آدمؑ سچ کہہ رہے تھے انہیں یاد نہ تھا اور وہ انکار نہیں کررہے تھے پس اس دن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ آپس میں جو لین دین یا کوئی معاملہ کریں تو آپس میں مدت معینہ لکھ لیا کریں یہ اسی بنا پر کہ حضرت آدمؑ نے اپنے لئے جو طے کیا تھا اسے بھول بیٹھے اور اس سے انکار کیا۔

باب (۳۴۲) مدوجزر کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے ابوالحسن محمد بن عمر بن علی بن عبداللہ بصری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن احمد بن خالد بن جبلہ واعظ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن عامر طائی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے باپ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے روایت کرتے ہوئے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام سے اور ان حضرات نے حضرت امیرالمومنین علیہم السلام سے کہ آپ جناب سے دریافت کیا گیا کہ یہ مدوجزر کیا ہے تو آپ نے فرمایا یہ ایک ملک ہے جو سمندروں پر موکل ہے جس کا نام رومان ہے جب وہ اپنے پاؤں سمندر میں رکھدیتا ہے تو سمندر میں مد پیدا ہو جاتا ہے اور جب وہ اپنے پاؤں سمندر سے نکال لیتا ہے تو جزر پیدا ہو جاتا ہے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے خلف بن حماد اسدی سے انہوں نے ابوالحسن عبدی سے انہوں نے سلیمان بن مہزیار سے انہوں نے عبایہ بن ربعی سے انہوں نے عبداللہ بن عباس سے کہ ان سے مدوجزر کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے گہرے سمندر پر ایک ملک کو مقرر کردیا ہے جب وہ اپنے پاؤں سمندر میں ڈال دیتا ہے تو مد پیدا ہوتا ہے اور جب پاؤں نکال لیتا ہے تو جزر پیدا ہو جاتا ہے۔

باب (۳۴۳) زلزلہ کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے اپنے بعض اصحاب سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے اس شخص سے جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو ایک مچھلی کو حکم دیا اور اس نے اس کو اٹھالیا اور کہنے لگی کہ میں نے اس کو اپنی قوت سے اٹھالیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے ایک بالشت بھر مچھلی کو بھیجا اور وہ اس کے نرخرے میں داخل کردیا تو وہ چالیس دین تک اس کی تکلیف سے تڑپتی رہی۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی زمین کو زلزلہ میں لانے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ چھوٹی مچھلی اس کے نرخرے میں اتر جاتی ہے اور اس کی تڑپ کی وجہ سے زمین ہلنے لگتی ہے۔

(۲) روایت کی گئی ہے کہ حضرت ذوالقرنین سد تک پہنچ تو آگے بڑھنے اور ظلمت کے اندر داخل ہوگئے وہاں ایک پہاڑ پر ایک فرشتے کو دیکھا کہ جس کا قد پانچسو ہاتھ کا تھا۔ اس فرشتے نے کہا اے ذوالقرنین کیا تمہارے پیچھے ایک فرشتہ نہیں ہے کہ جس کا نام بھی ذوالقرنین ہے؟ ذوالقرنین نے کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں جو اس پہاڑ پر مقرر ہوں اور دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جتنے پہاڑ پیدا کئے ہیں ان میں سے کوئی پہاڑ ایسا نہیں ہے جس کی رگ اس پہاڑ سے نہ ملتی ہو۔ پس جب اللہ تعالیٰ کسی شہر میں زلزلہ لانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی طرف وحی کر دیتا ہے اور وہ اس کو حرکت دے دیتا ہے۔

○ محمد بن احمد کا بیان ہے کہ مجھ سے یہ حدیث عیسیٰ بن محمد نے بیان کیا روایت کرتے ہوئے علی بن مہزیار سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے انہوں نے عباد بن حماد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی روایت کی ہے۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے انہی اسناد کے ساتھ اسی حدیث کو مرفوع کیا دونوں ائمہ طاہرین میں سے کسی ایک کی طرف کہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ وہ زمین کو اٹھائے اور دنیا کے تمام شہروں کا ہر شہر اس مچھلی کے کسی نہ کسی ایک فلس اور چھلکے پر ہے اور جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی سرزمین پر زلزلہ لائے تو وہ اس مچھلی کو حکم دیتا ہے اور وہ اپنی اس فلسی کو حرکت دیتی ہے اور زلزلہ آجاتا ہے اور اگر وہ اپنے فلس کو اوپر اٹھادے تو حکم خدا سے ساری زمین منقلب ہو جائے۔

(۴) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے ہیثم نہدی سے انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے انہوں نے انہی اسناد کے ساتھ اس حدیث کو مرفوع کیا ہے اور کہا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام زلزلہ کے وقت اس آیت کو پڑھا کرتے تھے **ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا ولئن زالتا ان مسکہما من احد من بعدہ انہ کان حلیما غفورا** (یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ وہ دونوں (اپنے مقام سے) ہٹ نہ جائیں اور اگر وہ دونوں ہٹ گئے تو اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی بھی انہیں روک نہیں سکتا یقیناً وہ بہت بردبار بخشنے والا ہے) سورۃ فاطر۔ آیت نمبر ۴۱ نیز یہ بھی پڑھا کرتے **ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ ان اللہ بالناس لروف رحیما** (اور اس نے آسمان کو اس بات سے روک رکھا ہے کہ وہ اس کے حکم کے بغیر زمین پر گر پڑے یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر البتہ بڑا مہربان بہتر رحم کرنے والا ہے) سورۃ الحج۔ آیت نمبر ۶۵

(۵) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے محمد بن احمد سے انہوں نے یحییٰ بن محمد بن ایوب سے انہوں نے علی ابن مہزیار سے انہوں نے ابن سنان سے انہوں نے یحییٰ حلبی سے انہوں نے عمر بن ابان سے انہوں نے جابر سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے تمیم بن حذیم نے کہ جس وقت حضرت امیرالمومنین نے بصرہ کا رخ کیا تو میں آپ کے ساتھ تھا اور جس اثناء میں ایک جگہ پر ہم لوگوں نے منزل کی تو زمین ہلنے لگی

حضرت علی نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور فرمایا تجھے کیا ہو گیا۔ پھر ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اگر یہ وہ زلزلہ ہوتا کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے تو یہ جواب دیتی لیکن یہ وہ زلزلہ نہیں ہے۔

(۶) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے محمد بن خالد سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن مہزیار سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا اور اس میں اھواز کے اندر زلزلہ کی کثرت کی شکایت کی اور پوچھا کہ کیا ہم لوگ یہاں سے نقل مکانی کر لیں؟ تو آپ نے اپنے خط میں تحریر فرمایا نہیں وہاں سے نقل مکانی نہ کرو بلکہ چہار شنبہ و پنجشنبہ اور جمعہ کو تین دن روزہ رکھو اور جمعہ کے دن غسل کرو طاہر لباس پہنو اور آبادی سے باہر نکلو وہاں اللہ سے دعا کرو اللہ تعالیٰ تم لوگوں سے یہ مصیبت اٹھا لے گا راوی کا بیان ہے کہ ہم لوگ نے ایسا ہی کیا اور زلزلہ ساکن ہو گیا۔ نیز تحریر فرمایا اور جو کوئی تم میں سے گنہگار ہو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے اور سب کے لئے دعائے خیر کرے۔

(۷) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے محمد بن احمد سے اور انہوں نے روایت کی ہے ابراہیم بن اسحاق سے انہوں نے محمد بن سلیمان دیلمی سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے زلزلہ کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا وہ ایک آیت اور نشانی ہے۔ میں نے عرض کیا اس کا سبب کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے ہر رگ و ریشہ پر ایک ملک متعین کیا ہے اور جب وہ کسی زمین پر زلزلہ لانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس ملک کی طرف وحی فرما دیتا ہے کہ فلاں فلاں رگ کو حرکت دیدے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیدیا تھا تو وہ زمین مع اپنے ساکنین کے حرکت میں آجاتی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اگر ایسا ہو تو اس وقت ہم کیا کریں؟ فرمایا تم نماز کسوف پڑھو اور جب اس سے فارغ ہو جاؤ تو سجدے میں جاؤ اور سجدے ہی میں یہ کہو **یامن یمسک السموات والارض ان تزولا ولئن زالتاان امکھما من احد بعدہ انہ کان حلیما غفورا** (اے وہ ذات جو آسمان اور زمین کو اپنی جگہ سے ہٹ جانے سے روکے ہوئے ہے اور اگر بالفرض وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو اس کے سوا ان کو کوئی روک نہیں سکتا بیشک وہ بڑا بردبار اور بڑا بخشنے والا ہے) سورۃ فاطر۔ آیت نمبر ۴۱ ہم لوگوں کو اس مصیبت سے بچا لے بیشک تو ہر شے پر قادر ہے۔

(۸) اور ان ہی اسناد کے ساتھ محمد بن احمد سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبد اللہ رازی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انہوں نے روح بن صالح سے انہوں نے ہارون بن خارجہ سے انہوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا ہے حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی طرف آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں زلزلہ آنے لگا تو لوگ دوڑے ہوئے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس گئے وہاں جا کر معلوم ہوا کہ وہ دونوں خود حضرت علی علیہ السلام کے پاس گئے ہیں تو لوگ بھی ان دونوں کے پیچھے پیچھے حضرت علی کے دروازے پر پہنچے اور حضرت علی لوگوں کی گھبراہٹ کی پروا کئے بغیر گھر سے برآمد ہوئے اور چلے لوگ بھی ان کے پیچھے ہو لئے آپ جا کر ایک بلند ٹیلے پر بیٹھ گئے اور لوگ بھی آپ کے ارد گرد بیٹھے اور دیکھ رہے تھے کہ مدینہ کی دیواریں جھوم رہی ہیں اور ادھر سے ادھر آتی جاتی ہیں۔ حضرت علی نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ اس کو دیکھ کر گھبرا رہے ہو؟ لوگوں نے کہا کیسے نہ گھبرائیں ایسا زلزلہ تو ہم لوگوں نے کبھی نہیں دیکھا۔ پھر حضرت علیؑ نے اپنے دونوں لبوں کو کچھ حرکت دی اور اس کے بعد اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے ساکن ہو جا یہ حکم پاتے ہی زمین ساکن ہو گئی یہ دیکھ کر لوگوں کو اس سے بھی زیادہ تعجب ہوا جتنا کہ اس زلزلے کے جھٹکوں سے ہوا تھا۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ تم لوگوں کو میرے اس عمل پر تعجب ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میں وہ شخص ہوں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے **اذا زلزلت الارض زلزالھا واخرجت الارض اثقالھا وقال الانسان مالھا** (جب زمین بڑے زوروں سے زلزلے میں آئے گی اور زمین اپنے تمام بوجھ نکال کر باہر پھینک دے گی اور ایک انسان کہے گا کہ ارے تجھے کیا ہو گیا ہے) سورۃ الزلزال۔ آیت نمبر

۱/۲/۳ تو میں وہی انسان ہوں جو زمین سے کہے گا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے **یومئذ تحدث اخبارھا** (اس دن وہ اپنے سارے حالات بیان کرے گی) سورۃ الزلزال۔ آیت نمبر ۴ تو وہ مجھ ہی سے تمام حالات بیان کرے گی۔

باب (۳۴۴) وہ سبب جس کی بناء پر بچوں کو غمر (زعفران) کے ساتھ غسل نہیں دینا چاہیے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے جد حسن بن راشد سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے بیان کیا مجھ سے روایت کرتے ہوئے میرے جد نامدار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنے بچوں کو غمر سے غسل نہ دو اس لئے کہ شیطان اس غمر کی خوشبو سونگھتا ہے تو بچہ اپنی نیند سے چونک پڑتا ہے اور کاتبین کو اس سے اذیت ہوتی ہے۔

باب (۳۴۵) وہ سبب جس کی بنا پر غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبد اللہ رازی نے روایت کرتے ہوئے حسن بن علی بن نعمان سے انہوں نے اسباط بن محمد سے انہوں نے یہ حدیث مرفوع کی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کہ آپؐ نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے تو آپؐ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ یہ کیسے؟ آپؐ نے فرمایا زنا کرنے والا اللہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور غیبت کرنے والا توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کی توبہ قبول نہیں کرتا جب تک کہ جس کی اس نے غیبت کی ہے وہ اسے معاف نہ کر دے۔

باب (۳۴۶) وہ سبب جس کی بنا پر کبھی کبھی مومن ضرورت سے زیادہ تیز مزاج، ضرورت سے زیادہ حریص و بخیل اور ضرورت سے زیادہ نکاح کرنے والا ہوتا ہے اور وہ سبب جس کی بنا پر وہ اپنے دین میں پہاڑ سے بھی زیادہ اٹل ہوتا ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبد اللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے ہارون بن مسلم سے انہوں نے مسعدہ بن صدقہ رابعی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آپ سے عرض کیا گیا کہ مومن سخت مزاج کیوں ہوتا ہے؟ فرمایا اس لئے کہ اس کے دل میں قرآن کی بڑی عزت ہے اور اس کے سینے سے خالص ایمان ابلتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والا اور ان کو سچا سمجھنے والا بندہ ہے۔ پھر عرض کیا گیا کبھی کبھی مومن ضرورت سے زیادہ حریص اور بخیل کیوں ہو جاتا ہے؟ فرمایا اس لئے کہ وہ حلال ذریعہ سے روزی کماتا ہے اور یہ حلال کی روزی اس کو بہت پیاری ہے وہ جانتا ہے کہ حلال روزی کمانا کس قدر مشکل ہے اس لئے وہ نہیں چاہتا کہ اس میں سے ذرا سا بھی اپنے پاس سے جدا کرے وہ اپنے نفس پر جبر کرتا ہے اور اس کو بے موقع اور بے محل صرف نہیں کرتا۔ پھر عرض کیا گیا کہ وہ کبھی کبھی ضرورت سے زیادہ نکاح کیوں کرتا ہے؟ فرمایا حرام سے بچنے کے لئے اور جب

اس کی خواہش نہ اس سے پوری ہوتی ہے اور نہ اس سے تو مزید نکاح کرتا ہے اور جب اسے اپنے مطلب کی حلال بیوی مل جاتی ہے تو اس پر اکتفا کرتا ہے اور پھر مستغنی ہو جاتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مومن کی قوت دراصل اس کے قلب میں ہوتی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ جسمانی طور پر تو ضعیف و کمزور ہے۔ نحیف الجثہ ہے مگر شب بھر عبادت میں بسر کرتا ہے دن کو روزہ رکھتا ہے اور مومن اپنے دین کے معاملہ میں پہاڑ سے بھی زیادہ اٹل ہوتا ہے اس لئے کہ پہاڑ میں کبھی کبھی کچھ تراش بھی لیا جاتا ہے مگر کسی کی مجال نہیں کہ مومن کے دین میں سے کچھ تراش لے اس لئے کہ وہ اپنے دین کے معاملہ میں بڑا بخیل اور کنجوس ہے۔

باب (۳۴۷) وہ سبب جس کی بنا پر مہینے گھٹا کرتے ہیں

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے صباح بن سیابہ سے انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بارہ مہینے پیدا کئے اور وہ سب مل کر تین سو ساٹھ (۳۶۰) دن کے تھے تو اسی میں سے اس نے وہ چھ دن گھٹا دئے جس میں اس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا اسی بنا پر مہینے گھٹتے ہیں۔

باب (۳۴۸) وہ سبب جس کی بنا پر حضرت جعفر بن ابی طالب نے نہ کبھی شراب پی نہ کبھی جھوٹ بولے نہ کبھی زنا کیا نہ کبھی بت کو پوجا

(۱) میرے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے احمد بن نضر خزاز سے انہوں نے عمرو بن شمر سے انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے اور انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی فرمائی کہ میں جعفر بن ابی طالب کا چار خصلتوں کی وجہ سے شکر گذار ہوں تو آنحضرتؐ نے انہیں بلایا اور انہیں اس کی اطلاع دی تو حضرت جعفر نے کہا اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہ بتایا ہوتا تو میں بھی آپ کو نہ بتاتا مگر اب سنئے میں نے کبھی شراب نہیں پی اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ شراب پینے سے میری عقل زائل ہو جائے گی۔ اور میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اس لئے کہ جھوٹ سے مروت میں کمی آجاتی ہے اور میں نے کبھی کسی کے ساتھ زنا نہیں کیا اس لئے کہ میں ڈرتا تھا کہ اگر ایسا کروں گا تو لوگ میرے ساتھ ویسا ہی کریں گے۔ اور میں نے کبھی کسی بت کی پوجا نہیں کی اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ یہ نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔ امام علیہ السلام کا بیان ہے کہ یہ سوال سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کاندھے پر ہاتھ مارا اور کہا پھر تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ وہ تمہیں دو بازو عطا کرے اور تم جنت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے رہو۔

باب (۳۴۹) وہ سبب جس کی بنا پر غلام و ذلیل و سفلہ اور پست فطرت لوگوں سے اپنے امور میں مشورہ لینا مکروہ ہے۔

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد نے روایت کرتے

اجتناب اور مسلمانوں کی ایذا رسانی اور ان کے غیبت سے بچنے سے زیادہ نفع بخش اور کوئی ورع اور تقویٰ نہیں ہے اور نہ کوئی عیش حسن خلق سے بہتر ہے نہ کوئی مال تھوڑے پر قناعت کرنے سے زیادہ نفع بخش ہے اور نہ کوئی جہالت تکبر سے زیادہ مضرت رساں ہے۔

باب (۳۵۳) وہ سبب جس کی بنا پر مومن مکفر (یعنی جس کے احسان کا کوئی شکریہ ادا نہیں کرتا) ہوتا ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی ابن الحسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے انہی اسناد کے ساتھ یہ حدیث مرفوع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف آپ نے فرمایا کہ مومن مکفر ہوتا ہے (اس کی نیکی کا کوئی شکریہ ادا نہیں کرتا) یہ اس لئے کہ اس کی نیکی بلند ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جاتی ہے لوگوں میں اس کی نشر و اشاعت نہیں ہوتی اور کافر کی نیکی لوگوں میں مشہور ہوتی ہے اس لئے کہ وہ نیکی کرتا ہے بندوں کی خوشنودی کے لئے اس لئے بندوں میں اس کی شہرت ہوتی ہے وہ آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتی۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے نوفلی سے انہوں نے سکونی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہما السلام سے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ مکفرین کے سروں پر ہوتا جو رحمت کے ساتھ ان کے سروں پر پھیرتا۔

(۳) بیان کیا مجھ سے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن اسماعیل نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن موسیٰ نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت موسیٰ بن جعفر سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد سے انہوں نے حضرت علی ابن الحسین سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکفر تھے۔ ان کے احسان کا کوئی شکریہ ادا نہ کرتا تھا۔ حالانکہ ان کا احسان ہر قریشی و عربی و عجمی پر تھا اور بھلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ مخلوق پر احسان کرنے والا کون ہے اور اسی طرح ہم اہلبیت بھی مکفر ہیں ہم لوگوں کے احسان کا بھی کوئی شکریہ ادا نہیں کرتا اور مومن بھی مکفر ہیں ان کا شکریہ بھی لوگ ادا نہیں کرتے۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی ابن الحسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے باپ اور حسن بن علی بن فضال سے انہوں نے علی بن نعمان سے انہوں نے یزید بن خلیفہ سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص پہاڑ کی چوٹی پر رہے یہاں تک کہ اس کے عمر کی مدت تمام ہو جائے تو اس پر کچھ نہیں ہے کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ لوگوں کو دکھانے کا کام کرو تو سنو جو شخص لوگوں کی خوشنودی کے لئے کام کرتا ہے اس کا ثواب دنیا کے لوگوں پر فرض ہے اور جو شخص اللہ کی خوشنودی کے لئے کام کرتا ہے اس کا ثواب دینا اللہ کے ذمہ ہے اور ہر ریاکاری شرک ہے۔

باب (۳۵۴) وہ سبب جس کی بنا پر مومن کو دنیا ہی میں سزا جلد دی جاتی ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن خالد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حکم نے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن جندب سے انہوں نے سفیان بن سمط سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اسے ایک گناہ کرنے کا موقع دیتا ہے اور اس کے بعد اس کو سزا بھی دیتا ہے اور اس کو استغفار یاد دلاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ برائی کرنا چاہتا

ہوئے موسیٰ بن عمر سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے عمار ساباطی سے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے عمار اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری قسمت اچھے طریقہ سے جاری رہے اور تمہاری دوستی اور مودت تکمیل پائے اور تمہاری معیشت درست رہے تو اپنے معاملات میں کبھی کسی غلام اور ذلیل و سفلہ سے مشورہ نہ کرو اس لئے کہ اگر تم اس کو امین بناؤ گے تو وہ خیانت کرے گا اگر وہ تم سے بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا اگر اس سے مدد چاہو گے تو تمہیں مایوس کرے گا اگر وہ تم سے کوئی وعدہ کرے گا تو اس کو بجانہ کر دکھائے گا۔

(۲) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے محمد بن احمد سے انہوں نے روایت کی محمد بن حسین سے انہوں نے محبوب سے انہوں نے معاویہ بن وہب سے اور انہوں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے میں نے آپ جناب کو فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے کہا کہ میرے پدر بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ تم حق پر قائم رہو جو گذر گیا چھوڑ دو بے فائدہ باتوں سے کنارہ کشی اختیار کرو اپنے دشمن کے پہلو میں نہ رہو امانت دار قوموں میں سے اپنا دوست بناؤ امین وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے خوف کرتا ہے فاجر کی صحبت اختیار نہ کرو اس کو اپنے راز سے مطلع نہ کرو اس کے پاس اپنی امانت نہ رکھو۔ اور اپنے امور میں ان لوگوں سے مشورہ کرو جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہوں۔

باب (۳۵۰) وہ سبب جس کی بنا پر بزدل بخیل اور لالچی سے مشورہ لینا مکروہ ہے۔

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے محمد بن آدم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے انہی اسناد کے ساتھ یہ حدیث مرفوع کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا اے علی تم کسی بزدل سے کبھی مشورہ نہ کرو ورنہ وہ تمہارے نکلنے کا راستہ مسدود کر دے گا اور کسی بخیل سے بھی مشورہ نہ لو ورنہ وہ تمہیں تمہاری نیکی تک بھی نہ پہنچنے دے گا اور کسی لالچی سے بھی مشورہ نہ کرو وہ برائی کو بھی تمہارے سامنے اچھا کر کے پیش کرے گا اور اے علی یہ سمجھ لو کہ بزدلی و بخیل و حرص ان سب کی اصل ایک ہی ہے جس کو بدگمانی جمع کئے ہوئے ہے۔

باب (۳۵۱) وہ سبب جس کی بنا پر اپنی داڑھی پر کثرت سے ہاتھ پھیرنا مکروہ ہے۔

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد نے روایت کرتے ہوئے موسیٰ بن عمر سے انہوں نے یحییٰ بن عمر سے انہوں نے صفوان جمال سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنی داڑھی پر کثرت سے ہاتھ نہ پھیرو اس سے چہرہ بدشکل ہو جاتا ہے۔

باب (۳۵۲) وہ سبب جس کی بنا پر انسان اپنے نیچے والوں کو دیکھے اوپر والوں کو نہ دیکھے۔

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے ہشام بن سالم سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ حمران بن اعین سے فرما رہے تھے کہ اے حمران تم اس کو دیکھو جو تم سے بھی پست حالت میں ہے اسے نہ دیکھو جو تم سے اچھی حالت میں ہے یہ بات تم کو ہمیشہ تمہاری قسمت پر قانع بنا دے گی اور تم اپنے رب کی طرف زیادتی رزق کے مستوجب قرار پاؤ گے اور یہ سمجھ لو کہ یقین کے ساتھ عمل اللہ کے نزدیک بے یقینی کے ساتھ عمل کثیر سے بہتر ہے اور یہ بھی سمجھ لو کہ اللہ نے جن چیزوں کو حرام کر دیا ہے اس سے

ہے تو اس کو ایک گناہ کرنے کا موقع دیتا ہے تاکہ وہ استغفار کو بھول جائے اور وہ گناہ برابر کرتا رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے سنستد رجهم من حیث لایعلمون (ہم انہیں گناہ کرتے وقت مسلسل نعمت دیتے ہیں) سورۃ اعراف۔ آیت نمبر ۱۸۲

باب (۳۵۵) وہ سبب جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے گائے، بھیڑ، اونٹ اور دوسرے جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے حلال کر دیا ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے کہ حضرت امام ابو الحسن رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو خط لکھا اس میں یہ بھی تحریر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے گائے، بھیڑ اور اونٹ کو ان کی کثرت کی وجہ سے اور ان کے امکان وجوہ کی وجہ سے حلال قرار دیا اور جنگلی گائے وغیرہ جو وحشی ہیں اور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کو بھی حلال قرار دیا اس لئے کہ ان کا کھانا نہ مکروہ ہے نہ حرام ہے نہ وہ ایک دوسرے کے لئے مضر ہیں نہ انسان کے لئے مضر نہ ان کی خلقت میں کوئی میل ملاوٹ ہے۔

باب (۳۵۶) وہ سبب جن کی بنا پر غدود کا کھانا مکروہ ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن شمون نے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن عبدالرحمن سے انہوں نے مسمع بن عبدالملک سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کوئی گوشت خریدے تو اس میں سے غدود نکال دے اس لئے کہ یہ جذام کی رگ کو حرکت دیتا ہے۔

باب (۳۵۷) وہ سبب جس کی بنا پر حرام مغز و طحال (تلی) و انثیین کھانا حرام ہے۔

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی ابن الحسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے احمد بن محمد بزنطی سے انہوں نے ابان بن عثمان سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ طحال کیسے حرام ہو گیا جبکہ ذبیحہ کا ایک جزو ہے؟ تو آپ نے فرمایا سنو حضرت ابراہیمؑ کے پاس جب ایک دنبہ اترا اور وہ مکہ میں ایک پہاڑ ہے تاکہ اس کی قربانی کریں تو ابلیس آپ کے پاس آیا اور بولا اس دنبہ میں سے میرا حصہ بھی دیجئے۔ جب آپ نے فرمایا تیرا حصہ کیسا یہ تو میرے رب کے لئے قربانی ہے اور میرے فرزند کا فدیہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی کہ اس میں اس کا بھی حصہ ہے اور وہ طحال ہے اس لئے کہ یہ جمع ہوا خون ہے اور خصیتین بھی حرام ہے اس لئے کہ مجامعت کی جگہ اور نطفہ جاری ہونے کا مقام ہے تو حضرت ابراہیمؑ نے اس کو طحال و انثیین یعنی خصیتین اس کو دے دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے عرض کیا اور حرام مغز کیوں حرام ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس لئے کہ یہ ہر نر و مادہ کے اچھل کر نکلنے والے پانی (یعنی منی) کی جگہ ہے اور حرام مغز ایک طویل چیز ہے جو پشت کی ریڑھ کی ہڈی کے اندر ہوتا ہے۔ ابان کا بیان ہے کہ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ذبیحہ میں سے دس چیزیں مکروہ ہیں۔ طحال و خصیتین و خون و جلد و ہڈی و سینگ و غدود و ذکر وہ کھر و حرام مغز اور مردار میں سے دس چیزیں چھوڑی ہوئی ہیں۔ صدف و بال و رواں و انڈا، دانت، سینگ۔ کھر (بکری کے

بچے کے پیٹ کا) پیر، کھال، دودھ جو تھن میں اتر آیا ہو۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ابی طالب عبداللہ بن صلت سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ عامری سے انہوں نے سماعہ بن مہران سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ بام مچھلی، مارماہی، پانی پر بہنے والی مردہ مچھلی، الطخ دریائی (جھینگا) اور طحال نہ کھاؤ اس لئے کہ یہ خون کا گھر اور شیطان کا لقمہ ہے۔

باب (۳۵۸) وہ سبب جس کی بنا پر گردوں کا کھانا مکروہ ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن علی بن زکریا نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن صدقہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حضرت موسیٰ بن جعفر نے روایت کرتے ہوئے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے حضرت محمد بن علی علیہم السلام سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گردے نہیں کھایا کرتے تھے حالانکہ آپؐ نے انہیں حرام نہیں کیا تھا۔

باب (۳۵۹) وہ سبب جس کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیبر میں پالتو گدھے کے کھانے کو منع کر دیا تھا نیز خچر کے حرام ہونے کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین نے روایت کرتے ہوئے ابن ابی عمیر سے انہوں نے اذنیہ سے انہوں نے زرارہ اور محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں آپ جناب سے پالتو گدھے کا گوشت کھانے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر میں اس کا گوشت کھانے کو منع فرمایا اور آپؐ نے اس کے کھانے کو اس لئے منع فرمایا کہ یہ لوگوں کے بار برداری کے کام آتا ہے اور حرام تو بس وہی چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حرام قرار دیا ہے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے حماد سے انہوں نے حریز سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گدھے کا گوشت کے کھانے کو منع فرمادیا اور اس کو منع صرف اس کی پشت (باربرداری) کی وجہ سے فرمایا اور صرف اس ڈر سے کہ کہیں یہ ناپید نہ ہو جائیں ورنہ گدھا حرام نہیں ہے پھر آپ نے قرآن کی اس آیت کی تلاوت فرمائی **قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه** (اے رسول) کہہ دو کہ مجھ پر جو وحی آئی ہے میں تو اس میں کسی کھانے والے پر جو کچھ کھائے کوئی چیز حرام نہیں پاتا) سورۃ انعام۔ آیت نمبر ۱۴۵۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے ہارون بن مسلم سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالحسن اللیثی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام نے کہ ایک مرتبہ میرے پدر بزرگوار سے پالتو گدھے کے گوشت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے کھانے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس لئے کہ اس زمانہ میں لوگوں کی سواری اور بار برداری کے کام آتا ہے بس حرام تو وہی چیز ہے جس کو قرآن میں حرام بتایا گیا ہے۔

(۴) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن

اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے ان کے مسائل کے جواب میں جو خط لکھا اس میں یہ بھی لکھا کہ خچر اور پالتو گدھے کا گوشت کھانا مکروہ ہے اس لئے کہ لوگوں کو اس کے پشت کی اور اس اس کے استعمال کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ ڈر ہے کہ یہ کم ہیں کہیں بالکل فنا نہ ہو جائیں اس لئے نہیں کہ ان کی خلقت نجس ہے یا ان کی غذا نجس ہے۔

باب (۳۶۰) وہ سبب جس کی بنا پر منہ سے سیٹی بجانا مکروہ ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین نے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت لوطؑ کی قوم کو یہ کیسے معلوم ہو جاتا تھا کہ حضرت لوطؑ کے یہاں مہمان آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ان کی زوجہ نکل کر سیٹی بجا دیتی تھی اور جب لوگ اس کی سیٹی کی آواز سنتے تو آجاتے اسی لئے سیٹی بجانا مکروہ ہو گیا۔

باب (۳۶۱) وہ سبب جس کی بنا پر مخالفین کو اپنے حاجت کے لئے تکلیف دینا مکروہ ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے روایت کرتے ہوئے حنان سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ ہمارے مخالفین سے اپنی حاجت برآوری کے لئے درخواست نہ کرو ورنہ وہ قیامت کے دن ہم لوگوں سے اپنی حاجت برآوری کا سوال کریں گے۔

(۲) اور ان ہی اسناد کے ساتھ یہ حدیث بھی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ان لوگوں سے اپنی حاجت کے لئے سوال نہ کرو ورنہ قیامت کے دن تم لوگ ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچنے کا وسیلہ بن جاؤ گے۔

باب (۳۶۲) وہ سبب جس کی بنا پر سب لوگ اپنی ماں کے نام سے پکارے جائیں گے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے ابی ولاد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام سے پکارے گا کہ اے فلاں ابن فلاں یہ اللہ کی طرف سے ان لوگوں کی پردہ پوشی ہے۔

باب (۳۶۳) وہ سبب جس کی بنا پر ولد الزنا جنت میں نہیں جائے گا

(۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے ابراہیم بن اسحاق سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے محمد بن فضیل سے انہوں نے سعد بن عمر جلاب سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو طاہر و مطہر خلق کیا ہے اسی لئے اس میں وہی داخل ہو گا جس کی ولادت پاک ہو نیز ارشاد فرمایا خوش قسمت ہے وہ جس کی ماں پاکدامن ہے۔

(۲) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے محمد بن احمد سے انہوں نے روایت کی ہے ابراہیم بن اسحاق سے انہوں نے محمد بن سلیمان دیلمی سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف راوی کا بیان ہے کہ آپ فرما رہے تھے کہ ولد الزنا کہے گا کہ پروردگار میرا کیا گناہ میرا اپنے معاملہ میں تو کوئی کردار ہی نہ تھا تو ایک منادی ندا دے گا کہ تم تین برائیوں میں سے ایک برائی ہو تمہارے ماں باپ نے گناہ کیا تم ان ہی دونوں کی برائیوں کی وجہ سے پیدا ہوئے ہو لہٰذا تم نجس اور پلید ہو اور جنت میں سوائے طاہر اور پاک کے اور کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔

باب (۳۶۴) وہ سبب جس کی بنا پر پردہ نشین عورتوں کے بالوں پر نظر کرنا حرام ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن محمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے ابن سنان سے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو خط لکھا اس میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ پردہ نشین عورتوں کے بالوں پر نظر کرنا حرام ہے۔ وہ خواہ شوہر دار ہوں یا غیر شوہر دار اس سے مردوں میں ایک ہیجان پیدا ہوتا ہے اور یہ ہیجان فساد کی طرف لیجاتا ہے اور انسان ایسی حد میں داخل ہو جاتا ہے جو اس کے لئے حلال نہیں اور اسی طرح ان چیزوں پر بھی نظر کرنا حرام ہے جو بالوں سے مشابہ ہیں ہوائے ان کے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **والقواعد من النساء اللاتی لا یرجون نکاحا فلیس علیهن جناح** (اور بڑی بوڑھی عورتوں جو نکاح کی خواہش نہیں رکھتیں اگر وہ اپنے دوپٹے اتار سر سے کر ڈالیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں) سورۃ النور۔ آیت نمبر ۶۰ یعنی اگر چادر کے سوا دوپٹے وغیرہ رکھدیں تو ان کے بالوں پر نظر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

باب (۳۶۵) وہ سبب جس کی بنا پر تہامہ واعراب و حبش کے اہل ذمہ (کافرذی) کی عورتوں کے سروں پر نظر کرنے میں آزادی ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے عباد بن صہیب سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا تہامہ اور اعراب (بدو) اور حبش دونوں کی عورتوں کے سروں پر جو اہل ذمہ ہوں نظر کرنا کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ ان کو منع کیا جائے تو باز نہ آئیں گی اور مغلوبہ و مفتوحہ عورتوں کے بالوں کو اور ان کے بدن پر نظر کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ یہ نظر عمداً نہ ہو۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عبدالجبار نے روایت کرتے ہوئے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عبدالرحمن بن حجاج سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی لڑکی کے متعلق دریافت کیا جو ابھی بالغ نہیں ہوئی ہے کیا اس کے لئے مناسب ہے کہ اپنے سر کو ڈھانکے ان لوگوں سے جو محرم نہیں ہیں؟ اور اس پر کب سے واجب ہے کہ نماز میں مقنع استعمال کرے؟ آپ نے فرمایا وہ اپنا سر اس وقت تک نہ ڈھانکے جب تک اس پر نماز واجب نہ ہو۔

باب (۳۶۶) وہ سبب جس کی بنا پر اسیر کرنے والے کے لئے جائز نہیں کہ اگر اسیر چلنے سے عاجز ہو تو اس کو قتل کردے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے قاسم بن محمد اصبہانی سے انہوں نے سلیمان بن داؤد و منقری سے انہوں نے عیسیٰ بن یونس سے انہوں نے اوزاعی سے انہوں نے زہری سے انہوں نے حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ اگر تم کسی اسیر کو پکڑو اور وہ چلنے سے عاجز ہو اور تمہارے پاس کوئی سواری بھی نہ ہو جس پر تم اسے سوار کرکے پہنچاؤ تو اسے چھوڑ دو قتل نہ کرو اس لئے کہ تمہیں نہیں معلوم کہ اس کے متعلق امام کا حکم کیا ہے نیز فرمایا کہ اگر وہ قیدی اسلام لائے تو اس کا خون محفوظ ہے مگر وہ مال غنیمت میں شمار ہوگا۔

باب (۳۶۷) وہ سبب جس کی بنا پر کسی بادشاہ کی مدت سلطنت طویل ہوتی ہے اور کسی کی قصیر

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے ابی اسحاق ارجانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ آپ جناب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کو سلطان بناتا ہے اس کی سلطنت کی مدت کے سال مہینے دن اور رات بھی متعین کر دیتا ہے اب اگر اس نے عدل سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ آسمان پر متعین فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ آسمان کی گردش دھیمی رکھو اس لئے اس کی سلطنت کے دن رات مہینے اور سال طویل ہو جاتے ہیں اور اگر اس نے ظلم و جور کیا اور لوگوں کے ساتھ عدل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ آسمان کے موکل کو حکم دیتا ہے کہ آسمان کی گردش تیز کردے تاکہ اس کے دن رات مہینے اور سال جلد از جلد ختم ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ چند راتوں اور مہینوں کے بعد اس کے دن پورے کر دیتا ہے۔

باب (۳۶۸) وہ سبب جس کی بنا پر کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی نبطی (عراق عرب اور عراق عجم کے درمیان بسنے والے لوگوں) کو اپنا دوست اور مددگار بنالے

(۱) بیان کیا مجھ سے میرے والد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے حسین بن ظریف سے انہوں نے ہشام سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اے ہشام نبطی نہ عربی ہیں اور نہ عجمی ہیں ان میں سے کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ بناؤ اس لئے کہ ان کے کچھ اصول ہیں جو بے وفائی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

باب (۳۶۹) وہ سبب جس کی بنا پر وصیت ایک تہائی مال کے لئے قرار دی گئی

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ براء بن معرور انصاری مدینہ میں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں ان کا وقت وفات قریب آیا تو انہوں نے اپنے مال کے ایک تہائی کے لئے وصیت کی پھر یہی سنت جاری ہوگئی۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے ہارون بن مسلم سے انہوں نے مسعدہ بن صدقہ ربعی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہما السلام سے روایت کی ہے آپ نے بیان فرمایا کہ انصار میں سے ایک شخص نے وفات پائی اس کی ایک چھوٹی بچی تھی اور چھ غلام تھے مرتے وقت اس نے غلاموں کو آزاد کر دیا اور ان غلاموں کے سوا اس کے پاس کوئی اور مال نہ تھا۔ جب رسول اللہؐ کہیں گئے تھے تشریف لائے تو انہیں بتایا گیا آپؐ نے پوچھا تم لوگوں نے اس مرنے والے کو کیا کیا؟ لوگوں نے کہا ہم کو دفن کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا تو اس کو اہل اسلام کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیتا اس نے اپنی بچی کو اس حال میں چھوڑا کہ لوگ اس کی کفالت کریں۔

(۳) اور ان ہی اسناد کے ساتھ راوی کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ وصیت میں ظلم اور خلاف عدل گناہان کبیرہ میں سے ہے۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ابی طالب عبداللہ بن صلت قمی سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف قول خدا کی تفسیر میں **فمن خان من موص جنفاً او اثم فاصلح بينهم فلا اثمه عليه** (پس جس کو وصیت کرنے والے سے طرفداری یا گناہ کا خوف ہو پس اس نے ان (وارثوں) میں صلح کرا دی تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے) سورۂ بقرہ۔ آیت نمبر ۱۸۲ آپ نے فرمایا یعنی جب وصیت میں حد سے تجاوز کرے اور ایک ثلث (۱/۳) سے زیادہ کے لئے وصیت کر دے۔

(۵) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہما السلام سے کہ آپ نے فرمایا جس نے اپنی وصیت میں عدل سے کام لیا تو ایسا ہے کہ جیسے اپنا مال تصدق کیا اور جس نے اپنی وصیت میں عدل سے کام نہیں لیا تو جب وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوگا تو اللہ اس سے منہ پھیر لے گا۔

(۶) اور ان ہی اسناد کے ساتھ یہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے مال کے پانچویں حصہ کے متعلق وصیت کرتے تو وہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اور اگر وہ اپنے مال کے چوتھائی حصہ کے متعلق وصیت کرے تو میرے نزدیک یہ زیادہ پسندیدہ ہے کہ وہ اپنے مال کے تہائی حصہ کے متعلق وصیت کرے۔ اور جس نے تہائی حصہ کے متعلق وصیت کی تو اس نے کچھ چھوڑا ہی نہیں۔

باب (۲۷۰) وہ سبب جس کی بنا پر مواریث کے سہام میں کوئی تحول اور تبدیلی نہیں ہے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے متعدد لوگوں سے ان لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ مواریث کے سہام چھ ماہ میں کوئی اضافہ اور زیادتی نہیں ہوگی تو عرض کیا گیا فرزند رسول چھ سہم کیوں رکھے گئے؟ تو فرمایا اس لئے کہ انسان بھی چھ اشیاء سے خلق ہوا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين ثم جعلناه نطفة فى قرار مكين ثم خلقنا النطفة علقه فخلقنا العلقة مضغته فخلقنا المضغه عظاما فكسونا العظم لحما** (اور یقیناً ہم نے انسان کو گارا مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا پھر ہم نے اسے ایک محفوظ جگہ میں نطفہ قرار دے دیا پھر ہم نے نطفہ کو جمے ہوئے خون کی ایک پھٹکی بنا دیا پھر ہم نے اس جمے ہوئے خون کی پھٹکی کو ایک لوتھڑا بنا دیا پھر ہم نے اس لوتھڑے کو ہڈیاں بنا دیا پھر ہم نے ان

ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا) سورۃ المومنون۔ آیت نمبر ۱۲ / ۱۳ / ۱۴۔

○ محمد بن علی اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کی ایک دوسری وجہ بھی ہے اور وہ یہ کہ وہ اہل معاریث جو ہمیشہ میراث پاتے رہیں گے وہ ہیں باپ، ماں، بیٹا، بیٹی، زوج، زوجہ۔

(۲) بیان کیا مجھ سے میرے والد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عثمان بن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے سماعہ بن مہران سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین فرمایا کرتے تھے کہ وہ ذات جو ریت کے پہاڑوں کے ذرہ ذرہ کا شمار رکھتی ہے وہ جانتی ہے کہ سہام چھ سے گھٹ بڑھ نہیں سکتے۔ اگر لوگ اس کا سبب سمجھ لیں تو چھ سے تجاوز نہ کریں۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ایوب بن نوح نے روایت کرتے ہوئے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے یوسف بن عمیر سے انہوں نے ابی بکر حضرمی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا ابن عباس کہا کرتے تھے کہ وہ ذات جو ریت کے پہاڑوں کے ذرہ ذرہ کا شمار رکھتی ہے وہ یہ بھی جانتی ہے کہ سہام چھ سے تجاوز نہ کریں گے۔

(۴) بیان کیا مجھ سے عبدالواحد بن محمد بن عبدوس عطار رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن محمد بن قتیبہ نیشاپوری نے روایت کرتے ہوئے فضل بن شاذان سے انہوں نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے علی بن عبداللہ سے انہوں نے یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسحاق سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے زہری نے روایت کرتے ہوئے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا کہ وہاں فرائض مواریث کا ذکر چھڑ گیا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا سبحان اللہ العظیم کیا تم دیکھتے ہو کہ وہ ذات جو ریت کے پہاڑوں کے ذرہ ذرہ کا اعداد و شمار رکھتی ہے اس نے مال حرکہ میں نصف و نصف اور ثلث قرار دیا تو ان دونوں نصف نصف پر مال ہی ختم ہو گیا اب ثلث (تہائی) کی گنجائش رہ گئی۔ تو زفر بن اوس بصری نے ان سے کہا کہ اے ابن عباس تو پھر سب سے پہلے فرائض میں کس نے ترمیم کیا؟ انہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے جب ان کے سامنے فرائض کا مسئلہ پیش ہوا اور ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے تو بولے خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم تم لوگوں میں سے کس کے فریضے (حصے) کو اللہ نے مقدم رکھا ہے اور کس کے فریضے کو موخر کیا ہے لہٰذا میں اس کے سوا کوئی اور صورت نہیں پاتا کہ یہ تم لوگوں میں حصہ حصہ کر کے تقسیم کر دوں اس طرح ہر مال پانے والے کے حصہ میں کچھ نہ کچھ ترمیم و تغیر ہو گیا اور خدا کی قسم اگر وہ جس کا حصہ اللہ نے مقدم کیا تھا اس کو مقدم رکھتے اور جس کا حصہ اللہ نے موخر رکھا تھا اس کے حصہ موخر رکھتے تو پھر کسی کے حصہ اور فریضہ میں کوئی کمی اور زیادتی نہ ہوتی۔ زفر بن اوس نے کہا کہ پھر یہ بتائیں کہ ان دونوں میں سے کس کو مقدم کیا اور کس کو موخر؟ تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے جس سہم کو بھی گھٹایا ہے اس کو دوسرے سہم پر لا کر رکھ دیا اور اسی کو اللہ نے مقدم کیا ہے اور جس سہم کو موخر کیا ہے وہ سہم ہے جس کا کوئی سہم نہیں رہ گیا تو جو صاحبان سہم کو تقسیم کرنے کے بعد اگر کچھ باقی رہ گیا تو وہ اس کو دے دیا جائے گا اور اسی کو اللہ نے موخر کر دیا ہے اور وہ سہم کہ جس کو مقدم کیا ہے وہ شوہر جس کے لئے نصف ہے اور اگر اس میں کوئی داخل ہو گیا تو گھٹ کر ربع اور اب اس ربع سے نہیں گھٹ سکتا اور زوجہ کا سہم ربع ہے اور اگر اس میں کوئی داخل ہو گیا تو گھٹ کر ثمن (آٹھواں) ہو جائے گا اور اب اس میں سے کچھ نہیں گھٹ سکتا۔ پھر ماں ہے جس کا سہم ثلث ہے اگر اس کا حصہ کسی وجہ سے گھٹا تو سدس (چھٹا) رہے گا اور اس سے ذرا کم نہیں رکھا تو یہ وہ فریضے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم رکھا ہے اور وہ فریضہ جن کو اللہ تعالیٰ نے موخر کیا ہے تو لڑکیوں اور بہنوں کا سہم ہے اگر وہ ایک ہے تو اس کے لئے نصف ہے اور اگر وہ دو ہیں اور دو سے زیادہ ہیں تو ان کے لئے دو ثلث ہے اور اگر ان

کا سہم زائل ہو گیا تو پھر ان کے لئے وہ ہے جو تقسیم کرنے سے باقی رہ جائے۔ ان سب کو اللہ نے موخر کیا ہے اور جن کو اللہ نے مقدم کیا ہے وہ اور ان کو موخر کیا ہے وہ سب جمع ہو جائیں تو جن کو اللہ نے مقدم کیا ہے تقسیم ان سے شروع کی جائے گی اور ان کو ان کا حق دیا جائے گا اور ان کی تقسیم سے اگر کچھ باقی رہ گیا تو جن کو اللہ نے موخر کیا ہے ان کو دیا جائے گا ان کا کچھ باقی نہیں رہا تو ان کے لئے کچھ نہیں ہے۔ زفر بن اوس نے کہا کہ پھر آپ نے اپنا یہ مشورہ حضرت عمرؓ کو کیوں نہیں دیا؟ ابن عباس نے کہا میں نے انہیں مشورہ دیا تھا۔ زہری کہتے ہیں خدا کی قسم اگر ایسا مقدمہ امام عادل کے سامنے پیش ہوتا تو اس کا فیصلہ ورع اور تقویٰ پر ہوتا۔ مگر ایک بات تھی جو گزر گئی اور ابن عباس کی اس بات سے کسی دو (۲) صاحب علم نے بھی اختلاف نہیں کیا ہے۔

فضل کا بیان ہے کہ روایت کی گئی عبداللہ بن ولید عدنی صاحب سفیان سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالقاسم کوفی صاحب ابی یوسف نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے لیث بن ابی سلیم نے روایت کرتے ہوئے ابی عمر عبدی سے انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ چھ سہموں میں دو ثلث چار طرح کے وارثوں کا سہم ہے اور نصف تین طرح کے وارثوں کا سہم ہے اور ایک ثلث دو طرح کے وارثوں کا ہے اور ربع ایک طرح کے وارث کا سہم ہے اور نصف ثمن (آٹھواں) اور تین چوتھائی بھی سہم ہیں۔ لڑکے کی موجودگی میں سوائے ماں باپ اور زوجہ و زوج کے اور کوئی وراثت نہ پائے گا اور ماں کو ایک تہائی سے محجوب صرف لڑکا اور بھائی کرے گا اور شوہر نہ نصف سے زیادہ پائے گا اور نہ چوتھائی سے کم اور زوجہ نہ ایک چوتھائی سے زیادہ پائے گی اور نہ آٹھویں سے کم ازواج چار ہوں یا اس سے کم وہ سب اس میں برابر کی حصہ دار ہوں گی اور ان کی طرف سے سوتیلا بھائی نہ ایک ثلث سے زیادہ پائے گا اور نہ سدس (چھٹے) سے کم وہ سب اس میں برابر کے شریک ہوں گے مرد اور عورت۔ اور ان کو ثلث سے محجوب صرف لڑکا اور باپ کرے گا اور خونبہا بھی ان ہی پر تقسیم مانند میراث ہوگی۔

فضل کہتے ہیں کہ حدیث کتاب خدا کے موافق ہے اور صحیح ہے اور اس میں اس امر کی دلیل ہے سو بھائی بہنیں اولاد کی موجودگی میں وارث نہ ہوں گی اور والد بھی اولاد کی موجودگی میں کوئی وراثت نہیں پائے گا۔ اور اس میں اس امور کی بھی دلیل ہے کہ ماں بھائیوں کو وراثت سے محجوب نہیں کرے گی۔

پس اگر کوئی شخص کہے کہ اس حدیث میں تو صرف والد کہا والدین نہیں کہا نہ والدہ کہا تو اس سے یہ کہا جائے گا کہ یہ کہنا درست اور جائز ہے جیسا کہ ولد کہا جاتا ہے تو اس میں مونث و مذکر دونوں مراد ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ماں کو بھی والد کہا جاتا ہے جب اس کو باپ کے ساتھ جمع کر لیا جاتا ہے اور جیسا کہ اس کو اب بھی کہا جاتا ہے جب کہ اس کو اب کے ساتھ جمع کر لیا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ولابویه لکل واحد منهما السدس** (اور اس (متوفی) کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے ترکے میں سے چھٹا حصہ ہے) سورۃ النساء۔ آیت نمبر ۱۱ تو ابوین میں سے ایک اس کی ماں ہے اللہ نے اس کا نام بھی رکھ دیا جبکہ اس کو اب کے ساتھ جمع کر کے ذکر کیا ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے **الوصیته للوالدین والاقربین** (تو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے لئے اچھی وصیت کر جائے) سورۃ البقرہ۔ آیت نمبر ۱۸۰ تو والدین میں سے ایک اس کی ماں ہے اور کبھی کبھی اللہ تعالیٰ نے اس کو والد کہا ہے اور جیسا کہ کبھی کبھی اس کو قاب کہا ہے اور الحمدللہ کہ یہ بات بالکل واضح اور صاف ہے۔

باب (۱۷۳) وہ سبب جس کی بنا پر میراث میں لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر کیوں رکھا گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے انہوں نے روایت کی محمد بن

اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے ان کے مسائل کے جواب میں جو خط لکھا کہ میراث مرد کو جو کچھ دیا جاتا ہے اس سے عورت کو نصف کیوں دیا جاتا ہے تو اس کی وجہ یہ کہ جب عورت کی شادی ہوتی ہے تو عورت (مہر وغیرہ) لیتی ہے اور مرد دیتا ہے اس لئے مرد کا حصہ زیادہ ہوتا ہے اور مرد کو عورت سے دو دو گنا دینے کا ایک دوسرا سبب یہ بھی ہے کہ عورت مرد کے عیال میں شامل ہے اگر محتاج ہو تو مرد پر فرض ہے کہ وہ اس کی کفالت کرے اور مرد پر اس کا نان نفقہ فرض ہے۔ مگر عورت پر فرض نہیں کہ مرد کی کفالت کرے اگرچہ وہ محتاج بھی ہے تو اس سے مرد کا نان و نفقہ نہیں لیا جائے گا اس بنا پر مرد کا حصہ زیادہ رکھا گیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی ہے کہ **الرجال قوامون علی النسآء بما فضل الله بعضهم علی بعض و بما انفقوا من اموالهم** (مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس فضیلت کے سبب جو خدا نے ایک دوسرے پر دی ہے اور اپنے مالوں سے خرچ کرنے کے سبب سے) سورۃ النساء۔ آیت نمبر ۳۴۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حمدان بن حسین سے انہوں نے حسین بن ولید سے انہوں نے ابن بکیر سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آپ سے دریافت کیا کہ کیا سبب ہے جو ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر میراث میں حصہ رکھا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ اس کے لئے مہر رکھا گیا ہے۔

(۳) اور ان ہی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن احمد نہیکی نے روایت کرتے ہوئے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ہشام بن سالم سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ابن ابی العوجاء آیا اور اس نے احول سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ ایک عورت جو کمزور ہے اس کے لئے ایک سہم رکھا گیا اور ایک مرد جو قوی اور دولتمند ہے اس کے لئے دو سہم رکھا گیا۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ بات میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو بتائی تو آپ نے فرمایا کہ اس دیت ادا کرنا ہے کسی کا نان و نفقہ اس پر واجب ہے نہ اس پر جہاد فرض ہے اور اسی طرح بہت سی چیزوں کو گنوایا اور مرد پر یہ سب کچھ ہے اس لئے مرد کے لئے دو سہم اور عورت کے لئے ایک سہم ہے

(۴) بیان کیا مجھ سے علی ابن احمد بن محمد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے روایت کرتے ہوئے موسیٰ بن عمران نخعی سے انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید سے انہوں نے علی بن سالم سے انہوں نے اپنے باپ سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میراث مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر کیسے ہو گئی؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس لئے کہ وہ پھل جو حضرت آدمؑ و حضرت حواؑ نے جنت میں کھائے تھے وہ تعداد میں اٹھارہ تھے اس میں سے بارہ حضرت آدمؑ نے کھائے تھے اور چھ عدد حضرت حواؑ نے اس لئے میراث میں مرد کا عورت سے دو گنا حصہ ہو گیا۔

(۵) بیان کیا مجھ سے ابوالحسن محمد بن عمر بن علی بن عبداللہ بصری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن احمد بن خالد بن جبلہ واعظ سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن عامر طائی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حضرت امام علی ابن موسیٰ علیہ السلام نے روایت کرتے ہوئے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام سے اور انہوں نے حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ اہل شام میں سے ایک شخص نے آپ جناب سے چند مسائل پوچھے اور اس میں یہ بھی پوچھا کہ میراث میں مرد کے لئے عورت کے دو گنا حصہ کیوں ہے؟ تو آپ نے فرمایا یہ اس گچھے کی وجہ سے ہے جس میں تین پھل تھے حضرت حواؑ آگے بڑھیں اور اس میں سے ایک پھل کھایا اور حضرت آدمؑ نے دو پھل کھائے۔ اس بنا پر ایک مرد کے لئے میراث میں دو عورتوں کے برابر حصہ ہوا۔

باب (۳۷۲) وہ سبب جس کی بنا پر شوہر کے متروکہ میں سے زوجہ اثاث البیت میں سے کچھ نہ پائے گی اس کے علاوہ اور میں ترکہ پائے گی

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی القاسم ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے ابان سے انہوں نے میسر سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا عورتوں کے لئے میراث میں کیا کیا چیزیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ان کے لئے صرف اینٹوں کی عمارت اور لکڑی اور بانس وسرکنڈوں کی قیمت ہے۔ زمین اور گھر کے سامان میں سے ان کے لئے کوئی میراث نہیں ہے میں نے عرض کیا اور کپڑے؟ آپ نے فرمایا ہاں ان میں ان کا حصہ ہے میں نے عرض کیا یہ کیسے عورتوں کے لئے تو آٹھواں اور چوتھائی مقرر ہے؟ آپ نے فرمایا اسی لئے عورت تو داخل نسب نہیں جس سے اس کو میراث ملے وہ تو دوسری جگہ سے اگر ان میں داخل ہو گی اور یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ اگر عورت (اس شوہر کے بعد) کسی دوسرے سے عقد کرے تو اس کی اور جو دوسری قوم کی ہے اگر ان لوگوں سے گھر کے سامان میں مزاحمت کرے گی۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے آپ نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے کہ امام رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو خط لکھا اس میں اس کا سبب بھی تحریر فرمایا کہ عورت گھر کے سامان تعمیر سے کچھ میراث نہ پانے گی سوائے لکڑی اور شہتیر وغیرہ کی قیمت کے کیونکہ گھر میں لگا ہوا سامان میں تغیر اور تبدیل ممکن نہیں۔ اور لڑکے اور باپ کا معاملہ ایسا نہیں ہے اس لئے کہ اس میں توڑنے کا امکان نہیں ہے اور عورت کے لئے اس کا امکان ہے کہ وہ [illegible] جانے پس جو آنے اور جانے والی اس کو میراث بھی ان ہی چیزوں میں ملے گی جس میں تغیر اور تبدیل ہو سکے اور ثابت اور مقیم نہ [illegible] اس کو دی جانے گی جو اسی کے مثل ثابت اور مقیم ہو۔

باب (۳۷۳) وہ سبب جس کی بنا پر قم کا نام قم رکھا گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے [illegible] بن عبداللہ الوراق رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد [illegible] فضل بن عامر اشعری نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سلیمان بن مقبل نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے محمد بن زیاد ازدی [illegible] کہ بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن عبداللہ اشعری نے روایت کرتے ہوئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ [illegible] میرے پدر بزرگوار نے روایت کرتے ہوئے میرے جد نامدار سے اور انہوں نے روایت کی اپنے پدر بزرگوار سے کہ رسول اللہ صلی اللہ [illegible] نے ارشاد فرمایا جب شب معراج مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو جبرئیل نے مجھے اپنے کاندھے پر اٹھایا تو میں نے زمین [illegible] میں مجھے ایک ایسا خطہ نظر آیا جس کا رنگ زعفران سے زیادہ خوبصورت اور [illegible] خوشبو مشک سے زیادہ بہتر تھی [illegible] ایک بوڑھے کو دیکھا جس کے سر پر ٹوپی تھی میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ زمین کون سی ہے جس کا رنگ سرخ زعفران سے زیادہ [illegible] خوشبو مشک سے زیادہ بہتر ہے۔ جبرئیل نے کہا یہ آپ کے شیعوں اور آپ کے وصی علی بن ابی طالب کے شیعوں کا خطہ ہے [illegible] یہ بوڑھا سر پر ٹوپی رکھے ہوئے کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ ابلیس ہے میں نے کہا ان لوگوں سے کیا چاہے گا

؟ انہوں نے کہا کہ وہ ان لوگوں کو امیر المومنین کی ولایت سے روکنا چاہے گا اور انہیں فسق وفجور کی دعوت دے گا۔ میں نے کہا اے جبرئیل مجھے فوراً اس خطے میں اتارو پس انہوں نے مجھے وہاں برق سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ اتارا تو میں نے ابلیس سے کہا قم یا ملعون (اے ملعون تو بھاگ جا) اور ان کے دشمنوں کے اموال و اولاد اور عورتوں میں شریک ہو جا اس لئے کہ میرے شیعوں پر علی کے شیعوں پر تیرا کوئی اختیار و تسلط نہیں۔ پس اس وجہ سے اس خطہ کا نام قم رکھ دیا گیا۔

باب (۳۷۴) وہ سبب جس کی بنا پر بعض اشجار پھل دیتے ہیں بعض پھل نہیں دیتے اور بعض خاردار ہوتے ہیں

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے قاسم بن محمد اصبہانی سے انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے انہوں نے سفیان عیینہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی درخت ایسا پیدا نہیں کیا جو ثمر دار نہ ہو ہر ایک کا پھل کھایا جاتا تھا مگر جب لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ نے ایک کو بیٹا بنا لیا ہے تو آدھے درختوں کے پھل جاتے رہے اور جب لوگوں نے اللہ کے ساتھ ایک اور اللہ کو مانا تو کچھ درخت خاردار ہو گئے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے ابو الحسن احمد بن محمد بن عیسیٰ بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن اسباط نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن زیاد قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو الطیب احمد بن محمد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب نے اپنے آبائے کرام سے اور انہوں نے عمر بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ یہ اشجار بعض پھلدار اور بعض بغیر پھل کے کیسے ہو گئے؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت آدم جب تسبیح پڑھتے تو دنیا میں ان کے لئے ایک پھلدار درخت پیدا ہو جاتا اور جب حضرت حوا کوئی تسبیح پڑھتیں تو دنیا میں بغیر پھل کا ایک درخت اگ آتا۔

باب (۳۷۵) زرد آلو کی زردی اور اس کے بعض کے شیریں اور بعض کے تلخ ہونے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ علوی حسینی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن اسباط نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن زیاد قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو الطیب احمد بن محمد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن جعفر علوی عمری نے اپنے آباء سے روایت کرتے ہوئے اور انہوں نے عمر بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء میں سے ایک نبی کو اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی طرف مبعوث کیا وہ ان میں چالیس سال رہے مگر ان میں سے کوئی ایمان نہ لایا چنانچہ ایک قریہ میں ان لوگوں کی عید پڑی وہ سب وہاں جمع ہوئے تو یہ پیغمبر بھی وہاں پہنچ اور ان سے کہا کہ اللہ پر ایمان لاؤ ان لوگوں نے کہا کہ اگر تم واقعی نبی ہو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ ہم لوگوں کو ہمارے لباس کے رنگ کی کوئی چیز کھانے کی بھیجے اور اس وقت وہ لوگ زرد لباس پہنے ہوئے تھے۔ یہ سن کر وہ نبی ایک خشک لکڑی اٹھا لائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی وہ لکڑی ہری ہو گئی اس میں پھول پتے پیدا ہوئے اور اس میں زرد آلو کے پھل لگ گئے ان لوگوں نے وہ پھل کھائے مگر ان میں سے جن لوگوں نے وہ پھل کھائے اور نیت کی کہ ہم اس نبی پر ایمان لائیں گے ان کے منہ سے زرد آلو کی گٹھلی کے اندر کا مغز شیریں تھا اور جس نے یہ

باب (۳۷۲) وہ سبب جس کی بنا پر شوہر کے متروکہ میں سے زوجہ اثاث البیت میں سے کچھ نہ پائے گی اس کے علاوہ اور میں ترکہ پائے گی

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی القاسم ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے ابان سے انہوں نے میسر سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا عورتوں کے لئے میراث میں کیا کیا چیزیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ان کے لئے پختہ اینٹوں کی عمارت اور لکڑی اور بانس و سرکنڈوں کی قیمت ہے۔ زمین اور گھر کے سامان میں سے ان کے لئے کوئی میراث نہیں ہے میں نے عرض کیا اور کپڑے؟ آپ نے فرمایا ہاں ان میں ان کا حصہ ہے میں نے عرض کیا یہ کیسے عورتوں کے لئے تو آٹھواں اور چوتھائی مقرر ہے؟ آپ نے فرمایا اسی لئے عورت تو داخل نسب نہیں جس سے اس کو میراث ملے وہ تو دوسری جگہ ہے اگر ان میں داخل ہو گی اور یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ اگر عورت (اس شوہر کے بعد) کسی دوسرے سے عقد کرے تو اس کی اور جو دوسری قوم کی ہے اگر ان لوگوں سے گھر کے سامان میں مزاحمت کرے گی۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے آپ نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے کہ امام رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو خط لکھا اس میں اس کا سبب بھی تحریر فرمایا کہ عورت گھر کے سامان تعمیر میں سے کچھ میراث نہ پائے گی سوائے لکڑی اور شہتیر وغیرہ کی قیمت کے کیونکہ گھر میں لگا ہوا سامان میں تغیر اور تبدیل ممکن نہیں۔ اور لڑکے اور باپ کا معاملہ ایسا نہیں ہے اس لئے کہ اس میں توڑنے کا امکان نہیں ہے اور عورت کے لئے اس کا امکان ہے کہ وہ بدل جائے پس جو آنے اور جانے والی اس کو میراث بھی ان ہی چیزوں میں ملے گی جس میں تغیر اور تبدیل ہو سکے اور ثابت اور مقیم شے اس کو دی جائے گی جو اسی کے مثل ثابت اور مقیم ہو۔

باب (۳۷۳) وہ سبب جس کی بنا پر قم کا نام قم رکھا گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن عبداللہ وراق رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور فضل بن عامر اشعری نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سلیمان بن مقبل سے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے محمد بن زیاد ازدی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن عبداللہ اشعری نے روایت کرتے ہوئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے روایت کرتے ہوئے میرے جد نامدار سے اور انہوں نے روایت کی اپنے پدر بزرگوار سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب شب معراج مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو جبرئیل نے مجھے اپنے داہنے کاندھے پر اٹھایا تو میں نے زمین کی طرف نظر کی اور کوہستانوں میں مجھے ایک ایسا خطہ نظر آیا جس کا رنگ زعفران سے زیادہ خوبصورت اور جس کی خوشبو مشک سے زیادہ بہتر تھی ناگاہ میں نے اس میں ایک بوڑھے کو دیکھا جس کے سر پر ٹوپی تھی میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ زمین کون سی ہے کہ جس کا رنگ سرخ زعفران سے زیادہ حسین اور جس کی خوشبو مشک سے زیادہ بہتر ہے۔ جبرئیل نے کہا یہ آپ کے شیعوں اور آپ کے وصی علی بن ابی طالب کے شیعوں کا خطہ ہے میں نے کہا اور اس میں یہ بوڑھا سر پر ٹوپی رکھے ہوئے کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ ابلیس ہے میں نے کہا یہ ان لوگوں سے کیا چاہے گا

؟ انہوں نے کہا کہ وہ ان لوگوں کو امیرالمومنین کی ولایت سے روکنا چاہے گا اور انہیں فسق و فجور کی دعوت دے گا۔ میں نے کہا اے جبرئیل مجھے فوراً اس خطے میں اتارو پس انہوں نے مجھے وہاں برق سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ اتارا تو میں نے ابلیس سے کہا قم یا ملعون (اے ملعون تو یہاں سے اٹھ) اور ان کے دشمنوں کے اموال و اولاد اور عورتوں میں شریک ہو جا اس لئے کہ میرے شیعوں پر علی کے شیعوں پر تیرا کوئی اختیار و تسلط نہیں۔ پس اس وجہ سے اس خطہ کا نام قم رکھ دیا گیا۔

باب (۳۷۴) وہ سبب جس کی بنا پر بعض اشجار پھل دیتے ہیں بعض پھل نہیں دیتے اور بعض خاردار ہوتے ہیں

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے قاسم بن محمد اصبہانی سے انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے انہوں نے سفیان عیینہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی درخت ایسا پیدا نہیں کیا جو ثمردار نہ ہو ہر ایک کا پھل کھایا جاتا تھا مگر جب لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ نے ایک کو بیٹا بنالیا ہے تو آدھے درختوں کے پھل جاتے رہے اور جب لوگوں نے اللہ کے ساتھ ایک اور اللہ کو مانا تو کچھ درخت خاردار ہو گئے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے ابوالحسن احمد بن محمد بن عیسیٰ بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن اسباط نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن زیاد قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالطیب احمد بن محمد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب نے اپنے آبائے کرام سے اور انہوں نے عمر بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ یہ اشجار بعض پھلدار اور بعض بغیر پھل کے کیسے ہو گئے؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت آدم جب تسبیح پڑھتے تو دنیا میں ان کے لئے ایک پھلدار درخت پیدا ہو جاتا اور جب حضرت حوا کوئی تسبیح پڑھتیں تو دنیا میں بغیر پھل کا ایک درخت اگ آتا۔

باب (۳۷۵) زردآلو کی زردی اور اس کے بعض کے شیریں اور بعض کے تلخ ہونے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ علوی حسینی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن اسباط نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن زیاد قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالطیب احمد بن محمد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن جعفر علوی عمری نے اپنے آباء سے روایت کرتے ہوئے اور انہوں نے عمر بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء میں سے ایک نبی کو اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی طرف مبعوث کیا وہ ان میں چالیس سال رہے مگر ان میں سے کوئی ایمان نہ لایا چنانچہ ایک قریہ میں ان لوگوں کی عید پڑی وہ سب وہاں جمع ہوئے تو یہ پیغمبر بھی وہاں پہنچے اور ان سے کہا کہ اللہ پر ایمان لاؤ ان لوگوں نے کہا کہ اگر تم واقعی نبی ہو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ ہم لوگوں کو ہمارے لباس کے رنگ کی کوئی چیز کھانے کو بھیجے اور اس وقت وہ لوگ زرد لباس پہنے ہوئے تھے۔ یہ سن کر وہ نبی ایک خشک لکڑی اٹھا لائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی وہ لکڑی ہری ہو گئی اس میں پھول پتے پیدا ہوئے اور اس میں زردآلو کے پھل لگ گئے ان لوگوں نے وہ پھل کھائے مگر ان میں سے جن لوگوں نے وہ پھل کھائے اور نیت کی کہ ہم اس نبی پر ایمان لائے ان کے منہ سے زردآلو کی گٹھلی کے اندر کا مغز شیریں تھا اور جس نے بہ

نیت کی کہ ہم اس نبی پر ایمان نہ لائیں گے ان کے منھ سے زرد آلو کی گٹھلی نکلی تو اس کے اندر کا مغز تلخ ہو گیا۔

باب (۳۷۶) پھلوں میں کیڑے پیدا ہونے کا سبب نیز گیہوں اور جو پیدا ہونے کا سبب مکئی، کاجر اور شلجم کے اس شکل میں پیدا ہونے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ علوی حسینی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن اسباط نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن زیادہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو الطیب احمد بن محمد ابن عبد اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن جعفر علوی عمری نے روایت کرتے ہوئے اپنے آباء سے انہوں نے عمر بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے بھائی عیسیٰ نبی ایک ایسے شہر سے گذرے جہاں کے درختوں کے پھلوں میں کیڑے پڑ جاتے تھے وہاں کے لوگوں نے ان سے شکایت کی آپ نے فرمایا اس کی دوا تو تم لوگوں کے پاس ہی ہے مگر تم لوگ نہیں جانتے۔ تم لوگ جب کوئی درخت نصب کرتے ہو تو پہلے اس میں مٹی ڈالتے ہو پھر پانی ڈالتے ہو لیکن یہ مناسب نہیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس درخت کی جڑ میں پہلے پانی ڈالو اور پھر مٹی ڈالو تاکہ اس کے پھلوں میں کیڑے نہ لگیں چنانچہ ان لوگوں نے از سر نو درخت لگائے جس طرح حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا تو وہ روگ ان سے دور ہو گیا۔

(۲) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے ایک مرتبہ دریافت کیا گیا کہ جو کس چیز سے پیدا کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ اپنے لئے جو چاہو کاشت کرو اور حضرت جبرئیل ان کے پاس ایک مٹھی گیہوں لائے تو اس میں سے ایک مٹھی حضرت آدم نے اٹھا لیا اور ایک مٹھی حضرت حوا نے اٹھا لیا حضرت آدم نے حوا کو منع کیا کہ تم اس کی تخم ریزی نہ کرو مگر وہ نہ مانیں چنانچہ حضرت آدم نے جو بویا اس سے گیہوں پیدا ہوا حضرت حوا نے جو بویا اس سے جو پیدا ہوا۔

(۳) اور ان ہی اسناد کے ساتھ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کاجر کو کس چیز سے پیدا کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایک دن ایک مہمان گزرا اور آپ کے پاس اس دن کچھ نہ تھا جس سے مہمان کی تواضع کریں تو دل میں سوچا کہ اپنے چھت کی ایک کڑی نکال کر کسی بڑھی اور بخار کو فروخت کر دوں مگر اس کو تراش کر تو وہ بت بنائے گا یہ سوچ کر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور اب گھر سے نکلے اور ایک موضع کی طرف چلے آپ کے ساتھ ایک ازار تھی آپ اس کو رکھ کر دو رکعت نماز پڑھنے لگے اتنے میں ایک ملک آیا اور اس نے وہاں سے کچھ ریت اور کچھ پتھر ان کی ازار میں رکھا اور ایک آدمی کی شکل میں لے کر ان کے گھر پہنچا اور ان کی زوجہ سے کہا لیجیئے یہ حضرت ابراہیم کی ازار ہے انہوں نے اسے لے کر کھولا تو جتنی ریت تھی وہ مکئی کے دانے بن گئی اور جتنے لانبے پتھر تھے وہ کاجر اور جتنے گول پتھر تھے وہ شلجم بن گئے۔

باب (۳۷۷) چہرے کی زردی، آنکھوں کی نیلاہٹ، دانتوں کے درمیان کھڑا اور منہ کے کھلے ہوئے ہونے کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ علوی حسینی رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن اسباط سے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن زیاد قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو الطیب احمد بن محمد بن عبد اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ

سے عیسیٰ بن جعفر علوی عمری رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے آباء سے انہوں نے عمر بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے مدینۃ النبی کے اندر۔ آپ نے فرمایا کہ میرے بھائی عیسیٰ نبی ایک شہر سے گذرے تو دیکھا ان لوگوں کے چہرے زرد اور آنکھیں نیلگوں ہیں حضرت عیسیٰ کو دیکھ کر لوگوں نے فریاد کی اور جو مرض لاحق تھا انہیں بتایا۔ تو آپ نے فرمایا اس کی دوا تو خود تم لوگوں کے پاس ہے۔ تم لوگ جب گوشت کھاتے ہو تو بغیر دھوئے ہوئے اس کو پکاتے ہو اور دنیا سے جب کوئی شے گذرتی ہے تو وہ حالت جنابت میں ہوتی ہے چنانچہ اس بعد ان لوگوں نے گوشت کو دھو کر پکانا شروع کیا اور ان کے تمام امراض دور ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ اور بھائی عیسیٰ ایک شہر سے گذرے تو دیکھا کہ ان لوگوں کے دانت بکھرے ہوئے ہیں اور ان کے منھ کھلے ہوئے ہیں ان لوگوں نے آپ سے اس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگ سوتے ہو تو اپنا منہ بند کر کے سوتے ہو اور بخارات تمہارے سینے سے ابھر کر تمہارے منہ تک آتے ہیں اور چونکہ منہ بند ہوتا ہے تو نکلنے کا راستہ نہیں پاتے اور دانتوں کی جڑوں کی طرف واپس جاتے ہیں اور منہ میں فساد پیدا کرتے ہیں اور جب تم لوگ سوؤ تو لب کھول کر سویا کرو اور اس کی عادت ڈال لو تو ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور یہ سب تکلیفیں دور ہو گئیں۔

باب (۳۷۸) وہ سبب جس کی بنا پر اگر کھجور کا سر کاٹ دیا جائے تو وہ پھر پنپتا نہیں ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابی یحییٰ واسطی سے انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اس میں سے کچھ مٹی بچ گئی تو اس سے اللہ تعالیٰ نے کھجور کا درخت پیدا کر دیا اسی بنا پر اگر اس کا سر کاٹ دیا جائے تو نہیں اگتا اور اسی بنا پر وہ گابھے کا محتاج ہے بغیر نر کے گابھے اس میں پھل نہیں آتے۔

باب (۳۷۹) وہ سبب جس کی بنا پر ہر قسم کی کھجور کا درخت پانی کے جوہڑ میں ہو جاتا ہے ہے سوائے عجوہ کے

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبد اللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے طلحہ بن زید سے انہوں نے حضرت جعفر سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہما السلام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر کھجور کا درخت پانی کے جوہڑ میں اگ جاتا ہے سوائے عجوہ کے اس لئے اس کا تخم جنت سے نازل ہوتا ہے۔

باب (۳۸۰) وہ سبب جس کی بنا پر آفتاب گرم ہے اس میں سوزش ہے اور چاند اس کے خلاف ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے عیسیٰ بن محمد سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے علی بن حسان سے انہوں نے ابن ابی نوادر سے انہوں نے محمد بن مسلم سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا میں آپ پر قربان کیا وجہ ہے آفتاب میں چاند سے بہت زیادہ حرارت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو نار کے نور سے پیدا کیا پھر اس پر ایک طبق صاف پانی کا رکھا پھر ایک طبق اس کا اور ایک طبق اس کا جب اس طرح سات طبق ہو گئے تو اس کو نار کا لباس پہنایا اس وجہ سے وہ قمر سے زیادہ گرم ہو گیا اور قمر کو نار کے نور سے پیدا کیا اور اس پر صاف پانی

کا ایک طبق رکھا اور پھر ایک نار کا اور ایک طبق پانی کا رکھا گیا یہاں کہ جب سات طبق ہوگئے تو اس کو پانی کا لباس پہنا دیا اس لئے قمر آفتاب سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔

باب (۳۸۱) وہ سبب جس کی بنا پر سدرۃ المنتہیٰ کا نام سدرۃ المنتہیٰ رکھا گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ نے روایت کرتے ہوئے حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے حبیب سجستانی سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سدرۃ المنتہیٰ کو سدرۃ المنتہیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ملائکہ جو حفاظت پر مامور ہیں وہ بندوں کے اعمال کو زمین سے لے کر سدرہ تک لے جاتے ہیں نیز فرمایا کہ ملائکہ کرام و ابرار جو حفاظت پر مامور ہیں وہ سدرہ کے نیچے رہتے ہیں اور نیچے سے جو لب تک اہل زمین کے اعمال کو پہنچایا جاتا ہے وہ لکھتے رہتے ہیں پھر وہ اسے سدرہ تک پہنچاتے ہیں۔

باب (۳۸۲) وہ سبب جس کی بنا پر شمالی ہوا کا نام شمالی ہوا رکھا گیا۔

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے محمد یحییٰ سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے احمد بن محمد سیاری سے انہوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف، راوی بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا باد شمالی کو باد شمالی کیوں کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ یہ عرش کے شمال سے چلتی ہے۔

باب (۳۸۳) وہ سبب جس کی بنا پر ہوا، پہاڑ، ساعتوں اور دن اور رات کو برا کہنا جائز نہیں ہے۔

(۱) میرے والد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے حسین بن یزید نوفلی سے انہوں نے اسماعیل بن مسلم سکونی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہما السلام سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم لوگ ہوا کو سب و شتم نہ کرو اس لئے وہ اللہ کی طرف سے مامور ہے اور تم لوگ نہ پہاڑ کو برا کہو نہ ساعتوں کو نہ دنوں کو برا کہو اور نہ راتوں کو برا کہو اس لئے کہ تم لوگوں پر پلٹ کر آئے گی۔

باب (۳۸۴) وہ سبب جس کی بنا پر طارق کو طارق کہتے ہیں۔

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں احمد بن نضر سے انہوں نے محمد بن مروان سے انہوں نے حریز سے انہوں نے ضحاک بن مزاحم سے انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام سے طارق کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ آسمان میں سب سے زیادہ حسین ستارہ ہے لیکن لوگ اس کی معرفت نہیں رکھتے اس کو طارق اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی روشنی آسمانوں کو چیرتی ہوئی ساتوں آسمان تک پہنچتی ہیں پھر وہاں سے پلٹتی ہے اور اپنے مقام پر واپس آجاتی ہے۔

باب (۳۸۵) نادر علل و اسباب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے ہارون بن مسلم سے انہوں نے مسعدہ بن صدقہ سے انہوں نے ایک شخص سے اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی ولی خدا پیدا ہوتا ہے تو ابلیس بہت زور سے چیختا ہے جس سے اس کے دوسرے شیاطین ڈر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے سردار آپ اس طرح کیوں چیخے تو وہ کہتا ہے کہ ارے ایک خدا کا ولی پیدا ہوگیا۔ وہ سب کہتے ہیں پھر آپ کو اس سے کیا مطلب؟ تو ابلیس کہتا ہے اگر یہ زندہ رہا اور پل کر مرد بن گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے بہت سی قوم کو ہدایت کرے گا تو وہ شیاطین کہتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو اجازت دیں ہم لوگ اس کو قتل کردیں تو ابلیس کہتا ہے کہ نہیں۔ شیاطین کہتے ہیں یہ کیوں آپ تو اس سے نفرت کرتے ہیں اسی لئے کہ ہم لوگوں کی بقا بھی اولیائے خدا کی وجہ سے ہے اگر زمین پر اللہ کا کوئی ولی نہ ہو تو قیامت قائم ہوجائے گی اور ہم لوگ جہنم میں بھیج دیئے جائیں گے لہذا ہمیں کیا پڑی ہے کہ ہم جہنم کے اندر جانے میں تعجیل کریں۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی ابن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے یحییٰ بن عمران ہمدانی اور محمد بن اسماعیل بن بزیع سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے عیص بن قاسم سے اس کا بیان ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ لوگو اللہ سے ڈرو اور اپنے اپنے نفسوں پر نظر رکھو اس لئے کہ اس پر نظر رکھنے کے سب سے زیادہ حقدار خود تم لوگ ہو غور کرو اگر تم لوگوں میں سے کسی کے پاس دو نفس ہوتے تو ایک سے وہ گناہوں کی طرف اقدام بھی کرتا تو دوسرے نفس سے توبہ کرلیتا لیکن نفس تو ایک ہی ہے اگر وہ چلا گیا تو خدا کی قسم توبہ بھی رخصت۔ سنو جب ہم لوگوں میں سے ایک آنے والا تمہارے پاس آئے گا اور وہ تم لوگوں کو ہم لوگوں کے رضا کی دعوت دے گا تو خدا کی قسم ہم لوگ اس سے راضی نہ ہوں گے اس لئے کہ آج اس نے ہماری اطاعت نہیں حالانکہ وہ اکیلا ہے پھر اس وقت وہ ہم لوگوں کی کیسے اطاعت کرے گا جب بہت سے جھنڈے اور علم بلند ہوگئے۔

(۳) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے جعفر بن محمد مالک سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عباد بن یعقوب نے روایت کرتے ہوئے عمر بن بشیر بزاز سے انہوں نے کہا کہ حضرت ابوجعفر محمد بن علی باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اہل قدریہ ہرگز نہیں کرسکتے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کے لئے دنیا کو پیدا کیا مگر ان کو جنت میں ساکن کردیا تاکہ وہ اس کی معصیت کریں تو پھر انہیں اس جگہ بھیج دیا جہاں کے لئے وہ پیدا ہوئے ہیں۔

(۴) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن محمد بن علی بن ابراہیم ہناوندی نے روایت کرتے ہوئے صالح بن راہویہ سے انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کے غلام حیون سے انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے اور کہا اے محمد آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ باکرہ لڑکیاں ایسی ہوتی ہیں جیسے درخت پر کیریاں لگی ہوں مگر جب پھلوں کی کیریاں پک جائیں تو ان کو توڑ لینے کے سوا کوئی چارہ نہیں ورنہ دھوپ اور ہوا سے خراب اور فاسد ہوجائیں گی اسی طرح جب یہ لڑکیاں بڑی ہوکر عورت بن جائیں تو سوائے شوہر کے ان کا کوئی علاج نہیں ہے ورنہ وہ فتنہ سے محفوظ نہیں رہ سکتیں یہ پیغام ربانی سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے لوگوں کو خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان لوگوں کو مطلع کیا تو لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہؐ (اپنی لڑکیوں کی شادی) کس سے کریں؟ آپؐ نے فرمایا اس سے کرو جو کفو ہو۔ لوگوں نے پوچھا کفو کون ہے؟ فرمایا مومنین ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ پھر آپ منبر سے نہیں اترے جب تک آپ نے ضباعہ کا نکاح مقداد بن الاسود کندی سے

نہ کردیا پھر فرمایا ایہا الناس لو میں نے اپنے چچا کی لڑکی کا نکاح مقداد سے کردیا تاکہ اس کی بنیاد پڑ جائے۔

(۵) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی کہ سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی نجران سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ قسامت (طالبان خون کی ایک جماعت پچاس آدمیوں کی قسم جب کہ ان کے پاس کوئی گواہ نہ ہو اور وہ قاتل کو پہچانتے ہوں) کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا اگر یہ نہ ہو تو ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے اور کچھ نہ رہ جائے۔ یہ قسامت ایک احاطہ ہے جس میں سب کا تحفظ ہے۔

(۶) میرے والد نے روایت کی ہے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے محمد بن علیؒ سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے اسماعیل جعفی سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ مغیرہ کا خیال ہے کہ حائضہ جس طرح روزے کی قضا کرے گی اسی طرح نماز کی بھی قضا پڑھے گی۔ آپ نے فرمایا اس کو کیا ہو گیا ہے اللہ اس کو توفیق نہ دے۔ دیکھو کہ عمران کی زوجہ نے کہا کہ **انی نذرت لک مافی بطنی محررا** (اے میرے پالنے والے میرے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کو میں دنیا کے کاموں سے آزاد کر کے تیرے نذر کرتی ہوں) سورہ آل عمران۔ آیت نمبر ۳۵ اور مسجد کے لئے آزاد کیا ہوا اس سے کبھی نہیں نکلتا جب وہ مریم کو جن چکیں تو **قالت رب انی وضعتہا انثیٰ واللہ اعلم بما وضعت ولیس الذکر کالانثیٰ** (بولیں اے میرے پروردگار اب میں کیا کروں میں نے تو یہ لڑکی جنی ہوں اور اللہ کو خوب معلوم ہے کہ کیا پیدا ہوئی ہے اور لڑکا لڑکی جیسا گیا گذرا نہیں ہوتا) سورۂ آل عمران۔ آیت نمبر ۳۶ الغرض جب وہ جن چکیں تو اس کو مسجد میں داخل کر دیا پس جب وہ وہاں پل بڑھ کر پوری عورت ہو گئیں تو انہیں مسجد سے نکالا تو انہوں نے ایام حیض ہی کہاں دیکھے جس زمانے کی نماز وہ قضا پڑھتیں ان پر تو واجب تھا کہ سارے زمانے مسجد میں رہتیں۔

(۷) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے عبدالحمید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے گا اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرے گا اس کے نامہ اعمال میں بھی دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذکر کو اپنے ذکر سے وابستہ کر لیا ہے۔

(۸) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے علی بن اسباط سے انہوں نے ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص سے جو خراسان کا رہنے والا تھا اس نے اس حدیث کو مرفوع کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ ایک مومن کے لئے گناہ کرنا تکبر سے زیادہ بہتر ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی مومن تا ابد بلا میں نہ مبتلا ہوتا۔

(۹) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے محمد حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک وہ مشت خاک جس سے اس نے آدم کو پیدا کیا منگوائی تو اس کے لئے حضرت جبرئیل کو بھیجا کہ جاؤ زمین سے ایک مشت خاک لاؤ زمین نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتی ہوں اس سے کہ تم مجھ میں سے کچھ لو۔ یہ سن کر حضرت جبرئیلؑ واپس گئے اور عرض کی پروردگار اس زمین نے تو مجھ سے تیری پناہ چاہی۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل کو بھیجا مگر زمین نے ان سے بھی یہی کہا۔ پھر میکائیل کو بھیجا ان سے بھی یہی کہا تو آخر میں اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا ان سے بھی زمین نے اللہ کی پناہ چاہی کہ وہ اس میں کچھ نہ لیں تو ملک الموت نے کہا کہ میں بھی

اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ بغیر تجھ میں سے کچھ لئے ہوئے خالی ہاتھ واپس جاؤں آپ نے فرمایا کہ آدم کو آدم اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ زمین کی سطح (یعنی چمڑے) کی مٹی سے پیدا ہوئے۔

(۱۰) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن سلیمان سے انہوں نے داؤد بن نعمان سے انہوں نے عبدالرحیم قصیر سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ہمارے قائم قیام کریں گے تو ایک عورت کو ان کی طرف واپس بھیجا جائے گا تاکہ وہ اپنی حد جاری کریں اور محمد کی بیٹی فاطمہ کا ان سے انتقام لیں میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ان پر حد کوڑے کیوں لگائیں گے؟ فرمایا اس لئے کہ انہوں نے ام ابراہیم پر جھوٹ اور تہمت لگائی تھی میں نے عرض کیا پھر اس حد اور سزا کو اللہ تعالیٰ نے حضرت امام قائم کے لئے کیوں مؤخر کر دیا؟ آپ نے فرمایا اس لئے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت کے لئے مبعوث فرمایا تھا اور امام قائم کو بھیجے گا تو سختی اور سزا کے لئے۔

(۱۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے علی بن ابراہیم منقری سے یا کسی دوسرے شخص سے اور اس نے یہ حدیث مرفوع کی کہ اور کہا کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا انسان کی سعادت اس میں ہے کہ اس کے دونوں رخسار ہلکے ہوں آپ نے فرمایا اس میں کون سی سعادت ہے اصل سعادت اس میں ہے کہ اس کے دونوں جبڑے تسبیح کی وجہ سے ہلکے ہوں۔

(۱۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اسماعیل بن مرار سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے زرعہ سے انہوں نے سماعہ سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم بیت الخلاء میں جاؤ اور قضائے حاجات کرو اور آبدست نہ لو پھر وضو کر لو اور استنجا کرنا (آبدست) بھول جاؤ اور نماز پڑھنے کے بعد تمہیں آبدست و استنجا یاد آئے تو تم پر اعادہ واجب ہے۔ اور اگر تم نے پانی تو ڈالا اور عضو تناسل کو دھونا بھول گئے یہاں تک کہ تم نے نماز بھی پڑھ لی تو تم پر عضو تناسل کا دھونا اور وضو سب واجب اس لئے کہ پیشاب بھی پاخانہ کے مانند ہے۔

(۱۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے صالح بن سعید سے انہوں نے یونس سے انہوں عبداللہ بن سنان سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ چند لوگوں نے شراکت میں ایک کنیز خریدی اور اپنے میں سے کسی کو امانت دار بنایا اور کنیز اس کے حوالے کر دی اس نے اسی کنیز سے مباشرت کر لی؟ آپ نے فرمایا اس پر حد جاری کی جائے گی اور اتنے کوڑے چھوڑ دیئے جائیں گے جتنا اس کنیز میں اس کا حصہ ہے پھر اس کنیز کو فروخت کر دیا جائے گا پھر اگر یہ کنیز جتنے میں خریدی گئی ہے اس سے کم قیمت پر فروخت ہوتی ہے تو خرید اور فروخت دونوں قیمتوں میں جو قیمت زائد ہے وہ اس کو دینا لازم ہے اسی لئے کہ اس نے اپنے شرکاء کا نقصان کیا اور اگر خرید کرتے وقت سے وطی کے دن تک اس کی قیمت زیادہ دی گئی تھی تو اس کو وہ زیادہ قیمت دینی پڑے گی اس لئے کہ اس نے کنیز کو خراب کر دیا۔

(۱۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین سے انہوں نے محمد بن اسلم جبلی سے انہوں نے عاصم بن حمید سے انہوں نے محمد بن قیس سے انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ ایک شوہر دار عورت ہے اس نے زنا کیا اور حاملہ ہو گئی جب بچہ ہوا تو اسے پوشیدہ طور سے قتل کر دیا۔ آپ نے فرمایا اس کو بچہ کو قتل پر سو کوڑے لگائے جائیں گے نیز اس کو رجم کیا جائے گا اس لئے وہ شوہر دار تھی۔

(۱۵) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ کے دونوں فرزند احمد و عبداللہ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے محمد حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ ایک مرد مسلم دوسرے مرد مسلم کو عمداً قتل کر دیا ہے اور مقتول کے اولیاء میں سے مسلمانوں میں کوئی نہیں بس اس کے اولیاء (وارث) اہل ذمہ میں اس کے رشتہ دار وغیرہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ امام پر لازم ہے کہ وہ اس مقتول کے قرابت داروں پر اسلام پیش کرے اگر اس میں سے کوئی اسلام قبول کرے تو قاتل اس کے حوالے کردے اگر وہ چاہے تو اسے قتل کرے اور اگر چاہے تو اسے معاف کردے اور اگر چاہے تو اس کا خون بہا لے لے اور اگر اس کے قرابتداروں میں سے کوئی اسلام نہ لائے گا تو اس کا والی و وارث امام ہے اگر وہ چاہے تو اس کے قاتل کو قتل کرے اور اگر چاہے تو اس کا خون بہا لے کر مسلمان کے بیت المال میں قرار دے اس لئے کہ اگر وہ کوئی خیانت کرتا تو اس کا تاوان بھی امام دیتا اس لئے کہ اس کی دیت اور خون بہا بھی امام ہی کے لئے ہے۔

(۱۶) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے عبداللہ بن جعفر سے وہ انہی اسناد کے ساتھ اس حدیث کو اوپر پہنچاتے ہیں علی بن یقطین تک ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا بات ہے آپ لوگوں کے مابین جہاد کے متعلق جو روایات آتی ہیں اس کے مطابق واقعات ظہور پذیر نہیں ہوتے اور آپ کے دشمنوں کے متعلق جو روایات آئی ہیں وہ صحیح ہوئی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہمارے دشمنوں کے متعلق روایات میں جو کچھ کہا گیا چونکہ حق کہا گیا ہے اس لئے جو کچھ کہا گیا وہی ہوتا ہے اور تم لوگ چونکہ ان روایات کی توجیہہ اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کی بنیاد پر کرتے ہو اس لئے وہی ہوتا ہے جو ہو رہا ہے۔

(۱۷) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن جعفر حمیری سے وہ روایت کرتے ہیں کہ ابان بن صلت سے ان کا بیان ہے کہ کچھ لوگ خراسان میں امام رضا علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آپ کے خاندان کے کچھ لوگ امور قبیحہ (برے کام) کے مرتکب ہوتے ہیں کاش آپ انہیں منع فرمادیتے۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کروں گا لوگوں نے کہا کیوں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نصیحت سخت محسوس ہوا کرتی ہے۔

(۱۸) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن المعروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے علی سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے صفا سے پہلے مروہ سے سعی شروع کی آپ نے فرمایا وہ پھر سعی کرے گا کیا تم نہیں دیکھتے کہ وضو میں اگر کوئی شخص داہنے ہاتھ سے پہلے بایاں ہاتھ دھوئے تو وہ پھر سے وضو کا اعادہ کرے گا۔

(۱۹) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے انہوں نے سکونی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہما السلام سے آپ نے فرمایا تم اپنے باپ کے دوستوں سے قطع تعلق کرلو گے تو تمہاری دل کی روشنی بجھ جائے گی۔

(۲۰) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے میمون قداح سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے آپ نے فرمایا ایک مرتبہ میں اپنے پدر بزرگوار کے پاس ایک خط لایا جو ایک ولی نے دیا تھا میں نے اس کو اپنی آستین سے نکالا تو آپ نے فرمایا اے فرزند آستین میں کوئی چیز نہ رکھا کرو آستین سے چیز ضائع ہو جاتی ہے۔

(۲۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد نے انہوں نے محمد بن عبدالحمید سے انہوں نے یونس بن یعقوب سے انہوں نے اس سے جس نے ان سے اس کا ذکر کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے دروازوں کو کشادہ رکھو اور اپنے برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اپنی مشک کا دھانہ باندھ کر رکھو اس لئے کہ شیطان برتن کا ڈھکن نہیں اٹھاتا مشک کا دھانہ نہیں کھولتا۔ اپنے چراغ بجھا دیا کرو اس لئے کہ چوہا گھر میں آگ لگا دے گا اور غروب آفتاب سے عشاء کی تاریکی تک اپنے مویشیوں اور اپنے گھر والوں کو گھر سے نکلنے پر پابندی لگادو۔

(۲۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے عبدالرحمن بن حجاج سے انہوں نے بکیر بن اعین سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے چوری کی مگر پکڑا نہیں گیا پھر دوسری مرتبہ چوری کی تو ثبوت مل گیا اس کی پہلی مرتبہ چوری کی اور دوسری مرتبہ چوری کی دونوں کی گواہی دی۔ آپ نے فرمایا کے پہلی چوری پر اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اور دوسری چوری پر اس کا پاؤں نہیں کاٹا جائے گا تو عرض کیا گیا کہ یہ کیسے کہ پہلی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا اور دوسری چوری پر پاؤں نہیں کاٹا جائے گا؟ آپ نے فرمایا پہلی چوری کی گواہی دے کر ٹھہرتے ہوئے یہاں تک کہ اس کا ہاتھ کٹ جاتا اور پھر دوسری چوری کی گواہی دیتے تو اس کا بایاں کاٹا جاتا۔

(۲۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو جعفر احمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ایک شخص سے اس نے علی ابن اسباط سے اس نے اپنے چچا یعقوب سے اور انہوں نے یہ حدیث اوپر پہنچائی حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام تک انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طویل گفتگو کے ضمن میں یہ ارشاد فرمایا کہ گوشت کا رومال (گوشت کی تھیلی) گھر میں نہ رکھو یہ شیطان کا مسکن ہے دروازے کے پیچھے خاک نہ جمع کرو یہ شیطان کی جائے پناہ ہے جب تم میں سے کوئی اپنے کپڑے اتارے تو بسم اللہ کہے تاکہ اسے جن نہ پہنیں اس لئے کہ اگر بسم اللہ نہیں پڑھا گیا تو اس کو صبح تک جن پہنے گا نہ تم لوگ شکار کا پیچھا کرو یہ تم لوگوں کی ناتجربہ کاری ہے جب تم اپنے کمرے کے دروازے پر پہنچو تو بسم اللہ کہو اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو بسم اللہ کہو اس سے برکتیں نازل ہوں گی اور اس سے ملائکہ مانوس ہوں گے ایک سواری پر تین آدمی نہ بیٹھو ورنہ ان میں سے ایک ملعون ہو گا اور وہ سب سے اگلا ہو گا کسی راستہ کا نام سکہ (سیدھا راستہ) نہ رکھو اس لئے کہ سوائے جنت کے راستوں کے اور کوئی سیدھا راستہ نہیں۔ اپنی اولاد کا نام حکم اور ابو الحکم نہ رکھو اس لئے اللہ ہی حکم ہے اور آخری کا تذکرہ بغیر خیر کے نہ کرو اس لئے کہ اللہ ہی آخری۔ انگور کو کرم نہ کہو اس لئے کہ مومن کرم ہوتا ہے۔ تم ایک نیند کے بعد گھر سے نہ نکلو اس لئے اللہ کے کچھ چوپائے ہیں جو وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم ملتا ہے اگر تم کتے کا بھونکنا اور گدھے کی ڈھینچ سنو تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ چاہو اس لئے کہ یہ کچھ دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے پس وہ کرو جو تمہیں حکم دیا گیا ہے اور ایک زن صالحہ کا بہترین مشغلہ سوت کاتنا ہے۔

(۲۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن محمد ابن ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اور میرے خاندان کے کچھ افراد زیادہ بن عبیداللہ کے پاس تھے اس نے کہا کہ اے علی و فاطمہ کی اولاد تم لوگوں کو دیگر مسلمانوں پر کیا فضیلت حاصل ہے؟ میں نے جواب دیا کہ عام مسلمانوں پر ہم لوگوں کی دیگر فضیلتوں میں سے ایک فضیلت یہی تو ہے کہ ہم لوگ یہ پسند نہیں کرتے کہ ہم لوگوں پر ہم لوگوں کے علاوہ کوئی دوسرا امیر بنے اور کاش لوگوں میں سے کوئی بھی اس امر کی خواہش نہ کرے وہ خود کو ہم لوگوں میں شمار کرے سوائے اس کے کہ وہ مشرک ہو جائے راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ نے فرمایا کہ اس حدیث کی تم لوگ روایت کرو۔

(۲۵) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ جناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا جو قتل کر دیا گیا ہے اس کا باپ نصرانی ہے اب اس کا خون بہا لینے کا حق کس کو ہے؟ آپ نے فرمایا اس کا خون بہا لے کر مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا اس لئے کہ اس کے جرم و جنایت کا تاوان بھی بیت المال پر ہے۔

(۲۶) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین سعد آبادی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن خالد نے روایت کرتے ہوئے ابن محبوب سے انہوں نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے علی بن حمزہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے کتاب علیؑ میں یہ لکھا ہوا پایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد جب زنا کھل کر ہو گا تو مرگ مفاجات کی کثرت ہو جائے گی اور جب ناپ تول میں کمی ہو گی تو اللہ تعالیٰ لوگوں کو قحط سالی اور روزی کی کمی میں مبتلا کر دے گا اور جب زکوٰۃ ادا نہ کی جائے گی تو زمین بھی اپنی زراعت اور پھلوں اور معدنیات کی تمام برکتوں کو روک لے گی اور جب احکام میں جور و ظلم سے کام لیا جائے گا تو لوگ بھی ظلم و زیادتی کے ساتھ تعاون کریں گے جب عہد و پیمان کو توڑا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کر دے گا اور جب اعزا و اقربا کے حقوق نہ ادا کئے جائیں گے تو سارے اموال شریر لوگوں کے ہاتھ لگ جائیں گے اور جب لوگ نیکی کا حکم نہ دیں گے اور برائیوں سے منع نہیں کریں اور ہم اہل بیت کے اخیار کی اتباع نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر ان کے اشرار (برے لوگوں) کو مسلط کر دے گا پھر ان کے نیکو کار لوگ دعا بھی کریں گے تو وہ قبول نہ ہو گی۔

(۲۷) بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن مسرور رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن محمد بن عامر نے روایت کرتے ہوئے معلی بن محمد سے انہوں نے عباس بن علا سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا وہ گناہ جو نعمت میں تبدیلی پیدا کر دیتا ہے وہ بغاوت ہے اور وہ گناہ جس سے آدمی کو شرمندگی نصیب ہوتی ہے وہ قتل ہے وہ گناہ جس سے عذاب نازل ہوتا ہے وہ ظلم ہے وہ گناہ جو انسان کا پردہ فاش کر دیتا ہے وہ شراب خواری ہے وہ گناہ جس سے روزی کے دروازے بند ہوتے ہیں زنا ہے وہ گناہ جس سے جلد فنا اور بربادی آتی ہے وہ قطع رحم (رشتہ داروں سے قطع تعلق) ہے وہ گناہ جس سے دعا رد کر دی جاتی ہے اور ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے وہ والدین کی نافرمانی اور عقوق ہے۔

(۲۸) بیان کیا مجھ سے علی بن حاتم رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے اسماعیل بن علی بن قدامہ ابو السری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن علی بن ناصح نے انہوں نے جعفر بن محمد ارمنی سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن عبدالوہاب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حدید مدائنی اور انہوں نے اس شخص سے جس نے ان سے یہ حدیث بیان کی اور اس نے مفضل بن عمر سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ بچے بغیر کسی خوشی کے ہنستے اور بغیر کسی تکلیف کے روتے کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا اے مفضل ہر بچہ امام کو دیکھتا ہے وہ امام سے گفتگو کرتا ہے اور جب امام اس سے غائب ہوتا ہے تو رونے لگتا ہے اور جب امام اس کے پاس آتا ہے تو وہ ہنسنے لگتا ہے مگر جب اس کی زبان کھلتی ہے تو یہ دروازہ اس سے بند ہو جاتا ہے اور اس کے قلب پر نسیان طاری کر دی جاتی ہے۔

(۲۹) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے روایت کرتے ہوئے علی بن حکم سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے محمد واسطی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی

ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی طرف وحی فرمائی کہ زمین تمہاری شرمگاہ کو دیکھنے سے شرماتی اور شکایت کرتی ہے لہٰذا شرمگاہ اور زمین کے درمیان کوئی پردہ رکھو تو آپ نے ایک کپڑا لیا جو پیراہن سے بڑا اور شلوار سے چھوٹا تھا اسے پہن لیا اور وہ آپ کے گھٹنے تک پہنچا۔

(۳۰) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے ابی الجارود سے اس نے اس حدیث کو اوپر پہنچایا اپنے راویوں کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام تک کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیمؑ سرزمین بانقیا سے گذرے اور اس پر مسلسل زلزلے آیا کرتے تھے چنانچہ آپ شب کو وہیں سو رہے اب جب صبح ہوئی تو وہاں کی قوم نے دیکھا کہ آج شب کوئی زلزلہ نہیں آیا تو آپس میں کہنے لگے کہ بات کیا ہو گئی جو زلزلہ نہیں آیا؟ پھر لوگوں نے بتایا کہ ایک پیر مرد یہاں رات کو سویا تھا اور اس کے ساتھ اس کا ایک لڑکا بھی ہے تو وہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے اور کہنے لگے یہاں ہر شب کو زلزلہ آیا کرتا تھا آج کی شب نہیں آیا لہٰذا آپ یہیں شب بسر کریں چنانچہ آپ نے دوسری شب بھی وہیں بسر کی اور زلزلہ نہیں آیا۔ لوگوں نے کہا اب آپ کہیں اور نہیں جائیں یہیں قیام کریں ہم لوگ آپ کو جو چاہیں گے دیتے رہیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا نہیں بلکہ تم لوگ اس خطہ کو میرے ہاتھ فروخت کر دو پھر کوئی زلزلہ نہیں آئے گا۔ ان لوگوں نے کہا آپ کو ہم لوگوں نے ویسے ہی دے دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا نہیں میں بلا قیمت نہیں لوں گا۔ ان لوگوں نے کہا اچھا آپ جس قیمت پر چاہیں خرید لیں تو حضرت ابراہیمؑ نے اس خطہ کو سات بھیڑوں اور چار گدھوں کے عوض خرید لیا۔ اسی بنا پر اس کو بانقیا کہتے ہیں اس لئے کہ نبطی زبان میں بھیڑ کو نقیا کہتے ہیں۔ جب آپ اس کو خرید چکے تو ان کے صاحبزادے نے کہا اے خلیل خدا آپ اس سرزمین کا کیا کریں گے اس میں نہ تو کھیتی ہو سکتی ہے اور نہ دودھ وغیرہ کے لئے بھیڑوں کی چرائی ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا خاموش ہو جاؤ اس سرزمین سے اللہ تعالیٰ ستر ہزار ایسے لوگوں کو محشور کرے گا جو بے حساب کتاب جنت میں جائیں گے اور ان میں سے ایک ایک آدمی اتنے اتنے آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔

(۳۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے ابی ایوب سے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے ابو بصیر نے روایت کرتے ہوئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ملکوت سموات و ارض کا مشاہدہ کرنے لگے تو ایک طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک شخص زنا کر رہا ہے آپ نے اس کے لئے بددعا کی وہ مر گیا اسی طرح انہوں نے تین آدمی دیکھے ان کے لئے بددعا کی وہ مر گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ اے ابراہیم تمہاری دعا مستجاب ہے لہٰذا تم اب میرے کسی بندے کے لئے دعا نہ کرنا اگر میں چاہتا تو ان کو پیدا ہی نہ کرتا میں نے تین قسم کے لوگوں کو پیدا کیا ہے ایک وہ بندہ جو میری عبادت کرتا ہے اور میرے ساتھ کسی کو عبادت میں شریک نہیں کرتا پس اسی کو میں ثواب عطا کرتا ہوں۔ دوسرا وہ بندہ جو میرے غیر کی عبادت کرتا ہے مگر مجھ کو بھی نہیں چھوڑتا۔ تیسرے وہ بندہ جو میرے غیر کی عبادت کرتا ہے مگر اس کے صلب سے میں ایسا بندہ پیدا کروں گا جو میرے عبادت کرے گا۔ پھر حضرت ابراہیم دوسری طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ ساحل سمندر پر مردار پڑا ہوا ہے جس کا آدھا حصہ پانی میں ہے اور آدھا حصہ خشکی پر اور سمندر کے درندے آتے ہیں اور جو حصہ پانی میں ہے اس کو کھاتے ہیں واپس جاتے ہیں۔ پھر آپس میں ایک دوسرے کو کھاتے جاتے ہیں۔ اسی طرح خشکی کے درندے آتے ہیں اور مردار کا وہ حصہ جو خشکی میں ہے اس کو کھاتے ہیں اور واپس جاتے ہیں پھر ایک دوسرے کو کھاتے ہیں یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم کو بہت تعجب ہوا اور عرض کیا پروردگار تو مجھے دکھا دے تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے یہ سب تو ایک دوسرے کو کھاتے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد کیا اے ابراہیم کیا تم اس پر ایمان نہیں رکھتے؟ حضرت ابراہیم نے عرض کیا ہاں ایمان تو رکھتا ہوں مگر اس لئے تو بتا کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے کہ تو کیسے زندہ کرتا کہ میں خود اس کو بھی اپنی آنکھ سے دیکھ لوں جیسا کہ اور تمام چیزوں کو دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد کیا اچھا تو پھر چار قسم کی چڑیوں کو لو انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دو اور ان کے ٹکڑوں کو باہم مخلوط کر لو جیسا کہ یہ مردار ان درندوں کے اندر مخلوط ہو گیا ہے اور پھر انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو کھا لیا ہے تم بھی ایسا

، مخلوط کرو اور ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک جزو رکھ دو پھر ان چڑیوں کو آواز دو وہ اڑتی ہوئی تمہارے پاس آجائیں گی۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے ایسا ہی کیا اور انہیں آواز دی وہ فوراً اڑتی ہوئی آگئیں۔ اور ان چار چڑیوں میں ایک مرغ تھا، ایک کبوتر تھا، ایک مور تھا اور ایک کوا تھا۔

(۳۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبد اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے حسن بن سعید سے انہوں نے علی بن منصور سے انہوں نے کلثوم بن عبد المومن حرانی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ وہ حج کریں اور ان کے ساتھ حضرت اسماعیلؑ بھی حج کریں اور انہیں وہیں حرم میں ساکن کر دیں۔ تو یہ دونوں ایک سرخ اونٹ پر سوار ہو کر چلے اور ان دونوں کے ساتھ حضرت جبرئیل کے اور کوئی نہ تھا جب یہ دونوں حرم تک پہنچے تو حضرت جبرئیل نے کہا اے ابراہیم آپ دونوں سواری سے اتریں اور حرم میں داخل ہونے سے پہلے غسل کریں۔ چنانچہ وہ دونوں اترے۔ اور انہوں نے غسل کیا پھر ان دونوں کو بتایا کہ احرام کیسے باندھا جاتا ہے تو دونوں نے ان کے کہنے کے مطابق احرام باندھا اور حج کے لئے چلے تو انہیں چاروں تلبیہ جس طرح انبیاء اور مرسلین پڑھا کرتے تھے بتایا وہ دونوں تلبیہ پڑھتے ہوئے صفا پر پہنچے تو اونٹ سے اترے اور ان دونوں کے درمیان خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے اور تکبیر کہی اور ان دونوں نے بھی تکبیر کہی۔ پھر جب حضرت جبرئیلؑ نے اللہ کی حمد کی اس کی تمجید کی تو ان دونوں نے بھی حضرت جبرئیل کی طرح حمد اور تمجید کی پھر حمد و ثنائے الٰہی کرتے ہوئے حضرت جبرئیل آگے بڑھے تو یہ لوگ بھی ان کے ساتھ حمد و ثنائے الٰہی کرتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ حضرت جبرئیل ان دونوں کو لے کر حجر اسود کے پاس پہنچے۔ حضرت جبرئیل نے حجر اسود کو بوسہ دیا تو ان لوگوں نے بھی بوسہ دیا پھر حضرت جبرئیل نے ان دونوں کو لیکر خانہ کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کیا پھر ان دونوں کو ساتھ لے کر مقام ابراہیم تک پہنچے اور وہاں حضرت جبرئیل نے دو رکعت نماز پڑھی چنانچہ ان دونوں نے بھی وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر انہوں نے ان دونوں کو حج کے مناسک بجالا کر دکھائے جب مناسک حج پورے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ حضرت ابراہیم واپس چلے جائیں اور حضرت اسماعیل کو یہاں کو اکیلے چھوڑ جائیں ان کے ساتھ کوئی نہ رہے۔ پھر جب دوسرا سال آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ حج کو جائیں اور خانہ کعبہ کی تعمیر کریں۔ اور خانہ کعبہ اس وقت شکستہ حالت میں تھا اس کی صرف بنیادیں پہچان لی جاتی تھیں۔ اور اہل عرب اسی کا حج کرتے تھے۔ الغرض جب حج کر کے نکل گئے تھے تو حضرت اسماعیل نے پتھر جمع کر کے اسے اندرون کعبہ ڈال دئے تھے۔ اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تعمیر کا حکم دیا تو حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے اور انہوں نے حضرت اسماعیل سے کہا بیٹا مجھے اللہ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا ہے یہ کہہ کر دونوں نے خانہ کعبہ کے اندر سے پتھر ہٹائے تو دیکھا کہ نیچے سرخ پتھر ایک چٹان ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اسی پر خانہ کعبہ کی بنیاد رکھو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس کچھ فرشتے نازل کر دیئے جو ان کے لئے پتھر جمع کرتے وہی ملائکہ ان کو پتھر پکڑاتے رہے اور حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسماعیل مل کر اس کو رکھتے رہے یہاں تک کہ اس کی دیواریں بارہ ہاتھ بلند ہو گئیں اور اس کے لئے دو دروازے چھوڑ دیئے ایک دروازہ داخل ہونے کے لئے اور ایک دروازہ اس میں سے نکلنے کے لئے ان دونوں دروازوں پر لوہے کی چوکھٹ بازو بھی لگائے اور اس پر کوئی پوشاک نہیں ڈالی۔ اور جب خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل ہو گئی تو حضرت ابراہیمؑ نے وہاں سے کوچ فرمایا اور حضرت اسماعیلؑ وہیں رہ گئے اور جب لوگ وہاں پھر وارد ہوئے تو قبیلہ حمیر کی ایک عورت پر حضرت اسماعیل کی نگاہ پڑ گئی وہ آپ کو اچھی معلوم ہوئی پر وہ شوہر دار تھی اللہ تعالیٰ نے اس کے شوہر کو موت دیدی اور وہ اپنے شوہر کے سوگ میں مکہ میں ہی رہ گئی اللہ تعالیٰ نے اس کو صبر دیدیا اور حضرت اسماعیلؑ نے اس سے نکاح کر لیا اور اب آئندہ سال جب حضرت ابراہیمؑ حج کے لئے آئے تو عورت وہیں ٹھہری ہوئی تھی اور حضرت اسماعیلؑ اپنے گھر والی کے لئے کھانے پینے کا سامان لانے کے لئے طائف گئے ہوئے تھے۔ اس عورت نے ایک پیر مرد کو دیکھا کہ ان کے بال گرد سفر سے اٹے ہوئے ہیں انہوں نے اس عورت سے پوچھا تم لوگوں کا کیا حال ہے عورت نے کہا ہم لوگ بہت اچھے ہیں

خصوصیت کے ساتھ حضرت اسماعیلؑ کے متعلق پوچھا وہ کیسے ہیں تو اس نے جواب دیا وہ بھی اچھے ہیں پوچھا تم کس قبیلے کی ہو؟ اس نے کہا قبیلہ حمیر کی ہوں۔ پھر حضرت ابراہیم واپس ہوئے حضرت اسماعیلؑ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اور آپ نے ایک خط لکھا اور اس عورت کو دیا کہ جب تمہارا شوہر انشاء اللہ آئے تو اس کو دیدینا۔ چنانچہ جب حضرت اسماعیل آئے تو اس عورت نے وہ خط انہیں دیا آپ نے اسے پڑھا اور بولے تجھے معلوم ہے کہ وہ مرد بزرگ کون تھے؟ اس نے کہا ہاں میں نے انہیں دیکھا ہے وہ ایک حسین و جمیل بزرگ تھے اور آپ سے کچھ صورت ملتی ہوئی تھی۔ حضرت اسماعیلؑ نے کہا وہ میرے والد تھے۔ عورت نے کہا مجھے ان کے نہ پہچاننے کا بڑا افسوس ہوا۔ حضرت اسماعیلؑ نے پوچھا انہوں نے تجھے دیکھا؟ اس نے کہا نہیں مگر ڈر ہے کہ میں نے ان کی تواضع میں کچھ کمی نہ کر دی ہو۔ وہ عورت بہت سمجھدار تھی اس نے حضرت اسماعیلؑ سے کہا کیوں نہ ان دونوں دروازوں پر پردے لٹکا دیے جائیں ایک پردہ یہاں پر ایک پردہ وہاں پر۔ انہوں نے کہا ہاں ٹھیک ہے تو ان دونوں نے مل کر دو پردے تیار کئے جن کا طول بارہ ہاتھ تھا پھر اس کو ان دونوں دروازوں پر لٹکا دیا۔ اور اسے خوبصورت معلوم ہوا تو اس عورت نے کہا پھر کیوں نہ ہم لوگ پورے خانہ کعبہ کے لئے پوشاک تیار کریں اور پورے کو پردہ پوش کر دیں اس لئے کہ یہ پتھر دیکھنے میں کچھ بدنما سے معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت اسماعیلؑ نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ اس عورت نے جلدی جلدی اپنے قبیلہ میں بہت سے اون بھیجے اور اپنے قبیلہ کی عورتوں سے کاتنے کی فرمائش کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اسی وقت سے عورتیں ایک دوسرے سے اون کاتنے کی فرمائش کرنے لگیں۔ الغرض وہ عورت اپنے قبیلہ کی عورتوں سے مدد لیتی رہی۔ جب کپڑا تیار ہو جاتا تو اسے خانہ کعبہ پر لٹکا دیتی مگر لٹکتے میں حج کا موسم آگیا اور ابھی خانہ کعبہ کے بعض رخ باقی رہ گئے تو اس عورت نے حضرت اسماعیلؑ سے کہا اس رخ کا کیا کریں۔ ادھر کی پوشاک تو تیار نہیں۔ چنانچہ اس رخ پر کھجور کی چٹائی کی پوشاک بنادی اور اب جو حج کا موسم آیا تو عرب والے جیسا کہ حج کے لئے آیا کرتے تھے آئے اب جو خانہ کعبہ پر پوشش دیکھی تو بڑے خوش ہوئے اور آپس میں کہنے لگے کہ مناسب ہے کہ اس گھر کی تعمیر کرنے والے کو کچھ ہدیہ و تحفہ دیا جائے اور اسی بنا پر ہدیہ کا رواج ہوا چنانچہ عرب کے ہر قبیلہ نے نقد اور چیزوں کی شکل میں انہیں ہدیہ پیش کیا اور اس طرح مال کثیر جمع ہو گیا اور اب انہوں نے چٹائی کے پردے کو دروازے پر سے ہٹایا اور دونوں دروازوں پر بھی تیار کئے ہوئے پردے ڈال دیئے۔ اس وقت خانہ کعبہ پر کوئی چھت نہ تھی۔ حضرت اسماعیل نے اس پر لکڑی کی کڑیاں رکھ دیں بالکل ایسی ہی جیسی کہ تم آجکل دیکھ رہے ہو۔ پھر حضرت اسماعیلؑ نے ان کڑیوں پر لکڑیاں رکھکر چھت ڈالی اور پھر اسے مٹی سے برابر کر دیا۔ اب عرب والے آئندہ سال آئے تو خانہ کعبہ کے اندر گئے عمارت کو دیکھا تو بولے کہ مناسب ہے کہ اس کے بنانے والے کو کچھ اور زیادہ دیا جائے۔ چنانچہ پھر جب آئندہ سال آئے تو قربانی کے جانور (ھدیہ) لے کر آئے آپ حضرت اسماعیلؑ تک پہنچے کہ ان کا کیا کریں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل فرمائی کہ ان جانوروں کو نحر کر کے ان کا گوشت حاجیوں کو کھلادو۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر جب حضرت ابراہیمؑ سے حضرت اسماعیلؑ نے پانی کی قلت کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی طرف وحی کی کہ ایک کنواں کھودو تو حاجیوں کے لئے پینے کا پانی ہو جائے گا پھر حضرت جبرئیل نازل ہوئے انہوں نے ایک گڑھا یعنی زمزم کو کھودا اور اس کا پانی نمودار ہو گیا تو حضرت جبرئیل نے کہا اے ابراہیم آپ بھی اس میں اتر آئیں چنانچہ حضرت جبرئیل کے بعد حضرت ابراہیمؑ اس میں اترے تو حضرت جبرئیل نے کہا اس کنویں کے ہر چار جانب بسم اللہ کہہ کر کدال ماریں۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کی ایک جانب اس کنویں کے بسم اللہ کہہ کر کدال ماری اور ایک سوتا پھوٹ پڑا پھر دوسری طرف بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو دوسرا سوتا پھوٹا پھر تیسری مرتبہ بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو تیسرا سوتا پھوٹا۔ تو حضرت جبرئیل نے کہا لیجئے اے ابراہیم اب آپ اس کا پانی پئیں اور اپنے فرزند کے لئے اس میں برکت کی دعا فرمائیں۔ اس کے بعد حضرت جبرئیلؑ اور حضرت ابراہیمؑ دونوں کنویں سے باہر نکل آئے اور حضرت جبرئیل نے کہا اے ابراہیم آپ اس سے وضو کریں اور خانہ کعبہ کا طواف کریں اس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے فرزند اسماعیل کے لئے پانی کی سبیل پیدا کر دی اس کے بعد حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل اور ان کے شیعہ وہاں سے چلے یہاں تک کہ حدود حرم سے باہر نکلے

تو حضرت ابراہیم آگے روانہ ہوگئے اور حضرت اسماعیل حرم میں واپس آگئے پھر اللہ تعالیٰ نے اس زن حمیریہ سے حضرت اسماعیل کو ایک فرزند عطا کیا مگر اس سے نسل نہیں چلی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس عورت کے بعد حضرت اسماعیلؑ نے چار عورتوں سے نکاح کیا اور ہر عورت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں چار چار فرزند عطا کئے اب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی مدت حیات پوری کردی اور اسی اثناء میں حضرت اسماعیل نے اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں جانے کی تیاری کی تو حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور انہوں نے ان کو حضرت ابراہیم کے موت کی خبر دی اور کہا اے اسماعیلؑ اپنے پدر بزرگوار کی موت کے بارے میں ایسی بات منھ سے نہ نکالنا جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بن جائے وہ اللہ کے بندے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پاس بلایا اور انہوں نے اس کی دعوت کو قبول کرلیا اور تم بھی تو اپنے باپ سے ملحق ہونے والے ہو۔

امام علیہ السلام نے فرمایا اور حضرت اسماعیلؑ کا ایک چھوٹا لڑکا تھا جسے وہ بہت چاہتے تھے بلکہ اس کے گرویدہ تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو منظور نہیں کیا اور کہا اے اسماعیل تمہارا فلاں فرزند (وصی ہوگا) پھر جب حضرت اسماعیل کا وقت وفات قریب آیا تو آپ نے وصی کو بلایا اور فرمایا اے فرزند جب تمہارا وقت وفات قریب آئے تو تم بھی ایسا ہی کرنا جیسا میں نے کہا اور تمہیں وصی بناتا ہے اسی بنا پر جب کوئی امام مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بتادیتا ہے کہ کس کو وصی بنائے۔

(۳۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے عبداللہ بن غالب اسدی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سعید بن مسیب سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام سے قول خدا **لو لا ان یکون الناس امۃ واحدۃ** (اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ آخر سب لوگ ایک ہی طریقہ کے ہو جائیں گے) سورۂ زخرف۔ آیت نمبر ۳۳ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے امت محمد کو مراد لیا ہے کہ سب کے سب ایک طریقہ کے کافر ہو جائیں گے **لجعلنا لمن یکفر بالرحمن بیوتھم سقفا من فضۃ معارج علیھا یظھرون** (تو ہم نے ان کے لئے جو خدا سے انکار کرتے ہیں ان کے گھروں کی چھتیں اور وہ سیڑھیاں جن پر وہ چڑھتے ہیں سونے اور چاندی کی بنادیتے) سورۂ زخرف۔ آیت نمبر ۳۳ اور اگر امت محمد کے ساتھ ایسا کرتے تو مومنین کو بڑا حزن اور غم ہوتا اور وہ لوگ نہ ان سے شادی بیاہ کرتے اور نہ ایک دوسرے کا وارث بنتے۔

(۳۴) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے نوفلی سے انہوں نے سکونی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہما السلام سے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم لوگوں میں سے کوئی اپنے فرش خواب پر جائے تو چونکہ اسے نہیں معلوم کہ نیند کے عالم میں اس پر کیا گذرے گی اسی لئے اپنے ازار کے اطراف کو مسح کرے اور یہ کہے **اللھم ان امسکت نفسی فی مناصی فاغفر لھا وان ارسلتھا فاحفظھا تحفظ بہ عبادک الصالحین** پروردگار اگر تو میری روح کو روک لیتا ہے تو اس کی مغفرت فرما اور اگر واپس جسم میں بھیجتا ہے تو اس کی حفاظت کر ان چیزوں سے جن سے تو اپنے صالح بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

(۳۵) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ جناب کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ایک شخص نے ان کھجوروں کو فروخت کردیا جو ابھی زمین سے روئیدہ ہوا تھا مگر اس زمین کی کھجوروں کے درخت سب کے سب سوکھ گئے اور ختم ہوگئے ؟ آپ نے فرمایا اسی طرح کا ایک مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تھا دونوں فریق آپس میں جھگڑتے رہے۔ جب آنحضرتؐ نے دیکھا یہ لوگ جھگڑے سے باز نہیں آتے تو آپؐ نے فرمایا جب تک کھجور تیار نہ ہو جائے فروخت نہ کیا کرو۔ مگر اس کو

حرام قرار نہیں دیا۔ آپؐ نے تو ان لوگوں کے جھگڑے کی وجہ سے فرمایا تھا۔

(۳۶) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن مہزیار سے انہوں نے اپنے بھائی حسن بن سعد سے انہوں نے علی بن نعمان سے انہوں نے یحییٰ ازرق سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سات میں سے چار طواف کر کے تھک گیا تو کیا اب میں نماز طواف بیٹھ کر پڑھ لوں ؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا مگر لوگ نماز شب اگر تھکے ہوئے ہوتے ہیں کمزوری محسوس کرتے ہیں تو کیسے بیٹھ کر پڑھ لیتے ہیں اور نماز طواف بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں ہے ؟ آپ نے فرمایا یہ بتاؤ تم بیٹھ کر طواف کرو تو کیا درست ہے میں نے کہا نہیں تو فرمایا پھر تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

(۳۷) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اسماعیل بن مراد سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے معاویہ بن وہب سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم لوگوں تک یہ روایت پہنچی کہ انصار میں سے ایک شخص مرگیا اور اس پر کسی کا کچھ قرض تھا تو آنحضرتؐ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور لوگوں سے بھی کہہ دیا کہ جب تک کہ اس کا قرض ادا نہ ہو جائے اس کا نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ آپ نے فرمایا یہ روایت صحیح ہے پھر فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اس لئے کہا کہ حق کو ادا کیا جائے اور لوگ ایک دوسرے کے قرض کو ادا کریں اور قرض کو معمولی بات نہ سمجھیں ورنہ دیکھا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو ان پر قرض تھا حضرت علی علیہ السلام کا انتقال ہوا تو ان پر قرض تھا امام حسن علیہ السلام کا انتقال ہوا ان پر قرض تھا اور امام حسین علیہ السلام قتل ہوئے تو ان پر قرض تھا۔

(۳۸) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے احمد بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن عمیر سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے حماد سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرمار ہے تھے کہ کوئی شخص فاطمہ علیہا السلام کی نسل کی دو عورتوں کے ساتھ نکاح کرکے جمع نہ کرے اس لئے کہ جب ان معظمہ کو خبر پہنچے گی تو انہیں شاق گزرے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اس کی خبر ان کو پہنچے گی ؟ فرمایا ہاں خدا کی قسم۔

(۳۹) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اسماعیل بن مراد سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے اسحاق ابن عمار سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ ایک احرام باندھے ہوئے شخص نے ایک عورت کی پنڈلی کو دیکھا اور اس کی منی خارج ہوگئی ؟ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ دولتمند ہے تو اس پر ایک اونٹ اور اگر متوسط الحال ہے تو ایک گائے۔ اگر فقیر ہے تو ایک بکری کا کفارہ دینا واجب ہے لیکن یہ کفارہ میں نے اس لئے قرار نہیں دیا ہے کہ اس کی منی نکل آئی بلکہ اس لئے کہ اس نے اس چیز کو دیکھا جو اس کے لئے دیکھنا حلال نہ تھا۔

(۴۰) میرے والد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے برقی اور حسین بن سعید دونوں سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے یحییٰ حلبی سے انہوں نے یزید بن معاویہ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت مند رکھے میں نے آپ کی بیماری کا سنا تو مجھے بہت ڈر معلوم ہوا کاش آپ بتادیتے یا ہمیں معلوم ہو جاتا کہ آپ کے بعد کون (امام) ہوگا ؟ آپ نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام عالم تھے اور علم وراثت میں چلتا ہے ایک عالم اسی وقت رحلت فرماتا ہے جب کہ اس کے مثل علم رکھنے والا عالم اس کے بعد موجود ہوتا ہے یا جیسا بھی اللہ چاہے۔ میں نے عرض کیا لوگ ایسا کر سکتے ہیں کہ جب کوئی عالم مرجائے تو اس کے بعد والے عالم کی معرفت حاصل کریں ؟ آپ نے فرمایا

لیکن اس شہر میں یعنی مدینہ میں تو نہیں ہاں دوسرے شہروں میں وہ بھی بقدر بعد مسافت جتنے دن کی بھی ہوں اتنے دن بغیر معرفت رہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون** (ان میں سے ہر گروہ کی ایک جماعت اپنے گھروں سے کیوں نہیں نکلتی تاکہ علم دین حاصل کرے اور جب اپنی قوم کی طرف پلٹ کر آئے تو ان کو عذاب آخرت سے ڈرائے تاکہ یہ لوگ ڈریں) سورۂ توبہ۔ آیت نمبر ۱۲۲ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا آپ کی کیا رائے ہے اگر کوئی اسی تلاش میں مرجائے (تو اس کا انجام کیا ہوگا) آپ نے فرمایا پھر وہ اس آیت کا مصداق ہوگا کہ **ومن يخرج من بيته مهاجرا الى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجره على الله وكان الله غفورا رحيما** اور جو شخص اپنے گھر سے ہجرت کرکے اللہ اور اس کے رسول کی طرف نکلے پھر اسے منزل پر پہنچنے سے پہلے موت آجائے تو خدا پر اس کا ثواب لازم ہو گیا اور خدا تو بڑا بخشنے والا اور مہربان ہی ہے) سورۂ نساء۔ آیت نمبر ۱۰۰ میں نے عرض کیا اچھا اگر لوگ دوسرے شہروں سے جہاں آئیں تو کس علامت سے اپنے امام کو پہچانیں؟ فرمایا امام کو سکون و وقار اور ہیبت دی جاتی ہے۔

(۴۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر نے روایت کرتے ہوئے علی بن اسماعیل و عبداللہ بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے یعقوب بن شعیب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ جناب کی خدمت میں عرض کیا اگر کوئی امام مرجائے اور جو لوگ وہاں موجود نہ ہوں انہیں امام کے موت کی اطلاع ہے تو کیا کریں فرمایا لوگ امام کی جستجو میں نکلیں اور جب تک ان کی تلاش و جستجو جاری رہے گی وہ معذور سمجھیں جائیں گے میں نے عرض کیا ساری قوم نکلے یا ان میں سے کچھ لوگ امام کی جستجو میں نکلیں یہی کافی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورۂ توبہ۔ آیت نمبر ۱۲۲) آپ نے فرمایا پھر وہ لوگ جو گھر پر رہ جائیں وہ اس وقت تک معذور سمجھے جائیں گے جب تک جستجو میں جانے والے واپس نہ آجائیں۔

(۴۲) اور ان ہی نے روایت کی عبداللہ بن جعفر سے اور انہوں نے محمد بن عبداللہ بن جعفر سے انہوں نے محمد بن عبدالجبار سے اور انہوں نے اس سے جس نے ان سے ذکر کیا اور اس نے یونس بن یعقوب سے انہوں نے عبدالاعلیٰ سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر کسی امام کی وفات کی خبر لوگوں کو پہنچے تو اس وقت ہم لوگ کیا کریں؟ فرمایا تم لوگ وہاں کوچ کرکے پہنچو میں نے عرض کیا ہم سب کوچ کریں؟ فرمایا اسی کے متعلق تو اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے کہ سورۂ توبہ۔ آیت نمبر۔ ۱۲۲ (میں نے عرض کیا اچھا ہم لوگ چلے مگر راستہ ہی میں کچھ لوگ مرگئے تو ان کا انجام کیا ہوگا) فرمایا اس کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سورۂ النساء۔ آیت نمبر۔ ۱۰۰

(۴۳) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سنان سے انہوں نے کہا کہ حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے ان کے خط کے جواب میں ایک خط لکھا جس میں یہ تحریر تھا کہ تم نے اپنے خط میں اس امر کا ذکر کیا ہے کہ بعض اہل قبلہ (مسلمانوں) کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو حلال کیا ہے اور نہ کسی چیز کو حرام کیا ہے اور شاید ان میں سے اکثر احکام بندوں کے لئے تعبدی صادر کئے گئے ہیں (یعنی جو ہم کہیں وہ غلاموں کی طرح تم کو کرنا ہے) مگر جس کا یہ خیال ہے وہ مورد درجہ گمراہی اور صاف صاف خسارہ میں مبتلا ہے کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو حرام خدا کو حلال کرکے اور حلال خدا کو حرام کرکے بھی اپنا حکم منوایا جاتا ہے بلکہ روزہ نماز اور تمام امور خیر کے ترک کرنے اور اللہ اور اس کے رسولوں سے ان کی کتابوں سے ان کا حکم منوایا جاتا بلکہ زنا اور سرقہ اور محرم عورتوں کی تحریم وغیرہ سے بھی انکار کا حکم دے کر غلاموں کی طرح اس کی تعمیل کرائی جاتی۔ حیض، بدنظمی اور مخلوقات کی بربادی ہے اگر یہ حلال و حرام کے احکام

صرف تعبدی ہیں اور کچھ نہیں تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے باطل قرار دے دیا ہے اس لئے کہ ہم لوگ محسوس کرتے ہیں کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے اس میں بندوں کی بھلائی اور ان کی بقاء ہے اور اس کے بندوں کی ایسی لازمی ضرورت ہے جس سے وہ مستغنی نہیں ہوسکتے اور ہم یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اس کے بندوں کو کوئی ضرورت نہیں بلکہ وہ بندوں کے لئے تباہی بربادی اور ہلاکت کا سبب ہے۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام کردیا ان کو شدید ضرورت کے وقت حلال بھی کردیا اس لئے کہ اس وقت بندوں کی اسی میں بھلائی ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ جب انسان انتہائی مضطر و مجبور ہوجائے تو اس کے لئے مردار اور خون اور سور کا گوشت حلال قرار دیا ہے اس لئے کہ اس وقت بندوں کی اسی میں بھلائی اور ہلاکت سے بچاؤ اور موت کا دفاع ہے تو پھر یہ کیسے اس امر کی دلیل نہیں بن سکتی کہ اللہ تعالیٰ نے اسی شے کو حلال کردیا ہے جس میں بندوں کی جسمانی بھلائی ہے اور اسی کو حرام قرار دیا ہے جس میں بندوں کی جسمانی خرابی ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی طرف سے اس کے رسولوں اور اس کی حجتوں نے اس کو بتایا ہے جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر انسان یہ جان لیتا کہ خلق کی ابتداء کیسے ہوئی تو دو آدمی بھی اس سے اختلاف نہ کرتے۔ نیز آپ کا ارشاد ہے کہ حلال و حرام میں صرف تھوڑی سی بات کا فرق ہے ایک شے جب دوسری شے میں تحلیل ہوگئی اور بدل گئی تو حلال شے حرام ہوگئی اور حرام شے حلال ہوگئی۔

(۴۴) بیان کیا مجھ سے ابوالحسن محمد بن عمر بن علی بن عبداللہ بصری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن احمد بن جبلہ واعظ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن عامر طائی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے پدر بزرگوار حضرت موسیٰ بن جعفر نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوجعفر بن محمد علیہم السلام نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے پدر بزرگوار محمد بن علی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے پدر بزرگوار علیؑ ابن الحسینؑ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے پدر بزرگوار حضرت حسین ابن علی علیہم السلام نے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالب جامع مسجد کوفہ میں تھے مجمع سے ایک مرد شامی اٹھا اور عرض کیا یا امیرالمومنین میں آپ سے چند چیزوں کے متعلق کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا سوال کرنا ہے تو سمجھنے کے لئے سوال کرو۔ محض پریشان کرنے کے لئے سوال نہ کرنا اور اب چاروں طرف سے لوگوں کی نگاہیں ادھر مرکوز ہوگئیں۔ سائل نے سوال کیا کہ یہ بتایئے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا؟ آپ نے فرمایا سب سے پہلے اس نے نور کو پیدا کیا۔ اس نے سوال کیا اور آسمانوں کو کس چیز سے پیدا کیا؟ آپ نے فرمایا پانی کے بخارات سے۔ اس نے سوال کیا اور زمین کو کس چیز سے پیدا کیا؟ آپ نے فرمایا پانی کے جھاگ سے۔ اس نے سوال کیا کہ پہاڑ کس چیز سے پیدا کئے گئے؟ آپ نے فرمایا موجوں سے۔ اس نے سوال کیا کہ مکہ کا نام ام القریٰ کیوں رکھا گیا؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ زمین اسی کے نیچے سے نکالی گئی ہے۔ اس نے سوال کیا کہ یہ دنیاوی آسمان کس چیز سے بنا؟ آپ نے فرمایا اندھی اور بے نور موجوں سے۔ اس نے سورج اور چاند کے طول و عرض کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا نو سو فرسخ کو نو سو فرسخ سے ضرب دے لو اس نے پوچھا کہ کوکب کا طول و عرض کیا ہے؟ آپ نے فرمایا بارہ فرسخ کو بارہ فرسخ سے ضرب دے لو اس نے ساتوں آسمان کے رنگ اور ان کے نام دریافت کئے تو آپ نے فرمایا پہلے آسمان کا نام رفیع ہے اور اس کا رنگ پانی اور دھوئیں کے مانند ہے دوسرے آسمان کا نام قیدوم ہے اس کا رنگ تانبے کے مانند ہے۔ تیسرے آسمان کا نام ماروں ہے اور اس کا رنگ پیتل کے مانند ہے اور چوتھے آسمان کا نام ارفلون ہے اور اس کا رنگ چاندی کے مانند ہے پانچویں آسمان کا نام ہیعون ہے اس کا رنگ سونے کے مانند ہے چھٹے آسمان کا نام عروس ہے اس کا رنگ یاقوت سبز کے مانند ہے۔ ساتویں آسمان کا نام عجماء ہے اس کا رنگ سفید موتی کے مانند ہے پھر اس نے سوال کیا بیل ہمیشہ نیچے نگاہیں کیوں کئے رہتا ہے اپنا سر اوپر کیوں نہیں اٹھاتا آپ نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ سے شرمندہ ہے جب سے موسیٰ کی قوم نے گوسالہ کی پرستش کی اس نے اپنا سر جھکا لیا۔ اس نے مد و جزر کے متعلق پوچھا کہ یہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا ایک فرشتہ ہے جس کا نام رومان ہے جو سمندروں پر مقرر ہے وہ اپنے پاؤں سمندر میں ڈال دیتا ہے تو مد پیدا ہوتا ہے پاؤں

نکال لیتا ہے تو جزر پیدا ہو جاتا ہے۔ اس نے جنوں کے باپ کا نام پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کا نام شومان ہے اور وہ آگ کے شعلوں سے پیدا ہوا ہے اس نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے جنوں کی طرف بھی کسی نبی کو بھیجا؟ آپ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک نبی بھیجا جن کا نام یوسف تھا انہوں نے ان لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دی تو ان لوگوں نے ان کو قتل کر دیا۔ اس نے ابلیس کے متعلق پوچھا کہ اس کا نام کیا تھا؟ آپ نے فرمایا اس کا نام حارث تھا اس نے پوچھا آدم کا نام آدم کیوں رکھا گیا؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ وہ ادیم ارض (یعنی سطح زمین کی مٹی) سے پیدا ہوئے اس نے پوچھا لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر میراث کیوں ملتی ہے؟ آپ نے فرمایا اس درخت کے گچھے کی وجہ سے جس میں تین دانے تھے حضرت حوا لو عمر بڑھیں تو اسی میں سے ایک دانہ توڑ کر کھا لیا اور حضرت آدم نے اس میں سے دو دانے کھائے اس لئے مرد کو دو عورت کے برابر حصہ ملا۔ اس نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں سے کس کس کو مختون (ختنہ شدہ) پیدا کیا؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو مختون خلق کیا پھر حضرت شیث و حضرت ادریس و نوح و ابراہیم و داؤد و سلیمان و لوط و اسماعیل و عیسیٰ و موسیٰ و حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے سب مختون پیدا ہوئے اس نے پوچھا کہ حضرت آدم کی عمر کتنی ہوئی؟ آپ نے فرمایا نو سو تیس (۹۳۰)۔ اس نے پوچھا سب سے پہلے شعر کس نے کہا؟ آپ نے فرمایا حضرت آدم نے۔ اس نے پوچھا ان کا شعر کیا تھا؟ آپ نے فرمایا حضرت آدم آسمان سے زمین پر اترے تو اس کی مٹی اس کی وسعت اور اس کی فضا دیکھی اور قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو حضرت آدم نے یہ اشعار کہے

تغیرت البلاد و من علیہا فوجہ الارض مغبر قبیح
تغیر کل ذی لون و طعم و قل بشاشتہ الوجہ الملیح

(ترجمہ) زمین اور اس کے ساکنین بدل گئے اور اب زمین کا چہرہ غبار آلود اور قبیح ہو گیا یہاں تو ہر رنگ اور مزہ دار شے بدل گئی اور خوبصورت چہروں کی بشاشت میں کمی آگئی ہے۔ اس کے جواب میں ابلیس نے یہ اشعار پڑھے

تنح عن البلاد و ساکنیہا ففی الفردوس ضاق بک الفسیح
وکنت بہا و زوجک فی قرار وقلبک من اذی الدنیا مریح
فلم تنفک من کیدی و مکری الی ان فاتک الثمن الربیح
فلولا رحمۃ الجبار اضحی بکفک من جنان الخلد ریح

ارے تم زمین اور اس کے ساکنین کا ذکر چھوڑ دو وہ کشادہ فردوس بھی تو تمہارے لئے تنگ تھی تم اور تمہاری زوجہ وہاں چین سے تھیں اور وہاں تمہارا دل دنیا کی تو بتوں سے آسودہ تھا مگر اب میرے کید و مکر سے اس وقت تک چھٹکارہ نہ پاؤ گے جب تک کہ اس نفع بخش قیمت تم سے فوت نہ ہو جائے ارے اگر وہ خدائے جبار کی رحمت تمہارا ساتھ نہ دے تو تم جنت خلد کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکو گے۔

پھر سائل نے سوال کیا حضرت آدم نے کتنے حج کئے؟ آپ نے فرمایا تیس حج اپنے پاؤں سے چل کر اور سب سے پہلا حج جو انہوں نے کیا تو ان کے ساتھ ہدہد بھی تھا جو ان کو پانی کی جگہیں بتاتا تھا۔ وہ ان کے ساتھ جنت سے آیا تھا اور ہدہد اور خطاف (ایک قسم کا ابابیل جیسا پرندہ) کے کھانے کو منع کیا گیا ہے۔ سائل نے پوچھا کیا بات ہے کہ وہ چلتا نہیں؟ فرمایا اس لئے کہ وہ بیت المقدس پر گریہ کرتا رہا اور اس کے گرد چالیس سال طواف کرتا رہا اور اس پر روتا رہا اور وہ مسلسل حضرت آدم کی ساتھ بھی گریہ کرتا رہا اسی لئے وہ گھروں میں رہنے لگا اور اس کے پاس کتاب خدا کی نو آیتیں ہیں جس کی حضرت آدم جنت میں تلاوت کیا کرتے تھے۔ سورہ کہف کی ابتدا کی تین آیتیں اور تین آیتیں سورہ نحل کی **فاذا قرات القران فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم** (پس جس وقت تو قرآن کو پڑھنے لگے تو مردود شیطان (کے شر) سے (بچنے کے لئے)

اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کرو) سورۃ نحل۔ آیت نمبر ۹۸ اور تین آیتیں سورہ یونس کی **وجعلنا من بین ایدیھم سدا و من خلفھم سدا** (اور ہم نے ان کے سامنے دیوار کر دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار کر دی) سورۃ یسین۔ آیت نمبر ۹۔ پھر سائل نے پوچھا کہ سب سے پہلا وہ کون ہے جس نے کفر اختیار اور اس نے کفر کو ایجاد کیا؟ آپ نے فرمایا وہ ابلیس لعنۃ اللہ علیہ ہے۔ اس نے پوچھا کہ حضرت نوح کا اصل نام کیا تھا؟ فرمایا ان کا اصل نام سکن تھا ان کا نام نوح اس لئے پڑ گیا کہ وہ قوم کے حال پر ساڑھے نو سو سال تک نوحہ کرتے رہے۔ اس نے آپ سے پوچھا کہ سفینہ نوح کی لمبائی چوڑائی کیا تھی؟ فرمایا اس کی لمبائی آٹھ سو ہاتھ تھی اور چوڑائی پانچ سو ہاتھ اور آسمان کی طرف اس کی بلندی اسی (۸۰) ہاتھ تھی۔ ان سوالات کے بعد یہ شخص بیٹھ گیا تو ایک دوسرا شخص اٹھ کھڑا ہوا اور بولا یا امیر المومنین مجھے یہ بتائیں کہ زمین پر سب سے پہلا درخت کون سا نصب کیا گیا؟ آپ نے فرمایا عوسجہ (ایک خار دار درخت) اور حضرت موسیٰ کا عصا اسی درخت کا تھا۔ اس نے آپ سے سوال کیا سب سے پہلا پودا زمین میں سے کیا پیدا ہوا؟ فرمایا وہ کدو اور لوکی ہے۔ اس نے دریافت کیا اہل آسمان میں سے سب سے پہلے کس نے حج کیا؟ حضرت جبرئیل نے۔ اس نے دریافت کیا زمین کا سب سے پہلا قطعہ ایام طوفان میں کون سا پھیلایا گیا آپ نے فرمایا وہ خانہ کعبہ کی جگہ جو سبز زبرجد کی تھی اس نے دریافت کیا کہ روئے زمین پر سب سے مکرم وادی کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس وادی کا نام سراندیپ ہے جہاں حضرت آدم آسمان سے زمین پر اترے تھے۔ اس نے پوچھا اور سب سے بدترین وادی روئے زمین پر کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا وہ یمن میں ایک وادی ہے جس کو برہوت کہا جاتا ہے اور وہ جہنم کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ وہ چھ چیزیں کون سی ہیں جو شکم مادر میں نہیں رہیں؟ آپ نے فرمایا آدم و حوا و حضرت ابراہیم کا دنبہ اور عصائے موسیٰ و ناقہ صالح و خفاش ہے جو حضرت عیسیٰ بن مریم نے بنایا تھا اور باذن خدا پرواز کرنے لگی تھی۔ اس نے پوچھا وہ کون سی شے ہے کہ نہ وہ جن میں سے ہے نہ انس میں سے مگر اس پر جھوٹ اور اتہام لگایا گیا؟ فرمایا وہ بھیڑیا ہے جس پر یوسف کے بھائیوں نے جھوٹا اتہام لگایا۔ اس نے پوچھا وہ کون سی شے ہے کہ وہ نہ جنوں میں سے ہے اور نہ انسانوں میں سے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی فرمائی؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کی جانب وحی کی۔ اس نے دریافت کیا وہ جگہ کون سی ہے جس پر آفتاب صرف دن کے ایک ساعت طلوع ہوا اور اس کے بعد کبھی طلوع نہیں ہوا؟ فرمایا وہ دریا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے لئے شگافتہ کیا اور اس پر ایک ساعت سورج کی کرنیں پڑیں پھر پانی دونوں طرف سے مل گئے اور پھر اس پر سورج کی روشنی نہیں پڑی۔ اس نے کہا وہ کون سی شے ہے کہ جب زندہ تھی تو اس نے پانی پیا اور جب مر گئی تو اس نے کھایا؟ آپ نے فرمایا وہ حضرت موسیٰ کا عصا ہے اس نے سوال کیا کہ وہ نذیر (ڈرانے والا) کون ہے جو نہ جنوں میں ہے نہ انسانوں میں ہے مگر وہ اپنی قوم کو ڈراتا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ چیونٹی ہے۔ اس نے سوال کیا کہ سب سے پہلے ختنہ کا کس نے حکم دیا؟ آپ نے فرمایا حضرت ابراہیمؑ نے۔ اس نے سوال کیا عورتوں میں وہ سب سے پہلی کون سی عورت ہے جو پست اور ذلیل کی گئی؟ آپ نے فرمایا وہ حضرت اسماعیل کی والدہ ہاجرہ ہیں حضرت سارا نے ان کو جھکایا کہ اپنی قسم کی بنا پر وہ نکال دی جائیں۔ اس نے سوال کیا عورتوں میں وہ سب سے پہلی عورت کون ہے جو اپنے دامن گھسیٹتی ہوئی چلی؟ آپ نے فرمایا وہ حضرت ہاجرہ ہیں جس وقت وہ حضرت سارا کے خوف سے بھاگیں۔ اس نے سوال کیا اور مردوں میں سب سے پہلا مرد کون ہے جو اپنے دامن کو گھسیٹتا ہوا چلا؟ آپ نے فرمایا قارون۔ اس نے سوال کیا سب سے پہلے نعلین (جوتے) کس نے پہنے؟ آپ نے فرمایا حضرت ابراہیمؑ نے۔ اس نے سوال کیا لوگوں میں از روئے نسب سب سے زیادہ مکرم کون ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کے صدیق حضرت یوسف بن یعقوب اسرائیل اللہ بن اسحاق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ۔ اس نے سوال کیا کہ وہ چھ انبیاء کون ہیں جن کے دو، دو نام ہیں؟ آپ نے فرمایا حضرت یوشع بن نون جن کا دوسرا نام ذوالکفل ہے، حضرت یعقوب جن کا دوسرا نام اسرائیل ہے حضرت خضر جن کا دوسرا نام ارمیا ہے، حضرت یونس جن کا دوسرا نام ذوالنون ہے، حضرت عیسیٰ جن کا دوسرا نام مسیح ہے اور محمدؐ جن کا دوسرا نام احمد ہے۔ اس نے پوچھا وہ کون سی چیز ہے جس کے نہ گوشت ہے اور نہ خون مگر وہ سانس لیتی ہے؟ آپ نے فرمایا وہ صبح ہے **والصبح**

اذا انکفس ۔ اس نے سوال کیا وہ پانچ انبیاء کون سے ہیں جو عربی میں کلام کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا حضرت ھود، حضرت شعیب، حضرت صالح، حضرت اسماعیل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اس کے بعد وہ سائل بیٹھ گیا تو تیسرا شخص اٹھا اور آپ کو پریشان کرنے لگا اور بولا یا امیرالمومنین ہمیں اس قول خدا کا مطلب بتایئے **یوم یفر المراء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ** (اس دن آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی زوجہ اور اپنے لڑکے سے بھاگے گا) سورۃ عبس۔ آیت نمبر ۳۴/۳۵/۳۶ یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا قابیل ہابیل سے بھاگے گا۔ اور جو اپنی ماں سے بھاگیں گے وہ حضرت موسیٰ ہیں۔ جو اپنے باپ سے بھاگے گا وہ حضرت ابراہیم ہیں۔ جو اپنی زوجہ سے بھاگے گا وہ حضرت لوط ہیں۔ جو اپنے لڑکے کنعان سے بھاگیں گے وہ حضرت نوح ہیں۔ نیز اس نے سوال کیا پہلا شخص جو کو ناگہانی موت آئی؟ آپ نے فرمایا وہ حضرت داؤد ہیں جن کو منبر پر چہار شنبہ کے دن ناگہانی موت آئی۔ اس نے سوال کیا وہ چار کون ہے کہ جو سے کبھی سیر نہیں ہوتے؟ آپ نے فرمایا زمین پانی سے، عورت مرد سے، آنکھیں دیکھنے سے اور عالم علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ اس نے سوال کیا سب سے پہلے دینار و درہم کے سکے کس نے ڈھالے؟ فرمایا حضرت نوح کے بعد نمرود بن کنعان نے۔ اس نے سوال کیا سب سے پہلے قوم لوط کا عمل کس نے کیا؟ آپ نے فرمایا کہ ابلیس نے پہلے اپنے نفس کو پیش کیا۔ اس نے کہا کہ **بدیر الحمام الراعبیۃ** جادوگروں کبوتروں کی کوک کے کیا معنی؟ آپ نے فرمایا یہ اہل معارف، گانے والی اور بانسری و سارنگی بجانے والوں کے لئے کہا جاتا ہے۔ اس نے سوال کیا براق کی کیفیت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ابوبلال۔ اس نے سوال کے کہ تبع کو تبع کیوں کہا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک غلام تھا جو اپنے سے سابق بادشاہ کا محرر و منشی تھا۔ جب وہ کوئی تحریر لکھتا تو پہلے لکھتا کہ **بسم الذی خلق صبحا وریحا** اس ذات کے نام جس نے صبح اور ہوا کو خلق کیا تو بادشاہ نے اس سے کہا کہ رعد فرشتے کے نام سے لکھنا شروع کیا کرو اس نے کہا کہ میں تو صرف اپنے اللہ ہی کے نام سے تحریر کا آغاز کروں گا۔ پھر جو آپ لکھوانا چاہتے ہیں لکھوں گا۔ یہ بات اللہ کو پسند آئی اور اس بادشاہ کی بادشاہت اس محرر کو عطا کر دی اور لوگ اس کی اتباع کرنے لگے اس لئے اس کا نام تبع ہو گیا۔ اس نے سوال کیا کہ بکری کی دم اٹھی ہوئی اور اس کی شرمگاہ کھلی ہوئی کیوں ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ جب حضرت نوح اس کو سفینہ میں داخل کرنے لگے تو اس نے ان کی نافرمانی کی تو آپ نے اس کو سفینہ میں دھکیل دیا اور اس کی دم ٹوٹ گئی اور بھیڑ کی شرمگاہ اس لئے ڈھکی ہوئی ہے کہ وہ جلدی سے سفینہ میں داخل ہو گئی تو حضرت نوح نے اس کی دم پر ہاتھ پھیرا اور اس کی دم اس کی شرمگاہ پر برابر ہو گئی۔ اس نے دریافت کیا کہ اہل جنت کس زبان میں گفتگو کریں گے؟ آپ نے فرمایا اہل جنت عربی میں گفتگو کریں گے۔ اس نے دریافت کیا اور اہل جہنم کس زبان میں گفتگو کریں گے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ مجوسیوں کی زبان میں گفتگو کریں گے۔

اس کے بعد امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ نیند کی چار قسمیں ہے انبیاء علیہم السلام اپنی پشت کے بل چت سوتے ہیں مگر ان کی آنکھیں نہیں سوتیں ان کو اپنے رب کی وحی کا انتظار رہتا ہے اور مومن داہنی کروٹ قبلہ رو سوتا ہے۔ بادشاہ اور ان کی اولاد اپنی بائیں کروٹ سوتے ہیں اور برابر سوچتے رہتے ہیں کہ کیا کیا کھائیں گے اور ابلیس اور اس کی برادری والے اور ہر مجنون و دیوانہ اور ہر آفت زدہ اپنے منھ کے بل اوندھا سوتا ہے۔

اس کے بعد چوتھا شخص کھڑا ہوا اور بولا یا امیرالمومنین مجھے اس چہار شنبہ کے متعلق بتائیں جس کو ہم لوگ برا اور گراں سمجھتے ہیں وہ کون سا چہار شنبہ ہے؟ آپ نے فرمایا ہر ماہ کا آخری چہار شنبہ جبکہ ہو محاق میں یعنی مہینے کے آخری تین دنوں میں ہو۔ اسی میں قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا، چہار شنبہ کے دن حضرت ابراہیم آگ میں ڈالے گئے، چہار شنبہ کے دن لوگوں نے ان کو منجنیق میں رکھا، چہار شنبہ کے دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا، چہار شنبہ کے دن اللہ نے زمین کا ایک طبقہ اوپر کا نیچے اور نیچے کا اوپر کر دیا۔ چہار شنبہ کو اللہ تعالیٰ نے قوم عاد پر آندھی کو مسلط کر دیا۔ چہار شنبہ کے دن وہ لوگ کٹی ہوئی کھیتیوں کے مانند ہو گئے، چہار شنبہ کے دن اللہ تعالیٰ نے نمرود پر پسو مسلط کر دیا، چہار شنبہ کے

دن فرعون نے حضرت موسیٰ کو قتل کرنے کے لئے طلب کیا، چہار شنبہ کے دن ان لوگوں کے اوپر سے چھت گر گئی، چہار شنبہ کے دن فرعون نے بچوں کو ذبح کرنے کا حکم دیا، چہار شنبہ کے دن بیت المقدس مسمار ہوا، چہار شنبہ کے دن فارس کے علاقہ اصطخر میں حضرت سلیمان بن داؤد کی مسجد نذر آتش کر دی گئی، چہار شنبہ کے دن حضرت یحییٰ بن ذکریا قتل کئے گئے، چہار شنبہ کے دن قوم فرعون پر عذاب منڈلانے لگا، چہار شنبہ کے دن اللہ تعالیٰ نے قارون کو زمین میں دھنسا دیا۔ چہار شنبہ ہی کے دن حضرت ایوب کا مال و متاع اور اولاد سب جاتی رہی، چہار شنبہ کے دن حضرت یوسف داخل زنداں کئے گئے، چہار شنبہ ہی کے دن اللہ نے فرمایا **انا دمرنا ہم وقومہم اجمعین** (ہم نے ان کو اور ان کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا) (یعنی قوم صالح کو) سورۃ نمل۔ آیت نمبر ۵۱ چہار شنبہ کے دن ایک بہت زبردست چنگھاڑ نے لوگوں کو ختم کر دیا۔ چہار شنبہ کے دن صالح کے ناقہ کو پے کر دیا گیا، چہار شنبہ کے دن ان لوگوں پر پتھروں کی بارش ہوئی۔ چہار شنبہ ہی کے دن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روئے مبارک زخمی ہوا اور ان کے دندان مبارک شہید ہو گئے چہار شنبہ کے دن عمالقہ تابوت سکینہ چھین لے گئے۔

پھر سائل نے اور دنوں کے متعلق دریافت کیا کہ اس میں کون سا کام کرنا چاہیے تو حضرت امیرالمومنین نے فرمایا کہ سنیچر کا دن مکرو فریب کا دن ہے، اتوار درخت لگانے اور عمارت کی بنا کا دن ہے، پیر سفر و طلب کا دن ہے، منگل جنگ اور خونریزی کا دن ہے، بدھ (چہار شنبہ) منحوس دن ہے، اس کو لوگ برا سمجھتے ہیں۔ جمعرات امراء و سلاطین کے پاس جانے کا دن ہے اور حاجتوں کے پورا ہونے کا دن ہے، جمعہ شادی کا پیغام اور نکاح کا دن ہے۔

(۴۵) بیان کیا مجھ سے علی بن حاتم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابراہیم بن علی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد انصاری نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے حسن بن علی علوی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو حکیم زاہد نے مصر میں انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن عبداللہ نے مکہ میں انہوں نے کہا کہ جس وقت حضرت امیرالمومنین بیت اللہ الحرام کے صحن سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور اس کی نماز کی تعریف کی اور پھر کہا اے شخص تو اپنی نماز کی تاویل اور اصل مطلب بھی جانتا ہے؟ اس نے عرض کیا اے بہترین خلق خدا کے ابن عم کیا تعبیں حکم اور تعبد کے سوا نماز کی کوئی تاویل اور کوئی مطلب بھی ہے؟ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اے شخص سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی کوئی حکم دے کر مبعوث کیا اس حکم میں کچھ متشابہ اور اس کی تاویل و تنزیل بھی ہے اور یہ تعبد کی بنا پر ہے پس جو شخص اپنی نماز کی تاویل اور اصل مطلب کو نہ سمجھے تو اس کی نماز کل کی کل دھوکا ہے ناقص ہے نامکمل ہے۔

(۴۶) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے انہوں نے سلیمان بن سفیان سے انہوں نے صباح حذاء سے انہوں نے یعقوب بن شعیب سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ بتاؤ کہ تم لوگوں کے لئے شدید ترین کون لوگ ہیں؟ میں نے عرض کیا تمام لوگ، میں آپ نے اپنے سوال کا اعادہ کیا تو میں نے پھر وہی کہا کہ تمام لوگ۔ آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے نہیں معلوم، فرمایا۔ ابلیس نے ان لوگوں کو پکارا انہوں نے اس پر لبیک کہی اس نے ان لوگوں کو حکم دیا ان لوگوں نے اس کی اطاعت کی اور اس نے تم لوگوں کو پکارا مگر تم لوگوں نے اس کی پکار پر لبیک نہیں کہا تم لوگوں کو اس نے حکم دیا تم لوگوں نے اس کی اطاعت نہیں کی اس لئے اس نے تم لوگوں کے خلاف سب لوگوں کو ابھارا۔

(۴۷) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن الحسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے انہوں نے محمد بن عمر بن یزید سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے عمر بن یزید سے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک بدوی (دیہاتی) حضرت نبی صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے۔ ایک کو گود میں اٹھائے ہوئے تھی اور دوسرا پاؤں پاؤں چل رہا تھا۔ آنحضرتؐ نے ایک روٹی دے دی اس عورت نے اس روٹی کے دو ٹکڑے کئے اور آدھا اس کو اور آدھا اس کو دے دیا اور آنحضرتؐ نے فرمایا یہ بچوں والی عورتیں بہت مہربان اور رحمدل ہوتی ہیں اگر ان میں لہو لعب کی کثرت نہ ہو ان میں سے جتنی نماز گزار ہیں وہ جنت میں جائے گی۔

(۴۸) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے انہوں نے عرب سے انہوں نے بنی اسد کے ایک بزرگ سے جن کا نام عمرو تھا انہوں نے ذریح سے انہوں نے ابی عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگوں کا ایک اونٹ بیمار ہو گیا اور اس وقت ہم لوگ بنی سلیم کے تلات پر تھے تو ایک غلام نے کہا اے آقا اس کو ہمیں نحر کر دوں؟ انہوں نے کہا نہیں مگر جب وہاں سے چل کر چار میل اور آگے بڑھے تو انہوں نے کہا اے غلام اتر پڑو اور اس کو نحر کر دو اس لئے کہ اس کا گوشت درندوں کا کھانا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے بہ نسبت اس کے کہ اس کو یہ دیہات کے کافر اعراب کھائیں۔

(۴۹) اور ان ہی اسناد کے ساتھ عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے عبداللہ بن فضل سے انہوں نے اپنے ماموں محمد بن سلیمان سے انہوں نے ایک شخص سے اور اس نے محمد بن علی سے روایت کی کہ انہوں نے محمد بن مسلم سے کہا اے محمد بن مسلم تم اپنی طرف سے لوگوں کو دھوکے میں نہ رکھو اس لئے کہ اس کے ذمہ دار تم ہو گے وہ لوگ نہ ہوں گے۔ اور تم اپنے دن اس طرح نہیں گزار سکتے اس لئے کہ تمہارے ساتھ وہ بھی جو اس کا شمار رکھتا ہے اور کسی نیکی کو جو تم کر رہے ہو اسے چھوٹا نہ سمجھو اگرچہ تمہیں دیکھنے میں اچھی نہیں لگتی مگر تم وہ نیکی کر گزرو اس لئے کہ پرانے گناہ جو سرزد ہوئے اس کے پیش نظر چھوٹی چھوٹی نیکیوں سے زیادہ سہل الحصول اور اس سے زیادہ ضرورت اور کسی چیز کی نہ ہوگی۔

(۵۰) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے انہوں نے حسن بن حسین سے انہوں نے شیبان سے انہوں نے جابر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کے پاس آئے جو چاہ زمزم سے ڈول کھینچ رہے تھے آپ نے فرمایا یہ تم لوگ بہت اچھا کر رہے ہو اگر مجھے اس کا ڈر ہوتا کہ تم لوگ اس کام پر قابو نہ پاسکو گے تو میں بھی تم لوگوں کے ساتھ ڈول کھینچتا اچھا اب ایک ڈول نکالو۔ ان لوگوں نے ڈول نکالا اور آپ نے اس میں سے تھوڑا پانی پیا۔

(۵۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے غفاری سے انہوں نے ابی جعفر بن ابراہیم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ مطلقوں اور جنونی لوگوں کے ساتھ جنگ جدال سے پرہیز کرو اس لئے کہ ہر مطلقوں اور جنونی اپنی مدت کے اختتام تک اپنی دلیلیں پیش کرتا رہتا ہے اور جب اس کی مدت ختم ہو جاتی ہے تو وہی اس کا فتنہ اور جنون اسے آگ میں جلا دیتا ہے۔

(۵۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن الحسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے عبداللہ بن فضل سے انہوں نے اہل کوفہ کے ایک بزرگ سے انہوں نے اپنے نانا سے جن کا نام سلیمان بن عبداللہ ہاشمی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن علی کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے آپ نے ان لوگوں کے خطاب کر کے کہا۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت اختیار کرو۔ اس لئے کہ وہ تم لوگوں کو اپنی نعمتوں سے بہرہ ور کرتا ہے اور اللہ کی وجہ سے مجھ سے بھی محبت کرو اور میری وجہ سے میرے قرابتداروں سے بھی محبت کرو۔

(۵۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ہیثم بن ابی مسروق نہدی سے انہوں

نے حسن بن محبوب سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ ایک طبیب نصرانی کے پاس جاؤں تو کیا اسے سلام کروں اور اس کے لئے دعا کروں؟ فرمایا ہاں مگر تمہاری دعا اس کو کوئی نفع نہیں پہنچائے گی۔

(۵۴) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن الحسین جعفر نسبی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے بعض بزرگوں سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ میں اپنے عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس شخص کو تم نے قتل کیا ہے اگر وہ ایک چشم زدن کے لئے بھی اس کا اقرار کرتا کہ میں اس کا خالق اور اس کا رازق ہوں تو میں تمہیں عذاب کا مزہ چکھاتا مگر میں نے تم کو صرف اس لئے معاف کر دیا کہ اس نے میری خالقیت و رزاقیت کا ایک چشم زدن کے لئے بھی اقرار نہیں کیا تھا۔

(۵۵) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عثمان سے انہوں نے حسن بن بشار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے ان جناب سے حضرت آدم کی جنت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا وہ دنیا کی جنتوں میں سے ایک جنت تھی جس پر سورج اور چاند طلوع ہوتے تھے اگر وہ جنت خلد میں ہوتے تو اس میں سے تا ابد نہ نکلتے۔

(۵۶) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے سہل بن زیاد سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے حسن بن علی سے انہوں نے یونس بن حسین بن عمر بن یزید سے انہوں نے اپنے باپ اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے ان جناب سے دریافت کیا کہ جب اولاد یعقوب نے اپنے باپ یعقوبؑ سے درخواست کی کہ وہ اس امر کی اجازت دیدیں کہ یوسف کو اپنے ساتھ لیجائیں تو انہوں نے یہ کیوں کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ تم لوگ اس سے غافل رہو اور اسے کوئی بھیڑیا کھا جائے؟ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت یعقوبؑ نے اجازت نہ دینے کا قریب قریب وہی سبب بیان کیا جو حضرت یوسفؑ کے معاملہ میں وہ لوگ سبب و عذر پیش کرنے والے تھے۔

(۵۷) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے سیف بن عمیر سے انہوں نے داؤد بن فرقد سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ناصبی اور مرتد کے قتل کے متعلق پوچھا آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا اس کا خون حلال ہے۔

(۵۸) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے اس حدیث کی اسناد کو یاد نہیں رکھا ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شب معراج میں آسمان کی طرف لیجایا گیا تو میرے پسینہ کا ایک قطرہ ٹپک پڑا اور اس سے گلاب کا پھول روئیدہ ہو گیا اور وہ گلاب سمندر میں گرا تو ایک طرف سے ایک مچھلی اس کو لینے کے لئے جھپٹی اور ایک طرف سے ایک دعموص جھپٹا (یہ ایک پانی کا کیڑا ہے) مچھلی نے کہا یہ میرا ہے اور دعموص نے کہا یہ میرا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ملک کو بھیجا تا کہ وہ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دے تو اس ملک نے اس گلاب کے دو ٹکڑے کر دیئے نصف مچھلی کے لئے اور نصف دعموص کے لئے۔ میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا اسی لئے تم دیکھتے ہو کہ گلاب کی پانچ پنکھڑیاں ہوتی ہیں وہ پنکھڑیوں کا پچھلا حصہ مچھلی کی مانند ہوتا ہے اور دو پنکھڑیوں کا حصہ دعموص سے مشابہ اور ایک پنکھڑی آدھی مچھلی سے مشابہ اور آدھی دعموص سے مشابہ ہوتی ہے۔

(۵۹) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے روایت

کرتے ہوئے علی بن حکم سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا اس شخص کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے جو حضرت علی علیہ السلام کو گالیاں دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم اس کا خون مباح ہے اگر گردنیں کٹنا عام نہ ہو جائے۔ میں نے عرض کیا اس سے عام کیسے ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا کہ کافر کے عوض مومن قتل ہونے لگیں گے۔

(۶۰) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے ابراہیم بن اسحاق سے انہوں نے عبداللہ بن حماد سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا ایسا کوئی ناصبی نہیں جو ہم اہلبیت سے دشمنی و عداوت نہ رکھے چنانچہ تمہیں کوئی شخص ایسا نہیں ملے گا جو یہ کہے کہ میں محمدؐ اور آل محمدؐ سے بغض رکھتا ہوں۔ بلکہ ناصبی وہ ہے جو تم لوگوں سے دشمنی اور بغض رکھے یہ جانتے ہوئے کہ تم لوگ ہمیں دوست رکھتے ہو اور ہمارے شیعہ ہو۔

(۶۱) بیان کیا مجھ سے حسین بن احمد رحمہ اللہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ رازی نے روایت کرتے ہوئے علی بن سلیمان بن راشد سے وہ اس حدیث کو انہی اسناد کے ساتھ اوپر لے گئے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام تک کہ آپ نے فرمایا کہ فرقہ مرجیہ اندھا محشور ہوگا اور اس کا امام بھی اندھا ہوگا تو غیر امتوں کے لوگ پوچھیں گے کہ کیا امت محمدی کے لوگ اندھے ہوتے ہیں؟ تو میں ان سے کہوں گا یہ لوگ امت محمد میں نہیں اس لئے کہ ان لوگوں نے بہت کچھ بدل دیا اور خود بھی بدل گئے انہوں نے بہت سی چیزوں کو متغیر کیا اور خود بھی متغیر ہوگئے۔

(۶۲) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے محمد بن احمد سے اور انہوں نے محمد بن حسین سے انہوں نے فضل بن کثیر مدائنی سے انہوں نے سعید بن ابی سعید بلخی سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ یہ مخلوق جب بھی نماز پڑھتی ہے تو ہر نماز کے وقت اللہ تعالیٰ اس پر لعنت بھیجتا ہے۔ میں نے عرض کیا یہ کیوں؟ میں آپ پر قربان۔ فرمایا اس لئے کہ یہ لوگ ہمارے حق سے انکار کرتے ہیں اور ہم لوگوں کی تکذیب کرتے ہیں۔

(۶۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو جعفر احمد بن ابی عبداللہ نے انہوں نے ابی جوزا سے انہوں نے حسین بن علوان سے انہوں نے عمرو بن خالد سے انہوں نے زید بن علی سے انہوں نے اپنے آبائے کرام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک زنخے کو مسجد رسول میں دیکھا تو فرمایا اے وہ شخص کہ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے تو اس مسجد سے باہر نکل جا۔ اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کے مشابہ ہوتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کے مشابہ ہوتی ہیں۔

(۶۴) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ان کو اپنے گھروں سے نکال دو یہ ہر شے سے زیادہ نجس اور گندے ہیں۔

(۶۵) اور ان ہی اسناد کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک زنخا مسجد میں آیا اور اس نے آنحضرت کو سلام کیا۔ آپؐ نے اسے جواب سلام دیا۔ پھر آپؐ فوراً زمین پر منھ کے بل ہوکر **انا للہ وانا الیہ راجعون** کہنے لگے۔ پھر فرمایا میری امت کے ایسے لوگ جس امت میں بھی ہوں گے ان پر قبل قیامت عذاب نازل ہوگا

(۶۶) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد برقی سے انہوں نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے حماد سے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا میں آپ پر قربان، ہمارے

اصحاب میں سے کچھ لوگ خصی (جن کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو) ہیں وہ پاکدامن اور عبادت گزار ہیں مگر بہت بدمزاج ہیں جلد غصہ آجاتا ہے؟ فرمایا اس لئے کہ ان لوگوں کے نہ کوئی بچہ پیدا ہوا اور نہ انہوں نے کسی عورت سے ہم بستری کی۔

(۶۷) اور ان ہی اسناد کے ساتھ برقی نے اور انہوں نے انہی اسناد کے ساتھ اس حدیث کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک پہنچایا ہے کہ ایک مرتبہ ان جناب سے مرد خصی کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ایسے شخص کے متعلق سوال مت کرو جس کو نہ کسی مومن نے پیدا کیا اور نہ وہ کسی مومن کو پیدا کرے گا۔

(۶۸) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن جعفر سے انہوں نے مسعدہ بن زیاد سے انہوں نے حضرت امام جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک چور تمہیں چھوڑے دیں تم بھی انہیں چھوڑے رہو کیونکہ ان کے کتے بہت شدید اور ان کی چھین جھپٹ کینگی کی ہوتی ہے۔

(۶۹) اور ان ہی اسناد کے ساتھ حضرت جعفر بن محمدؑ سے روایت ہے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مروان بن حکم کا بیان ہے کہ جب بصرہ میں ہم لوگوں نے شکست کھائی تو جن لوگوں نے ثبوت پیش کئے ان کے اموال ان کو واپس کر دیئے گئے اور جن کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا ان سے حلف لے کر ان کے اموال واپس کئے گئے۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے کہا یا امیرالمومنین یہ سب مال غنیمت اور قیدی ہم لوگوں میں تقسیم کر دیجئے۔ جب اکثر لوگ یہی مطالبہ کرنے لگے تو آپ نے فرمایا اچھا یہ بتاؤ کہ تم میں سے کون شخص ام المومنین کو اپنے سہم میں لینے کے لئے تیار ہے؟ یہ سن کر لوگ اپنے اس مطالبے سے باز آگئے۔

(۷۰) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے معاویہ بن حکیم سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے یحییٰ بن ابی العلاء سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام جنگ نہیں کرتے تھے۔ جب تک کہ سورج نہ ڈھل جائے اور فرمایا کرتے کہ اس وقت آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں توبہ قبول ہوتی ہے اور فتح و نصرت نازل ہوتی ہے اور فرمایا کرتے کہ یہ وقت رات سے زیادہ قریب ہے اس طرح لوگ کم قتل ہوں گے فاتح کی واپسی ہوتی ہے اور شکست خوردہ چھٹکارا پاتا ہے۔

(۷۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے ابن مغیرہ سے انہوں نے سکونی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالب کے سامنے گروہ حروریہ (خارجیوں کا ایک گروہ) کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا اگر یہ لوگ اپنے گروہ کے ساتھ امام عادل کے مقابلہ کے لئے خروج کریں تو ان سے جنگ کرو۔ اور اگر یہ امام جابر (ظالم) کے ساتھ خروج کریں تو تم ان سے جنگ نہ کرو اس لئے کہ اس طرح ان لوگوں کو کچھ کہنے کا موقع ملے گا۔

(۷۲) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن سے رنوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ جناب سے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان آپ کے دوستداروں میں سے ایک شخص کو یہ اطلاع ملی کہ فلاں آدمی جہاد کے لئے ایک تلوار اور ایک گھوڑا دے رہا ہے تو وہ اس کے پاس پہنچا اور یہ دونوں چیزیں اس نے لے لیں۔ پھر اپنے اصحاب سے ملا تو اسے لوگوں نے بتایا کہ ان لوگوں کے ساتھ ہوکر جہاد کے لئے جانا جائز نہیں۔ یہ دونوں چیزیں واپس کر آؤ۔ وہ گیا اور اس آدمی کو تلاش کیا مگر وہ نہیں ملا اور اسے بتایا گیا کہ وہ یہاں سے چلا گیا۔ آپ نے فرمایا اب اس کو چاہیئے کہ وہ سرحد پر لشکر کے پڑاؤ میں رہے اور جنگ نہ کرے۔ عرض کیا گیا کہ جیسے قزوین و دیلم و عسقلان یا اس کے مانند کوئی اور؟ فرمایا ہاں۔ عرض کیا گیا کہ وہاں جہاد

کرے ؟ فرمایا نہیں مگر اس وقت جب کہ مسلمانوں کے بال بچوں پر کوئی آنچ آنے کا خوف ہو ؟ کیا تمہارا خیال ہے کہ اگر بالفرض روم والے مسلمانوں پر حملہ کریں تو ان کا پیچھا کرنا اس کے لئے مناسب نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے فرمایا لشکر کے پڑاؤ پر ہے مگر جنگ نہ کرے اور اگر اسلام اور مسلمین کے لئے کوئی خطرہ ہو تو جنگ کرے یہ جنگ اپنے لئے ہوگی بادشاہ کے لئے نہ ہوگی۔ میں نے عرض کیا اور اگر دشمن وہاں پہنچ جائے جہاں لشکر گاہ میں اس کا قیام ہے تو پھر کیا کرے ؟ فرمایا پھر اسلام کے دفاع کے لئے جنگ کرے ان لوگوں کے لئے جنگ نہ کرے اس لئے کہ اگر اسلام ختم ہو گیا تو ذکر محمد بھی ختم ہو جائے گا۔

(۷۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین نے روایت کرتے ہوئے ابن محبوب سے انہوں نے ابراہیم جازی سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے۔ شیعوں کے دولتمندوں اور اغنیاء کا تذکرہ کیا تو ایسا معلوم ہوا کہ جیسے ہم لوگوں سے ان دولتمندوں کے متعلق جو کچھ سنا وہ آپ کو برا معلوم ہوا۔ اور فرمایا اے ابو محمد جب کوئی مومن دولتمند ہو رحمدل ہو رحم کرتا ہو۔ اپنے اصحاب کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہو جو کچھ وہ نیک کاموں میں صرف کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر اس کو دو مرتبہ دے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے **وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا فازلفی الا من امن و عمل صالحا فاولئک لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم فی الغرفات امنون** (یاد رکھو تمہارے مال اور تمہاری اولاد میں یہ صلاحیت نہیں کہ تم کو ہماری بارگاہ میں مقرب بنا دیں مگر جس نے ایمان قبول کیا اور اچھے کام کئے ان لوگوں کے لئے تو ان کی کارگزاریوں کی دہری جزا اور وہ لوگ بہشت کے جھروکوں میں اطمینان سے رہیں گے سورۃ سبا۔ آیت نمبر ۳۷۔

(۷۴) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے منصور بن یونس سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر میرا بندہ مومن اپنے دل میں کوئی تکلیف نہ محسوس کرتا تو میں کافروں کے سر پر سونے کی پگڑیاں باندھ دیتا۔

(۷۵) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے موسیٰ بن عمر سے انہوں نے ابن سنان سے انہوں نے ابن سعید قماط سے انہوں نے عمران سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ اگر کوئی شخص ایک نظریہ میں تمہارے داہنے جانب (یعنی تمہارا ہم خیال) ہو اور پھر وہ بدل کر تمہارے بائیں جانب (یعنی مخالف) ہو جائے تو اس سے سوائے اچھائی کے اور کچھ نہ کہو اور نہ اس سے برأت کا اظہار کرو تاکہ تم اس سے پھر وہی باتیں سنو جو تمہارے داہنے جانب رہتے ہوئے کہا کرتا تھا۔ اس لئے کہ انسانوں کے قلوب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں وہ جس طرف چاہتا ہے الٹا پلٹتا رہتا ہے لمحہ بھر میں اس طرح اور لمحہ بھر میں اس طرح اور بندہ کبھی کبھی توفیق خیر بھی پا جاتا ہے۔

○ مولف کتاب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ ارشاد کہ اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی دو راستوں کے درمیان ایک خیر کی راہ اور ایک شر کی راہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی انگلیاں نہیں اور نہ وہ اپنی مخلوق کے مشابہ ہے وہ اس سے کہیں بالاتر ہے۔

(۷۶) ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے محمد بن احمد سے اور وہ اس حدیث کو انہی اسناد کے ساتھ اوپر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک پہنچایا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اگر کسی بندہ مومن کو زمین پر ایک درخت بھی مل جائے یا ایک مٹھی خاک بھی مل جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک ایسے شخص کو بھیج دیتا ہے جو اس سلسلہ میں اس سے تنازع اور جھگڑا کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کے لئے دولت باطل میں کوئی حصہ نہیں رکھا ہے۔

(۷۷) اور ان ہی اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے محمد بن احمد سے اور انہوں نے روایت کی ہے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد سنان سے انہوں نے اس سے جس نے ان سے اس کا تذکرہ کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بندہ مومن سے اس امر کا عہد لے لیا ہے کہ اس کی بات قبول نہ کی جائے۔ اس کا کہا سچ نہ سمجھا جائے گا وہ اپنے دشمن سے انصاف نہ پائے گا اس کا غم و غصہ کبھی ٹھنڈا نہ ہو گا جب تک کہ وہ اچھی طرح ذلیل و رسوا نہ ہو اس لئے کہ مومن کے منھ کو لگام دیدی گئی ہے۔

(۷۸) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن مہزیار سے انہوں نے اپنے بھائی سے انہوں نے احمد بن محمد سے انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو سورج اور چاند یہ دونوں انتہائی خوبصورت بیل کی شکل میں حاضر بارگاہ الٰہی ہوں تو ان کو مع ان کی پرستش کرنے والوں کے جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔ اس لئے کہ ان دونوں کی پرستش کی جارہی تھی اور اس پر معترض نہیں ہو راضی تھے۔

(۷۹) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے موسیٰ بن بکر سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ آپ جناب نے قول خدا **ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا** (بیشک نماز مومنوں پر پابندی کے ساتھ فرض کی گئی ہے) سورۃ النساء ۱۰۳ کے متعلق فرمایا کہ کتاباً موقوتاً کا مطلب یہ ہے کہ وہ واجب تحریر کر دی گئی ہے۔ اگر اس کا مطلب وہ ہو کہ جو وہ لوگ کہتے ہیں تو پھر اس کا مطلب یہ ہو گا کہ حضرت سلیمان داؤد ہلاکت اور گناہ میں پڑ گئے جبکہ انہوں نے نماز کو یہاں تک موخر کر دیا کہ آفتاب پردے میں چھپ ہو گیا اور غروب ہو گیا۔ اس لئے کہ اگر وہ غروب سے پہلے پڑھ لیتے تو وقت کے اندر ہوتا اور عصر کی نماز طویل نہیں کہ پڑھتے پڑھتے آفتاب غروب ہو جائے۔

(۸۰) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسن سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن جعفر نے روایت کرتے ہوئے اپنے بھائی حضرت موسیٰ بن جعفر سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علی ابن الحسین علیہم السلام سے آپ نے فرمایا کہ حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے لئے یہ مناسب نہیں کہ جس کے ساتھ چاہو اٹھو بیٹھو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **اذا رایت الذین یخوضون فی ایاتنا فاعرض عنهم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ واما ینسئنک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین** (جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں میں بیہودہ بحث کر رہے ہیں تو تم ان کے پاس سے ٹل جاؤ یہاں تک کہ وہ لوگ اس کے سوا کسی اور بات میں بحث کرنے لگیں اور اگر ہمارا یہ حکم تمہیں شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھنا) سورۃ انعام۔ آیت نمبر ۶۸ اور تمہارے لئے یہ بھی مناسب نہیں کہ جو چاہو کہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ولا تقف ما لیس لک به علم** (اور جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑو) سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت نمبر ۳۶ نیز رسول نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرماتا ہے جو اچھی بات کرتا ہے اور فائدہ اٹھاتا ہے یا چپ رہتا ہے تو سلامت رہتا ہے اور تمہارے لئے یہ بھی مناسب نہیں کہ جو چاہو سن لو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنه مسئولا** (بیشک کان، آنکھ اور دل ان سب کی (قیامت کے دن) لازماً باز پرس ہوگی) سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت نمبر ۳۶۔

(۸۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے احمد بن

سیاری سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عبد اللہ بن مہران کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حنان بن سدیر نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے ابی اسحاق لیثی سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ فرزند رسول یہ بتائیں کہ ایک صاحب بصیرت مومن جب کہ اس کی معرفت حدود رجہ تک پہنچ جائے اور کامل ہو جائے تو کیا وہ زنا کرتا ہے ؟ فرمایا خدا کی قسم ہرگز نہیں ۔ میں نے عرض کیا کہ وہ لواطہ کرتا ہے ؟ فرمایا خدا کی قسم ہرگز نہیں میں نے عرض کیا پھر کیا وہ چوری کرتا ہے ؟ فرمایا نہیں ۔ میں نے عرض کیا تو پھر کیا وہ شراب نوشی کرتا ہے ؟ فرمایا نہیں میں نے عرض کیا پھر کیا ان گناہان کبیرہ میں سے کوئی گناہ کبیرہ یا ان فواحش میں سے کسی فحش کام کا مرتکب نہیں ہوگا ؟ آپ نے فرمایا نہیں ۔ میں نے عرض کیا اچھا تو پھر وہ کوئی گناہ کرتا ہے ؟ آپ نے فرمایا ہاں مگر وہ مومن گناہ گار اور لائق ملامت ہوا ۔ میں نے عرض کیا ملامت شدہ کے کیا معنی ؟ فرمایا جس گناہ پر اس کی سرزنش اور تنبیہ کردی جائے گی اور اس پر کوئی الزام یا کوئی آنچ نہیں آئے گی ۔ میں نے عرض کیا سبحان اللہ یہ تو عجیب بات ہے کہ وہ زنا نہیں کرتا ۔ لواطہ نہیں کرتا ۔ چوری نہیں کرتا ۔ شراب نہیں پیتا کوئی گناہ کبیرہ نہیں کرتا کسی فحش کام کا مرتکب نہیں ہوتا ۔ فرمایا اللہ کے کام سے تعجب نہ کرو وہ جو چاہتا ہے کرتا اور جو کرتا ہے اس پر اس سے باز پرس کرنے والا کوئی نہیں بلکہ بندوں سے باز پرس کی جائے گی ۔ پھر فرمایا اے ابراہیم تمہیں کس بات پر تعجب ہے تم اور پوچھو اور پوچھنے سے باز نہ تو اس میں شرم نہ کرو اس لئے کہ ایسے علوم کی تعلیم کسی متکبر یا تعلیم حاصل کرنے سے شرمانے والے کو نہیں دی جاتی ۔ میں نے عرض کیا فرزند رسول میں آپ کے شیعوں میں ایسے لوگوں کو پاتا ہوں جو شراب پیتے ہیں رہزنی کرتے ہیں ڈاکہ مارتے ہیں لواطہ کرتے ہیں سود کھاتے ہیں اور بہت سے فواحش کا ارتکاب کرتے ہیں ۔ نماز ، روزہ اور زکوۃ کو حقیر سمجھتے ہیں ۔ اعزاء و اقرباء سے قطع رحم کرتے ہیں گناہان کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہیں ۔ تو یہ کیا ہے اور ایسا کیوں ہے ؟ آپ نے فرمایا اے ابراہیم کیا اس کے علاوہ کوئی اور بات بھی تمہارے دل کو کھٹکتی ہے ۔ میں نے عرض کیا جی ہاں فرزند رسول اس سے بھی بڑی ایک بات ہے ؟ فرمایا اے ابو اسحاق وہ کیا ؟ میں نے عرض کیا فرزند رسول میں آپ کے دشمنوں اور ناصبیوں میں سے ایسے لوگ بھی پاتا ہوں جو نماز بھی کثرت سے پڑھتے ہیں ۔ روزہ بھی زیادہ رکھتے ہیں زکوۃ بھی نکالتے ہیں ۔ پے در پے حج و عمرہ بھی بجالاتے ہیں جہاد کے بھی خواہشمند رہتے ہیں لوگوں کے ساتھ نیکی اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحم بھی کرتے ہیں اپنے بھائیوں کے حقوق بھی ادا کرتے ہیں اور اپنے مال سے ان کی مدد بھی کرتے ہیں شراب خوری و زنا و لواطہ و دیگر فواحش سے اجتناب بھی کرتے ہیں تو پھر یہ سب کیا ہے اور کیسے ہے ؟ فرزند رسول میرے لئے اس کو وضاحت سے بیان فرمائیں اور اس پر کوئی دلیل و برہان ہے تو وہ بھی بتائیں ۔ اس لئے خدا کی قسم میں اکثر اسی فکر میں رہتا ہوں راتوں کو نیند نہیں آتی تو میں اس کو سوچتے سوچتے تنگ آگیا ہوں ۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سب سن کر امام محمد باقر علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا اے ابو ابراہیم جو کچھ تم نے پوچھا ہے اس کا شافی جواب لے لو یہ اللہ تعالیٰ کے علم و اسرار کے خزانوں میں سے ایک پوشیدہ علم ہے اچھا اب یہ بتاؤ کہ ان دونوں گروہوں کا اعتقاد تم کیسا پاتے ہو ؟ میں نے عرض کیا فرزند رسول میں آپ لوگوں سے محبت کرنے والوں کو اور آپ لوگوں کو شیعوں کو ایسا پاتا ہوں کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی ساری دنیا کا سونا اور چاندی دیا جائے اور کہا جائے کہ وہ آپ لوگوں کی دوستی اور محبت ترک کردے آپ کے اغیار کی محبت اور دوستی اختیار کرے تو وہ اس سے باز نہیں آئے گا خواہ اس کی ناک پر تلوار ماری جائے اور اسے قتل کیا جائے وہ آپ لوگوں کی محبت اور ولایت سے نہیں ہٹے گا ۔ اور ناصبیوں کو ہم ایسا پاتے ہیں کہ باوجود یہ کہ وہ بڑے روزے اور نماز والے ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اگر ان کو مشرق و مغرب کے درمیان کا تمام سونا اور چاندی دیا جائے اور کہا جائے تم ان طاغوتوں کی محبت و مواصلات کو ترک کر کے آپ لوگوں کی محبت اختیار کرو وہ ہرگز اس کے لئے تیار نہ ہوں گے اور اپنے اعتقاد پر اڑے رہیں گے خواہ ان کی ناک پر تلوار ماری جائے اور انہیں قتل کیا جائے وہ اپنے اعتقاد سے نہیں پھریں گے وہ ایسے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک آپ حضرات کی منقبت اور آپ لوگوں کے فضائل کو سنتا ہے تو منہ بنا لیتا ہے اور اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا ہے اور اس کے چہرے سے ناگواری ظاہر ہوتی ہے محض اس لئے کہ وہ آپ لوگوں سے بغض

رکھتا ہے اور اپنے طواغیت سے محبت کرتا ہے ۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر امام محمد باقر علیہ السلام پھر مسکرائے اور فرمایا اے ابراہیم اسی جگہ تو وہ ہلاک ہوگئے ۔ عاملة ناصبة تصلیٰ ناراً حامية تسقى من عين آنية (عمل کرنے والے ناصبی دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے اور انہیں ایک کھولتے ہوئے چشمہ کا پانی پلایا جائے گا) سورۃ الغاشیہ ۔ آیت نمبر ۵ / ۴ / ۳ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلنه هباءً منثورا ؀ ان لوگوں نے دنیا میں جو کچھ نیک کام کئے ہیں ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے تو ہم ان کو گویا اڑتی ہوئی خاک بنا کر برباد کردیں گے) سورۃ الفرقان ۔ آیت نمبر ۲۳ وائے ہو تم پر اے ابراہیم تمہیں نہیں معلوم اس کا سبب اور اس کا قصہ کیا ہے اور لوگوں نے یہ بات پوشیدہ کیوں رکھی گئی ہے ؟ میں نے عرض کیا فرزند رسول آپ ہی اس کی تشریح بہ دلائل بیان فرمائیں ۔ آپ نے فرمایا اے ابراہیم اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے عالم اور قدیم ہے اور اس نے اشیاء کو پیدا کیا مگر کسی شے کو نہیں پیدا اور جس کا یہ خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اشیاء کو کسی شے سے پیدا کیا وہ کافر ہے اس لئے کہ وہ شے جس سے یہ تمام اشیاء خلق ہوئی ہیں وہ قدیم ٹھہرے گی اور اللہ کی ازلیت و حقیقت میں شریک سمجھی جائے گی اور وہ شے بھی ازلی ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کو بلا کسی شے کو پیدا کیا اور جن چیزوں کو اللہ نے بلا کسی شے کے پیدا ان میں سے ایک پاک و طیب زمین پیدا کی اور اس میں شیریں پانی کے چشمے نکالے اور اس پر ہم اہلبیت کی ولایت اور محبت پیش کی اس نے اس کو قبول کیا اس زمین پر پانی سات دن تک پھیلا رہا اس کے بعد وہ پانی سمٹ کر ایک جگہ تھم گیا تو اس میں سے کچھ صاف و شفاف مٹی لی اور اس کو ائمہ طاہرین کی طینت کے لئے مخصوص کیا اس کے بعد اس کے نیچے سے تلچھٹ غیر شفاف اور ثقیل مٹی لی اور اس سے ہمارے شیعوں کو پیدا کیا اور اگر تم لوگوں کی طینت اسی حالت پر چھوڑ دیتا جیسا کہ ہم لوگوں کی طینت کو اس نے چھوڑ دیا تو ہم لوگ اور تم لوگ ایک ہی چیز ہوتے ۔ میں نے عرض کیا فرزند رسول پھر اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کی طینت کے ساتھ کیا کیا ؟ آپ نے فرمایا اے ابراہیم میں ابھی بتاتا ہوں ۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک متروک ، گندی ، بدبودار زمین خلق کی اور اس میں سے کھاری ، سڑا ہوا اور نمکین پانی ڈالا اور اس پر ہم اہلبیت کی ولایت کو پیش کیا اس نے قبول نہیں کیا تو وہ پانی اس پر سات دن تک بہتا رہا یہاں تک وہ زمین کل کی کل اس میں ڈوب گئی پھر وہ سارا پانی سمٹ کر ایک جگہ جمع ہو گیا اس میں سے کچھ مٹی لی اس سے دنیا کے سارے سرکش اور ان کے سردار پیدا کئے پھر تم لوگوں کی اس ثقیل مٹی سے اس کو مخلوط کر دیا اور اگر ان لوگوں کی طینت کو اپنے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور تم لوگوں کی طینت سے اس کو نہ ملاتا تو وہ لوگ نہ کلمہ شہادتین پڑھتے نہ نماز پڑھتے نہ روزہ رکھتے نہ زکوۃ دیتے نہ حج کرتے نہ لوگوں کی امانتیں ادا کرتے ان لوگوں کی صورت تم لوگوں کی صورت کے مشابہ ہوتی اور ایک مومن کے لئے یہ بھی بہت گراں ہے کہ وہ اپنے دشمن کی صورت کو اپنی صورت کے مشابہ دیکھے ۔ میں نے عرض کیا فرزند رسول پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں طینتوں کو کیا کیا ؟ آپ نے فرمایا ان دونوں کو ملایا اور پہلے اور دوسرے پانی کو ڈال کر خوب گوندھا اس طرح ملایا جس طرح چمڑے کی مالش کی جاتی ہے پھر اس میں سے ایک مٹھی لی اور کہا یہ جنت میں جائیں گے ۔ اور ہمیں پرواہ نہیں اور دوسری مٹی اٹھائی اور کہا یہ جہنم میں جائیں گے اور ہمیں پروا نہیں پھر ان دونوں کو مخلوط کیا تو اس طرح مومن کی طینت کافر کی طینت سے مس ہوئی اور کافر کی طینت مومن کی طینت سے مس ہوئی اور اب جو تم ہمارے شیعوں میں زنا ، لواطہ ، ترک نماز و ترک صوم و ترک حج و ترک جہاد اور خیانت یا گناہان کبیرہ دیکھتے ہو تو ناصبیوں کی طینت سے مس ہونے کا اثر ہے اور وہ عنصر ہے جو ان میں مل گیا ہے اس لئے کہ ناصبیت کی طینت و عنصر گناہ کا ارتکاب اور آلودہ فواحش و کبائر ہوتا ہے ۔ اور تم جو ناصبیوں میں یہ پابندی نماز و روزہ و زکوۃ و حج و جہاد و نیکی کے اقسام دیکھتے ہو وہ ان میں مومن کی طینت و عنصر کی وجہ سے ہے جو اس میں مخلوط ہو گئی ہے اس لئے مومن کی طینت کی خاصیت نیکی کرنا خیر و خیرات کرنا گناہوں سے اجتناب ہے ۔ پس جب یہ کل کے کل اعمال اللہ کے سامنے پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کہے گا کہ میں عادل ہوں جور نہیں کرتا منصف ہوں ظلم نہیں کرتا میں حکم ہوں ناانصافی اور کسی کی جانبداری نہیں کروں گا کسی پر زیادتی نہیں کروں ۔ ان تمام برے اعمال کو جو مومن سے سرزد ہوئے ہیں ناصبیوں کی طینت سے ملحق کردو اور جتنے نیک اعمال ہیں جو ناصبیوں نے کئے ہیں وہ سب

طینت مومن سے ملحق کردو اور ان سب کو ان کی طرف پلٹادو اس لئے کہ میں اللہ ہوں نہیں ہے کوئی اللہ میرے سوا میں ہر پوشیدہ اور چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہوں میں اپنے بندوں کے دلوں کا بھید جاننے والا ہوں اور میں ظلم و زیادتی نہیں کرتا اور خلقت سے پہلے میں نے جس کو پہچان لیا ہے اس پر الزام رکھتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اے ابراہیم اس آیت کو پڑھو میں نے عرض کیا فرزند رسول کس آیت کو؟ آپ نے فرمایا قرآن کی اس آیت کو **قال معاذ اللہ ان ناخذ الا من وجدنا متاعنا عندہ انا اذا لظالمون** (حضرت یوسف نے کہا معاذ اللہ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ہم نے جس کے پاس اپنی چیز پائی ہے اسے چھوڑ کر دوسرے کو پکڑ لیں اگر ایسا کریں گے تو ظالم قرار پائیں گے سورۂ یوسف۔ آیت نمبر ۷۹) اس کا ظاہری مطلب تو وہی ہے جو تم سمجھتے ہو مگر خدا کی قسم اس کا باطنی مطلب بعینہٖ یہی ہے۔ اے ابراہیم قرآن کا ایک ظاہر ہوتا ہے ایک باطن۔ ایک محکم ہوتا ہے ایک متشابہ۔ ایک ناسخ ہوتا ہے اور ایک منسوخ۔ پھر فرمایا اچھا اے ابراہیم ایک بات بتاؤ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں مساوی دنیا میں پھیلتی ہیں تو یہ شعاعیں کیا آفتاب کے قرص سے جدا ہوتی ہیں میں نے عرض کیا طلوع ہوتے وقت تو جدا ہوتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ایسا نہیں ہے کہ جب آفتاب غروب ہونے لگتا ہے تو وہ شعاع قرص آفتاب کی طرف سمٹتی ہیں تاکہ اس کی طرف پلٹ جائیں میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا بس اسی طرح ہر شے اپنی سنخ اپنے جوہر اور اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ناصب کی سنخ و طینت مع اس کے ثقل و بوجھ کے مومن سے نکال لے گا اور وہ ناصب سے ملحق کر دیگا اور مومن سنخ و طینت سے اس کے تمام حسنات و ابواب خیر و اجتہاد کے نکال کر مومن سے ملحق کر دے گا کیا تم اس کو ظلم و زیادتی سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں اے فرزند رسول۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم اسی کا نام قضا و فیصلہ اور حکم قطعی اور عین عدل ہے اللہ جو کرتا ہے اس سے پوچھا نہیں جائے گا بندوں سے پوچھا جائے گا اے ابراہیم یہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے تم شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا یہ ملکوت کا حکم ہے میں نے عرض کیا فرزند رسول حکم ملکوت کیا ہے فرمایا خدا کا حکم اس کے انبیاء کا حکم اور حضرت خضر و حضرت موسیٰ کا قصہ یاد کرو جب انہوں نے ان کی صحبت اختیار کی تو حضرت خضر نے کہا تم میرے ہرگز صبر نہ کر سکو گے اور اس پر کس طرح صبر کر سکتے ہو جو تمہارے احاطہ علم میں نہ ہو۔ اے ابراہیم اسے سمجھو اور عقل میں لاؤ کہ حضرت موسیٰ نے خضر پر اعتراض کیا اور ان کے افعال کو درست نہ سمجھا تو حضرت خضر نے ان سے کہا اے موسیٰ میں نے یہ سب کچھ اپنی طرف سے نہیں کیا ہے بلکہ حکم خدا سے کیا ہے۔ اے ابراہیم تم پر وائے ہو قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے جو تواتر کے ساتھ اللہ کے احکام ہم لوگوں تک پہنچاتا ہے جو اس میں سے صرف ایک کو رد کر دے گا اور وہ کافر و مشرک ہو جائے گا اور اللہ کے فرمان کو رد کر دے گا۔

لیثی کا بیان ہے کہ میں چالیس سال سے ان آیات کو پڑھ رہا ہوں لیکن آج کے سوا کبھی نہ سمجھا تھا میں نے عرض کیا فرزند رسول یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ کے دشمنوں کے اعمال نیک آپ کے شیعوں کو عطا کر دئے جائیں گے اور آپ کے محبین کے گناہ آپ کے دشمنوں کے ذمہ کر دیے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی اللہ نہیں وہ دانوں کو شگافتہ کرنے والا ہے اور ہر ذی روح کو پیدا کرنے والا ہے اور زمین و آسمان کا خالق ہے میں نے تمہیں حق کی ایسی بات بتائی ہے اور سچ کے سوا کچھ نہیں بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر ظلم نہیں کیا ہے اور نہ اللہ بندوں پر ظلم کرتا ہے جو باتیں میں نے تمہیں بتائی ہیں وہ سب قرآن میں موجود ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا یہ بھی قرآن میں موجود ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ بات قرآن میں تیس سے زیادہ مقامات پر مذکور ہے کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں وہ آیات پڑھ کر سناؤں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں اے فرزند رسول۔ آپ نے فرمایا اچھا سنو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **وقال الذین کفروا للذین امنوا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطیکم وما ہم بحملین من خطیہم من شئی انہم لکذبون ولیحملن اثقالہم واثقالا مع اثقالہم** اور لوگوں نے جو کافر ہو گئے ان لوگوں سے کہا جو ایمان لائے کہ ہمارے راستے کی پیروی کرو اور ہم ضرور تمہاری

خطاؤں کو اپنے ذمہ لے لیں گے حالانکہ وہ ان کی خطاؤں میں سے کچھ بھی اٹھانے والے نہیں۔ یقیناً وہ جھوٹے ہیں اور اپنے بوجھ تو ضرور اٹھائیں گے اور اپنے بوجھ کے ساتھ کئی اور بوجھ بھی) سورۂ عنکبوت۔ آیت نمبر ۱۳/۱۲ اے ابراہیم مزید کوئی اور آیت پڑھوں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں اے فرزند رسول۔ تو آپ نے یہ آیت پڑھی **لیحملوا اوزارہم کاملۃ یوم القیامۃ ومن اوزار الذین یضلونہم بغیر علم الا ساء ما یزرون** (تاکہ قیامت کے دن وہ اپنے گناہوں کے پورے بوجھ اور جن لوگوں کو انہوں نے بے جا گمراہ کیا ان کے گناہوں کے بوجھ بھی انہیں اٹھانے پڑیں گے۔ ذرا دیکھو یہ لوگ کیسا برا بوجھ اپنے اوپر لادے چلے جا رہے ہیں) سورۂ نحل۔ آیت نمبر ۲۵ فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ کوئی مزید ہدایت بتاؤں میں نے عرض کیا جی ہاں اے فرزند رسول۔ تو آپ نے یہ آیت پڑھی **فاولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنت وکان اللہ غفورا رحیما** (البتہ ان لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور خدا تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے سورۂ فرقان۔ آیت نمبر ۷۰) تو اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور ہمارے دشمنوں کی نیکیوں کو گناہوں سے بدل دے گا اور میں خدائے ذوالجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہی اس کا عدل اور انصاف ہے اس کے فیصلے کو کوئی رد نہیں کر سکتا اور اس کے حکم کو کوئی پس پشت نہیں ڈال سکتا وہ سننے والا اور جاننے والا ہے اور کیا میں تم سے دونوں طینتوں کے باہم مخلوط کرنے کی بات قرآن سے بیان کروں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں اے فرزند رسول۔ آپ نے فرمایا اچھا اے ابراہیم یہ آیت پڑھو **الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم ان ربک واسع المغفرۃ ہو اعلم بکم اذ انشاکم من الارض** (جو لوگ گناہان صغیرہ کے سوا گناہان کبیرہ سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں بے شک تمہارا پروردگار بڑی بخشش والا ہے اور وہی تم کو خوب جانتا ہے جب اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا سورۂ نجم۔ آیت نمبر ۳۲ یعنی طیب مٹی اور سڑی اور بدبودار مٹی سے۔ (**فلا تزکوا انفسکم ہو اعلم بمن اتقی**) (تو تم لوگ تکبر سے اپنے نفس کی پاکیزگی نہ جتایا کرو جو پرہیزگار ہے اس کو وہ خوب جانتا ہے) سورۂ نجم۔ آیت نمبر ۳۲ اس آیت کے آخری ٹکڑے میں وہ کہتا ہے کہ کوئی تم میں سے کثرت نماز و روزہ و زکوٰۃ و عبادت پر فخر نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ تم لوگوں میں سے کون پرہیزگار ہے اس لئے کہ یہ مخلوط ہو جانا اسی کی وجہ سے ہے۔ کیا تمہیں کچھ اور سناؤں اے ابراہیم؟ میں نے عرض کیا ہاں اے فرزند رسول۔ تو آپ نے یہ آیت سنائی **کما بداکم تعودون فریقا ہدی وفریقا حق علیہم الضلالۃ انہم اتخذوا الشیاطین اولیاء من دون اللہ** (جس طرح اس نے تمہیں شروع شروع پیدا کیا اسی طرح دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے اسی نے ایک فریق کی ہدایت کی اور ایک فریق پر گمراہی سوار ہو گئی ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو سرپرست بنا لیا) سورۂ اعراف۔ آیت نمبر ۳۰/۲۹ یعنی ائمہ حق کو چھوڑ کر ائمہ ظلم و جور کو اپنا سرپرست بنایا **ویحسبون انہم مہتدون** وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ راہ راست پر ہیں اے ابو اسحاق میری اس حدیث کو یاد کر لو اس لئے کہ یہ ہم لوگوں کی بہت روشن احادیث میں سے ہے یہ ہم لوگوں کے سربستہ اسرار اور پوشیدہ خزانوں میں سے ہے اچھا اب واپس جاؤ اور سوائے باصیرت مومن کے کسی کو اس راز سے آگاہ نہ کرنا اس لئے کہ اگر تم نے اس کو شہرت دی تو تمہاری جان تمہارا مال اور تمہارے بال بچے سب مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے۔

الحمد للہ کہ علل الشرائع حصہ دوم کا ترجمہ تمام ہوا

سید حسن امداد ممتاز فاضل (غازی پوری یوپی انڈیا)

۲۴ شوال ۱۴۱۷ھ شب جمعہ بمطابق یکم مئی ۱۹۹۷ء بوقت گیارہ بجے شب

طینت مومن سے ملحق کر دو اور ان سب کو ان کی طرف پلٹا دو اس لئے کہ میں اللہ ہوں نہیں ہے کوئی اللہ میرے سوا میں ہر پوشیدہ اور چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہوں میں اپنے بندوں کے دلوں کا بھید جاننے والا ہوں اور میں ظلم و زیادتی نہیں کرتا اور خلقت سے پہلے میں نے جس کو پہچان لیا ہے اس پر الزام رکھتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اے ابراہیم اس آیت کو پڑھو میں نے عرض کیا فرزند رسول کس آیت کو؟ آپ نے فرمایا قرآن کی اس آیت کو **قال معاذ الله ان ناخذ الا من وجدنا متاعنا عنده انا اذا لظالمون** (حضرت یوسف نے کہا معاذ اللہ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ہم نے جس کے پاس اپنی چیز پائی ہے اسے چھوڑ کر دوسرے کو پکڑ لیں اگر ایسا کریں گے تو ظالم قرار پائیں گے سورۂ یوسف۔ آیت نمبر ۷۹) اس کا ظاہری مطلب تو وہی ہے جو تم سمجھتے ہو مگر خدا کی قسم اس کا باطنی مطلب یہ بھی ہے۔ اے ابراہیم قرآن کا ایک ظاہر ہوتا ہے ایک باطن۔ ایک محکم ہوتا ہے ایک متشابہ۔ ایک ناسخ ہوتا ہے اور ایک منسوخ۔ پھر فرمایا اچھا اے ابراہیم ایک بات بتاؤ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں مساوی دنیا میں پھیلتی ہیں تو یہ شعاعیں کیا آفتاب کے قرص سے جدا ہوتی ہیں میں نے عرض کیا طلوع ہوتے وقت تو جدا ہوتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ایسا نہیں ہے کہ جب آفتاب غروب ہونے لگتا ہے تو وہ شعاع قرص آفتاب کی طرف سمٹتی ہیں تاکہ اس کی طرف پلٹ جائیں میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا بس اسی طرح ہر شے اپنی سنخ اپنے جوہر اور اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ناصب کی سنخ و طینت مع اس کے ثقل و بوجھ کے مومن سے نکال لے گا اور وہ ناصب سے ملحق کر دیگا اور مومن سنخ و طینت سے اس کے تمام حسنات و ابواب خیر و اجتہاد کے نکال کر مومن سے ملحق کر دے گا کیا تم اس کو ظلم و زیادتی سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں اے فرزند رسول۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم اسی کا نام قضاء و فیصلہ اور حکم قطعی اور عین عدل ہے اللہ جو کرتا ہے اس سے پوچھا نہیں جائے گا بندوں سے پوچھا جائے گا اے ابراہیم یہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے تم شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا یہ ملکوت کا حکم ہے میں نے عرض کیا فرزند رسول حکم ملکوت کیا ہے فرمایا خدا کا حکم اس کے انبیاء کا حکم اور حضرت خضر و حضرت موسیٰ کا قصہ یاد کرو جب انہوں نے ان کی صحبت اختیار کی تو حضرت خضر نے کہا تم میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکو گے اور اس پر کس طرح صبر کر سکتے ہو جو تمہارے احاطہ علم میں نہ ہو۔ اے ابراہیم اسے سمجھو اور عقل میں لاؤ کہ حضرت موسیٰ نے خضر پر اعتراض کیا اور ان کے افعال کو درست نہ سمجھا تو حضرت خضر نے ان سے کہا اے موسیٰ میں نے یہ سب کچھ اپنی طرف سے نہیں کیا ہے بلکہ حکم خدا سے کیا ہے۔ اے ابراہیم تم پر وائے ہو قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے جو تواتر کے ساتھ اللہ کے احکام ہم لوگوں تک پہنچاتا ہے جو اس میں سے صرف ایک کو رد کر دے گا اور وہ کافر و مشرک ہو جائے گا اور اللہ کے فرمان کو رد کر دے گا۔

لیثی کا بیان ہے کہ میں چالیس سال سے ان آیات کو پڑھ رہا ہوں لیکن تو کے سوا کبھی نہ سمجھا تھا میں نے عرض کیا فرزند رسول یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ کے دشمنوں کے اعمال لیکر آپ کے شیعوں کو عطا کر دیے جائیں گے اور آپ کے محبین کے گناہ آپ کے دشمنوں کے ذمہ کر دیے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں ہاں اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی اللہ نہیں وہ دانوں کو شگافتہ کرنے والا ہے اور ہر ذی روح کو پالنے والا ہے اور زمین و آسمان کا خالق ہے میں نے تمہیں حق کی ایسی بات بتائی ہے اور حق کے سوا کچھ نہیں بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر ظلم نہیں کیا ہے اور نہ اللہ بندوں پر ظلم کرتا ہے جو باتیں میں نے تمہیں بتائی ہیں وہ سب قرآن میں موجود ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا یہ بھی قرآن میں موجود ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ بات قرآن میں تیس سے زیادہ مقامات پر مذکور ہے کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں وہ آیات پڑھ کر سناؤں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں اے فرزند رسول۔ آپ نے فرمایا اچھا سنو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **وقال الذين كفروا للذين امنوا اتبعوا سبيلنا ولنحمل خطيكم وما هم بحملين من خطيهم من شئ انهم لكذبون وليحملن اثقالهم واثقالا مع اثقالهم** اور لوگوں نے جو کافر ہو گئے ان لوگوں سے کہا جو ایمان لائے کہ ہمارے راستے کی پیروی کرو اور ہم ضرور تمہاری

خطاؤں کو اپنے ذمہ لے لیں گے حالانکہ وہ ان کی خطاؤں میں سے کچھ بھی اٹھانے والے نہیں۔ یقیناً وہ جھوٹے ہیں اور اپنے بوجھ تو ضرور اٹھائیں گے اور اپنے بوجھ کے ساتھ کئی اور بوجھ بھی) سورۂ عنکبوت۔ آیت نمبر ۱۳/ ۱۲ اے ابراہیم مزید کوئی اور آیت پڑھوں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں اے فرزند رسول۔ تو آپ نے یہ آیت پڑھی **ليحملوا اوزارهم كاملة يوم القيامة ومن اوزار الذين يضلونهم بغير علم الا ساء مايزرون** (تاکہ قیامت کے دن وہ اپنے گناہوں کے پورے بوجھ اور جن لوگوں کو انہوں نے بے جا گمراہ کیا ان کے گناہوں کے بوجھ بھی انہیں اٹھانے پڑیں گے۔ ذرا تو دیکھو یہ لوگ کیسا برا بوجھ اپنے اوپر لادے چلے جا رہے ہیں) سورۂ نحل۔ آیت نمبر ۲۵ فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ کوئی مزید ہدایت بتاؤں میں نے عرض کیا جی ہاں اے فرزند رسول۔ تو آپ نے یہ آیت پڑھی **فاولئك يبدل الله سياتهم حسنت وكان الله غفورا رحيما** (البتہ ان لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور خدا تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے سورۂ فرقان۔ آیت نمبر ۷۰) تو اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور ہمارے دشمنوں کی نیکیوں کو گناہوں سے بدل دے گا اور میں خدائے ذوالجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہی اس کا عدل اور انصاف ہے اس کے فیصلے کو کوئی رد نہیں کر سکتا اور ان کے حکم کو کوئی پس پشت نہیں ڈال سکتا وہ سننے والا اور جاننے والا ہے اور کیا میں تم سے دونوں طینتوں کے باہم مخلوط کرنے کی بات قرآن سے بیان کروں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں اے فرزند رسول۔ آپ نے فرمایا اچھا اے ابراہیم یہ آیت پڑھو **الذين يجتنبون كبائر الاثم والفواحش الا اللمم ان ربك واسع المغفرة هو اعلم بكم اذ انشاكم من الارض** (جو لوگ گناہان صغیرہ کے سوا گناہان کبیرہ سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں بے شک تمہارا پروردگار بڑی بخشش والا ہے اور وہی تم کو خوب جانتا ہے جب اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا سورۂ نجم۔ آیت نمبر ۳۲ یعنی طیب مٹی اور سڑی اور بدبودار مٹی سے۔ (**فلا تزكوا انفسكم هو اعلم بمن اتقى** (تو تم لوگ تکبر سے اپنے نفس کی پاکیزگی نہ جتایا کرو جو پرہیزگار ہے اس کو وہ خوب جانتا ہے) سورۂ نجم۔ آیت نمبر ۳۲ اس آیت کے آخری ٹکڑے میں وہ کہتا ہے کہ کوئی تم میں سے کثرت نماز و روزہ و زکوٰۃ و عبادت پر فخر نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ تم لوگوں میں سے کون پرہیزگار ہے اس لئے کہ یہ مخلوط ہو جانے کی وجہ سے ہے۔ کیا تمہیں کچھ اور سناؤں اے ابراہیم؟ میں نے عرض کیا جی ہاں اے فرزند رسول۔ تو آپ نے یہ آیت سنائی **كما بداكم تعودون فريقا هدى وفريقا حق عليهم الضلالة انهم اتخذوا الشياطين اولياء من دون الله** (جس طرح اس نے تمہیں شروع شروع پیدا کیا اسی طرح دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے اس نے ایک فریق کی ہدایت کی اور ایک فریق پر گمراہی سوار ہو گئی ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو سرپرست بنا لیا) سورۂ اعراف۔ آیت نمبر ۳۰/ ۲۹ یعنی ائمہ حق کو چھوڑ کر ائمہ ظلم و جور کو اپنا سرپرست بنا لیا **ويحسبون انهم مهتدون** وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ راہ راست پر ہیں اے ابو اسحاق میری اس حدیث کو یاد کر لو اس لئے کہ یہ ہم لوگوں کی بہت روشن احادیث میں سے ہے یہ ہم لوگوں کے سربستہ اسرار اور پوشیدہ خزانوں میں سے ہے اچھا اب واپس جاؤ اور سوائے بابصیرت مومن کے کسی کو اس راز سے آگاہ نہ کرنا اس لئے کہ اگر تم نے اس کو شہرت دی تو تمہاری جان تمہارا مال اور تمہارے بال بچے سب مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے۔

الحمد للہ کہ علل الشرائع حصہ دوم کا ترجمہ تمام ہوا

سید حسن امداد ممتاز الافاضل (غازی پوری یوپی انڈیا)
۲۷ شوال ۱۴۱۷ھ شب جمعہ بمطابق یکم مئی ۱۹۹۷ء بوقت گیارہ بجے شب